شاداب میں جس طوطی گلزار معانی کا نظارہ اس میں مشتاقانِ تاریخ قدیم کی تشفی کا

اُردو میں

مُکمّل

مہابھارت

پورے ۱۸ پرب

مترجمہ

ملک الشعرا منشی دوارکا پرشاد صاحب اُفق لکھنوی (مالک نظم اخبار)

جسے

رام دتہ مل پبلشر و تاجر کتب لوہاری دروازہ لاہور نے

سنہ ۱۹۱۲ء

آریہ سٹیم پریس لاہور میں طبع کرا کر نہایت خوبی سے شائع کیا

سوانح عمریاں

نام کتاب	اصلی قیمت	رعایتی قیمت
ہنومان جی اردو مکمل ...	عـہ/	۱۴/
مہابھارت کلاں	عـہ/	عـ۶/
سوانح عمری تانتیا بھیل اردو	عہ	۴/
〃 سری کرشن جی	۱۲/	۷/
〃 بدھ دیو	۸/	۲/
〃 رام چندر جی (یعنی آفتاب (سورج بنسی مکمل)	عـ۸/	۱۴/
〃 سری رامچندر جی ...	۱/	۱/
〃 مہاراجہ بھوج	۶/	۳/
〃 پنڈت لیکھرام	۵/	۴/
لالہ لاجپت رائے کی جلاوطنی کی سرگزشت	۱۴/	۱۳/
فسانہ برہما (حالات جلاوطنی لالہ لاجپت رائے)	۱۴/	۱۳/
سوانح عمری حاتم طائی	۳/	ـ/
〃 کولمبس	۴/	۱/
〃 راجہ ٹوڈرمل	۴/	۱/
〃 سوامی شنکراچارج ..	۸/	۶/
〃 سوامی دیانند جی	۱۲/	۹/
〃 ملا دو پیازہ	۶/	۰۱/
〃 رائے پرتھی راج ..	۵/	۱۰/
〃 ہنومان (ہنومان پرکاش)	۱۲/	۴/
〃 گرو نانک دیو	عہ	۲/
〃 گرو انگد صاحب	۳/	ـر
〃 گرو رامداس جی	۳/	ـر
〃 گرو رامداس جی	۵/	ـ/
〃 گرو ارجن داس جی ...	۸/	۲/
〃 گرو ہرگوبند صاحب ...	۸/	۲/
〃 گرو ہرکشن صاحب ...	۵/	۱/
〃 گرو [illegible] ...	۴/	۱/

نام کتاب	اصلی قیمت	رعایتی قیمت
سوانح عمری راجہ ہریش چندر	۸/	۲
〃 گیری بالڈی ومیزینی فی .	۱۰/	۶
〃 رانی سنجوگتا	۴/	۱
〃 درگاوتی	۲/	.
〃 سیواجی	۱۲/	۳
〃 جیل نتا	۲/	۱
〃 لاجپت رائے و گوکھلے فی	۱/	۱
〃 مسٹر اے ہیوم و حیات سرسید فی	۱/	۱/
〃 سرہنری کاٹن	۱/	۱/
〃 مہاراج تلک	۱/	۱/
〃 سرسریندر ناتھ بنرجی ..	۱/	۱/
〃 دادا بھائی نوروجی	۱/	۱/
حیات امام ابویوسف علیہ الرحمۃ	۳/	ـ/
〃 ابن جوزی علیہ الرحمۃ	۳/	ـ/
〃 ابن سیرینؒ (خواب کی تعبیر بتانے والے)	۲/	ـ/
〃 ابواسحاق شیرازی علیہ الرحمۃ	۳/	ـ/
〃 ابن صائغ اندلسی علیہ الرحمۃ	۴/	ـ/
〃 ابو حیان غرناطی 〃	۳/	ـر
〃 ابن سمعون بغدادی 〃	۳/	ـ/
〃 حضرت محمد صاحب (اپرکاش دیو) ...	۵	۴/
〃 امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ...	۴/	۱/
〃 سسی پنوں	۲/	۱/
تاریخ اروڑبنس	۲/	۱/
کارنامہ لارڈ ہارڈنگ مکمل اردو	عہ	۶/
سوانح عمری آنریبل ڈاکٹر راس بہاری گھوش	۴/	۱/
〃 بدرالدین طیب جی ابدرالملک 〃 سرفیروز شاہ مہتہ و اجودھیا جی فی	۱/	۱/

مہابھارت

حصہ اوّل

آدپرب

ادھیائے اوّل

یہ روداد زمانہ سرگذشتِ پاسبانی ہے
شنیدہ کہنے کو دراصل آنکھوں کی زبانی ہے

اودھ کے اور مقدس مقامات میں نیمشارد نیمکھارشرکھ عرف نیمسارن (ضلع سیتاپور) کا وہ متبرک تیرتھ ہے۔ جہاں علائق دنیوی کو لات مار کر بناسپتی کو دنیا کی نعمتوں پر ترجیح دینے والے رشی منی صرف ویددھنی سے زندگی کا مزہ لوٹتے اور روشنضمیری کی غیبی طاقتوں سے لوک پرلوک بنانے والی عقلی و علمی ایجادوں سے آریاورت کو روئے زمین کا سرتاج بنائے ہوئے تھے۔ ان کی ٹوٹی پھوٹی گھاس پھوس کی کٹیوں میں جلنے والے آدھی کے چراغ میں قدرت نے وہ روشنی پیدا کر رکھی تھی جو دوپہر کے آفتاب اور پورنماشی کے چاند کی آنکھیں چوندھیاتی اور نورِ حقیقت میں بھی اپنی تڑپ دکھاتی تھی۔ یہاں کے تپوبن کی خاک کے ذرے آج بھی چشمِ حقیقت کے لئے آئینہ کا کام دیتے ہیں۔ جن میں آجکل کی روشنی میں اپنا منہ دیکھنے والوں کو وہ مقدس صورتیں دیکھ کر آنکھیں نیچے کر لینا پڑتی ہیں جن کے

ہاتھ کے لکھے ہوئے صفر نے سارے برھمانڈ کو محدود کر کے وہ قدرت دکھائی
کہ جرمن کا مشہور و معروف سنسکرت کا فاضل یورپ کی علمی لیاقت کا نفس ناطقہ
مسٹر میکس مولر انگشت بدنداں ہو کر پکار اٹھا۔ کہ یورپ کی سب ایجادیں ہیچ۔ سائنس
کی ساری کرتب واہیات۔ آریا ورت کے ایک صفر کو دنیا کی کوئی سائنٹفک ایجاد
نہیں پہنچ سکتی۔ صرف ایک صفر نے وہ کرامات دکھائی ہے کہ خواہ کتنی اعلےٰ سے اعلےٰ
ایجادیں ہوں مگر کوئی تعلیم یافتہ ملک کوئی صنعت و حرفت کا بانی بھارت ورش کے
سامنے سر اونچا نہیں کر سکتا۔ آج نیمسارن وہ نیمسارن نہیں جس کی آب و ہوا کی تاثیر
نے علوم و فنون کو نشو و نما دے کر چار دانگ عالم میں علمی روشنی پھیلائی۔ دنیا کے
چپے چپے پر کسب و فن کے باغ لگا دیئے۔ اب وہاں خاک اڑتی ہے غول صحرائی یا نگ
بے ہنگام سے کانوں کے پردے پھاڑتے ہیں۔ مگر ہم آجکل کا ذکر نہیں کرتے
اس زمانہ کی خبر دیتے ہیں۔ جب دنیا کی تمام مقدس صورتوں کا نظارہ صرف اسی
مقام پر دین و دنیا کی زندہ جاوید عظمتیں پیش نظر کرتا تھا اور جس کی برکتیں اس وقت بھی
آریا ورت کی خاک کو روئے زمین پر بسنے والوں کے لئے اکسیر بنائے ہوئے ہیں۔
یورپ کی پنجہزاری دنیا کو بھارت ورش سے تعلق نہیں آریا ورت نے خواب
میں بھی طوفان نوح نہیں دیکھا۔ اس وقت موجودہ ہندوستان کا نجم اقبال دوپہر
کا آفتاب ہو رہا تھا۔ اس کی اخیر تقدیر کی کرنیں پاتال توڑتی ہوئی رساتل تک چاندنی
چھٹکا رہی تھیں۔ وہی مقدس مقام ہے اور وہی عہد نیک فرجام دواپر دن پورے
کر رہا ہے عمر کے آخری حصہ میں کچھ ہی کسر باقی رہ گئی۔ سوت جی منوروں اور رشیوں کے دلوں میں کتھاؤں کے ذریعے سے معرفت و حقیقت کے بیج بوتے اور وعظ
و نصائح کی لڑیوں میں قیمتی موتی پروتے رہتے ہیں۔ کشف و رموز کی گتھیاں سلجھتی
ہیں۔ دقائق و حقائق کے معمے حل ہوتے رہتے ہیں۔ دنیا کی عیش و عشرت پر لات

حقیقت اور زندگی کو نتیجۂ ریاضت و عبادت مہاراجے بڑے بڑے کر مار
آنند وہ کا سنگ ست ہوئے سمجھے کمائی کی آشرم سنیاس کو دانی معرفت و شناسی
جس کے نوجوانی - تھا نہ بھی ونشان نام میں زندگی دنیوی کا جس ہیں آتے نظر لوٹتے
بےخبر سے دنیا ودین بھی کو والوں رکھنے قابو پر نفس کر ہو لوٹ طبیعت پر رس سرنگار
لی ہوا ن تصویر کی نور کیسی ہی ہے دیا کر رنگ اور رنگ کچھ اسے نے بیراگ - تھی دیتی کر
والا گھنانے طبیعت - ڈھانچہ والا کرنے پیدا کراہیت کا چمڑے ہیں میں خفیف چشم
بہانے تھوک ناک - کل والی بنانے موتر مل سانچہ والا ڈھالنے پیپ اور خون اور
ان - ہو خلق لعل بہا بیش کیسا ہی میں عقیق قیمتی ہی کیسا - نہیں زیادہ سے نل والے
کمخواب فرش نہ اب - ہے برابر کے گٹھلی کی فاسد خونِ والی جانے جم میں کلیجے نگاہ میں کی
کا پلنگڑی طلائی بنی سے نواڑ زرکار نہ - دھیان کا سیج کی پھولوں نہ ہے خواب کا
تارک ایسے - تلاش کی تکیوں گل نرم نرم زیادہ سے حسیناں عارض نہ - ہے خیال
بھجن بھگوت تو ہے کام کو مہاتماؤں واقف سے زمانہ گرم و سرد اور بزرگوں الدنیا
ہے رہا ہو جگ ایک سے برس ۱۲ میں نیمسار سے آخرت توشہ تو ہے سروکار سے
اپنی پہاڑ - آہا - استقلال کا والوں بیٹھنے چھوڑ دنیا - ٹھکانا کیا کا وشوکت عظمت کی جس
کو رات نکلے چاند کو دن - جائے ہو رساتل پاتال - پاتال آکاش - جائیں ٹل سے جگہ
بندھو کی دل کے والوں کرنے جگیہ مگر - جائے ہو نہ کیوں ہی کچھ - ہو طلوع کا آفتاب
خبریں کی جگیہ الشان عظیم سکے ڈال فرق بھی ذرا کہ نہیں مجال طاقت کوئی میں دھن ہوئی
چلے دوڑے سے تابی بے اس تپشری ہوئے چھپے میں کندراؤں کوہوں کر سن سن
آگ کی ہون - جائیں رہ پیچھے قدم ہزار بھی پتنگے برساتی کر دیکھ روشنی کی شمع کہ ہیں آتے
اٹھتے جھلک قطرے کے پسینے پر چہرے کے آفتاب سے آنچ کی شعلوں کے
داغ کا آکاش سے دھوئیں والے پھیلانے خوشبو کے صندل و عود اور

جاتا ہے - وید دھنی سارے برہمانڈ میں گونج رہی تھی - اونگ اور سواہا کے شبد سے ترلوک کے کان بھرے جا رہے تھے - کہ سوت جی مہاراج کے پتر اگرشروا چہرے سے مذہبی جلال برساتے ہوئے وارد ہوئے ایک مہرشی کی آمد - وہ بھی حقیقت شناس مہرشیوں کے یگیہ میں - آنند کی حد - آؤبھگت کی انتہا نہ تھی - سب نے آنکھیں بچھا دیں - نظر کی طرح دوڑ کر استقبال کیا - پلکیں قدموں پہ جھک گئیں - پتلیوں نے ایستادہ ہو کر تعظیم دی - سر پر بٹھایا - مزاج پرسی کر کے زبان سے گوہر افشانی کی +

مہا ہو بھاگ - زہے قسمت - آپ اور ہمارے یگیہ میں شریک ہوں - ہماری بھی خوش قسمتی یگیہ کے بھی نصیب - کہاں سے جلوہ افروزی ہوئی ؟ کدھر سے نزول اجلال ہؤا - ہماری سربلندی کی عزت نے آپ کو کیونکر تکلیف دی ؟ ،،

اگرشروا یگیہ کا شہرہ سنے آیا - سورت جی کا پتر ہوں - لوم ہرشن نام ہے لوگ اگرشروا بھی کہتے ہیں تیرتھ جاترا کو نکلا تھا - اتفاقاً راجہ جنمجے[1] کے سرپ جگ

نوٹ [1] مہاراجہ جنمجے نے سرپ یگیہ اسواسطے کیا تھا - کہ ان کے والد بزرگوار مہاراجہ پریکشت کو ڈسنے والے تکشک ناگ اور اس کی نسل منقطع ہو - تکشک ناگ پاتال کے آٹھ ناگ کی قوموں میں سے ہے جن کے نام یہ ہیں (۱) اننت (۲) باسکی (۳) کمبل (۴) کرکوٹک (۵) پدم (۶) مہاپدم (۷) شنکھو (۸) کلک - چنانچہ سنسکرت اشلوک ہے -

अनन्त वासुकी वेणु कम्बलं च
कर्कोट कवतार्द्ध न्दु पयं धम्य सरा सर्प -
महानपुस्तया पदम कुलिकं चापराजितः

اس فہرست میں تکشک کا نام نہیں - مگر تکشک کا نام بھی ایسا دیا نہیں جو مخفی رہ سکے - اس کا ذکر اور موقع پر کرینگے - ناظرین کی آسانی کے لحاظ سے یہاں پر یہ دکھانا چاہتے ہیں - کہ تکشک کی نسل ناک سیاہ کرنے کے لئے راجہ جنمجے نے جہاں جگیہ کیا تھا وہ مقام کہاں ہے - ناظرین پہلے تکشک نام کو یاد رکھیں - پھر تکشن شلا کے نام کو نہ بھولیں - مہابھارت کے سورگا دھن پدب پانچویں ادھیلے میں اس مشہور زمانہ جگیہ کا مقام (دیکھو صفحہ ۵ پر)

میں شرکت نصیب ہوئی - وہاں مہاراج بید بیاس بھی تشریف فرما تھے - انا سول کتھاؤں کا دریا امنڈ رہا تھا - وعظ و نصائح کے دروازے کھلے ہوئے تھے رشیوں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴) تکش شلا لکھا ہوا ہے - جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یا تو تکشک کا وہیں مقام تھا - یا جنمیجے نے تکشک کے مارنے کے لئے جس مقام میں جگیہ کیا اس کا نام تکشک کے نام سے منسوب ہو کر تکش شلا ہو گیا - اچھا تو یہ تکش شلا ہے کہاں - یہ سرپ یگیہ کہاں ہوا تھا - اس کے واسطے ہم روایتوں سے دور بھاگیں گو اپنی دخل در معقولات سے کام لینگے اور اس جغرافیہ کو سامنے کرینگے - جس کو تمام یورپ بھی مان رہا ہے - کننگھم صاحب مشہور جغرافیہ نویس بتاتا ہے - کہ مہابھارت میں جس کا نام تکش شلا ہے - وہ آجکل وہی ہے ٹیکسلا (Taxila) تکش شلا (Taxila) کشمیر کے جنوب و مغرب میں ایک کوہستانی مقام ہے اور کننگھم صاحب کے بیان کی تصدیق سری والمیک جی کی رامائن سے بھی ہوتی ہے - یعنے

कृतेषु तेषु सर्वेषु भ्रातः केकयीसुतः -
विदेशयामास तदा समृद्धे द्वे पुरो लभे ।
तक्ष तक्षशिल्याणां तु पुष्कलं पुष्कलावते -
गन्धर्व देशे रुचिरे गांधार विषये च सः ॥

مطلب یہ کہ کل گندھربوں کے نیست و نابود ہو جانے پر شری کیکئی جی کے فرزند ارجمند بھرت جی نے گندھار دیش میں دو شہر آباد کئے - تکش شلا میں تکش کو اور پشکلاوت میں پشکل کو آباد کیا گندھربوں کا مذکورہ بالا دیش دریائے سندھ کے قریب واقعہ تھا +

सिन्धोरुभयतः पार्श्वदेशः परशोभनः
या० रा० उ० का० ११३ सर्ग ॥

اس بات میں کچھ شک نہیں کہ راجہ جنمیجے کا سرپ جگ کشمیر کے قریب ہوا تھا - بعض لوگوں کا جو یہ خیال ہے کہ یہ جگ ملک اودھ کے ضلع کھیری میں کٹولی نام کے مقام پر ہوا تھا - قابل وثوق نہیں تکش شلا کو موجودہ زمانے میں چاچ ہزارا کہتے ہیں - جو قدیم شہر شرا کا ایک بگڑا ہوا لفظ ہے - (دیکھو کننگھم صاحب کی کتاب اینشنٹ جاگرفی اوف انڈیا)

نے بھگوان وید بیاس سے التجا کی کہ بھارت سمبندھی کتھا کیا ہے ۔ زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمائیے ۔ ویاس جی نے سری بشیم پائن کو حکم دیا ۔ انہوں نے قدموں پر سر جھکا دیا ۔ اور پھر جو کچھ درافشانی کی ۔ وہ بس کیا کہوں کیا تھی ۔ وہاں سے چلا تو ادھر اُدھر کو تیرتھ کرتا کرتا کرشتیر ہوتا ہُوا آپ سب کے یگیہ میں پہنچ گیا ۔ جو سنا تھا دل پر نقش ہے ۔ آہا وہ آنند نہیں بھولتا ۔

سونک اور دوسرے رشی ۔ مہاراج ! بیشم پائن کے بچن سن کر آپ کو جو آنند پہنچا ہوگا ۔ وہ آپ جانیں ۔ ہمارے دل میں صرف آپ کے حسن سماعت کا خیال کرنے سے ایک موج اٹھ رہی ہے ۔ آپ کو تکلیف تو ہوگی ۔ مگر جس بھارت کی کتھا کا آپ نے ذکر فرمایا اس کے سننے کا اشتیاق دلوں کو بے چین کر رہا ہے ۔

لوم ہرشن ۔ آپ کے اس قدر اصرار کی کیا ضرورت کچھ زبان گھسی نہیں جاتی میں بڑے شوق سے وہ کتھا سناؤنگا ۔ جس سے اہل زمانہ کی عاقبت درست ہو ۔ اچھے چال چلن کی پابندیوں کا خیال رہے ۔ چاروں پدارتھ پاؤں سے بندھے رہیں ۔ مجھے صرف آپ کی تکلیف کا خیال ہے ۔ ورنہ زبان ہلانا کیا مجال ہے ۔

شربت کے گھونٹ جو ہیں پئے اپنے کان سے
بن کر امرت تو سہی ٹپکیں زبان سے

اور رشی ۔ تو پھر کیا ہے فرمائیے زبان سے امرت برسائیے ۔

لوم ہرشن ۔ دھرشتی کا دھیان کر کے ۔ سری گنیش آیئنہ کہہ کر ، پریہ رشی گن ۔ سیمت مُنی منڈلی ۔ جس وقت آفرینندۂ کون و مکان خلاق زمین و آسمان کے دل میں کائنات عالم کو پردۂ عدم سے پیرایۂ وجود پہنانے کا خیال پیدا ہُوا اُس کی قدرت لامحدود و قوت ہست و بود سے ایک کرۂ نور نظر افروز ہُوا جو ایک

بیضاوی شکل میں کارساز عالم کی قدرت اور اپنی وسعت کو نہ دائرہ خیال میں محدود ہونے دیتا تھا نہ محیط نظر۔ انوار تجلی کی کچھ حد نہ تھی ۔عرض وطول سے پیمانہ قیاس کی ایک پیش نہ جاتی تھی ۔ لیجئے اب سلسلہ موجودات شروع ہوا۔ رجوگن کی طاقتوں کو قبضۂ قدرت میں رکھنے والے سری برھماجی ظہور پذیر ہوئے جن سے بقائے عالم موجودات کی صورت ہوئی ٭

ستوگن کی قوتیں سری بشن جی کے دست اقتدار کی دست نگر ہوئیں ۔جن کے جلوۂ مقدس نے وسائل پرورش وذرائع پرداخت سے مخلوقات کونین کو مطمئن کر دیا ٭

تموگن کی زبردست طاقتیں مہادیوجی کی مٹھی میں دیگئیں ۔جن کی ایک جنبش نظر وجود کو نابود اور بقا کو فنا بنا دینے کے لئے ید طولےٰ رکھتی تھی ۔صاف الفاظ میں ان تین قدرتی طاقتوں نے پیرایہ ظہور قبول کیا ۔جو عالم بقا میں کائنات کی بانی محافظ زندگانی اور رفنا کنندہ ساکنان عالم فانی ہیں۔ ان کے بعد پرجاپتیں دکش ۔سپت رشی عالم شہود میں موجود ہوئے ۔پھر بسوے دیوا ۔اسونی کمار اشٹ بسو ۔پرھی ۔جل ۔بایو ۔اکاش ۳۳ کوٹ دیوتا ۔یعنے ۸ بسو ۔۱۱ رودر[1]

[1] ۱۱ رودر (۱) اج अज (۲) ایکپات एक पात (۳) اہ بردھن अहिबुध्न (۴) پناکی पिनाकी (۵) اپراجت अपराजित (۶) تریمبک त्र्यम्बक (۷) مہیشر महेश्वर (۸) برکھاکپ बृषाकपी (۹) شمبو शम्भु (۱۰) ہرن हरण

... بشن پوران انش ادھیائے ۸ میں بیان ہے کہ ایک ... پذیر ہو کر رونے لگا ۔ تب पद्मयोनि پدم یونی ...

۱۲- آدتیہ - ایک اندر ایک پرجاپت، ان کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷) اس بالک کے سات نام رکھے (۱)

(۲) شو शवि (۳) اشان ईशान (۴) پشوپت

(۵) بھیم भीम (۶) اگر उग्र (۷) لمبادیو ...व

۱۲- آدتیہ - ویوسوان विवस्वान ارجما ...मा

توشٹا त्वष्टा سوتا सवित्ता بھگ भग

بدھاتا विधाता برن बर्ण متر मित्र

اڑکرم अड़कर्म مگر رگوید میں آدیتہ صرف ۶ م

مِتر मित्र ارجما अर्य्यमा بھگ भग وُرن

دکش दक्ष انش अंश تیتریہ براہمن ब्राह्मण

میں آٹھ ادیتوں کے نام پائے جاتے ہیں - شت پتھ براہمن میں

۱۲ مہینوں کی صورتوں میں بیان کئے گئے ہیں +

ف - اندر - آریہ ورت میں جب ویدک دھرم پوری پابندی

تب راجہ اندر ہی دیوتاؤں میں واجب التعظیم مانے جاتے تھے

دوسری ولایات میں بھی راجہ اندر ہی کی پرستش کے رواج کا ثبوت

ऋग वेद رگوید निष्टग्नो سنگدی کے فرز

अथर्व वेद میں اندر کی والدہ کا نام ایکا گنشٹکا

پرش سوکت पुरुष सुक्त کے قول سے راجہ اندر

کے ساتھ پرش پुरुष کے منہ سے جلوہ ظہور میں آئے

گندھرب۔ کنز۔ اپسرا دیوہ وغیرہ چاروں وید۔ سب حواس خمسہ ظاہری و باطنی کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸) تیتریہ برہمن तैत्तिरीयब्राह्मण میں لکھا ہے۔ کہ دیوتاؤں نے تپسیا کر کے اندر کو پیرایۂ وجود سے آراستہ کیا ہے۔ رگوید میں اندر کی استری کو اندرانی بتایا گیا ہے۔ لیکن تیتریہ برہمن ऐतरेयब्राह्मण کے نام سے موسوم پرسہا प्रसहा کرتا ہے۔ اندر ہرنیہ کشادناری हिरण्यदन्तावायु (دیکھو صفحہ ۱۴۱)

۵؎ گندھرب गन्धर्व سورگ نرک کے معنی۔ یہ قوم برہما کی زبان سے عالم وجود میں آئی ہے۔ اس کا مولد و مسکن گھبہ لوک महलोक (دویا ہرلوک) کے وسط میں ہے۔ یہ قوم ۱۱ فرقوں میں منقسم ہے (۱) ابھراج अभ्राज (۲) انگھار अङ्गारि (۳) ربھاری रम्भारी (۴) سورج ورچا सूर्य्यवर्चा (۵) کردھو क्रुधू (۶) ہست हस्त (۷) سہست सहस्त (۸) مور دھنوال मूर्द्धन्वान (۹) مہامنا महामना (۱۰) لبثو ایسو (۱۱) کرشانو कृशानु विश्ववसुव (حوالہ اگن پران وبن پران)

۶؎ کنز किन्नर یہ قوم موسیقی میں مشاق ہوتی ہے۔ اس کے افراد کمپر کھ किम्पु. ترنگ بدن तुरंगबदन میو ہرنرنگ नर भी کہتے ہیں۔ سورگ کے تمبر तम्बूर اسی ذیل میں ہیں۔ वहरिनकिक کاستی کھنڈ میں لکھا ہے کہ کبیر نے پتوبل سے مہادیو سے گہیک गृहाक جکش यक्ष اور کنز پر عظمت اور تیر اندازی کا کمال پایا ہے (روشن کوش)

۷؎ اپسرا۔ سورگ کی عالمہ معنی برھمانڈ پران کے رو سے ان کے ۱۴ فرقے ہیں۔

(۱) برھمودبھوا ब्रह्मोद्भवा (۲) بیدودبھوا वेदोद्भवा (۳) اگنیودبھوا अग्न्युद्भवा (۴) دپوندبھوا पवनोद्भवा (۵) امرتودبھوا अमृतोद्भवा (۶) باریدبھوا वार्युद्भवा (دیکھو صفحہ ۱۰)

مقام دائرہ وجود میں آئے ❊

(بقایا صفحہ ۹ متعلقہ اندر) اور بایو वायु ان کے سارتھی یعنی رتھ بان ہیں (دیکھو رگوید)

اندر نے برتر वत्र آہ अहि شُشن शुष्ण کُچ कुमच

پپرو یابو वायु شمبر शम्बर اُرن उरण پن पणि

تبش वत्स لیسے راچھسوں کے سرگروہوں کا قلع قمع کیا ہے ❊

پُرانوں کی رو سے راجہ اندر کشیپ कश्यप وادت उद्दित کے

فرزند ہیں۔ پلوما دیت کو مار کر اس کی لڑکی مسماۃ سچی शची سے شادی کی۔

دت کشیپ کی استری کے حمل کو ٹکڑے ٹکڑے اڑانے کی وجہ سے مرُور رگن

کی پیدائش ہوئی۔ اس کا واقعہ یوں ہے۔ کہ دت کی اولاد دیوتا و मरुद्गण

اور راکشسوں کی لڑائی میں تہ تیغ ہو گئی تھی۔ دت نے اپنے خاوند کشیپ سے اندر

کے قتل کرنے کو ایک نہایت قوی بل بیٹے کی درخواست کی۔ کشیپ نے فرمایا۔

تمہارے ایک لڑکا ایسا ہی پیدا ہوگا۔ جو اندر کو نیست و نابود کر دے۔ مگر تم کو سو برس

تک حمل کی تکلیف اٹھانا پڑیگی۔ دت نے قبول کیا۔ اور کشیپ تپیا کو چلے گئے ایک

دت خواب آرام میں خرآٹے لے رہی تھی۔ کہ اندر بطن میں داخل ہو گئے۔ اور حمل کے

کر ڈالے۔ اس کے بعد ان ٹکڑوں کے بھی ۷ ٹکڑے کئے (باقی دیکھو صفحہ ۱۱ پر)

(بقایا صفحہ ۹ متعلقہ اپسرا) (۷) سورجودبھوا सूर्योद्भवा (۸) چندرودبھوا चन्द्रोद्भवा

(۹) بھومیودبھوا भुमयुद्भवा (۱۰) ایدتید بھوا

(۱۱) مرتیور بھوا मृत्युद्भवा (۱۲) مدنود بھوا विद्युतुद्भवा

(۱۳) دکش پرجاپت کی کنیا (۱۴) اشٹالم کی کنیا زوجہ کشیپ मदनोद्भवा

اپسرائیں دو قسم کی ہیں۔ لوکک लौकिक اور دیوک दैविक

یعنی لوکک ۳۴ اور دیوک ۱۰ ❊

میں نے بالاختصار مہابھارت کی مقدس کتھا بیان کی۔ ۱۸ دن میں ۱۸ اکشونی (چھونی) فوج ان میں کٹ مری۔ جس شخص کو وید پڑھنے کی خواہش ہو۔ پہلے مہابھارت پڑھے پھر وید مقدس۔ جس نے مہابھارت نہ پڑھی اور وید پڑھ لئے اس کا وید پڑھنا اور نہ پڑھنا برابر ہے۔ مہابھارت رات کو پڑھی جائے تو دن بھر کے گناہوں کا کفارہ ہو۔ دن کو پڑھے تو رات کے پاپ کٹ جائیں۔ پشکر اشنان کا مہاتم اور گئو دان کا ثواب اس کے مطالعہ سے حاصل ہوتا ہے۔ اوّل اول بیاس جی نے ۲۴ ہزار اشلوک سکھ دیوجی اپنے فرزند کو یاد کرائے۔ انہوں نے اپنے نورنظر کو

(بقایا حاشیہ صفحہ ۱۴)

(۸) کرن پرب اس میں ۶۹ ادھیاۓ اور ۴۹۶۴ اشلوک ہیں اورانوپ

(۹) شل پرب 〃 ۵۹ 〃 ۳۲۲۰ 〃 〃 ۵ 〃

(۱۰) سوتپک پرب 〃 ۱۸ 〃 ۸۷۰ 〃 〃 ۲ 〃

(۱۱) استری پرب 〃 ۲۷ 〃 ۷۷۵ 〃 〃 ۵ 〃

(۱۲) شانتی پرب 〃 ۳۲۹ 〃 ۱۴۷۳ 〃 〃 ۳ 〃

(۱۳) انوشاسن پرب 〃 ۱۴۶ 〃 ۸۰۰۰ 〃 〃 〃

(۱۴) اشومیدہ پرب 〃 ۱۰۳ 〃 ۳۳۲۰ 〃 〃 〃

(۱۵) آشرم باس پرب 〃 ۴۲ 〃 ۱۵۰۶ 〃 〃 ۳ 〃

(۱۶) موسل پرب 〃 ۸ 〃 ۳۲۰ 〃 〃

(۱۷) پراستھانک پرب 〃 ۳ 〃 ۳۲۰ 〃 〃

(۱۸) شیرگاردہن پرب 〃 ۵ 〃 ۲۰۹ 〃 〃

پڑھائے - پھر ۶۰ لاکھ اشلوکوں میں وید بیاس جی نے اعجاز بیانی کے کمالات دکھائے تو دیول منی نے ۱۵ لاکھ اشلوک پترلوک میں سنائے نارد جی نے ۳۰ لاکھ اشلوک دیوتاؤں کو۔ سکھ جی نے ۱۰ لاکھ اشلوک کلش اور گندھرب لوک کو سنائے۔ ایک لاکھ اشلوک بیشم پاین جی نے سنا کر انسانی دنیا کو گرویدہ احسان کیا۔ یہی ایک لاکھ اشلوک ہیں۔ جو پردہ دنیا پر مہابھارت کے نام نامی سے موسوم اور آریہ ورت کی دینی و دنیوی عظمت کی زندہ جاوید یادگار ہیں ؛

ادھیائے ۲

کبھی دلداری کبھی دل شکنی ہوتی ہے

ویسی ہی ہوتی ہے جیسی شدنی ہوتی ہے

بچۂ سگ پر بیداد۔ مادہ سگ کی راجہ جنمجے سے فریاد بد دعا سے راجہ کا خلجان۔ ازالۂ بد دعا کا سامان

لوم ہرشن جی درج لب سے گوہر افشانی فرماتے ہیں۔ کہ جس وقت راجہ جنمجے سرپ جگیہ میں مشغول تھا۔ اس کے قوت بازو اگرسین وبھیم سین منتظم و منصرم کاروبار تھے اتفاقاً ایک کتا جگیہ میں آگھسا۔ راجہ کے بھائی برانگیختہ ہوئے اور مار پیٹ کر وہاں سے

باہر نکلوا دیا۔ کتا روتا چلاتا اپنی ماں سے فریادی ہوا۔ ماں نے پوچھا۔ کوئی حرکت ناشایستہ تو سرزد نہیں ہوئی کتا بولا۔ نہیں۔ میں نے جگیہ کی کسی چیز کو چھونا کیا آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ کتیا فوراً ہی جگیہ میں پہنچی۔ انسانی آواز میں راجہ سے کہا " تمہارے بھائیوں نے میرے بچے کو بے قصور مارا ہے اچھا نہیں کیا۔ راجہ جنمجے نے اس تقریر کو اس کان سنا اس کان اڑا دیا۔ جواب میں بالکل خاموشی اختیار کی۔ کتیا نے پھر کہا " مہاراج! ہوشیار۔ خبردار۔ کہے دیتی ہوں۔ کچھ شدنی ہے۔ آفتِ ناگہانی کو سر پر ہی سمجھئے گا " اب تو راجہ کے ہوش اڑ گئے۔ خیال ہوا کہ ہزاروں افعی خونخوار۔ لاکھوں مار سیہ کار جلا کر راکھ کئے ان کا خون ضرور کچھ نہ کچھ رنگ لائیگا۔ مار گزیدہ از ریسماں مے ترسد۔ دودھ کا جلا مٹھا پھونک کر پیتا ہے۔ مہاراجہ پریکھت کی موت سے شاپ (بددعا) کا تجربہ ہو چکا تھا۔ دل تھرا گیا۔ کلیجہ سہم اٹھا جگیہ سے چلے تو ہستناپور میں دم لیا۔ فکر ہوئی کہ کوئی لائق فائق برہمن ملے۔ تو پروہت کی حیثیت میں مجھے عذاب سے نجات دلوائے اور بددعا کا ازالہ کرے (زمانہ عبادت و ریاضت کا تھا۔ کشف و کرامات کی گرم بازاری تھی۔) راجہ نے جنگل کی راہ لی خاک چھانتے چھانتے تقدیر ایک آشرم میں لے گئی۔ جہاں مہرشی سُرت شروا اور ان کے فرزند سوم شروا رونق افروز تھے۔ راجہ نے ڈنڈوت کر کے مہرشی سُرت شروا سے درخواست کی:-

" مہاراج میری دلی خواہش ہے کہ آپ کے فرزند ارجمند سوم شرواجی کو اپنا پروہت بنا کر زندگی سپھل کروں "

سُرت شروا۔ کیا مضایقہ۔ جو مرضی۔ مگر یہ سمجھ لیجیے۔ سوم شروا بڑا دریا دل اور عالی ہمت ہے۔ کسی کا سوال رد نہیں کرتا۔ کوئی کیوں نہ ہو۔ جو چیز مانگے

یہ بے غل وغش اٹھا دیگا۔ اگر تم متحمل ہو سکو تو سوم شردا موجود ہے۔ شوق سے پردوہت بناؤ +

راجہ جنبجے۔ ان کو سب اختیار ہے۔ میں جواف بھی کروں +

بات طے ہو گئی۔ راجہ سوم شردا کو لئے ہوئے مکان پہ آیا۔ سوم شردا پردوہت ہوئے۔ راجہ نے کیا وزرائے سلطنت۔ کیا اراکین دولت۔ جتنے کہ بھائیوں اور خاص رانی کو فہمائش کردی کہ وہ سوم شرداجی کی بات کبھی نہ ٹلے۔ جو یہ مانگیں بے تکلف دے دو۔ لیت و لعل۔ آرے بلے کی کوئی ضرورت نہیں "+

حکم کی تعمیل ہونے لگی اور راجہ کو فرمانروائی کرتے ہوئے زمانہ ہو گیا۔ آخر راجہ جنبجے نے تکشلا کو فتح کر کے شامل قلمرو کیا۔ اور راجہ پوش کی مشورت سے راجہ جنبجے اور راجہ موصوف الصدر کے پروہت دھوم رشی مقرر ہوئے رشی کے تین شاگرد (ارن رشید (آرونی۔ انمپو اور وید) عالم اجل و فاضل اکمل تھے اور پیر گورو بھگتی سونے میں سہاگا۔ چونکہ راجہ کو یگیہ کی خواہش تھی۔ اس لئے اس نے ان تینوں چیلوں میں سے وید کو اپنا اودھیا سے بنا لیا +

اودھیاسے ۳

وید رشی کی استری کا اظہار عشق اس کے نتائج۔ اور سرپ یگیہ کی وجہ

وید رشی راجہ جنبجے کے ساتھ ہیں۔ ان کا مشہور چیلا اوتنگ رشی اپنے گرو کی اجازت سے آشرم میں مقیم ہے۔ اوتنگ رشی کا دھرم تیج اور گرو بھگتی ضرب المثل ہو رہی ہے۔ اس پہ شباب کا زمانہ۔ جوانی کا عالم۔ اک تو بنیاں مدھ

بھرے دو جے انجن سارے، والامعاملہ

اک توگن وینودنی - دو جے روپ بنندہ

یہ دونوں کہاں پائے سونا اور سوگندہ

کا قول حسب حال - ویدرشی کی دھرم پتنی کے بے قابو دل پر صباحت وملاحت موہنی ڈال گئی - حیا وشرم نے پانِ رخصت لیا صبر وقرار جواب دے گئے - پاکباز طبیعت آپے میں نہ رہ سکی غلبۂ محبت اور ولولۂ عشق نے کلیجے میں دبی ہوئی آگ کو شعلہ زن کر دیا - خواہشیں دبائے سے نہ دبیں حسرتوں سے نچلا نہ بیٹھا گیا منہ سے کہلوا ہی کے چھوڑا ؎

نام الفت ہے رقم مُہرِ لب خاموش میں

کیا کہوں - دل جان سے کیوں تنگ ہے آغوش میں

کیا گو صاد آنکھوں کی حیا نے عرض مطلب پہ

مگر جب دل سے نکلی بات آکر رک گئی لب پر

پرواز سخن معنی بند نہ تھا - طرز کلام میں المعنی فی البطن الشاعر کے کنائے نہ تھے اوتنگ رشی صاف سمجھ گئے کہ منشا کیا ہے - غیرت وحیرت نے قیافے کا انداز بدل دیا - دست بستہ گذارش کی :-

"ماتاجی آپ ماتا ہو کر مجھ سے یوں فرمائیں - حیرت ہے - میری ذات سے کبھی ایسی امید نہ رکھئے"

ویدرشی کی استری پر اس جواب نے اثر کیا - شرم سے اس کی گردن نیچی ہو گئی منہ سے کوئی بات نہ نکلی - مگر دل ہی دل میں کڑھ گئی - محبت نے دشمنی کا چولا بدلا - تاہم ظاہری صورت میں کچھ دنوں کے لئے معاملہ رفت گذشت ہی سا ہو گیا - آخر ویدرشی آشرم میں تشریف لائے معلوم ہوا کہ بات یوں تھی - اوتنگ

رشی سے بہت خوش ہوئے۔ فرمایا "جو خواہش ہو مانگ لو۔ خوشی سے دینے کو تیار ہوں"+

اوتنگ رشی۔ آپ کے چرنوں کی سیوا کے سوا کوئی بھی خواہش نہیں۔ یہی میرا پرم دھرم ہے۔ آپ ہی جو ارشاد فرمائیں۔ اس کی بسروچشم تعمیل کروں۔ کتنا ہی مشکل کام ہو۔ آپ کی توجہ سے آنِ واحد میں ہو سکتا ہے۔ صرف جنبش نظر کی ضرورت ہے+

وید رشی۔ اچھا تو جاؤ اپنی ماتا سے پوچھو۔ کیا ہوس۔ کیا مطلب ہے۔ جو اس کی مرضی ہو پوری کرو+

اوتنگ رشی نے وید رشی کی استری سے دست بستہ گذارش کی "ماتا جو حکم ہو ابھی بجا لاؤں۔ کچھ زبان سے فرمائیے+

وید رشی کی استری کے دل میں عداوت کی گرہ مضبوط ہو چکی تھی۔ اس نے سوچا کہ بخار نکالنے کا یہی موقع ہے۔ پس حکم دیا کہ

"راجہ بھت کے یہاں جاؤ۔ رانی کے جڑاؤ کنڈل لے آؤ۔ مگر چار دن سے زیادہ دیر نہ ہو"+

حکم کی دیر تھی۔ اوتنگ رشی وہاں سے ہوا ہوئے۔ سچ مچ ہی پر لگا کر اڑے اور راجا کے پاس جا پہنچے۔ فرمایا "کنڈل لینے آیا ہوں دیجئے اور اشیرباد لیجئے" راجہ اوتنگ رشی کے چہرے سے بھانپ گیا۔ کہ کنڈلوں کا سوال ذاتی ضرورت سے نہیں۔ ضرور کسی اور کی فرمائش ہے۔ جس کی وجہ سے رشی مہاراج کو خود تکلیف گوارا کرنی پڑی۔ اس نے فوراً رانی سے کنڈل کی جوڑی منگا رشی کے ہاتھ پر رکھی۔ رشی وہاں سے روانہ ہوئے تو راستہ میں ادھر ہی گل کھلا تکشک[1] نے کنڈل اڑ

---

[1] تکشک ناگ باسکی کا بھائی ہے+

اور زمین میں غائب۔ رشی کو افسوس ہوا۔ کہ کیا کرایا بگڑ گیا۔ ساری محنت اکارتھ
ہوئی۔ آخر وہ سوراخ کھودنا شروع کر دیا۔ جس میں تکشک روپوش ہو گیا تھا۔
اوتنگ رشی نے اب منتروں کی برکت سے راجہ اندر کی یاد کی۔ ان پر رشی
کے تیج پرتاپ کا اثر ہوا۔ وید رشی کے چیلے کی عزت پہچان کر وہ خود آ گئے۔ رشی
کی مدد کی۔ اور کنڈل کی جوڑی بدستور رشی کے ہاتھ آ گئی۔ رشی وہاں سے
چلے پڑے۔ وید رشی اور رشی پتنی کی خدمت میں آئے۔ کنڈل کی جڑاؤ جوڑی
پیش کی۔ دونوں کنڈلوں کو دیکھ کر حیران رہ گئے اوتنگ رشی کی خدمت لائقہ
نے دل کا کنول کھلا دیا +

تکشک اوتنگ رشی کو چکمہ دے چکا تھا رشی کے دل میں عداوت جڑھ پکڑ چکی
تھی۔ گوشمالی کا خیال نہ بھولتا تھا۔ ایک موقعہ پر راجہ جنمیجے سے کہہ ہی بیٹھے۔ کہ
تکشک ناگ کی نالائقی قابل معافی نہیں۔ آپ کے والد ماجد پر اس نے زہر اگل
کر موت کے منہ میں جھونکا ضرور سزا کے لائق ہے۔ آپ سرپ جگ کریں میں
آہوتی دے کر منتروں کی غیبی طاقتیں دکھاؤنگا +

راجہ جنمیجے نے رشی کے آگے سر تسلیم خم کیا۔ جگیہ ہوا اوتنگ رشی نے
آہوتی دینے میں ویدمنتروں کی وہ کراماتیں دکھائیں کہ اندر کیا اندراسن بھی کھچا ہوا چلا آیا +

ادھیائے ۴

کدرو اور بنتا کا سوتیا ڈاہ اور ارُن و گرڑ کی پیدائش

اگر شر دا یوں راوی ہیں۔ کہ بھرگ رشی نے ایک وقت اگن دیوتا کو آتش غضب کے

اشتعال میں شعلۂ زبان کی شررانگیزی سے سراپ دیا - کہ تو سانپوں کو زہر مار کرے - اس کی ساری روئداد و سرگذشت بیان کر کے رشی جی نے پھر زبان فیض ترجمان سے گل افشانی فرمائی - کہ کشیپ महर्षि कश्यप کے دو محترمان بزم اخلاص - ایک کدرو कद्रू دوسری بنتا बिनता کی سوتیا ڈاہ مشہور ہے - سوت چُون کی بُری - ایک میان میں دو چھریوں کا اثر خالی نہیں جاتا - ان کے دلوں میں بھری ہوئی چھریاں بھی میان سے اُگل پڑیں - اور جو نتیجہ ہوا وہ گوش گذار کیا جاتا ہے - کشیپ کی دو نوانیں جلوت و جلیس خلوت میں بڑا پیار تھا - ایک دوسری کو دیکھ کر جیتی تھیں - اب دلوں میں گرہ پڑنے کے سامان بندھے - گوشت سے ناخن جدا ہونے کا رنگ جما - کشیپ جی صاحب کشف و کرامات تھے - کدرو نے بردان مانگ لیا کہ فیض دعا سے مجھے ایسے ہزار فرزند ملیں جو بڑے طاقت ور اوّل درجے کے شہزور ہوں بنتا نے سوچا کہ میں کیوں چوکوں - شوہر سے بردان مانگا کہ مجھے صرف دو نور نظر چاہئیں - مگر نور نظر بھی کون جو کدرو کے ایکہزار لڑکوں پر طاقت و بسالت میں بھاری ہوں - وہاں ذراسی جنبش لب کی دیر تھی - اچھا کہتے ہی ناوک مراد نشانہ پر جم بیٹھا - اور کامیابی مقاصد کی امیدوں نے آرزومندوں کو مراد کی جھلک دکھانا شروع کی - یعنی کدرو کے بطن سے ہزار انڈے پیدا ہوئے اور بنتا کے بطن سے دو *

پانچ سو برس گذرنے پر انڈوں سے ہزار ایسے افعی خونخوار پیدا ہوئے کہ جن کی پھنکار سے آگ کے شعلے برس جاتے اور گرداب زہر کے تھپیڑے لگتے تھے - بنتا زیادہ صبر نہ کر سکی - بیتابی انتظار سے اس نے اپنے ایک

انڈے میں سوراخ کیا تو حقیقت کھلی کہ بچہ ابھی ادھورا ہے پورے دنوں

کا نہیں اسی وقت انڈے سے نکلنے والی آواز نے اُسے چونکا دیا۔ اور یہ

الفاظ اس کے کانوں کو سنائی دئے "مجھے ایام پیدائش سے بہت پہلے نکالنے

کی خواہش کی۔ بہت بُرا کیا۔ اب پانسو برس تک غلامی کی ذلت بھگتو۔ اور

دوسرے انڈے کو بھی چھوڑو۔ نہیں تو پانسو برس کی غلامی کا ٹیکا اور پانسو

برس کے لئے متھے پڑیگا"۔

اتنا کہتے ہی اُرن جوارڑا تو بس آکاش ہی پر تھا۔ وہاں راجہ اندر کی رتھ کی

رتھ بانی نصیب ہوئی۔ آفتاب طلوع و غروب ہوتے وقت جو سرخی گوشۂ مشرق

و مغرب میں نظر افروز ہوتی ہے وہ شفق نہیں۔ اُرن ہی کے جمال جہاں آرا کا

پرتو ہے۔ اُرن کے آکاش پر اُڑتے ہی دوسرے انڈے سے گرڑجی نے

لباس ہستی پہنا۔ اور وہ بھی فوراً ہی آکاش پر پرواز کر گئے۔ برھما جی

نے اغذیۂ لطیف تیار کر رکھی تھیں۔ گرڑجی نے تناول کیں۔ گرڑ

جی سب پرندوں کے بادشاہ ہیں۔ دیوتاؤں کی مدد کرنا فرض منصبی ہے

سانپوں کو زہر مارہ کرتے ہیں۔ اور سری کرشن جی کا باہن ہیں۔

کسی روز کدرو بنتا دونوں جارہی تھیں۔ راہ میں سورج کا گھوڑا اچ شروا

نظر آیا۔ دونوں نے اس کی پرستش کی۔

لوم ہرشن اتنا ہی کہنے پائے تھے۔ کہ سونک رشی نے دریافت کیا کہ

"اچی شروا کون ہے؟ اس کی پیدائش کیونکر ہوئی"۔

لوم ہرشن جی نے فرمایا۔ کہ سمندر متھے جانے کے وقت جو چودہ رتن پیدا مد

ہوئے تھے۔ ان میں ایک اوچ شروا بھی تھا۔ میں سارا ماجرا بیان کرتا ہوں

جس سے آپ کو امرت کی حقیقت بھی معلوم ہو جائیگی۔

ادھیاے ۔ ۵

سمندر منتھا جانا ۔ چودہ

رتنوں کا ظہور اور تقسیم

سومیر سب اور سب پہاڑوں سے بلند پہاڑ ہے ۔ جس کی طلائی زرق برق سے کہنا پڑتا ہے ۔ کہ قدرت نے واقعی ایک سونے کے پہاڑ ہی کو نور کے سانچے میں ڈھال دیا ہے ۔ اس زریں پہاڑ میں قسم قسم کے جواہرات کی کانیں ہیں ہر مرض کی دوائیں ہیں ۔ دیوتاؤں کی تفرج گاہیں ہیں اور اس کی بلندی وہ کہ طائر خیال کی رسائی ممکن نہیں ایک ایک چوٹی آسمان سے باتیں کرتی ہے ۔ ایک روز یہاں دیوتا لوگ سیر و تفریح سے دل بہلا رہے تھے اِدھر اُدھر کی باتوں میں امرت کا ذکر چھڑ گیا ۔ سب کو دُھن بندھی کہ امرت نکالنا چاہئے ۔ مگر نکلے کیونکر یہی ٹیڑھی کھیر ہے اب عقل کے گھوڑے دوڑانے لگے ۔ آسمان و زمین کے قلابے ملانے والی پیش بندیاں سوچی جانے لگیں ۔ بشن بھگوان بھی وہیں موجود تھے ۔ انہوں نے فرمایا امرت کا نکالنا بائیں ہاتھ کا کھیل ہے بشرطیکہ دیوتا اور دانو مل جل کر سمندر متھ ڈالیں ۔ ادھر سمندر متھا گیا ۔ ادھر امرت آ نکلا اور امرت ہی نہیں وہ وہ رتن برآمد ہوئے کہ باید و شاید +

یہ سنتے ہی دیوتا اور دانو مندراچل پہاڑ پر جھپٹ گئے لاکھ زور لگایا مگر کوہِ گراں کو جنبش تک نہ ہوئی آخر سیس ناگ جی سے درخواست کی ۔

ان کے نزدیک بات ہی کیا تھی۔ مندراچل کو اٹھایا اور سمندر کے ساحل پر پہنچا
دیا۔ رسی کی ضرورت تھی اتنے بڑے پہاڑ کی متھانی کو رسی کہاں سے آئے
پس باسک[1] ناگ سے کام نکالا گیا۔ مگٹ راج لینے سری بشن جی کو کشیپ روپ
(کچھ اوتار) سے التجا کی گئی کہ پشت اقدس پر مندراچل روکیں۔ انہوں نے
پہاڑ پیٹھ پر روکا۔ باسک ناگ مندراچل کے ارد گرد لپیٹا گیا۔ دم دیوتاؤں
نے پکڑی منہ راچھسوں کے ہاتھ میں تھمایا متھانی چلی سمندر متھا جانے لگا۔ باسک
ناگ کے منہ سے گرم ہوا کی دھونکنی سی چلنے لگی زہر کا پھین نکلنے لگا۔ اس
حالت کو دیکھ کر راچھسوں کی بوٹی بوٹی لرزنے لگی۔ اُدھر سمندر سے بھی خوفناک
گھڑگھڑاہٹ پیدا ہوئی جانوران آبی کا دم نکلا جاتا تھا روح فنا ہوئی جاتی
تھی۔ مندراچل کے چھتنارے درختوں سے سمندر متھنے والوں پر پھولوں
کا مینہ برس رہا تھا اور درختوں کی شاخیں ایک دوسرے سے رگڑ رگڑ
کر پہاڑ کو کرہ نار بنا رہی تھیں۔ آگ کی شعلہ زنی سے دامن کوہ کے چرند
کباب ہو گئے درختوں کا گوند پگھل پگھل کر جھرنے کی طرح پہاڑ سے بہتا
تھا یہانتک کہ سمندر کے پانی کا رنگ دودھیا ہو گیا۔ دیوتا متھتے متھتے تھک
گئے دم پھولنے لگا مگر ہمٹوں آتش درکاسہ ہنوز روز اول گوہر مقصود کا کوسوں
پتہ نہیں۔ برہما جی بشن بھگوان سے مخاطب ہوئے۔ فرمایا کہ دیوتا ست چھوڑ چلے
دست و بازو میں جان نہیں رہی۔ ہمت ہار بیٹھے۔ حوصلہ جواب دے گیا۔
اب آپ اپنی قدرت نامتناہی سے ان کو قوت دیں تو کام سدھ محنت سوارتھ
ہو بشن جی نے گذارش قبول فرمائی۔ دیوتاؤں کو خاص طاقتیں حاصل ہوئیں
پھر متھنے کو جٹے زور لگایا آخر نقش مراد کرسی نشیں ہوا سلسلہ وار چودہ ۵

[1] باسک ناگ کے بھائی کا نام

رتن برآمد ہوئے جن کے نام یہ ہیں۔

(۱) چندرماں۔ جس کی ہزارہا کرنیں فی نفسہ ایک کرّہ نور تھیں +

(۲) لکشمی جن کے تن اقدس کو سفید ملبوس کی زینت اور خوشنما زیوروں کی آراستگی نور سے سانچے میں ڈھال رہی تھی +

(۳) سُرادیوی +

(۴) اوچی شروا۔ سمند تیز گام نقرہ اندام +

(۵) کوستبہ من۔ لعل گرانبہا جسے سری وشن جی نے زیب گلو ہونے کی عزت دی +

(۶) دھنتر وید۔ جن کے ہاتھ میں امرت سے لبریز کمنڈل زیب دے رہا تھا +

(۷) امرت دیعنے آب حیوان۔ آب حیات۔ آب بقا۔ آب زندگی۔ آب ظلمات) دھنتر وید کے کمنڈل میں تھا +

(۸) ایراوت۔ سفید ہاتھی جس کے چار دانت تھے +

(۹) کال کوٹ۔ زہر ہلاہل۔ سم قاتل جس کی سمیّت سے تینوں لوک میں زہر سا چھڑکا جاتا تھا +

(۱۰) رمبھا۔ ماہ وش مہر طلعت اپسرا +

ا۔ ایراوت کے نام
ऐरावण ایراون अभ्रमातंग بھرماتنگ
सुदामा سداماں सदावान سداوان मल्लनाग بن ناگ
पूर्वदिग्गज پورب دگج بھی ہیں۔ (وشنو پران) دریائے کادیری کے متصل ایراوت چھیتر کے نام کا ایک قدیم تیرتھ ہے۔ بتراشر वत्रासुर کو مارکر دفع عذاب کے لئے اس مقام پر راجہ اندر نے تپسیا کی تھی۔ مہادیو جی نے اسی مقام پر ایراوت کو ازسرنو زندہ کیا تھا۔ اسی سبب سے مقام کا نام ایراوت چھیتر ہو گیا۔

(۱۱) کلپ برکش۔بیکنٹھ کا وہ متبرک درخت جو خواہشمند کو وہی چیز ہے جس کی اسے آرزو ہو۔ اُسے کلپ ترُیا سرترہ اور سُر برکش بھی کہتے ہیں +

(۱۲) سنکھ۔عدیم النظیر جواہر سے مرصع ناقوس۔جس کی آواز ترہ لوک میں گونج جاتی تھی +

(۱۳) دھنش (دھنک) عجیب وغریب ساخت واوصاف کی کمان +

(۱۴) مدرا۔شراب ناب۔جس کا سرور مستئ شباب ونشہ جوانی کے ساتھ مئے دوآتشہ کا کام کرتا تھا +

ایسے رتنوں کو دیکھا تو سب لوٹ ہو گئے۔لکشمی کے حسن گلوسوز وجمال عالم افروز پر تو راچھسوں کی رال ہی ٹپک پڑی امرت کے واسطے منہ میں پانی ہی بھر آیا راکشس ضد کرتے تھے کہ ہم لینگے دونوں ہمارے مال ہیں دیوتاؤں کا کچھ حق نہیں۔دیوتا کہتے تھے خوب رنگ لائی گلہری۔جاؤ منہ دھو رکھو مثل ہے ساجھے کی ہانڈی چورا ہے پر پھوٹے۔جھگڑے میں وہی کہاوت سچ ہوئی فریقین کی آستینیں چڑھ گئیں۔مورچے بندھ گئے تلواریں میاں سے اُگل پڑیں ترکشوں سے تیروں نے سر نکالا دیوتا دیوتا ایک طرف ہو گئے راکشس راکشس ایک طرف مار دھاڑ شروع ہوئی۔دو طرفہ دار ہونے لگے۔بشن بھگوان نے سوچا کہ گڑ سے جو مرے تو زہر کیوں دے"وہ بات کرو کہ سانپ مرے اور لاٹھی نہ ٹوٹے جمال دلفریب کو حسن عالم فریب کی زیب وزینت دی اور سہیلیوں ہمجولیوں کے جھرمٹ میں چھم چھم کرتے اٹکھیلیوں سے دل پر موہنی ڈالتے ہوئے وہیں وارد ہوئے جہاں تلواریں بج رہی تھیں عشوہ انداز سے وہ سحر کیا ادا و ناز نے وہ منتر چلایا کہ سب کاٹھ کی پتلی بن گئے دیوتاؤں کی نظر موہنی مورت کو دیکھ کر نقش دیوار بن گئی۔راچھسوں کی بندھ جانے والی

ٹکٹکی نے آنکھوں کی پتلیوں کو تصویرِ قالین بنا دیا۔ تلواروں کے مُنہ تیغ نظر نے لڑائی سے موڑ دیئے جنبش ابرو نے ناک بھوں چڑھانیوالی کمانوں کو سیدھا کر دیا۔ دریائے خون میں پیرنے والے جیالے گرداب محبت میں ڈبکیاں لینے لگے۔ طوفان عشق کے تھپیڑوں نے تلوار کی گھاٹ اتارنیوالے سورماؤں کے منہ پھیر دیئے کیا دیوتا کیا راچھس سب کے سب پروانہ وار اس شمع حسن کے گرد ہو گئے۔ آنکھیں چہرے پر پڑیں تو نرگس کی طرح ٹکٹکی بندھ گئی +

اس تصویر نور نے سب کو از خود رفتہ اور جان و دل سے فریفتہ پاکر ایک عجیب انداز سے فرمایا:۔

"کیوں رتنوں کے لئے لڑے مرے جاتے ہو۔ لاؤ میں فیصلہ کر دوں۔ جس کو جو دوں قبول رہے فضول جھگڑے بکھیڑے سے فائدہ۔ راچھس حسن نظر فریب سے اندھے ہو رہے تھے فوراً بول اٹھے ؏

راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تیری رضا ہے
اگر بخشتے زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا
سرِ تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

وشن جی کو فکر تھی کہ کال کوٹ کس کو دیا جاوے۔ آخر شو جی کی طرف خیال دوڑا کہ ان پر زہر ہلاہل اثر پذیر نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ شو جی سے فرمایا:۔

"آپ ہی اسے نوش جان کریں کیونکہ اور دیوتاؤں میں یہ طاقت نہیں کہ زہر ہلاہل کی سمیت برداشت کر سکیں" +

شو جی نے خوشی سے حلق میں سم قاتل ٹپکا لیا۔ تاثیر ہلاہل سے حلقوم نیلگوں ہو گئی اور حسن صبیح کے لئے یہ تاثیر زہر اس تل کا کام گئی جو کسی چاند سے مکھڑے پر مُہر خوبی ثبت کر کے نظارگیان جمال کے دلوں پر موہنی ڈال دیا کرتا

ہے شوجی مہاراج کے جتنے نام ہیں ان میں نیلکنٹھ کا نام اسی واقعہ کی یادگار ہے +

زہر ہلاہل کا سرتا بھرتا کرکے وشن جی نے شرا اور کلپ برکش کو بیکنٹھ کے حوالے کیا اور بارُنی یعنی مدرا راچھسوں کے نظر کی - راچھسوں نے صہبائے تیز بادۂ نشہ انگیز جو پائی تو پھر کیا تھا - پہلے ہی بے پئے مست تھے ساغر پہ ساغر دور پہ دور چلے تو کچے گھڑے کی چڑھی چلو میں الو ہوئے نشۂ عقل و ہوش کرکرا نشۂ فہم و ادراک ہرن ہو گیا +

سُرپت اندر دیوتاؤں کے راجہ تھے راجہ کے لئے سواری موزوں تھی لہذا اوچی شرد (گھوڑا) اور ایراپت (ہاتھی) ان کے حصہ میں آیا - کوستبہ من بشن جی نے خود زیب گلو فرمایا - لکشمی جی کو بھی آغوش محبت میں لے لیا +

امرت کی باری آئی تو دیوتاؤں نے اید لگائی - راہو نامی کھر کا چھٹا ہوا تھا - راچھسوں کی پنگت سے اٹھ کر دیوتاؤں کے جتھے میں آبیٹھا اور بے منت غیرے امرت کے گھونٹ پئے سورج اور چندرماں بھروپ پہچان گئے وشن جی کی موہنی مورت سے کہا آپ نے کچھ پہچانا یہ کون حضرت ہیں دیوتاؤں میں راہو نے گھس کر سب کی آنکھوں میں دھول جھونکی چپکے سے امرت پی لیا +

موہنی مورت آگ بگولا ہو گئی - سودرشن چکر جو مارا تو سر الگ - امرت کی تاثیر رگ رگ میں پیوست ہو چکی تھی سر اڑ کر اکاش پہ پہنچا شور قیامت سے آسمان سر پہ اٹھا لیا نیچے کا دھڑ زمین پہ چت ہو گیا جن کو زمانہ راہ کیت کہتا ہے ان کی وجہ تسمیہ یہی تھی جو بیان ہوئی اور سورج گرہن چندر گرہن کے باعث بھی ادا شریف ہی تو ہیں وقت کا انداز ابتک نکالتے رہتے ہیں +

حصہ بخرہ تو ہو گیا۔ چودھوں رتن جس جس کی قسمت میں تھے اسے مل گئے۔ مگر امرت دیوتاؤں کو ہضم ہو گیا اس پہ راچھس چیا ہندے ہوئے خوب زہر اگلا اور پھر سے بندیاں بندھ گئیں۔ تیر ترکش کس گئے اور میدان کارزار گرم ہو گیا +

راچھس تھے ہٹے کٹے قصائی کے کتے دیوتا سیدھے سادھے بالکل گئو ایک پیش نہ گئی۔ آخر سری وشن جی سے دہائی کھینچی سودرشن کا آسرا لیا۔ وشن جی فوراً ہی موہنی روپ کو خیرباد کہہ کر نرنارائن بن گئے اور راچھسوں کو وہ بودی مار ماری کہ اچار نکل گیا۔ ہزاروں کھیت رہے ہزاروں کو سمندر نے چٹنی کیا نو کدم بھاگے ہوئے پہاڑوں کو کھوہوں میں منہ چھپا گئے +

ایک راچھس ٹک نہ سکا دیوتاؤں نے فتح کا پھریرا اڑایا مندراچل کو اصلی مقام پہ پہنچا دیا۔ سب نے سورگ کی راہ لی امرت نرنارائن کے قبضۂ قدرت میں آیا +

ادھیائے ۶

شرط کی ہار جیت۔ کدرو کا فریب بنتا کی غلامی۔ اور گرڑجی کا ذکر

چوتھے ادھیائے میں ذکر ہو چکا ہے کہ کدرو اور بنتا نے اوچی شردا کو دیکھا اور پرستش کی۔ اسی سلسلہ میں لوم ہرشن رکھیشر فرماتے ہیں کہ کدرو نے بنتا سے دریافت کیا کہ اوچی شردا گھوڑے کا رنگ کیا ہے ؟

بنتا۔ سر سے پاؤں تک بالکل سفید +

کدرو۔ نہیں تم بھولتی ہو۔ دم ضرور سیاہ ہے +

اِدھر بھی تائید کلام اُدھر بھی سخن پروری فیصلہ شرط پر ٹھیرا کہ جس کی بات جھوٹ ہو غلامی اختیار کرے۔ کدرو جانتی تھی کہ میں نے سفید کو سیاہ کہا ہے۔ ہار میں شک نہیں۔ اس نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ بنتا کی آنکھوں پہ دیوار اٹھاؤ اچی عشروا کی دم میں لپٹ جاؤ اگر شرط ہار گئی تو غلامی کا کلنک ماتھے پر لگیگا بیٹوں نے انکار کیا کہ ہم سے یہ نہ ہوگا قول ہے۔ جان جائے ایمان نہ جائے۔ کدرو اس جواب سے جل اٹھی شراپ دیدیا کہ تم سب آگ میں خاک سیاہ ہو چنانچہ بھی راجہ جنمیجے کے جگ میں لقمۂ نارِ عذاب ہوئے۔ ان کے علاوہ اور بیٹوں نے سوچا کہ اگر انکار کرتے ہیں تو شراپ آگ میں جھونکیگا۔ اور ماں کو بھی غلامی کرنا پڑے گی اس لئے طوعاً و کرہاً سرِ قبول جھکا دیا اور تعمیل حکم کے لئے زبان دیدی +

کشیپ جی کو بھی خبر پہنچ گئی کہ کدرو نے میرے بہت سے جگر بندوں کو طعمۂ آتش بننے کی بددعا دی ہے اس رنج نے اُن کا کلیجہ تڑپا دیا تھے صاحب کشف و کرامات فوراً ہی برہما جی تشریف لے آئے ڈھارس دی کہ کدرو کا قصور نہیں میری مرضی ہی یوں تھی یہ سانپ بنی نوع انسان کو تکلیف دیتے ہیں سینکڑوں کو ڈس گئے ان کو ایسا شراپ ہونا ہی لازمی تھا +

یہ کہہ کر کشیپ جی کو وہ علم سکھایا جس سے زہر کی تاثیر کافور ہو جاتی تھی بعدہ تشریف لے گئے +

اب سویرے کا سہانا وقت ہے کہی بدی بات تھی کدرو اور بنتا شرط کی ہار جیت کے شوق میں گھر سے چل نکلیں۔ راستہ اکاش سے تھا وہاں سے

سمندر کا نظارہ دیکھا تو دل ٹھنڈا ہو گیا - سمندر میں ہری وشنو بھگوان کی آرام گاہ تھی - برن دیوتا بھی سکونت پذیر تھے ناگوں کا بھی اسی میں قیام تھا جواہرات کی کانیں بے شمار اشیا ئے گرانبہا کا ہر طرف انبار - امرت کا سرچشمہ چندرماں کا مطلع انوار - لہروں کو دیکھ کر ڈوبے ہوئے دلوں میں خود بخود موجیں اٹھیں پانی کی چادر میں چاند سورج کی روشنی سے عکس سے ایک دریا ئے نور بہتا ہوا نظر آیا +

یہ نظارہ دیکھتے ہوئے ادھر یہ منزل مقصود کی طرف سیدھیاں بھر رہی تھیں ادھر شراپ سے خوف زدہ بیٹے اوچی شروا کی دُم سے جا چمٹے - سورج کے رتھ پر نگاہ جاتے ہی بنتا دیکھتی ہے تو اوچی شروا کی دُم سیاہ - اچنبھا سا ہو گیا حیران رہ گئی کہ دن کی رات کیسی - قول ہار چکی تھی - بات کا پاس تھا غلامی قبول کی اور رانی کدرو کی لونڈی بن گئی +

بنتا کے دوسرے فرزند گرڑجی تھے ان کی طاقتیں اندازۂ قیاس سے باہر تھیں جہاں جس جگہ چاہیں اس شکل میں نمودار ہو جاویں پلک نہ جھپکنے پائے جہاں منظور ہو وہیں پہنچیں - صورت ڈراونی - چہرہ ہولناک - ولادت کے کچھ دنوں بعد آکاش پر پرواز کی تو دیوتاؤں کے ہوش اڑ گئے بدن کانپ اٹھا کلیجہ میں تھرتھری پڑ گئی - جان سنتر کوٹھوں میں چھپنے لگی پروں کی سنسناہٹ سے اتارپر بہتے ہوئے دریا کی گھبراہٹ مات تھی معلوم ہوتا تھا کہ بادل گرج رہے ہیں - دیوتا کانپتے تھراتے اگن دیو کی خدمت میں پہنچے عرض کی "مہاراج گرڑجی نے کلیجہ ہلا دیا ہاتھ پاؤں تھرا دئے ایسا نہ ہو سب کو سوا ہا کر کے رکھ دیں" +

اگن دیو - ڈرو نہیں - گھبرانے کی ضرورت ؟ گرڑجی تمہارے دشمن نہیں

خیر خواہ ہیں۔ پشت پناہ ہیں۔ دیوتاؤں کے دست و بازو۔ ہاں راچھسوں کے لئے ضرور تیر و تراز و ہیں۔ اس طرح ڈھارس دے کر دیوتاؤں نے سب کو ساتھ لیا۔ گر ڑجی کی خدمت میں گئے۔ اور ان کی مدح وثنا میں یوں تر زبان ہوئے *

آپ رشیوں کے سرتاج ہیں۔ کھگ راج ہیں۔ سب نثر زبان پر چاروں وید از بر۔ کال آپ کی نظر میں چلتا ہے۔ موت کا نام سے دم نکلتا ہے۔ پرند آپ کی رضا کے پابند۔ عقاب آسمان آپ کی پابوسی سے سربلند۔ بشن بھگوان کے مرکب عرش پرواز۔ پرم سادھوؤں میں ممتاز۔ دیوتاؤں پر نظر ترحم فرمایئے۔ آثار قیامت سے بچایئے۔ آپ کی تیزی پرواز سے دیوتا تھرتھرا رہے ہیں۔ ہاتھیوں کے طوطے اڑے جاتے ہیں۔ آکاش کانپ رہا ہے پاتال مارے ڈر کے منہ ڈھانپ رہا ہے۔ زمین پر جوڑی سی چڑھی ہے۔ سمندر کی کپکپی بڑھی ہے دشاؤں کی جان نکل رہی ہے۔ جانداروں کی روح دہل رہی ہے۔ رحم فرمایئے۔ سب کو مصیبت سے بچایئے۔ گر ڑجی نے ترس کھایا۔ چہرے کا تیج گھٹایا۔ ان کا دیدار کیا۔ بھائی کو پیٹھ پر سوار کیا۔ ماں کے پاس آئے۔ بھائی کے دیدار دکھائے *

جس وقت سمندر متھا گیا تھا۔ راہو بھی امرت پینے کے لئے دیوتاؤں میں آگیا تھا۔ سورج نے مخبری فرمائی۔ چندرماں جی نے آگ لگائی۔ وشن نے سودرشن چکر مارا۔ راہو کا سر اتارا۔ دونوں ٹکڑے گیت راہو سے کے سورج چندرماں سے کینہ خواہ ہوئے۔ کسوف نے سورج کو ستایا۔ خسوف نے چندرماں کو کلپایا۔ سورج دیوتا نے کہا واہ۔ مفت میں حالت ردی نیکی کا بدلہ بدی۔ دیوتاؤں نے خوب صلہ دیا۔ ہم کو خاک ہی میں ملا دیا۔ تو سبھی سر لوک

میں آگ بھر دوں دیوتاؤں کو جلا کر خاک کر دوں غصہ سے آگ بگولا ہو رہے تھے۔ راہو کیت حواس کھو رہے تھے۔ غصہ کی دھن میں مست ہو گئے۔ گوشہ مغرب میں است ہو گئے۔ دیوتاؤں کا جی جھوٹ گیا۔ شیرازہ حواس ٹوٹ گیا۔ ڈر رہے۔ سورج دیوتا برآمد ہوئے کہ سب سوا ہا۔ دہلے کہ کرنیں پھوٹیں اور دنیا خاک وسیاہ۔ برہما جی سے فریاد کی۔ خواہش استمداد کی۔ برہما جی نے فرمایا۔ ہمت نہ توڑو۔ جی نہ چھوڑو۔ گرڑجی اپنے بھائی اُرن کو گوش مشرق میں بٹھا آئے ہیں۔ وہ وہاں اپنا سکہ جمائے ہیں۔ جب سورج دیوتا اودے ہونگے سب مرحلے خود طے ہونگے۔ اُرن سارتھی (رتھ بان) بن جائیں گے۔ سورج کے تیج کو حکمت سے گھٹائینگے۔ چنانچہ وہی ہوا اور دیوتاؤں کی رکشا ہو گئی۔

ادھیائے ۔ ۷

بنتا کی حالتِ غلامی۔ گرڑجی کو آزادی کی فکر اور امرت لانے کی بات چیت

ایک وقت گرڑجی بنتا اور کدرو کے پاس رونق افروز تھے۔ باتوں باتوں میں ناگ لوک کا ذکر چھڑ گیا۔ کدرو گرڑجی کی سوتیلی ماں، بنتا سے بولی۔ کہ وہ ناگ لوک کی شوبھا دیکھنے کو جی چاہتا ہے۔ لے چلو۔ دکھا لاؤ۔

بنتا گرڑجی کی ماں، غلامی کی حالت میں تھی۔ تعمیل حکم فرض۔ اُس نے

کدرو کو پشتِ ادب پہ سوار کر لیا اور گرڑ سے کہا:۔

"جان دجگمہ اپنے بھائیوں کو تم لے چلو۔ یہ بھی دیکھ آئیں"

گرڑجی نے سرِ تسلیم خم کیا۔ کدرو کے بیٹوں اپنے سوتیلے بھائیوں (ناگوں) کو پیٹھ پہ لاد کر پرواز تو کے تو آناً فاناً میں سورج لوک کی قربت حاصل ہو گئی۔ گرڑجی کیلئے ت آفتاب کا اثر کہاں۔ ہاں سوتیلے بھائی ناگ جھلسے لگے بدن پھکنے لگا۔ چہروں پہ مردنی چھا گئی۔ غش پہ غش آنے لگا۔ کدرو کی ماتما سے بچوں کا یہ حال نہ دیکھا گیا۔ راجہ اندر کا دھیان کیا۔ بڑی لجاجت سے التجا کی کہ:۔

"مہاراج آپ دیوتاؤں کے سرتاج ہیں۔ مہاراج ادھراج ہیں۔ ہزار آنکھوں سے چہرۂ انور کی رونق ہے۔ ابرِ رحمت پانی کا سرچشمہ ہے۔ بڑے بڑے پرتاپی تپوبل دھاری رکھیشر آپ کی پرستش سے صاحب کشف و کرامات ہوئے ہیں۔ میں آپ کو نمسکار کرتی ہوں۔ مجھ پہ بھی نظرِ ترحم ہو۔ پانی برسا کر میرے کلیجے کی تپش بجھائیے۔ کلیجے کے ٹکڑوں کو سوزشِ آفتاب سے بچائیے"

اندر نے دعا قبول کی۔ دریائے رحمت جوش زن ہوا۔ بادل امنڈے گھنگھور گھٹائیں چھا گئیں۔ بجلی کی چمک آنکھوں میں چکاچوند پیدا کرنے لگی۔ وہ دونگڑا برسا ایسی جھڑی لگی۔ کہ جل تھل ایک ہو گئے۔ ناگوں کی جان میں جان آئی۔ تازہ دم ہو گئے۔ ماں کے ساتھ رسینہ دیپ میں جا پہنچے گرڑجی کی سواری تھی۔ وہاں سے جو اڑے تو مکرا داس دیپ کی سیر کی۔ گھور روانا سر (تالاب)، او رمنورم کانن کے قدرتی نظارے دیکھے۔ سمندر کی لہریں زمین پہ پانی کی ہلکی چادر بچھا رہی تھیں۔ رنگ رنگ کے پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو سے سارا

خیگل مہک رہا تھا۔ کنولوں کی شگفتگی نظر موہ رہی تھی۔ مستی بھرے بھنورے گونجتے ہوئے اس کنول کا رس نے کر اس کنول کی بہار لوٹتے تھے۔ یہاں کے نظارے نے ناگوں کو از خود رفتہ بنا دیا۔ خوب کلیلیں کیں ہوجیں اڑائیں جب طبیعت بھر گئی تو گرڑجی سے تحکمانہ بولے:۔

"اب یہاں سے دل اچاٹ ہوگیا۔ جی نہیں لگتا۔ کسی اور صحرائے پر فضا کی سیر کراؤ"۔

گرڑجی نے دل میں کہا۔ واہ کوئی لونڈی غلام سمجھ لیا کہ لادے لادے پھرو۔ اِدھر سے اُدھر یہاں سے وہاں گھماؤ۔ یہ بات کیا ہے۔ ذرا ماتاجی سے تو پوچھوں۔ انہوں نے بنتا سے کہا۔

"ماتاجی کدرو کے بیٹوں نے مجھے کیا سمجھ رکھا ہے۔ جب دیکھو نوکر کی طرح پکار رہا۔ جو جی چاہے حکم دیدیا۔ میں کان نہیں ہلاتا۔ دل ہی دل میں کڑھ کر کام کر دیتا ہوں"۔

بنتا۔ بیٹا کیا کہوں۔ کدرو سے ایک شرط لگائی تھی۔ میں چلکے میں آگئی۔ اُس نے دھوکے سے مجھے نیچا دکھایا۔ اب قول کی پابندی ہے۔ لونڈی بنی ہوئی ہوں۔

گرڑجی کے دل پر اس بات سے گہرا چرکا لگا۔ شربت کا سا گھونٹ پی کر رہ گئے۔ مگر سوچتے سوچتے چال سوجھی۔ ناگوں سے بولے:۔

"اگر ہماری ماں حالت غلامی سے آزاد ہو جائے تو میں آپ کو جو چیز کہئے لادوں۔ فرق نہ ہوگا"۔

ناگ (بولے) ہم ایک تدبیر بتائیں۔ تمہاری حالت پرستاری سے نہ آزاد ہو جائے تو ہمارا ذمہ۔ ہمیں امرت لادو۔

ادھیائے ۸

امرت لانے کے لئے گرڑجی کی روانگی۔

واقعات سفر۔ دیوتاؤں کی مقابلہ کو تیاری

گرڑجی۔ (ماتا سے) امرت لانے کو پابرکاب ہوں۔ مگر بھوک کے مارے بیچینی ہے۔ بتاؤ کیا کھاؤں؟

بنتا۔ کھانے کی کیا کمی۔ سمندر میں نکھادہی نکھاد رہتے ہیں۔ سب کا بھوگ لگاؤ۔ بات ہی کون ہے۔ مگر دیکھنا کہیں کسی برہمن کو نہ چٹ کرجانا۔ کہ لینے کے دینے پڑیں۔ برہمن گروہ انسان کے ہادی و مرشد ہیں۔ ذرا غصہ کریں۔ تو تپش آفتاب بھر دہو جائے۔ دھکتی ہوئی آگ شعلہ انگیز چہرے کے سامنے راکھ دکھائی دے +

گرڑ۔ آخر برہمن کی پہچان۔ کیا کبھی موم کی طرح نرم۔ کبھی آفتاب کی طرح گرم +

بنتا۔ جو گلے میں اترتے وقت تکلیف حلقوم کا باعث ہوں۔ اور معدہ میں اجیرن ہو جائیں۔ ہضم نہ ہوں۔ بس وہی برہمن ہیں۔ اب جاؤ۔ ایشر تمہاری دائیں رہیگا۔ میں بھی بیٹھی انتظار کرتی ہوں +

گرڑجی ماں کا حکم پاکر اڑے تو آکاش ہی پہ تھے۔ وہاں سے نکھادوں کے شہر میں جا اترے۔ دیکھا کہ گروہ کے گروہ چلے آتے ہیں۔ ہر طرف بھیڑ ہی بھیڑ آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ منہ کھولا اور ایک جگہ بیٹھ گئے۔ شکار کی تاک میں آنکھوں میں دھول جھونکنا منظور تھی۔ اس زور سے پر پھڑپھڑائے کہ بھادوں کی

اندھیری رات ہوگئی۔ ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا۔ نکھاد اندھیرے میں چلتے چلتے آئے تو سب کے سب گرڑجی کے منہ میں۔ گرڑجی نے فوراً منہ بند کر لیا۔ اور سب کا ایک لقمہ کر گئے۔ دفعتہً منقار سے آگ کے شعلے بھڑکے۔ گرڑجی ڈرے کہ کوئی برہمن تو نہیں حلق سے اتر گیا۔ وہ بولے:۔

"اگر واقعی کوئی برہمن ہے تو بے تکلف منہ سے باہر نکل آئے"۔

صدا آئی کہ:۔

"میں اکیلا نہیں میری زوجہ عفت گزیں بھی لقمۂ اجل بن رہی ہے۔ اس کو بھی تو ساتھ لے جانے کی اجازت ہو۔

گرڑجی۔ شوق سے نکال لو۔ اختیار ہے۔

برہمن اور برہمنی دونو قعر فنا سے بچ کر جان کی خیر مناتے منزل مقصود کی طرف چل دئے۔ ادھر گرڑجی نے بھی قدم اٹھایا۔ تھوڑی دیر میں کشیپ جی سے ملاقات ہوئی۔ صاحب سلامت مصافحہ و معانقہ کے بعد کشیپ جی نے پوچھا۔ "کہو۔ کھانے پینے کا سبھتا کیا ہوتا ہے؟

گرڑجی۔ بس کیا کہوں۔ قحط تو اسی کا ہے۔ پیٹ میں تو ادینا پڑتا ہے۔

کشیپ جی۔ تو پھر آدمیوں سے پیٹ بھرو۔ ہر جگہ ان کا جنگل ہی جنگل ہے۔

گرڑجی۔ ہاں مہاراج! آج نکھاد مل گئے تھے۔ ان کو پیٹ کا ایندھن بنایا مگر بھوک نہ مٹی۔ اب میں والدہ کو قید غلامی سے نجات دینے کو امرت لینے جاتا ہوں۔ وہاں کوئی چیز بتائیے کہ کھا کر بھوک مٹاؤں اور امرت لاؤں۔

کشیپ جی۔ وہ دیکھو سامنے سرودر (تالاب) موجیں مار رہا ہے۔ اس میں لمبا چوڑا کچھوا پہاڑ سا نظر آئیگا۔ اور جنگل میں ایک کوہ پیکر ہاتھی ملیگا۔ وہ تمہاری شکم سیری کو کافی ہونگے۔ یہ دونوں ایک دوسرے کے مارے آستیں ہیں

یہ اس کے خون کا پیاسا وہ اس کی جان کا بھوکا۔ یہ پائے تو اس کو جیتا کھالے
اس کا بس چلے تو اس کی ہڈیاں چبائے۔ ایک زمانے میں یہ رشی تھے۔ دولت
پر آپس میں چل پڑی۔ خوب لڑائی جھگڑا ہوا۔ بھاوسو رشی نے چھوٹے بھائی کو
بددعا دی۔ کہ آدمی سے کچھوا ہو جائے۔ سوپرتیک رشی نے بڑے بھائی
کو کوسا کہ ہاتھی بن جائے۔ بددعائیں قبول ہوئیں۔ ایک کچھوا بن گیا ایک ہاتھی
مگر جھگڑا نہ چکا۔ دل کی گرہ نہ کھلنا تھی نہ کھلی۔ ہاتھی جب پانی پینے جاتا ہے
کچھوا چوٹ کرتا ہے۔ دونوں گتھ جاتے ہیں۔ خوب کٹا جھجہ ہوتی ہے اور
نتیجہ ہر روز تین کانے۔ جب وقت یہ دونو گتھے ہوں تم پہنچو اور دونوں کو ڈکار
جاؤ سیری ہو جائے گی*

کشیپ جی یہ کہکر چلتے ہوئے اور گرڑجی نے شکار مطلب کی تاک لگائی۔
ذرا دیر میں دیکھا تو ہاتھی اور کچھوے میں گتھا ڈھور رہا ہے۔ انہوں نے جھپٹ کر
ایک پنجہ میں کچھوے کو دبوچا۔ دوسرا چنگل ہاتھی پہ مارا اور اڑ کر سمیر پربت پر دم
لیتے ہوئے الوپی تیرتھ کے کنارے پہنچے۔ یہاں دیکھا۔ تو کل درختوں کا رنگ
طلائی۔ برگ و بار انگاروں کی طرح لالوں لال۔ گرڑجی نے سر بفلک چھتنار
درخت پر ڈکا سرا کرنا چاہا۔ جونہیں پنجے ٹیکے شاخ تنے سے الگ۔ گرڑجی نے
منقار سے شاخ پکڑ لی کہ کہیں بال کھل رشیوں کو ضرر نہ پہنچے۔ اب گرڑجی
کچھوے اور ہاتھی کو پنجوں میں دبوچے شاخ شجر کو منقار میں دبائے اُڑے
بال کھل رشی حیران تھے کہ ایک پرند ایسا طاقتور۔ دیوتاؤں میں بھی یہ قوت
دیا رائی نہیں۔ اتنا بوجھ اٹھا کر اڑنا کسی خاص غیبی طاقت کا فیض ہے۔ انہوں
نے خوش ہو کر گرڑ نام رکھ دیا*

گرڑجی جگہ جگہ پھرے ملکوں ملکوں کی خاک چھان ڈالی مگر شاخ رکھنے کی جگہ

کوئی مقام نظر نہ آیا۔ آخر وہ گندہ مادن پہاڑ پر پہنچے۔ یہاں کشیپ جی مشغول عبادت تھے۔ انہوں نے اپنے پرتاپی فرزند کو دیکھ کر کہا:-

لہ گندہ مادن پہاڑ गन्धमादन رومک پٹن रोमकपतन

کے اتر اور کیت مال केतमालवर्ष والا ورت इलावृत्तवर्ष

کے وسط میں واقع ہے۔ (دیکھو سدھانت شرومنی) کیت مال والا ورت ورش جنبو دیپ کے نو ورشوں میں سے دو ورش ہیں۔ نو ورشوں کے نام حسب ذیل ہیں:-

(۱) الاورت ورش (۲) رمیک ورش रम्यक वर्ष (۳) ہرن مے ورش

हिरण्यमयवर्ष (۴) کرو ورش कुरुवर्ष (۵) ہری ورش

हरि वर्ष (۶) بھارت ورش (۷) کیت مال ورش (۸) بھدرا شو ورش

भद्राश्ववर्ष (۹) کمپرکھ ورش किम्पुरुष वर्ष شری مد

بھاگوت کے قول سے بھگوان شری رام چندر جی کی مورتی سے شری جانکی کے ساتھ کمپرکھ ورش میں براجمان ہیں۔ اور شری مہابیر جی گندھربوں کے ساتھ ان کی اپاسنا میں مصروف اور کتھا سننے میں مشغول رہتے ہیں (شریمد بھاگوت۔ اسکندھ پنجم۔ ادھیائے ۱۹) جمبو دیپ پرتھوی کے سات دیپوں میں سے ایک دیپ ہے سات دیپوں کے نام یہ ہیں (۱) جمبو जम्बू (۲) پلکش प्लक्ष (۳)

شالملے शालमाली (۴) کشں कुश (۵) کرونچ क्रौंच

(۶) شارک शारक (۷) پشکر पुष्कर بشن پران کے

قول سے گندہ مادن پہاڑ سمیر کا جزو ہے۔ مہابھارت کے رو سے واضح ہوتا ہے کہ یہ پہاڑ کیلاش سے فاصلہ پر ہے۔ کیونکہ مہاراجہ یدھشٹر جب گندہ مادن پہاڑ پر گئے تھے تو انہیں بدرکا شرم یعنی شری کیدار بدری ناتھ اور کیلاوس سے گذر کر منزلیں طے کرنا پڑیں تھیں (دنواں پرب ملاحظہ طلب)

(دیکھو بقیہ برصفحہ ۴۱)

دیکھو زیادہ تیزی نہ کرو۔ جلدی کی ضرورت نہیں۔ بہت زور آزمائی بے
سود ہے۔ جس شاخ کو تم لئے پھرتے ہو۔ اس میں بال کھل رشی تشریف فرما
ہیں۔ ان کی غذا سورج کی کرن ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو وہ کسی حرکت سے
ناخوش ہو کر غضب آلودہ ہوں اور ایک نظر قہر سے تم کو خاک سیاہ کر ڈالیں
اس لیئے ذرا دم لو صبر کرو۔ نہ زیادہ تیزی اچھی ہوتی ہے نہ غفلت۔ دیکھو
سب بات بنائے دیتا ہوں کہ سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے۔ کام بھی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۰) ایشیاٹک ریسرچز جلد ۸ صفحہ ۳۲۱ میں درج ہے

Between the ranges to the north or south of meru ar two ranges the western range called Gandha madan does really exist and on swers to the Comaedi of Ptolemy also called Kumudsain in the Puranas (As. Re. vol: VIII P. 321)

یہ خیال صحیح نہیں Comoedi گندہ مادن کا نام نہیں ہو سکتا

گندہ مادن پہاڑ ہمالیہ پہاڑ کے شمالی حصہ میں واقع ہے ÷

اس پہاڑ پر دروپدی کی فرمائش سے بھیم سین پھول لینے گئے۔ جہاں
سری مہابیر جی سے ملاقات ہوئی۔ مہابیر جی نے طاقت دکھائی۔ بھیم سخت
حیران ہوئے آخر مہابیر جی نے بھیم سے جنگ مہابھارت میں فتحیابی کے لئے
اپنی غائبانہ کمک کا وعدہ فرمایا

بن جائے اور کسی افتاد کا بھی سامنا نہ ہو"۔
یہ کہہ کر کشیپ جی بال کھل رشی کی خدمت میں گئے اور بڑے ادب سے بولے :-
"مہاراج! آپ رشیوں کے سرتاج ہیں۔ تپسیا میں آپ کا جواب نہیں کشف و کرامات میں آپ یکتائے زمانہ ہیں۔ خرق عادات میں بے نظیر ہیں۔ فرد و یگانہ ہیں۔ گرڑجی آپ کا داس میرا کلیجے کا ٹکڑا ہے۔ وہ اس وقت جس کام میں مصروف ہے اس میں ذاتی اغراض مدنظر نہیں صرف بندگان خلائق کی بہبود کی غرض سے بار خدمت اٹھا ناگوارا کیا گیا ہے۔ آپ کی تکلیف کے خیال سے گرڑ ادائے فرائض میں ہچکچاتا ہے ڈرتا ہے کہ کہیں کوئی بات ناگوار خاطر نہ ہو اور چشم عتاب کوئی قہر نازل نہ کر دے۔ اگر آپ اسے اجازت دیں تو زہے نصیب۔ میری عین سرفرازی۔ گرڑجی کا خاص شرف اور اہل روزگار کے لئے صورت بہتری۔ جانداروں کا رفاہ"۔
بال کھل رشی۔ گرڑجی شوق سے اپنا کام پورا کریں۔ ہم لوگ خود ہی چلے جاتے ہیں۔ دوسری جگہ تپ کر لینگے۔
یہ کہہ کر بال کھل رشی وہاں سے راہی ہوئے۔ کوہ ہمالیہ پر تشریف لے گئے اور وہیں ثابت قدمی سے تپ میں مصروف ہو گئے۔
ان کے جانے پر کشیپ جی کو اطمینان ہوا۔ گرڑجی کی جان میں جان آئی۔ گرڑجی نے کہا :-
میں نے سارا زمانہ چھان ڈالا۔ زمین کاگز بنایا۔ آکاش کے چکر لگائے لیکن کوئی ایسی جگہ نظر نہ آئی۔ جہاں اس شاخ کو رکھ سکتا۔ آپ زبان گوہر فشاں سے فرمائیے کہ کون جگہ آپ تجویز فرماتے ہیں۔ یہ شاخ اس قدر وزنی اور لمبی

چوڑی ہے کہ اس کے رکھنے کے واسطے کوئی خاص الخاص مقام چاہئے ۰
کشیپ جی۔ جہاں تک میں خیال کرتا ہوں برفستانی پہاڑ سے بڑھ کر اس کے لئے اور کوئی موقع موزوں نہیں۔ وہاں نہ بنی نوع انسان سکونت پذیر ہیں نہ دوسری اقسام کے ذی روح اور جاندار کسی کو کچھ تکلیف نہیں پہنچ سکتی پس ایسے ہی پہاڑ پہ جاؤ اور شاخ چھوڑ آؤ ۰

گرڑ جی نے شکریہ ادا کیا اور شاخ کو لئے ہوئے وہاں سے ہوا ہوئے ہوا پیچھے تھی یہ آگے۔ تیز پروازی آندھی کے جھونکوں سے کہیں بڑھی چڑھی تھی۔ آناً فاناً میں برف کے پہاڑ پر جا پہنچے۔ اور جس مقام پر کشیپ جی نے فرمایا تھا وہیں وہ شاخ چھوڑ دی۔ شاخ کا گرنا تھا کہ گویا پہاڑ پر پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ آسمان پھٹ پڑا۔ کندن کی طرح چمکتی جواہرات کی طرح دمکتی ہوئی سر بفلک چوٹیاں تڑک گئیں۔ بڑے بڑے ٹکڑے پھٹ پھٹ کر ادھر اُدھر جا پڑے۔ جب پہاڑوں کی چوٹیوں اور پتھر کی چٹانوں کا یہ حال ہوا تو درختوں کا کیا پوچھنا۔ سارے درخت جڑ سے اکھڑ اکھڑ کر سر بسجود ہو گئے۔ اور زلزلۂ زمین اور پہاڑ کے تزلزل سے پھولوں کا ایک ڈونگرا برس گیا۔ شاخیں بالکل برہنہ ہو گئیں ۰

اپنے کام سے چھٹی کر کے گرڑ جی نے پہاڑ پر آسن جمایا اور ہاتھی کچھوے کو مزے سے نوش جان کر کے منش لوک کی طرف چل پڑے۔ گرڑ جی ادھر وہاں سے اُڑے اُدھر طرح طرح کی بدشگونیوں کا تانتا لگ گیا۔ خراب خراب فالیں پیش نظر ہونے لگیں۔ آسمان بالکل صاف ابر کا نام و نشان نہیں۔ مگر بادل کی سی وہ مہیب گرج کہ الاماں۔ اندر جی گھبرا اٹھے دل لرزنے لگا۔ اپنے گرو برھسپت جی سے التماس کی ۰

مہاراج! یہ آج ہے کیا یہ قیامت کے آثار کیوں دل دہلائے ڈالتے ہیں۔ ایسا تو کوئی زبردست اور قوی بازو دشمن بھی نہیں جو میرے سامنے ٹک سکے۔ آنکھ بھر کے دیکھنے کی بھی تاب نہ لائے۔ پھر اس ہیبت ناک حالت کی وجہ کیا؟

برہسپت جی۔ ایک تو تم سے خود خطا ہو گئی ہے جسے تم خود بھی جانتے ہو۔ عیاں را چہ بیاں۔ دوسرے بال کھل رشیوں کے فیض ریاضت وکشف عبادت نے یہ سارا کھیل رچ دیا ہے ان کی برکت کی طفیل کشیپ کا صاحب قدرت وصاحب طاقت فرزند گرڑ جی ہوا کے گھوڑے پر سوار آندھی کی طرح آرہا ہے غرض یہ ہے کہ تم سے امرت چھین لی جائے۔ گرڑ جی کوئی معمولی ذی روح نہیں۔ اس میں خاص غیبی طاقتیں ہیں۔ امرت لے جانا تو کوئی بات ہی نہیں۔ دنیا جہان کا کیسا ہی مشکل کام کیوں نہ ہو اس کے نزدیک آسان سے آسان ہے جو چاہے کر سکتا ہے کسی کی ایک پیش نہیں جا سکتی۔ امرت لئے بغیر باز آنے کا نہیں؛

برہسپت جی کی بات سن کر اندر جی نے کان کھڑے کئے اور دیوتا بھی چونکتے ہوئے کہ یہ تو بڑی ہوئی۔ بدشگونیوں کا رنگ ڈھنگ بے سبب نہ تھا۔ مگر خیر امرت کی حفاظت ہی لازمی ہے۔ پس ہر چہ بادا باد۔ یہ کہہ کر سب نے اپنے اپنے ہتھیار سجے تیر ترکش بندھ گئے۔ تلواریں کھچ گئیں بجر نے سر اٹھایا۔ جڑاؤ ہتھیار بجلی کی طرح چمکنے لگے۔ جواہرات کے دستوں نے زمین پر ستارے چھڑکا دئے؛

ادھیائے ۹

گرڑ جی کی امرت لینے کو روانگی۔ جنگ و جدل دیوتاؤں کی ہزیمت۔ گرڑ جی کی فتح۔ امرت لانے میں کامیابی۔ بشن جی کی سواری میں سرافرازی۔ اندر سے مصالحت۔ سانپوں کی امرت سے محرومی۔ بنتا کی غلامی سے آزادی

اگر شردا رشی جی لغنہ سنج ہیں۔ کہ گرڑ جی ہاتھی اور کچھوے کو ڈکار کر جو چلے تو دیوتاؤں کو تیر و ترکش باندھے پایا۔ سب کے سب ہتھیاروں سے لیس ایک ایک میان سے باہر تلواریں نیام سے اگلی پڑتی ہیں۔ تیر کمان سے نکلے بھاگتے ہیں۔ مگر

سپاہی بہ لشکر نیاید بکار
یکے مرد جنگی بہ از صد ہزار

آستینیں تو سب کی چڑھی ہوئی تھیں۔ موچھوں پہ سب تاؤ دے رہے تھے لیکن دل کی دہشت ہاتھ پاؤں کی کپکپی پکار پکار کر کہہ رہی تھی ؎

نامردی و مردی قدمے فاصلہ دارد

بدن کی تھرتھری کیا تیر ماریگی۔ کانپتے تھرّاتے ہوئے ہاتھ کیا تلوار کا جوہر دکھا سکینگے

عروس ملک کسے در کنار گیر دچست
کہ بوسہ بر لب شمشیر آبدار زند

اتنے میں گرڑجی ہوا سے باتیں کرتے آندھی کی طرح آہی پہنچے ۔ اور بس ہر طرف سے تیروں کی بوچھاڑ ہونے لگی ۔ تلواریں بجلی کی طرح ایک پر ایک گرنے لگیں ۔ بجروں نے پہاڑ توڑنا شروع کئے ۔ بجلیاں نظروں میں کوندھ رہی تھیں ۔ پہاڑ ٹوٹتے ہوئے معلوم ہوتے تھے ۔ گرڑجی جھلائے تو پہلے بشوکرماں کو پنجے میں دبوچا ۔ بشوکرماں بڑے سائنٹفک ہیں ۔ دیوتاؤں کے ہتھیاروں کی تمام غیبی طاقتیں انہیں کی عقل و حکمت کا نمونہ ہیں گرڑجی نے انہیں سے بسم اللہ کی تو ان کے ہوش و حواس غائب ساری عقلمندیاں رخصت ۔ شہپروں نے تیر قضا کا نمونہ دکھایا ۔ منقار نے تیغ اجل پر رکھ لیا ۔ سارا بدن لہولہان ۔ اچھی طرح گرد جھاڑنے کو بازد پھڑپھڑائے تو پھر کیا تھا ایک کالی آندھی سی آگئی ۔ اور ہر طرف غبار ہی غبار ۔ زمین سے آسمان تک گرد ہی گرد ۔ یوں دیوتاؤں کی آنکھوں دھول جھونک کر گرڑجی نے جو پھر شہپر و منقار سے وار کیا تو خون کے فوارے جاری ہو گئے وہاں زخم سے الامان والحفیظ کی صدائیں آنے لگیں ۔ کوئی دیوتا پھڑکنے لگا ۔ کوئی سسکنے ۔ کسی کی لب پر کراہ تھی ۔ کسی کی زبان پر آہ ۔ بدن پر زیور آہن کے عوض زخم کی بدّھیاں نظر آنے لگیں ۔ ہڈیاں پسلیاں خون کی ندیاں بہانے لگیں ۔ اندر نے سوچا کہ بُری ہوئی شامت آگئی قیامت آگئی فوراً بایو (ہوا) کو حکم دیا گرد و غبار ہٹائے تاریکی مٹائے ۔ بایو نے پل مارتے ہی مطلع صاف کیا ۔ اندھیارا مٹا روشنی چھاگئی ۔ اب تو سب کی آنکھیں کھلیں ۔ نظر کو سوجھنے بوجھنے لگا ۔ دیوتاؤں نے ہتھیار سنبھالے ۔ پرگھ ۔ ترشول ۔ گدا اور قسم قسم کے چکروں سے مار دھاڑ شروع کی ۔ دیوتا ہزاروں

گرڑجی ہیکل ہیبی و دو گوش۔ دیوتاؤں کے ہتھیاروں نے گرڑجی کو چھالیا۔ نہ راہ
رفتن نہ روے ماندن۔ مگر گرڑجی مرد میدان تھے ہر مخالفانہ حملے پر ان کا دل
اور بڑھتا تھا۔ ہمت ہزار چند ہوتی تھی۔ ہتھیار پر ہتھیار ٹوٹتے دیکھ کر انہوں
نے تیغ ہمت کے وہ جوہر دکھائے ؎

فلک گفت احسن ملک گفت زہ

دیوتاؤں کی صفوں کو چیرتے۔ دَل کے دل پچھاڑتے۔ خون برساتے ہاتھ
دکھاتے بجلی کی طرح کڑکتے بادل کی طرح گرجتے آکاش پہ پہنچے اور شہپر
و منقارہ سے پر سوفار و خنجر خونخوار کا کام دے کر دیوتاؤں کے بدن چھلنی کر ڈالے
ہرے ہرے زخموں کا ایک باغ کھلا ہوا نظر آنے لگا ؎

ہر روئیں سے جاری ہوا فوارہ لہو کا
ضرب ایسی لگی خونِ دہن زخم نے تھوکا

گرڑجی کے حملوں نے دیوتاؤں کے قدم اکھاڑ دئے سارا دل تین تیرہ نو دو
گیارہ ہو گیا۔ جس کا جدھر سینگ سمایا بھاگ نکلا جہاں پائے فرار تھکا سانس
لی سادہ منڈلی اور گندھربوں نے مشرق میں جان چھپائی۔ جنوب میں بشو
ردو رپناہ گزیں ہوئے۔ سورج نے مغرب میں منہ چھپایا۔ اشونی کمار نے گوشہ
شمال میں جانبری کی صورت نکالی۔ جو دیوتا خم ٹھونک کر ڈٹے رہے ان کو بھی
سر پر پاؤں رکھ کر بھاگنا پڑا۔ گرڑجی سے ایک پیش نہ گئی +

اگن دیو شعلہ خو۔ آتش مزاج یہ دیکھتے ہی آگ بگولا ہو گئے۔ شعلۂ غیظ بھڑک
اٹھا۔ نائرہ غضب آگ برسانے لگا۔ چشم چشم سے انگارے دہک اٹھے۔ زمین
پھکنے لگی آکاش گرم توے (تابہ) کی طرح جل اٹھا مگر گرڑجی پر آنچ بھی نہ آئی۔
ان کے تیج سے جو پھونک اٹھی تو بھڑکتے ہوئے شعلے ایک دم سے گل ہو دبکے

ہوئے انگارے سرد۔ اگن دیوتا کا منہ دھواں۔ بدن بالکل عرق عرق ۔

جب آتش فساد پر پانی پڑ گیا۔ نار مخالفت بجھ گئی۔ گرڑ جی نے چھوٹا سروپ کیا۔ اور امرت کی فکر میں منزل مقصود کی راہ لی۔ بات کہتے دیر ہوتی ہے مگر گرڑ جی کے پہنچنے میں دیر نہ ہوئی۔ وہ جا پہنچے اور دیکھا تو امرت کے گھڑے کے ارد گرد ایک آہنی چکر چکر کھاتے پایا۔ جس کے آگ کے شعلے بھڑک بھڑک کر بجلی کی تڑپ کو مات کرتے تھے۔ گرڑ جی نے اُس چکر کے گرد چکر لگایا اور بالکل چھوٹا سا سروپ بنا کر ایک باریک سوراخ سے پار ہو کر گھڑے کے پاس ہی پہنچ گئے۔ وہاں دیکھا تو دو افعی خونخوار گھڑے کے پہرے پر نظر آئے۔ سانپ تھے یا نمونۂ قیامت ہر نفس گرم سے شعلے نکلتے تھے۔ ذرا سی حرکت زبان انگارے برساتی تھی۔ گرڑ جی نے پھر شہپروں سے آندھی چلائی اور ایسی گرد اُڑائی کہ سانپوں کی آنکھیں چوندھیا گئیں کچھ سجھائی نہ دیا۔ گرڑ جی نے اب منقار سے چکر کو اِدھر سے اُدھر کر دیا اور امرت کا گھڑا لیتے ہوئے گھر کی طرف لپکے پڑے۔ سورج کے سامنے سے گذرتے ہوئے آگے بڑھے ہی تھے کہ بشن بھگوان سے سامنا ہوا بشن جی ان کی ہمت و جرأت طاقت و شجاعت کو سراہتے ہوئے بولے :-

"آفرین تمہارے دست و بازو کو۔ دریائے رحمت جوش پر ہے جس گوہر مقصود کی آرزو ہو طلب کرو۔ ابھی دیر نہ کرو" ۔

گرڑ جی۔ (ہاتھ جوڑ کر) آپ کا دیا ہوا سب کچھ موجود ہے کسی چیز کی کمی نہیں اگر آپ سایۂ دامن دولت میں رکھئے تو مزید مہربانی۔ باہن بنائیے۔ تو اور بھی قدر دانی ہو امرت تو ہی ... جس کی ... اشر ...

کر سکے۔ کسی کے مارے نہ مر سکے۔ مگر آپ بردان دیں کہ امرت نہ پیوں اور پھر ہمیشہ جیوں ‡

وشن۔ بہت اچھا۔ کامنا سپھل پدوی اٹل۔ آج سے تم ہمارے باہن (سواری) اور تمام پرندوں میں افضل زمن ہوئے ‡

گرڑجی نے عاجز نوازی اور ذرہ پروری کا شکریہ ادا کیا اور رخصت ہو کر امرت لئے ہوئے اپنی ماتا (بنتا) کی خدمت میں چلے۔ ادھر سے یہ جا رہے تھے اُدھر سے اندر آ رہے تھے دونوں سے راستے میں مڈبھیڑ ہو گئی۔ امرت کو لئے ہوئے دیکھ کر اندر سے ضبط نہ ہوا۔ بجلی کی طرح تڑپ کر ایک بجر رسید کر دیا۔ گرڑجی ہنس پڑے اور بولے بجر ہے یا پھول کی پنکھڑی۔ یہاں تو ایک رویاں بھی میلا نہ ہوا۔ مگر خیر دوہیچ رشی کی ہڈیوں کی عزت رکھنا ہے اور اندر بجر کی آبرو۔ اس لئے خاطر سے ایک پر گرائے دیتا ہوں

ف۱ اسی بردان سے بشن جی کا نام گرڑ دوہیچ اور گرڑ گامی ہوا ‡

ف۲ دوہیچ اتھروبنی اور کردم کی دختر شانتی کے فرزند۔ جب دو اشونی کماران کی خدمت میں تحصیل علم کے لئے گئے راجہ اندر نے دوہیچ رشی سے کہا۔ کہ اگر آپ ان کو تعلیم دینگے تو آپ کا سر کاٹ دیا جائیگا۔ مہارشی دوہیچ کے حکم سے اشونی کماروں نے مہارشی کا سر کاٹ کر گھوڑے کا سر لگا دیا۔ اور اسی گھوڑے کے منہ سے مہارشی نے اشونی کماروں کو تمام علوم کی تعلیم دی۔ راجہ اندر نے اپنے قول کے موافق مہارشی کا پھر بھی سر کاٹ ڈالا تب اشونی کماروں نے ان کی گردن پر اصلی سر جما دیا۔ بھاگوت میں ان کا نام دوہیچ दधीच لکھا ہے

جب دکش پرجاپت نے وہ جگیہ کیا تھا جس میں شوجی کی ہتک کی گئی تھی اور ستی جی کو جل [illegible] تھے (دیکھو صفحہ ۵۰)

کہ خیر کچھ تو یادگار رہ جائے۔ تمہارے بجر کی ہیٹی تو نہ ہو۔ ددھیچ رشی کی ہڈیوں کا توجش نہ مٹے۔ ورنہ کیا مجال تھی کہ ایک بال بھی بیکا ہوتا۔ جس وقت گرڑ جی نے پر گرایا۔ دیوتا بلبل تصویر کی طرح دم بخود ہو گئے۔ خوبصورتی نے تصویر حیرت بنا دیا۔ اور گرڑ جی کو سپرن کے نام سے پکارنے لگے۔ اندر جی نے فرمایا کہ

"امتحان دست قدرت کی آرزو ہے دکھائیے ممنون عنایت فرمائیے"+

(بقایا صفحہ ۴۹) ندی دبیل) انہیں سے شونترے کر شوجی کے باہمن ہوئے ہیں۔ ایک مرتبہ ان کا تپ بھنگ کرنے کے لئے اندر نے المبکھار نامی اپسرا کو روانہ کیا اس وقت مہرشی سرستی ندی پر ترپن کر رہے تھے۔ اپسرا کو دیکھتے ہی کام دیو کا اثر ہوا۔ اور تخم سے سارسوت من کی دلادت ہوئی برترا اسر سے جب دیوتاؤں نے شکست کھائی تھی اس وقت اندر نے مہرشی ددھیچ سے ان کی ہڈیاں مانگی تھیں۔ مہرشی ایسے فیاض اور پرابکاری تھے کہ گو راجہ اندر نے ان سے ہمیشہ دشمنی کی مگر انہوں نے سوال پورا کرنے کے لئے ہڈیاں دیدیں اور چولا چھوڑ دیا مہرشی کی ہڈیوں سے اندر بجر کے علاوہ تلوار۔ ترسول۔ چکر۔ گدا کی اقسام کے مختلف خونخوار ہتھیار (مہا استر) بنے۔ چنانچہ سنسکرت قول شاہد ہے

तस्यास्थिभिरथो शुक्र प्रहृष्टः सुमनावतया।
कारयामास दिव्यानी तानि प्रहरणान्युच॥
वज्रासी शूल चक्रञ्च परिघा विवधा गदाः
इति म्र० पु०

گرڑجی

دیکھوں نظرِ قہر سے دریا کو تو جل جائے
یہ کیا صفت موم ہر اک کوہ پگھل جائے
سورج پہ چڑھے تپ جو نظر میری بدل جائے
ماہی زمین خاکِ کفِ پا سے کچل جائے

ابھی کرہ زمین کو ایک پر پر اٹھا کر جہاں کہئے رکھ آؤں۔ سمندر موج مارتے ہوں تو پروا نہیں۔ پہاڑ بھی آسمان سے باتیں کرتے ہوں تو باشد۔ سب کے سب میری طاقت کے لئے پھول کی ذرا سی پنکھڑی سے زیادہ نہیں +

اندر۔ اور یہ امرت کہاں لے جائیگا +

گرڑجی۔ ماتا بنتا کی ضرورت سے لئے جاتا ہوں۔ سوتیلی ماں کدرو نے بڑا فریب کیا خیر (سب کچا چٹھا سنا کر) اب میں جہاں امرت رکھ دوں آپ شوق سے لے جا سکتے ہیں +

اندرجی نے گرڑجی کی نظر عنایت کا شکریہ ادا کیا۔ ممنونِ توجہ ہوئے دوستی کا اظہار کیا اور نقش قدم پر قدم رکھتے چلے +

گرڑجی گھر پہنچے۔ اپنی والدہ بنتا کے پابوس ہوئے۔ کدرو (سوتیلی ماں) اور سب سانپوں (سوتیلے بھائیوں) کو مجتمع کر کے کہا:-

"لیجئے امرت حاضر ہے۔ کشا پر دیکھئے۔ اب دیر کی ضرورت نہیں۔ جھٹ پٹ غسل کیجئے اور امرت پیجئے۔ آج سے میری ماں حلقۂ غلامی سے آزاد۔ اب ما بخیر شما بسلامت" +

سوتیلے بھائی پیرہن میں پھول اٹھے۔ دانت نکل آئے بتیسی کھل گئی بولے:-

"ابھی گئے اور [illegible] پہلے آئے [illegible]

سب سانپ موجیں اڑاتے بغلیں بجاتے نہانے کو گئے - اندر نے جو میدان
خالی پایا تو امرت کا گھڑا لے اڑے - یہ جا وہ جا۔ آناً فاناً میں نظر سے غائب
جب سانپ نہا دھو کر آئے تو امرت ندارد - اب کس کو زہر مار کریں سمجھ گئے
کہ ساری کرتوت اندر کی ہے - انہیں نے بتا دیا - پرسی تھالی آگے سے
ہٹالی - یہ ہمارے جعل فریب کا خمیازہ ہمارے چھل کپٹ کا معاوضہ ہے تاکہ
کردہ نیافت - خیر کچھ مضائقہ نہیں - جو چیز ہاتھ سے چلی گئی اس کے لئے
کف افسوس ملنا فضول - یوں دل کو سمجھا بجھا کر سانپوں نے اس کشا کو زبان
سے چاٹنا شروع کیا - جس پہ امرت کا گھڑا رکھا تھا - امرت کے رکھے جانے
کی وجہ سے کشا تو پاک مانی جانے لگی - مگر کشا کو چاٹنے سے سانپوں کی دو
زبانیں ہو گئیں - بنتا کے گلے سے طوقِ غلامی اترا - گرڑ جی اپنی ماتا کے ساتھ
اس دشت پر بہار اور صحرائے غیرتِ گلزار میں رہنے بسنے لگے - دلوں کی
پژمردگی دور عشرت کا فور ہوئی ۰

ڈاکٹر شردا رشی فرماتے ہیں کہ جو شخص گرڑ جی کے اس مہاتم کو صدقِ عقیدت
سے سماعت کریگا - یا صاحبان علم کو پڑھ کر سنائیگا اس کی نجات میں گرڑ جی
کی برکت سے شک نہیں ۰

ادھیائے ۱۰

سیس ناگ جی کی تپشیا - برہما جی کی تشریف آوری زمین کا سیس جی کے پھن پر قیام

سوت جی فرزند دلبند اگر یشروا کی ناگوں کے نام گنا کر محو گلفشانی ہیں کہ :-

سیس جی بھی کدرو کے نور نظر و لخت جگر ہیں۔ وہ اپنی والدہ کی آغوش محبت سے جدا ہو کر مشغول ریاضت ہوئے۔ ہوا پھانک کر عبادت کرنا شروع کی۔ پہلے گندہ مادن میں رہے۔ پھر بدر کا شرم (یعنی بدری ناتھ) میں سکونت اختیار کی۔ ازاں بعد گوکرن[1] تیرتھ ہمالیہ پہاڑ اور پشکر راج میں تپ کیا۔ عبادت شاقہ و ریاضت لائقہ سے برہما جی نہایت خوش ہوئے خود پشکر راج میں تکلیف کی دیکھا کہ سیس جی ہڈیوں کا مالا ہو گئے ہیں۔ گوشت پوست کا نام و نشان تک نہیں۔ یہ حالت دل پر انتہا سے زیادہ اثر پذیر ہوئی چشمہ عنایت موجزن ہوا۔ فرمایا :-

"سیس جی۔ تمہاری تپیا حد سے گذر گئی۔ میں تم سے بہت خوش ہوں جس چیز سے خواہش ہو بے تکلف مانگ لو +

سیس جی (ہاتھ جوڑ کر) پتا جی کوئی ہوس نہیں۔ کسی چیز کی طلب نہیں۔ صرف ایک افسوس ہے کہ میرے بھائی سب عقل سے خارج اور ایک دوسر کے لئے مار آستیں ہیں۔ آتش حسد گھر پھونکے دیتی ہے۔ نائرہ رشک سے سب کے کلیجے سلگا کرتے ہیں۔ گرڑ جی کو بھی میرے بھائیوں سے دشمنی اور عداوت ہے اس لئے میں نے تو تہیہ کر لیا ہے کہ تپسیا کرتے کرتے خواہ جان ہی چلی جائے چاہے چولے کو ہون سوا کر ڈالے مگر بھائیوں کا منہ نہ دیکھونگا مجھے صورت دیکھنا گوارا نہیں +

برہما جی۔ وہ بڑے عقل کے دشمن ہیں مجھے خوب معلوم ہے۔ کدرو

[1] یہ تیرتھ سیتا پور و کھیری کے متصل ملک اودھ میں واقع ہے جسے گوکرن ناتھ کہتے ہیں +

ان کو سراپ دے چکی ہے اس کا خمیازہ بھی اُن کو اٹھانا لازمی ہے۔ پس تم اُن کو ان ہی کے حال پر رہنے دو اور اپنی کہو کہ کیا خواہش ہے؟

سیس جی۔ بس صرف یہی کہ میری طبیعت کسی حالت میں دھرم اور تپ کی طرف سے نہ اُچٹے +

برھما جی۔ تمہاری خواہش مجھے بہت پسند آئی۔ میں خوشی سے بردان دیتا ہوں لیکن اب میری ایک بات مانو۔ یہ متحرک کرہ زمین اپنے پھن پر روک لو +

سیس جی۔ حکم سر آنکھوں پر۔ مگر ذرا تکلف فرما کر کرۂ خاکی سر پر رکھ دیجئے +

برھما جی۔ اس کی کچھ ضرورت نہیں۔ تم طبق خاک کے نیچے چلے جاؤ۔ زمین تمہیں خود راستہ دیدیگی +

سیس جی نے حکم کی تعمیل کی۔ کرۂ خاکی سر پر رکھ لیا اور یوں متحرک و متزلزل زمین ساکت ہوئی +

ادھیاے ۱۱

راجہ پرچھت کو شرنگی رشی کا شراپ اور تکشک ناگ کے زہر سے وفات

اگر شروا جی رطب اللسان ہیں کہ پانڈو کی نسل میں راجہ پرچھت بڑا اہل اقبال ور صاحب جاہ و جلال راجہ گزرا ہے۔ یہ ابھمنیو کا فرزند جگر بند تھا

ایک روز سیر و شکار کی ہوا سمائی تو ایک صحرائے پر فضا کی راہ لی۔ جنگل میں پہنچتے ہی ایک ہرن پر تیر سر کیا۔ مشیت سے نشانہ چوک گیا اور ہرن سر پر پاؤں رکھ کر جو اڑا تو ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ راجہ نے پیچھے گھوڑے ڈال دیئے سارا جنگل چھان مارا مگر ہرن کا پتہ نہیں۔ اتفاقاً ایک تپوبن میں پہنچے جہاں سمیک رشی مَون (خاموشی) سادھے ہوئے مشغول عبادت تھے۔ راجہ نے کہا:۔

"رشی جی میں راجہ ابھمنو کا لختِ جگر ہوں پریکھت نام ہے۔ شکار کو نکلا تھا۔ ہرن کو تیر مارا تو وہ غائب ہو گیا۔ لاکھ تلاش کی مگر بے سود۔ آپ نے ہرن کو بھاگتے دیکھا ہو تو بتا دیجئے"۔

وہاں مَون سدھی تھی بولتا کون لب پر مہر خاموشی لگی ہی رہی۔ راجہ کو غصہ آیا کہ اُخ آہ۔ یہ دماغ۔ سوال کا جواب بھی ندارد۔ تاؤ پیچ کھا کر ایک مردہ سانپ اٹھایا اور گلے میں ڈال کر تھوڑی دیر منتظر رہا۔ کہ شاید اب کان پر جوں رینگے۔ زبان کا قفل ٹوٹے۔ مگر رشی جی بدستور کان میں تیل ڈالے بیٹھے رہے سانس ڈکار بھی نہ لی۔ آخر راجہ گھر کو لوٹا اور رستدی اپنا اثر دکھا گئی۔ رشی کے فرزند شرنگی جی دیولوک سے آ رہے تھے راستے میں کرشن نامی ایک دوست سے ملاقات ہوئی ادھر اُدھر کی باتوں میں کرشن کی زبان سے نکل گیا۔ کہ:۔

"شرنگی جی تمہارے پتا کیسے مرتاض باکمال و عابد صاحب جلال اور ان کے گلے میں پریکھت مردہ سانپ ڈال کر سوانگ بنائے بڑے شرم کی بات ہے۔ کیا اسی منہ پر تمہیں یہ ہم گیانی ہونے کا دعوےٰ ہے"؟

شرنگی رشی کے دل پر جیسے کسی نے گھونسہ مارا اور کرشن سے پوچھا:۔

"اچھا اور تو سب خیریت ہے۔ پتاجی اچھے تو ہیں؟ راجہ نے یہ گستاخی کیوں کی؟ کیا کوئی پتا سے بدعنوانی ہوئی تھی۔ کہیں کوئی سراپ تو نہ دے بیٹھے تھے"۔

کرشن نے ساری سرگذشت کہہ سنائی جس پر تاؤ کھا کر شرنگی رشی نے آچمن کیا اور بد دعا دی۔ کہ

"آج کے ساتویں روز پاپی پریکشت کو تچھک ناگ ڈس دے"۔

یہ بد دعا دیکر سیدھے آشرم میں آئے اور سانپ اپنے والد بزرگوار کے گلے میں لٹکتا پایا۔ یہ صورت حال دیکھ کر شرنگی جی رو پڑے اور اپنے پتا سے کہا۔ کہ

"میں نے جونہی آپ کی شان میں ایسی گستاخی کا واقعہ سنا۔ راجہ کو بد دعا دے دی"۔

سمیک رشی۔ جان و جگر تم نے بڑی غلطی کی۔ راجہ پریکشت بڑا رعیت پرور دھرماتما رشیوں کا دستگیر ہے اس سے یہ خطا بشریت سے ہو گئی۔ انتہا کے مارے کچھ نہ سوجھتا تھا۔ اسی وجہ سے یہ نادانی کر بیٹھا۔

جگر بند! دس وید کے عالم باعمل برہمن ایک طرف اور ایک دھرماتما راجہ دوسری طرف ہو تو پلہ برابر رہے پاسنگ کا بھی فرق نہ ہو۔ لخت جگر! تم سے بھول ہوئی۔ راجہ پریکشت بد دعا کا مستحق نہ تھا۔

سمیک رشی شرنگی جی سے اظہار افسوس کر کے سوچے کہ جو کچھ لکھی بدی تھی وہ تو ہو ہی گئی۔ شرنگی کی بد دعا خالی نہیں جاتی۔ کمان سے نکلا ہوا تیر کب لوٹا ہے۔ پس تدبیر یہی ہے کہ راجہ کو خبر کر دوں۔ غریب بے خبری میں تو نہ مارا جائے۔ انہوں نے اپنے مرید رشید گور مکھ سے فرمایا

"ابھی ابھی جاؤ۔ راجہ پرچھت کو خبر کردو۔ کہ شرنگی نے تمہیں اس قسم کی بددعا دی ہے"۔

گنگو مکھ فوراً راجہ کی خدمت میں گیا۔ اور کل کیفیت من وعن کہ سنائی۔

راجہ پرچھت کو سمیک رشی کی شان میں بے ادبی ہونے کا سخت افسوس ہوا۔ وہ اپنی نادانی سے عرق عرق ہو گئے۔ مگر خبر مرگ سے ان کے چہرے پر ذرا بھی میل نہ آیا۔

ارکین دولت جمع ہوئے اعیان حکومت سے دربار در بار بھر گیا۔ بددعا کا معاملہ پیش ہوتے ہی رائے قرار پائی کہ دریائے گنگ کے ساحل پر ایک ستون کی ایسی عمارت تعمیر کی جائے جہاں پرندہ پر نہ مار سکے۔ طائر خیال کی بھی رسائی نہ ہو۔

کارکنان سلطنت نے فوراً عمارت بنوائی۔ ہتھیلی پہ سرسوں جمائی۔ سنگین پہرے مقرر ہوئے۔ زبردست چوکیاں بیٹھیں مجال کیا کہ ہوا بھی گذر سکے مجرب سے مجرب تریاق عمدہ سے عمدہ قاطع زہر دوائیں ڈھیر ہو گئیں۔ بڑے بڑے جھاڑ پھونک کرنے والے منتروں سے زہر اتارنے والے باکمال برہمن جمع کئے گئے۔ کہ اول تو تکشک آہی نہ پائے آئے تو کاٹ نہ سکے۔ اور کاٹے تو جھٹ پٹ زہر اتار دیا جائے۔

ادھر یہ خیال یہ حفاظت ادھر کشیپ رشی کے دل میں ہمدردی کا خیال جڑ پکڑ گیا۔ ان کے تلووں سے لگی کہ راجہ کو مرنے نہ دیں۔

جو دن موت کے لئے بدا ہوا تھا عین اسی وقت کشیپ جی گھر سے چلے کہ تکشک راجہ کو ڈسے تو میں زہر اتار کر چنگا کر دوں۔ اس کے صلہ میں راجہ پرچھت جس قدر بارلو پوچھے گا ... کشیپ رشی جا رہے تھے۔ کہ تکشک سانپ

برہمن کے بھیس میں ان سے ملا اور پوچھا:۔ کہ
"مہاراج کہاں کا قصد ہے؟
کشیپ جی۔ راجہ پرکھشت کے یہاں جاتا ہوں آج تکشک ناگ اُسے ڈسنے
والا ہے۔ میں نے ٹھانی ہے کہ راجہ کو مرنے نہ دوں۔ منتروں کے زور سے
زندہ کر دوں ؛
تکشک۔ کام تو ضروری ہے مگر اس سامنے والے درخت کو میں منتر پڑھ
کر جلا ڈالوں تو آپ پھر تر و تازہ کر سکتے ہیں؟
کشیپ جی۔ ہاں! کیوں نہیں۔ آزمائش کر لو۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ؛
تکشک نے ایک بڑے بھاری بڑ کے درخت پہ دانت لگاتے ہی تاثیر زہر
سے سارا درخت راکھ کر ڈالا۔ بیخ و بُن برگ و بار سب خاکستر ہو گئے۔ کشیپ
جی نے ساری خاک کو ایک جگہ ڈھیر کر کے منتر پڑھ کر جو پھونکا تو بجنسہٖ وہی ہرا
بھرا درخت اسی طرح اپنی جگہ پر کھڑا نظر آنے لگا۔ تکشک کے ہوش اڑ گئے
سوچا کہ یہ برہمن منتر ودیا میں کامل الوقت ہے۔ اس کے ہوتے راجہ پر زہر اثر
ہی نہیں کر سکتا اس نے عرض کی:۔
"مہاراج! آپ کو فقط مال و دولت کی آرزو ہے وہ مجھ سے یہیں لے
لیجیے اتنی زحمت اٹھانے سے حاصل؟
کشیپ جی دل میں خوش ہو گئے سوچے کہ یہیں دولت مل جاتی ہے۔ تو
اور پاؤں توڑنے سے کیا فائدہ۔ راجہ کی زندگی کے دن پورے ہو گئے۔
دولت ڈب میں کرو اور ٹھنڈے ٹھنڈے گھر کا راستہ پکڑو۔ تکشک
سے کہا:۔
"خیر آپ ہی کا کہنا سہی۔ لائیے۔ دلوائیے میں گھر کی طرف ملیں

پہ دل"۔

تکشک نے خزانہ ڈھیر کر دیا۔ کشیپ جی سب لادے پھاندے گھر پھرے۔ اور تکشک نے ہستناپور کی طرف سیدھیاں بھریں۔ وہاں دیکھا تو چوکی پہ چوکی پہرے پہ پہرا بیٹھا ہے۔ فوراً سانپوں کو بلا کر کہا:۔

"تم سب تپشوی کا بھروپ بھر کر۔ پھل پھول پانی وغیرہ راجہ کے ہاتھ میں دو"۔

سب سانپوں نے یہی کیا اور راجہ کو پھل وغیرہ دے کر آشیرباد دے آئے راجہ سمجھا کہ اکنی مل گئی تیر قضا خالی گیا۔ وزیروں سے بولا:۔

"اب تو آفتاب غروب ہونے کو ہے۔ ساتواں دن گذرنے میں کسر ہی کیا رہ گئی۔ آپ سب یہ پھل لے جائیں نوش جان کریں"۔

تمام عزیز و اقارب وزیر و امیر پھل اٹھانے لگے راجہ کے دل میں آیا کہ میں بھی ایک پھل چکھ لوں۔ راجہ نے بھی ایک پھل اٹھا لیا جس کو توڑتے ہی ایک سرخ رنگ کا سیاہ چشم کیڑا نظر آیا۔ راجہ بولا:۔

"دن تو ختم ہو گیا۔ آفتاب چھپا ہی چاہتا ہے ابھی تک تو خیریت رہی کہیں یہی کیڑا تو پیغام اجل نہیں لایا۔ ممکن ہے کہ یہی شرنگی رشی کی بد دعا کو سچ کر دکھانے آیا ہو"۔

راجہ اس کیڑے کو مزاحاً گردن پہ رکھ خندہ زن ہوا ہی تھا کہ وہ کیڑا آن واحد میں افعی خونخوار بن کر راجہ کے جسم میں لپٹ گیا اور ایک بلند آواز سے گرج کر راجہ کو ڈس لیا۔ آواز ایسی ہولناک تھی کہ راجہ کے سب عزیز و اقارب امیر وزیر دل ۔۔۔ کر بھاگ کھڑے ہوئے راجہ بستر مرگ پہ سو گیا۔

اور تکشک بجلی کی طرح چمک کر آکاش میں غائب ہو گیا +

کریا کرم سے فراغت ہو جانے پر راجہ جنمیجے پریکشت کا فرزند سریر آرائے جہانبانی و اورنگ نشین حکمرانی ہوا۔ راجہ جنمیجے بھی پانڈووں کی نسل میں صاحب اقبال فرمانروا تھا۔ رعیت پروری میں بے نظیر۔ دھرم میں بھی بے مثال +

ادھیائے ۱۲

بے اولادی کی وجہ سے باور رشیوں پہ عذاب۔ جرتکار کی شادی۔ شادی کے بعد مفارقت باہمی اور آستیک کی پیدائش

سوت جی کے جگر پیوند رادی ہیں کہ جرتکار بڑے صاحب ریاضت تھے۔ جہاں پہنچے تپ کے جھنڈے گاڑ دیئے۔ دوران سیاحت میں انہوں نے ایک مقام پر ایک حیرت انگیز نظارہ دیکھا۔ ایک عمیق غار تھا۔ غار میں جس کا ستون نصب تھا جس میں کئی آدمی چمگادڑوں کی طرح نیچے سر اور اوپر پاؤں کئے لٹک رہے تھے +

جرتکار نے متعجب ہو کر سوال کیا:۔

"آپ لوگ کون ہیں۔ اس دردانگیز حالت کی وجہ۔ یہ عذاب عظیم کیوں۔ الٹے لٹکے ہوئے آدمی۔ نہ کوئی گناہ۔ نہ کوئی قصور۔ نسل منقطع ہو جانے سے عذاب میں گرفتار ہیں۔ ... جن

رشیوں سے۔ ہے وہ باور کے خطاب سے مشہور زمانہ ہیں خاندان بھر میں صرف
ایک لڑکا باقی ہے جسے جرتکار کہتے ہیں۔ اس کی ابھی شادی نہیں ہوئی۔ اگر
تمہارے کہنے سے وہ شادی کرے تو اس عذاب سے چھٹکارا مل جائے۔ یہ
ستون ایک تو یوں ہی چھوٹی ہوئی ہے اس پر طرہ یہ کہ چوہوں کو رات دن کا مشغلہ
ہاتھ آگیا ہے۔ جب دیکھو جڑ کاٹ رہے ہیں بس

اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمے ماند

ایک دن افتاد رکھی ہوئی ہے ہم ہونگے اور تحت الثریٰ۔ جرتکار مزاحم
کا اہل ہے وہ شادی کر کے صاحب اولاد ہو جائے تو ہمارے لئے بھی نجات
رکھی ہوئی ہے ورنہ یہ غار ہے اور یہ ستون اور عذاب جان ہے اور ہم۔
کوئی اور رہائی کی صورت نہیں *

جرتکار۔ جرتکار تو میں ہی ہوں۔ آہ آپ میرے بزرگ اور اس قید عذاب
میں ہیں میں شادی تو نہ کرتا۔ مگر اب مجبوری واقع ہو گئی۔ شادی کرنا فرض ہے۔
لیکن میں اس عورت سے شادی کرونگا جو قریب قریب میری ہمنام ہو۔ میں
اس کے فرائض پرورش سے سبکدوش رہوں۔ اگر ایسی عورت ہتے چڑھ گئی تو
رفیق جلوت وخلوت بنا کر صورت بقائے نسل سے گرفتاران عذاب کو رہائی
دونگا،، *

یہ کہہ کر وہ وہاں سے ہوا ہوئے اور مطلوبہ مجوزہ کی تلاش شروع کی۔ مگر
ایسی عورت دنیا کے پردے پر کہاں۔ کسی روز اسی میں غلطاں وپیچاں جا رہے
تھے کہ سانپوں نے باسکی ناک سے عرض کی:۔

"جرتکار رشی بن میں وارد ہوئے ہیں۔ شادی کی فکر اور عورت کی تلاش ہے"
باسکی ناگ کی ایک بہن تھی۔ باسکی نے اسے لباس [illegible]

نور کے سانچے میں ڈھال کر جرتکار کی خدمت میں پیش کیا۔ اور درخواست کی:-

"اس کو خدمت میں قبول کیجئے" +

جرتکار نے درخواست نامنظور کی اور فرمایا:-

"میں ایسی عورت چاہتا ہوں جس کا نام میرے نام کے نقطہ مقابل ہو اور اس کی پرورش میرے لئے بارِ خاطر نہ ہو" +

باسکی - مہاراج! یہ بھی جرتکاری کے نام سے موسوم ہے۔ آپ اس کو عقد میں لائیے پرورش کا بار میری گردن پر +

جرتکار - یہ ہے تو شادی قبول - لیکن ایک شرط اور ہے سمجھا دیجئے کہ میری نظر ہی میں چلے اگر کبھی خود رائی کی اور میرا کہنا ٹالا تو بس رسم و راہ القط - میں اسی وقت تلانجلی دیدونگا +

باسکی نے یہ شرط بھی منظور کی اور قران السعدین ہو گیا۔ ایک عالیشان مکان زیب و آرائش - فرشِ راحت و بسترِ استراحت سے عجائب خانہ نفائسات تھا اسی میں نوشاہ و عروس ہمقران ہوئے۔ نوشاہ نے عروسِ طناز و محبوبہ سراپا ناز کو خوب سمجھا بجھا دیا کہ ہوشیار - خبردار - جس وقت مرضی کے خلاف بات ہوئی رشتہ منقطع سمجھنا - میں فوراً چھوڑ کر چلتا دھندا کرونگا" +

عروسِ مانوس نے سرِ قبول خم کیا اور دونوں بڑے پیار سے رہنے سہنے لگے - حتے کہ نخلِ مراد بار آور ہوا ظہورِ امید کے آثار نمایاں ہوئے - ایک روز جرتکار محبوبہ دلنواز و معشوقہ طناز کے زانو کو تکیہ سر بنائے ہوئے سرگرمِ خوابِ راحت تھے سوتے سوتے شام کر دی اور سندھیا کا وقت آگیا - نازنین با اخلاص سوچی کہ اگر بیدار کرتی ہوں تو شاید ناراض ہوں سونے دوں تو سندھیا ناغہ

سے دھرم ساقط ہوتا ہے۔ اس پس وپیش میں سوچتے سوچتے دھرم کا خیال
مقدم معلوم ہوا۔ اس نے بڑی نرمی بڑی شائستگی اور بہت شیریں زبانی
سے جگا کر گذارش کی :-

"مہاراج! سندھیا کا وقت آگیا ہے" +

جرتکار کا شعلہ غضب بھڑک اٹھا۔ بڑے طیش سے بولے۔ کہ

"میں یہ بے ادبی۔ اتنی گستاخی!!"

جرتکاری (ہاتھ جوڑ کر) میری یہ مجال۔ یہ طاقت! فقط یہ خیال تھا کہ سندھیا
کا ناغہ نہ ہو۔ ورنہ اس قدر جرأت نہ ہوتی +

جرتکار۔ میری سندھیا ناغہ ہو!

ایں خیال است ومحال است وجنوں

سورج کی مجال بھی تھی کہ بغیر مجھ سے چلو بھر پانی لئے غروب ہو جاتا۔ تو نے
میری نیند حرام کی۔ بس اب مجھ سے کچھ واسطہ نہیں۔ تو جانے اور تیرا بھائی
جا اسی کے گھر۔ میں رخصت!

جرتکاری کے آنسو امنڈ آئے زار زار روتی قدموں پہ سر رکھ دیا ہاتھ
جوڑ کر بولی :-

"میں بالکل بے قصور ہوں۔ بال بھر خطا نہیں۔ آپ کا عتاب محض قبول
ہے آپ ناحق ناحق میرے گلے پہ خنجر فرقت پھیرتے ہیں۔ ہائے ابھی تو کلیجہ کا ٹکڑا
بھی آنکھوں کا تارا اور زندگی کا سہارا نہیں ہوا +

جرتکار۔ اب تو جو ہونا تھا ہو چکا۔ نقش مقدر نہیں مٹ سکتا۔ مگر تو
پریشان نہ ہو۔ فکر کی ضرورت نہیں۔ تجھے وہ تیجسوی اور پرتاپی آنکھ کا تارا
ملیگا کہ [illegible] ہو جائیگا

یہ کہہ کر جرتکارو نے تو جن کا راستہ لیا اور جرتکاری سر پر خاک اڑاتی بھائی کے پاس پہنچی۔ باسکی نے کہا:-

"جرتکارو کی ناراضگی بے وجہ نہ ہوگی۔ ضرور تجھ سے کوئی قصور سرزد ہوا!"

جرتکاری نے سب کیفیت سنائی۔ مگر باسکی کے پاس علاج کیا تھا وہ جانتا تھا کہ جرتکارو صاحبِ کشف و کرامات ہیں عبادت و ریاضت میں مرتبہ کمال حاصل ہے اس لئے بد دعا کے خوف سے ان کے پاس جانا خلاف مصلحت جانا بھانجے کی ولادت سے ڈھارس بندھی بس وہ چپکا ہو رہا۔ ناگوں نے جرتکاری کی پرستش کی اور تھوڑے دنوں میں جرتکاری کے بطن سے آستیک جلوہ گر شہود میں آئے۔ یہ نام لفظ استے کی وجہ سے رکھا گیا۔ کیونکہ جرتکارو یہی لفظ بول کر روانہ صحرا ہوئے تھے۔

آستیک نے چھیون رشیوں کے سایۂ عاطفت میں وید اور ویدانگ کی تعلیم سے فارغ التحصیل ہو کر ناگ لوک میں سکونت اختیار کی سانپوں کو بہت آرام دیا۔ جنے کہ جنمیجے کے سرپ جگ کے آتشکدہ جانسوز سے بھی ان کو نجات دی۔

ادھیائے ۱۳

جنمیجے کو راجہ پریچھت کے واقعہ مرگ سے آگاہی۔ سرپ یگیہ کا عزم

سونگ رشی داگر شر وارشی سے) جب پریکشت رنگرا ئے عالم باقی ہوئے

تو راجہ جنمجے کو کیونکہ سانحۂ جگرخراش سے آگاہی ہوئی ۔اس کے لئے بھی ایک جنبش لب کی ہوس ہے +

اگر شروا ۔ایک دن ادھر اُدھر کی باتوں میں راجہ جنمجے کو اپنے والد ماجد کے انتقال پرملال کا خیال آگیا ۔وزرائے دولت سے ارشاد ہوا ۔کہ کل کیفیت سنائیں +

وزرائے باتدبیر و مشیران خوش تقریر نے عرض کی کہ :۔

"جہاں پناہ ۔شاہنشاہ دقمر کلاہ ۔راجہ پتیچھت فہم و فراست میں ضرب المثل تھے ۔ویدوں کے عالم باعمل تھے ۔رعایا عہد دولت مہد میں آرام سے بسر کرتی تھی جان و دل سے دم بھرتی تھی ۔مہاراج نے ۶۰ برس حکومت کی پھر رحلت کی ۔ایک روز شکار کے لئے دارالخلافت سے قدم نکالا ۔ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈالا ۔غزال چوکڑی بھرتا ہوا چھلاوے کی طرح نظر سے اوجھل ہو گیا ۔بہت تلاش کی مگر پتہ نہ لگا ۔شدنی کچھ اور تھی راجہ کو نہ معلوم کیا سوجھی کہ مردہ سانپ اٹھا کر شرنگ رشی کے گلے میں ڈال دیا ۔شرنگی رشی کے فرزند تربا فضائل عالم میں سربلند تھے ۔انہوں نے بددعا دی تکشک ناگ نے ساتویں روز زہر اُگلا اور راجہ رہ نوردِ منزلِ دار بقائی ہوئے +

جنمجے میں ضرور عوض لونگا تو سہی تکشک ناگ کو خاک سیاہ نہ کر دوں ۔مگر یہ تو کہو تم لوگوں کو کشیپ اور تکشک کی بات چیت کیونکر معلوم ہوئی +

وزرائے سلطنت ہمیں ساری سرگذشت ایک لکڑہار سے معلوم ہوئی ۔یہ لکڑہارا بھی اس درخت کے ساتھ تو وہ خاکستر ہوا تھا جس کو دانت سے کاٹ کر تکشک نے تاثیر زہر سے راکھ کر ڈالا تھا ۔اور جب پھر کشیپ نے منتروں کی برکت سے نخل پر بہار بنا کر اپنے کمال

سے تکشک کو متحیر کر دیا تھا۔ اس درخت کے ہرا ہوتے ہی لکڑ ہارے میں بھی جان پڑ گئی اور اسی سے ہم کو راز نہانی سے واقف ہونے کا موقع حاصل ہوا +

راجہ جنمجے کو اس واقعہ سے سخت رنج ہوا۔ قسم کھائی کہ جب تک تکشک کو مزہ نہ چکھاؤں تب تک داہنے ہاتھ کا کھانا حرام۔ کشیپ جی دولت کے لالچ میں اندھے ہو گئے۔ آتے آتے گھر پلٹ پڑے۔ ان کو لازم تھا کہ راجہ کو زندہ کرتے۔ اُن کے لالچ نے راجہ کی جان لی۔ سچ ہے۔ لالچ بُری بلا +

بدوزد طمع دیدۂ ہوشمند

ادھیائے ۱۴

راجہ جنمجے کا سرپ یگیہ۔ سانپوں کا قلع قمع۔ تکشک کی جانبری

راجہ جنمجے کی بات پتھر کی لکیر تھی۔ ارادہ پختہ۔ عزم پکا تھا۔ کہ تکشک کی قرار واقعی گوشمالی کی جائے۔ تکشک ہی نہیں اس کے تمام بھائیوں کی بھی اچھی طرح خبر لی جائے۔ جگیہ کے ادھشٹا تا مہاتماؤں سے استدعا کی کہ وہ تدبیر ہو کہ تمام سانپ اڑ اڑ کر آتشکدہ اجل میں پھنک پھنک کر خاک سیاہ ہوں طرح دہی کا موقع نہیں پاداش لازمی ہے +

سرپ جگیہ کے لئے زمین کی پیمائش ہوئی۔ منڈپ بنے۔ نشستگاہیں تیار ہوئیں۔ ہر قسم کا سامان [illegible] فراہم ہو [illegible] گیا

کی کارروائی شروع ہوئی۔ جابجا چوکیاں قائم تھیں پہرے بیٹھے تھے کہ اجازت کے بغیر کوئی جگیہ کے احاطہ میں قدم نہ رکھ سکے +

ہون کی آگ بھڑکی۔ منتروں سے جگیہ بھومی گونج اٹھی۔ قسم قسم رنگ رنگ کے سرخ زرد سبز سیاہ ادبی خونخوار واژدر آتشبار آپ سے آپ اڑکر ہون کی آگ میں گرنے لگے۔ دیکھتے دیکھتے لاکھوں کروڑوں سانپ جل کر راکھ ہو گئے۔ ہون کے دھوئیں کی طرح شعلوں پہ سانپ ہی سانپ لہرا لہرا کر فی النار والسقر ہوتے ہوتے ہوئے نظر آئے +

بھرگو بنش میں درج ہے کہ اس عظیم الشان جگیہ میں بڑے بڑے بزرگ اور کامل رشی مہارشی شریک تھے۔ ہون کا کام چند نامی ویدداں برہمنوں کے سپرد تھا۔ شام بیدی بے منی جی تھے۔ سانگرجی وپنگل رشی یجر بیدی۔ بیاس جی معہ شاگرداں رشید۔ اوداک رشی۔ دیول من۔ پربت من اور اتریہ رشی وغیرہ سب وید کے عالم باعمل۔ کشف وکرامات میں ضرب المثل جگیہ میں سرگرم اظہار کمالات تھے۔ ان کے منتروں کی تاثیر سے کروڑوں سانپ کتم عدم میں مفقود اور نیست و نابود ہو چکے تو تکشک کی روح قبض ہونے لگی۔ جان کے خوف سے اندر کے سایۂ عاطفت میں پناہ گیر ہوا۔ اندر نے تسلی دی۔ فرمایا کہ :-

"یہاں تمہیں کچھ خوف نہیں۔ بے فکر رہو۔ میں نے برہما جی سے کہہ کر پہلے ہی پیشبندی کر لی ہے" +

ان تسلی بخش الفاظ سے تکشک کو ڈھارس ہوئی اور اطمینان سے اندر کے زیر قدم پناہ گزیں رہا +

ادھر باسکی ناگ کو بھی یگیہ کے منتروں نے مقناطیسی کشش دکھائی اس نے

اپنی بہن جرنکاری سے فریاد کی کہ موت بلا رہی ہے اب یگیہ میں چلنے سے مفر نہیں۔ جلد اپنے فرزند آستیک کو یاد کر۔ مجھے بلائے ناگہانی سے بچائے ✦

جرنکاری نے آستیک کو بلا کر سرپ جگیہ کا حال سنایا اور باسکی کی حفاظت چاہی۔ آستیک جی بولے:۔

"ایک باسکی کیا میں تمام باقی ماندہ سانپوں کی حفاظت کرونگا ممکن کیا ہے کہ ردیاں بھی میلا ہو" ✦

باسکی کو دلجمعی ہوئی جان میں جان آئی اور سانپوں کو بھی اطمینان ہوا آستیک جی یوں ڈھارس دے کر یگیہ شالا پہنچے۔ راجہ نے اندر آنے کی اجازت دی۔ آستیک رشی جگیہ منڈپ میں گئے راجہ کو دعا دی جگیہ کی تعریف میں تر زبان ہوئے اور فرمایا کہ:۔

"مہاراج ادھیراج! میں اپنے عزیزوں کی حفاظت کی غرض سے حاضر ہوا ہوں ان کو معاف کیجئے ✦

راجہ جھنجھے۔ بہت بہتر۔ جو آپ کی مرضی ✦

اتنے ہی میں مرتاضان روشن ضمیر و عابدان عدیم النظیر راجہ کے پاس آئے اور فرمایا کہ:۔

"اور تو کروڑوں سانپ آئے مگر بنیاد فساد غائب ہے۔ جس نے سارا زہر بویا وہ اندر کی پناہ میں مزے کر رہا ہے" ✦

راجہ نے حکم دیا کہ "کچھ پروا نہیں وہ منتر پڑھو کہ تکشک کیا راجہ اندر بھی بال باندھا چلا آئے ✦

رشیوں منیوں نے منتر پڑھنا شروع کئے۔ آواہن ہونے لگا۔ اب تو راجہ کی سیٹی پٹی بھول گئی پیچ و تاب کھانے لگے آیا تو مرا آیا تو پکڑا گیا... حاضر آرہ

تکشک ایک گوشۂ چادر میں - راجہ اندر جگیہ کے متصل آئے تو حواس جاتے رہے ہوش اُڑ گئے گھبرا کر تکشک کو نکالا اور جگیہ میں پھینک کر آپ چلتے ہوئے -
تکشک اندر کے بل پر پھولتا تھا - اب کیا کرتا منتروں نے وہ تاثیر دکھائی کہ چھکے ڈھیلے ہو گئے - ساری ہیکڑی گم ہوئی - ایک نہ چلی - اگن کنڈ نے اپنے قریب کھینچ بلایا - برہمن خوش ہو گئے کہ بس مار لیا سب کام سیدھ ہ تکشک اب جلا اب سوا ہوا - اسی خوشی میں راجہ سے بولے :-

"ہاں مہاراج ! اب برہمن جو بردان مانگے شوق سے دیجئے ہمارا کام پورا ہو گیا" +

راجہ آستیک سے مخاطب ہوئے کہ :-

"ہاں فرمائیے کیا خواہش ہے"

آستیک جی تکشک کی حالت زار دیکھ رہے تھے - سمجھ رہے تھے کہ کوئی ساعت کا مہمان ہے - راجہ سے بولے :-

"بردان یہی مانگتا ہوں کہ فوراً سرپ جگیہ بند کیا جائے اسی وقت سے سانپوں کی جان بخشی ہو اب کوئی نہ جلنے پائے +

راجہ جھنجھے اور جو کچھ مانگئے دوں - سیم و زر الماس و جواہر حاضر کر دوں مگر جگیہ کو ہونے دیجئے +

آستیک :- روپیہ پیسہ سونا چاندی آپ کو مبارک ہم فقیروں کو دھن دولت سے کیا کام - جو کہا ہے وہ کیجئے تو آپ ہی کا بھلا ہے +

نصیحت گوش کن جاناں کہ از جاں دوست تر دارند
جوانان سعادت مند پند پیر دانا را

سمجھانے سے تھا ہمیں سروکار   اب مانو نہ مانو تم ہو مختار

آستیک جی کی باتیں سن کر وزیران دولت و مشیران سلطنت نے بھی راجہ کو اونچ نیچ دکھائی شیکی بدی سمجھائی - راجہ نے بھی خیال کیا کہ خلاق عالم کی خلقت نیست و نابود نہیں ہو سکتی لیس اب عذر جہد فضول - ایک جان کے لئے لتنے خون تو ہو چکے - آخر جگیہ بند ہوا تکشک کی جان بچی - آستیک رشی راجہ کو دعائیں دیتے تپوبن کو چل دئے - سب رشیوں منیوں نے اپنے آشرموں کی راہ لی +

دسوت کے فرزند اگرشرواجی کا بیان ہے کہ جو شخص سرپ جگیہ کے حالات سنے یا پڑھیگا اسے زہر مار سے خوف و خطر نہ ہوگا) +

ادھیائے ۱۵

جنمیجے کو مہابھارت سننے کی خواہش

جس وقت سرپ یگیہ کا آغاز تھا بہت سے رکھیشر جلوہ افروز ہوئے تھے ان میں برہم گیانی ویدبیاس جی بھی تشریف فرما تھے - یہ وہی وید بیاس جی ہیں جنہوں نے ویدوں کو شرح و لبسط کے ساتھ چار حصوں پر منقسم کیا اٹھارہ پوران تصنیف فرمائے - بہت سے اپ پوران بھی کمال لیاقت کی یادگار ہیں چھند اور سمرتیوں میں کوٹ کوٹ کر لیاقت بھر دی - اہل جہان نے بشن کا اوتار مانا ان کی قابلیت کی کہیں نظیر نہیں ملتی - راجہ جنمیجے نے ویدبیاس جی کی بڑی خاطر و مدارات کی طلائی سنگاسن پر انکھیں بٹھا کر بٹھایا - پرستش کی جگیہ کی غایت اصلی بیان فرمائی اور عرض کی :-

در مہاراج ! میرے بزرگان عالی مکان یعنے پانڈو خاندان کے مہاراجہ

کشور ستان کے اتہاس بیان فرمائے۔ اوصاف حمیدہ و خصائل پسندیدہ کے
ہوتے یہ مہابھارت کی جنگ عظیم کیوں رونما ہوئی اور مہاراج کرشن جی
نے باوجود قرابت قریبہ اُس عالمگیر خونریزی سے کیوں باز نہ رکھا۔ جس نے
خاندان کا خاندان کشتری کی خاک میں ملا دیا۔

ویاس جی۔ یہ بھی ناہونی کسی طرح نہیں ٹلتی۔ ہونی ہو کر رہتی ہے
کسی کا کچھ بس نہیں چلتا۔ ہر چند آنند کند سری کرشن خالق برحق وقادر مطلق
ہیں انہوں نے دنیاوی خیالات سے بہت چاہا کہ جنگ و جدل نہ ہو۔ لیکن بغیر کار
زار چارہ نہ تھا۔ گاؤ زمین کو بار عذاب سے سبکدوش کرنے کے لئے کوئی
حیلہ ضروری تھا۔ پس جو اُن کی مرضی ہوتی رہی تھا۔ کسی کی مجال تھی کہ مشیت
میں ایک ذرہ برابر تغیر و تبدل کر دے ؂

یہ فرما کر ویاس جی نے بیشم پائن سے فرمایا کہ کورو اور پانڈو خاندان کے
محاربہ عظیم کے کوائف و حالات جو میں نے تمہارے صفحۂ یادداشت پر نقش
کر دئے ہیں حرف بحرف راجہ جنمیجے کے گوش گذار کرو۔ بیشم پائن نے تعمیل
ارشاد کی اور چشمۂ طبع مواج موجزن ہونے لگا ؂

ادھیائے ۱۶

مہابھارت کے تمہیدی حالات

بیشم پائن فرماتے ہیں کہ:۔
"ودھشٹر۔ بھیم سین۔ ارجن۔ نکل۔ سہدیو پانچوں پانڈو گندھمادن
میں قیام پذیر تھے۔ جب ہستناپور تشریف لائے تو بھیشم پتامہ۔ بدر اور

آستیک جی کی باتیں سن کر وزیران دولت و مشیران سلطنت نے بھی راجہ کو اونچ نیچ دکھائی شکی بدی سمجھائی۔ راجہ نے بھی خیال کیا کہ خلاق عالم کی خلقت نیست و نابود نہیں ہو سکتی پس اب عذ جہد فضول۔ ایک جان کے لئے کتنے خون تو ہو چکے۔ آخر جگیہ بند ہوا تکشک کی جان بچی۔ آستیک رشی راجہ کو دعائیں دیتے تپوبن کو چل دئے۔ سب رشیوں منیوں نے اپنے آشرموں کی راہ لی +

دسوتت کے فرزند اگرشرواجی کا بیان ہے کہ جو شخص سرپ جگیہ کے حالات سنے یا پڑھیگا اسے زہر مار سے خوف و خطر نہ ہوگا)۔ +

ادھیائے ۱۵

جنمجے کو مہابھارت سننے کی خواہش

جس وقت سرپ یگیہ کا آغاز تھا بہت سے رکھیشر جلوہ افروز ہوئے تھے ان میں برہم گیانی وید بیاس جی بھی تشریف فرماتھے۔ یہ وہی وید بیاس جی ہیں جنہوں نے ویدوں کو شرح و بسط کے ساتھ چار حصوں پہ منقسم کیا اٹھارہ پوران تصنیف فرمائے۔ بہت سے اپ پوران بھی کمال لیاقت کی یادگار ہیں چھند اور سمرتیوں میں کوٹ کوٹ کر لیاقت بھر دی۔ اہل جہان نے بشن کا اوتار مانا ان کی قابلیت کی کہیں نظیر نہیں ملتی۔ راجہ جنمجے نے وید بیاس جی کی بڑی خاطر و مدارات کی طلائی سنگاسن پہ آنکھیں بچھا کر بٹھایا۔ پرستش کی جگیہ کی غایت اصلی بیان فرمائی اور عرض کی:۔

در مہاراج امیرے بزرگان عالی مکان یعنے پانڈو خاندان کے مہاراجان

کشورستان کے اتہاس بیان فرمائے۔ اوصاف حمیدہ وخصائل پسندیدہ کے ہوتے یہ مہابھارت کی جنگ عظیم کیوں رونما ہوئی اور مہاراج کرشن جی نے باوجود قرابت قریبہ اُس عالمگیر خونریزی سے کیوں باز نہ رکھا۔ جس نے خاندان کا خاندان کرشتیر کی خاک میں ملا دیا۔

ویاس جی۔ یہ بھی ناتھ شدنی کسی طرح نہیں ٹلتی۔ ہونی ہو کر رہتی ہے کسی کا کچھ بس نہیں چلتا۔ ہر چند آنند کند سری کرشن خالق برحق وقادر مطلق ہیں انہوں نے دنیاوی خیالات سے بہت چاہا کہ جنگ و جدل نہ ہو۔ لیکن بغیر کارزار چارہ نہ تھا۔ گاؤ زمین کو بارِ عذاب سے سبکدوش کرنے کے لئے کوئی حیلہ ضروری تھا۔ پس جو اُن کی مرضی ہوئی وہی ہوا۔ کسی کی مجال تھی کہ مشیت میں ایک ذرّہ برابر تغیر و تبدل کر دے۔

یہ فرما کر ویاس جی نے بیشم پائن سے فرمایا کہ کورو اور پانڈو خاندان کے محاربۂ عظیم کے کوائف و حالات جو میں نے تمہارے صفحۂ یادداشت پر نقش کر دئے ہیں حرف بحرف راجہ جنمیجے کے گوش گذار کرو۔ بیشم پائن نے تعمیل ارشاد کی اور چشمۂ طبع مواج موجزن ہونے لگا۔

ادھیائے ۱۶

مہابھارت کے تمہیدی حالات

بیشم پائن فرماتے ہیں کہ:۔

"جد حضرت بھیم سین۔ ارجن۔ نکل۔ سہدیو پانچوں پانڈو گندھمادن میں قیام پذیر تھے۔ جب ہستناپور تشریف لائے تو بھیشم پتامہ۔ بدر اور

دھرتراشٹ کا کلیجہ ہاتھ بھر کا ہو گیا۔ باشندگان شہر کی کلی کلی کھل گئی۔ جو دیکھتا تھا دیوتا تھا صورت سیرت پر سب لوٹ ہو رہے تھے۔ لیکن درجودھن اور اس کے بھائی دل ہی دل میں جلتے اور رمیاوہ کی طرح کمین میں رہتے تھے ایک دن بس چلا تو بھیم سین کو زہر دیا اس پر بھی نیت نہ بھری اٹھا کر دریا میں ڈال دیا۔ مگر

دشمن اگر قوی ست نگہباں قوی تراست
جس کو بھگوت رکھے اس کو کون چکھے

بھیم سین بال بال بچ گیا۔ ایک رویاں بھی نہ میلا ہوا۔ ایک مرتبہ پانچوں کے پانچوں بھائیوں کو رال اور راکھ کے مکان میں پھونکنے کی کوشش کی۔ لیکن حافظ حقیقی نے وہاں سے بھی صحیح سلامت نکالا۔ دل کی گرہیں نہ کھلنا تھیں نہ کھلیں۔ آخر نخل عناد جڑ پکڑ گیا۔ جنگ کہ ۱۸ اچھوہنی دل کٹ گئے کورو کا خاندان صفحۂ ہستی سے مٹ گیا۔ صرف پانڈو دھرم کے طفیل باقی رہے۔ انہوں نے چار دانگ عالم میں فرمانروائی و کشورکشائی کے جھنڈے گاڑے آفتاب اقبال کی روشنی پھیلائی۔ راجہ جنمیجے! آپ کے خاندان میں آج تک جتنے صاحب تاج و تخت گذرے سب معدلت گستر۔ رعیت پرور فرائض دینی و دنیوی سے آگاہ اثنا سے زمانہ کے پشت پناہ تسلیم کئے جاتے ہیں۔ میں برہما سے شروع کر کے راجہ جدھشٹر تک سب تاجداروں کا شجرہ اور مختلف تذکرے سناتا ہوں
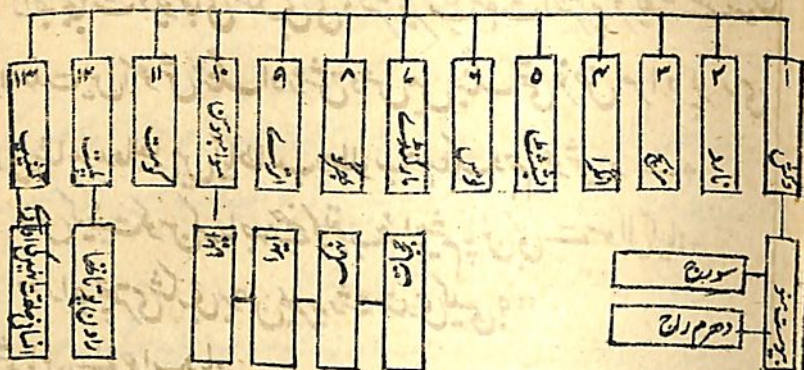
ادھیائے ۱۷

راجہ ججات اور شکر کی کنیا دیو جاتی کے عقد کی وجہ۔ شکر کے منتر اپدیش سے گج کی

اول دکش کے ہزار بیٹے تولد ہوئے مگر نارد جی نے انہیں علوم معرفت و حقیقت کا ایسا عالم باعمل بنا دیا کہ دنیا چھوڑ بیٹھے سلسلہ کائنات کی غرض پوری نہ ہوئی تب دکش نے نارد کو بددعا دی کہ کہیں تمہارا قدم ہی نہ ٹھہرے موقع وعظ و پند کیا خاک نصیب ہوگا لڑکوں کے علاوہ پچاس لڑکیاں بھی دکش کی آرام جان تھیں ان میں سے دس لڑکیاں دھرم راج سے منسوب ہوئیں ۱۳ کشیپ جی کے ساتھ ۲۷ چندرماں کے ساتھ جن کو ۲۷ نچھتر کہتے ہیں۔ دنیا میں جتنے حیوانات مرغ و مور چرند و پرند ہیں سب کشیپ جی کی اولاد سے عالم وجود میں آ گئے

زندگی دیوجانی اور کچ سے آن بن

راجہ جگات دیو جانی شکر جی کی دختر غیرت ہفت اختر پر فریفتہ تھے شوق مواصلت میں آغوش تنگ اور عشق و حسن میں جنگ تھی غرض مراد پوری ہوئی شاہد مدعا بغل میں آیا طالب و مطلوب ہمسلک وہم آغوش ہوئے *

اس کیفیت کو سن کر راجہ جنمجے کو تعجب ہوا بیشم پائن جی سے سوال کیا :۔

"راجہ چھتری شکر جی برہمن پھر یہ رشتہ مندی کیسی ؟ "

بیشم پائن نے جواب دیا :۔

"شکر جی راچھسوں کے مرشد کامل اور صاحب اعجاز ہیں مردے کو زندہ کر دینا معمولی سی بات ۔ ادنے ساکرتب ۔ سہل سا لٹکا اور بائیں ہاتھ کا کھیل ہے ۔ ادھر برہسپت جی دیوتاؤں کے مرشد برحق و پیشوائے مطلق ہیں ۔ ان کا لخت جگر اور نور جگر کچ شکل و شمائل میں چندے آفتاب چندے ماہتاب ذہن و فراست میں لاجواب تھا ۔ اس کا دل چٹپٹایا کہ کسی طرح شکر جی سے اعجاز جان بخشی سیکھے ۔ اس خواہش میں ہزار برس تک خدمت کی ۔ طاعت گذاری میں جان لڑا دی ۔ شکر کی صاحبزادی دیوجانی مجسم تصویر نو رنشہ حسن میں چور کچ کے حسن گلوسوز و جمال عالم افروز پر ہزار جان سے قربان تھی ۔ تیر محبت کلیجہ میں تیر ترازو تھا ۔ راچھس اور دیت سوچے کہ معاملہ بیڈھب ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ صورت حال رنگ لائے اور بات اور کی اور ہو جائے کچ منتر سیکھ گیا تو بس قیامت ہے بہت ہی بری ہو گی ۔ بس بہتر ہے کہ اڑا ہی اڑا دو دیکھی بیٹھیگی کس پہ ۔ یہ سوچ کر کچ کو جنگل میں لے گئے اور وہیں بستر مرگ پہ سلا دیا

گھنٹے گذرے، پہر گذرے دن بھر کی نوبت آئی مگر کچ نہ آج آتا ہے نہ کل۔ انتظار میں دیوجانی کی آنکھیں سفید ہو گئیں۔ ع

جب کوئی بلا صدا کانوں میں آئی آپ کی

مگر جب نظر اٹھائی تو سناٹا۔ دل میں دبی ہوئی محبت نے کلیجہ تڑپا دیا۔ صبر کی تاب و طاقت نہ رہی۔ شکر جی سے عرض کی کچ اب تک نہیں آیا۔ بنصیب دشمناں کچھ نوع دیگر تو نہیں۔ تلاش لازمی ہے +

شکر جی صاحب اعجاز تھے دانندہ راز تھے صاف معلوم ہو گیا کہ کچ قتل کیا گیا۔ انھوں نے منتر پڑھا اسم دم کیا تو دیکھتے کیا ہیں کہ کچ صحیح سلامت جنگل سے آ رہا ہے۔ راچھسوں کو تلووں سے لگی تھی وہ کب پیچھا چھوڑنے والے تھے کئی مرتبہ یونہی جان لی یونہیں دل کا بغض نکالا۔ مگر شکر یہ ہے کہ شکر جی کی بدولت ایک پیش نہ گئی جب ہوا کچ از سر نو زندہ ہو گیا راچھس یونہی جلتے تھے۔ بار بار کی ناکامیوں سے اور بھی جل اٹھے ایک روز جسم کچ جہاں پاک کے خیال سے تکا بوٹی کر کے آگ میں جھونک دیا۔ اور راکھ شراب میں گھول کر شکر جی کو پلا دی۔ کہ اب تو نہ زندہ ہو سکے گا۔ دیوجانی نے پھر انتظار میں پریشان ہو کر اپنے پتا شکر جی سے عرض کی کہ:-

"کچ پھر نہ جانے کیا ہوا پتہ نہیں۔ معاملہ کیا ہے"+

شکر جی نے مراقبہ میں آنکھ بند کر کے دیکھا تو فوراً ہی جان لیا کہ اس کے جسم سوختہ کی خاکستر انہیں کے پیٹ میں ہے۔ گھبرائے۔ پریشان ہوئے حیرت ہوئی کہ صورت حال کیا ہے۔ آخر منتر ورد زبان کیا تو شکم سے آنے والی آواز کانوں میں گونجی کہ:-

"اس مرتبہ میری خاکستر آپ کو پلا کہ راچھسوں نے آپ کی آنکھوں میں خاک

جھونکی اور یوں دل کا غبار نکالا"۔

شکر جی نہایت فکر مند ہوئے ہاتھ پاؤں پھول گئے سوچتے تھے کہ کیا کریں۔ اتنے میں پھر کچ نے شکم کے اندر سے آواز دی کہ :-

"فکر فضول ہے، پریشانی بے نتیجہ۔ منتر سے سب مشکل حل سمجھئے۔ آپ مجھے منتر بتا دیں۔ میں پیٹ چاک کر کے پیش نظر ہوں اور پھر جسم مردہ میں منتر کے ذریعہ سے روح پھونک دوں"۔

شکر جی نے منتر بتایا کچ جی بر آمد ہوئے اور گرو جی کو منتر پڑھ کر جلا دیا۔

اس واقعہ حیرت انگیز کا نتیجہ بہت ہی موثر ہوا یعنی اسی وقت سے ممانعت کر دی گئی کہ خبردار خبردار کوئی برہمن آئندہ سے فریفتہ، بادہ مشکناب و شیفتہ شراب خانہ خراب نہ ہو۔

جب ایشور نے کچ اور دیو جانی کو پھر ملایا تو دونوں شکر جی کے پاس بڑے چین سے بسر کرنے لگے۔ کچھ دنوں کے بعد کچ نے شکر جی سے رخصت طلب کی دیو جانی کو مفارقت ناگوار ہوئی کچ سے کہا :-

"جدائی گوارا نہیں۔ تحمل کا یارا نہیں۔ ہجر و فراق کے جھنجھٹ فضول۔ کہہ دو کہ شادی قبول

کچ۔ ہیں تم گرو کی بیٹی مجھ سے شادی کا سوال۔ توبہ توبہ ایسا ناپاک خیال۔

دیو جانی اس جواب سے آگ ہو گئی جھلا کر سراپ دے دیا کہ جو منتر تو نے اس محنت سے سیکھا وہ کبھی اثر پذیر ہی نہ ہو۔ کچ نے بھی جواب ترکی بہ ترکی دیا کہ تجھ کو محرم کی طرف رغبت ہوئی اور اس پہ یہ غرور جسے دیئے تو کبس

جا اپنے اعمال بھگت۔ کردنی خویش آمدنی پیش۔ برہمن تجھ پر تھوکیں بھی نہیں کشتری کے پاؤں سے بندھے۔

کچ جی یہ بد دعا دے کر وہاں سے چلتے ہوئے۔ برہسپت جی کے قدم چومے والدہ کے کلیجے کو ٹھنڈک پہنچائی۔ اندر سب حالات سن کر بولے:-

"شاباش مرحبا"

این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

ادھیائے ۱۸

دیو جانی اور سرمسٹا کی دوستی دشمنی۔ دونو کی راجہ ججات سے شادی۔ شکر کی بد دعا سے راجہ کی پیرانہ سالی اور چھوٹے راجکمار کی سعادتمندی سے سامان خوشحالی

بیشم پائن مائل شیوا بیانی ہیں۔ کہ جب راچھسوں کے دست تظلم سے ۳۰ بار کچ کی ان ٹلی مرمر کے جئے۔ آگ پھوس کے ایک پاس ہوتے برمچرج پر آنچ نہ آنے دی۔ دیو جانی کے ہاتھ سے دامن صبر و شکیب چاک نہ ہونے دیا۔ آلائش سے پاک رہے تو اندر پھولے نہ سمائے شاباشی دی پیٹھ ٹھونکی اور اس کارنمایاں کا صلہ اس پر دیا کہ جب جگیہ ہو دیوتاؤں کے حصوں

میں ان کا بھی ایک حصہ ضمیمہ کیا جائے۔ کچ کے اعزاز سرمدی وافتخار
ابدی کا حال تو معلوم ہی ہو چکا اب ذرا دیو جانی کو دیکھنا چاہئے وہ کس
رنگ ڈھنگ میں ہے +

دیوجانی کچ کی یاد دل سے نکال باہر کر چکی اب اس نے اور سرمشٹا سے
چولی دامن کا ساتھ اور دانت کاٹی روٹی ہے۔ یہ راکشسوں کی مرشد زادی
وہ راکشسوں کے فرمانروا کی شاہزادی۔ دونوں اٹھتی جوانی کے نشہ میں چور
حسن وجمال پر مغرور آفتاب ومہتاب کو نظر میں نہ لاتی۔ غنچہ وگل کو چٹکیوں پر اڑاتی
تھیں۔ پاؤں میں سنیچر تھا نچلی بیٹھنے کی قسم تھی۔ آج اس جنگل کی سیر ہے تو کل
اس مرغزار کی گلگشت تالابوں پر موجیں اڑا رہی ہیں۔ باغوں میں پریوں کا اکھاڑا
جمع ہو رہا ہے۔ کسی روز نہ لہر آئی تو دونوں سہیلیوں کے ساتھ کلیلیں کرتی
ہمجولیوں کے ساتھ موجیں اڑاتی ایک ندی پر پہنچیں دریائے حسن طوفان
خیز تھا۔ اور قلزم جوش شباب موج انگیز۔ سب کی سب دریا میں اتریں
اور جوانی کی مستی خیز چہلیں شروع ہوئیں دیوجانی نے چھینٹا
دیا تو چولی آنچل سے بے خبر سرمشٹا ادا کے ساتھ گھوم کر نشانہ بچا گئی۔ سرمشٹا
نے غوطہ لگا کر ساری کو ٹھمکی دی تو دیوجانی فوراً ہی جھک کر ایک ہاتھ سے
سینہ چھپائے دوسرے ہاتھ سے سکر پھندی بچانے لگی کہ کہیں کھل نہ جائے
یہ دریائے شباب میں پیرنے والی نازنینیں دیر تک کھڑی لگاتی کلیلیں کرتی
رہیں۔ اسی عرصے میں اندرجی ادھر سے گذرے دیکھ کر منہ میں پانی بھر آیا۔ دل
لگی سوجھی تو سب کی پوشاکیں سمیٹ کر آپس میں گڈ مڈ کر دیں۔ اور نظر بچا کر چلتے
ہوئے۔ دونو حسینانِ گل اندام نہا دھو کر کنارے آئیں تو جلدی میں پوشاکیں
بدل گئیں سرمشٹا نے کپڑے دیوجانی نے پہن لئے دیوجانی کے کپڑے [illegible]

سرشٹا نے تن ڈھانپا۔ جب پوشاکیں بدلی ہوئی نظر آئیں تب تو آنکھیں کھلیں وہ اُدھر میاں سے یہ ادھر جامے سے باہر ہوئی۔ خوب ہم تم مچی اس نے اُسے کھوٹی سنائی اس نے اس کو نام رکھے۔ آخر نوبت بانیجا رسید کہ سرشٹا نے دیو جانی کو اٹھا کر جھم سے ایک کنوئیں میں ڈال دیا اور آپ روانہ باشد۔ دیو جانی تہ پر پہنچی تو ہوش غائب۔ حواس ندارد۔ پانی میں کچھ گھاس نظر آئی۔ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا ہی بہت ہوتا ہے دیو جانی نے اسی کا آسرا لیا اور زندگی کی گھڑیاں گننے لگی۔ مگر قول ہے

مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

اسی عرصے میں راجہ ججات عرصۂ شکار سے پیاس کے مارے بے چین اسی کنوئیں پر پہنچا۔ ایک حسین گل اندام و نازنین سمن فام کی آواز نے چونکا دیا۔ رگ حمیت متحرک ہوئی جوشِ ہمدردی نے غرق دریائے حوادث کو ورطۂ ہلاکت سے بچا لیا۔ جب دیو جانی باہر آئی۔ شکریہ ادا کر کے بولی۔
"آپ نے میرا ہاتھ پکڑا ہے اور وہ بھی بایاں نہیں دایاں۔ پس میں آپ کی ہو چکی۔ بانہہ گہے کی لاج رکھئے۔ خدمت میں قبول کیجئے"

راجہ نے کہا:-
"یہ بات غیر ممکن ہے۔ شکر جی کی بیٹی کے ساتھ میں ایسی گستاخی نہیں کر سکتا۔ ادھر سے انکار تھا اُدھر سے اصرار۔ مگر جائے غور ہے:-

درمیانِ قعر دریا تختہ بندم کردہ
باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

ایک چاند سا ٹکڑا سامنے ہو ایک نور کی تصویر چشم فسوں ساز سے حسن کے ستے ول

پر موہنی ڈال رہی ہو۔ تو پاکباز سے پاکباز دل بھی ایک دفعہ ضرور آپ سے باہر ہو جائے۔ پھر ججات کس شمار قطار میں تھا۔ دل دے بیٹھا اور منہ سے دو ہاں، ہاں نکل ہی گئی +

شنکر جی نے دونوں کی شادی کر دی اور رلو اس کی رونق کچھ اور کی اور ہو گئی کچھ دن زیادہ نہ گذرے تھے کہ سرشٹا کی بھی قسمت لڑی اور راجہ ججات ہی کی آغوش تنگ میں حسن جوانی کے ارمان نکلے۔ کارساز عالم کے فضل و کرم سے دونوں کو ایک ایک کلیجے کا ٹکڑا نصیب ہوا مگر دل کی گرہیں نہ کھلنا تھیں نہ کھلیں +

دیو جانی یوہیں خار کھاتی تھی۔ اس پر سوتیا ڈاہ۔ شنکر جی کے پاس پہنچی۔ رو رو کر عرض کی پہلے جو کچھ ہوا تھا وہ تو خیر گذشتہ را صلوۃ مگر اب اس پر طرہ سنئے وہی سرشٹا یہاں بھی میری چھاتی کا پتھر بنی راجہ نے اس سے شادی رچالی۔ شنکر جی بیٹی کے درد دکھ سے کراہے فوراً ہی بد دعا دی کہ "ججات بوڑھا چپل ہو جائے۔ سرشٹا کے کام ہی کا نہ رہے"

بد دعا تیر بہدف تھی۔ ججات کی جوانی فوراً ڈھل گئی۔ ضعیف پیری کا ظہور ہوا مگر بمصداق

بڑھاپے میں جوانی سے زیادہ جوش ہوتا ہے
بھڑکتا ہے چراغ صبح جب خاموش ہوتا ہے

راجہ کی خواہشات نفسانی غالب رہیں مگر عالم پیری سے مجبور۔ آخر اپنے راجکمارو سے کہا کہ جو سعادتمند ہو اپنی جوانی مجھے دے ڈالے۔ سب لڑکوں نے دو ٹوک جواب دیا کہ معاف کیجئے۔ ہم تعمیل ارشاد سے قاصر ہیں۔ پسر اصغر چھاتی ٹھونک کر کھڑا ہو گیا کہ بیگم عاضر ہیں

راجہ ججات کی جوانی پھر لوٹ آئی اور ایک ہزار برس تک خوب جی کھول کر بہارِ حسن کی گلزار لوٹتا رہا۔ جب نیت چھک گئی طبیعت بھر گئی تو دنیا کی طرف سے منہ پھیرا۔ جنگل کی راہ لی۔ عبادت میں دل لگایا ریاضت سے جی بہلایا۔ بڑے بیٹے سلطنت سے محروم رہے چھوٹے بیٹے پرو نے حکومت پائی۔ جس کو راجہ اندر نے بنفس نفیس راج نیت سکھائی +

ادھیائے ۱۸

راجہ اندر کا راجہ ججات پر عتاب۔ بد دعا۔

راجہ کا مصیبت میں استقلال اور اس کا انجام بخیر

راجہ ججات کی عبادت حد سے گذر گئی۔ ریاضت شہرت پکڑ گئی۔ راجہ اندر کے دل پر اثر ہوا۔ دریافت کیا۔ کہ :۔

ججات۔ کوئی بھی نہیں۔ دیوتا سے لے کر انسان تک کوئی میرا مد مقابل نہیں ہو سکتا۔ سب پر میں ہی فائق ہوں +

اندر۔ یہ غرور کے کلمے۔ یہ تکبر کے الفاظ؟ تو سہی بڑے بول کا سر نیچا ہو۔ بس اس نخوت کی سزا یہی ہے کہ سورگ سے نیچے پھینکے جاؤ +

ججات۔ حکم حاکم مرگ مفاجات۔ رضائے مولٰے از ہمہ اولےٰ۔ زبردست کا ٹھینگا سر پر۔ خیر پھینکئے۔ اختیار ہے۔ مگر اتنی عنایت کیجئے کہ کہیں اٹھی ہی جگہ نہ دھکیلیے گا۔ عین ذرہ نوازی ہوگی +

راجہ ججات اندر کی مرضی سے زمین پر پٹکے گئے - یہ ابھی ادھ بیچ میں تھے کہ آستیک راج رشی کی نظر پڑ گئی پوچھا ٭

"آپ کا کیا نام ہے - اندر کی سی شکل صورت - وشن جی کی سی طرز وروش یوں آکاش سے آنے کا سبب - اس طرح گرنے کا باعث - میری عقل کام نہیں کرتی - بس آپ یہیں ٹھہر جائیے - یہاں مجال نہیں کہ کوئی دیوتا ٹھیک سکے - اندر چیز ہی کیا ہے جو دل آزاری کر پائے ٭

جب راجہ وہیں تھم گیا افتادسی جگہ ختم ہو گئی تو آستیک جی نے کہا :-

"میں آپ کا نواسا ہوں آپ میرے نانا ہیں - آستیک میرا نام ہے - آپ کو تکلیف نہ ہوگی - مگر بتائیے کہ سرگ میں کیا مشاہدات پیش رہے اور آپ کو کس کس لوک کی سیر کا شرف حاصل ہوا" ٭

ججات - میں سرمایہ خیر و ثواب سے مالا مال تھا - دولت حسنات و برکات پٹی پڑی تھی - مگر برا ہو کمبخت غرور و نخوت کا اس نے لٹیا ڈبو دی ایک جھنجھنی نہ رہنے پائی ٭

عالم موجودات میں مال و دولت کچھ چیز نہیں - روپیہ پیسہ ہاتھ کا میل ہے - اگر کوئی دوست ہے تو بس دیدوں کی واقفیت - نیک افعالی و خوش اعمالی - انساں دولت پائے تو اترا کر نہ چلے - سنگ پتی ہو جائے - تب بھی یہی سمجھے کہ درخت کے سائے کا ٹھکانا کیا - ابھی یہاں ہے - ذرا دیر میں اودھر ہو جائیگا - پس دولت پہ ناز کرنا فضول - تونگری پہ پھولنا بالکل بھول - اگر مصیبت آپڑے تو استقلال سے جھیلے کال کو کاٹے کال سے اپنے کو نہ کٹوائے کو دنت سے کچھ حاصل نہیں - پریشانی بالکل بے نتیجہ - خوشی ہو یا رنج - عشرت ہو یا عسرت سب نخل مال کے برگ و بار شرف انسال کے فرائض -

کوئی شیریں ہے کوئی تلخ - تقدیر کے آگے تدبیر نہیں چلتی - عقل مقدم ہے اور نوشتہ رقسمت مقدم تر - جو کچھ تقدیر میں لکھا ہے ضرور ہو گا - تاہم تدبیر بھی شرط ہے ✣

رزق ہر چند بیگماں برسد　　شرط عقل است جستن از درہا
گرچہ کس بے اجل نہ خواہد مرد　　تو مرو در دہانِ اژدرہا

ہر حال میں خوش ہر رنگ میں مست رہنا انسان کے لئے نہایت ضروری امر ہے - نہ آئے کی خوشی نہ گئے کا غم

ز رنج و راحت گیتی مرنجاں دل مشو خرم
کہ اندازِ جہاں گاہے چنیں گاہے چناں باشد

خزاں کے بعد بہار ہے - سرور کے پیچھے خمار - جہاں گنج ہے وہاں مار ہے جہاں پھول ہے وہاں خار - نہ خوشی ہی کو ثبات ہے - نہ رنج کو قیام - نہ ہمیشہ صبح ہی ہے نہ ہمیشہ شام - سب سے پہلے امرنگہ کی سیر میں میرا دل محو ہوا عجیب مقام پر بہار ہے جو نظارہ ہے خوشگوار ہے - ہزار جوجن لمبی بستی ہر جگہ عشرت پرستی اور چپے چپے پر نزہت ہی نزہت برستی ہے - اندر پوری سے پرجاپت کے لوک میں مدتوں قیام رہا - آرام ہی آرام رہا - پھر نندن بن کی ہوا کھائی اپسراؤں سے طبیعت بہلائی یہاں راجہ اندر کا عتاب ہوا - زمین پر پھینکنے کی ٹھہرائی گئی - تین مرتبہ دیو دوت نے مجھے عزم بالجزم سے آگاہ کیا اور آخر وہی ہوا جو اندر کی مرضی تھی ✣

اَشٹک - آپ میرے بزرگ ہیں میں آپ کا خورد - میرا فرض ہے کہ اپنے ثواب آپ کے نذر کر دوں - یہ آپ کو زمین پر گرنے سے بچا دینگے - یہیں پلسے استقامت جما دینگے ✣

ججات۔ مجھے یہ قبول نہیں۔ میں نے نہ معلوم برہمنوں کو کیا کچھ دیا۔ نادار سیٹھ ساہوکار بن گئے۔ جو جس کی ہوس ہوئی بے غل وغش پوری کی۔ میں آپ کا گرانبار احسان ہونا دھرم کے خلاف سمجھتا ہوں۔

حقا کہ با عقوبتِ دوزخ برابر است

رفتن بہ دستگیرئ بیگانہ در بہشت

اتنے میں ترون رکھیشرا موجود ہوئے انہوں نے کہا:۔

"راجہ ججات! تم آستیک کی پیشکش قبول نہیں کرتے تو لو میں اپنے اعمال حسنہ و ریاضت و عبادت کا ثواب نذر کرتا ہوں۔"

ججات۔ مہاراج صرف آپ کی کرپا چاہئے۔ مجھے آپ بھی معاف رکھیں۔ میرے لئے آپ کی اتنی ہمدردی ہی کیا کم ہے۔

یہاں یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ دفعتہً اوجِ ہوا پر پانچ طلائی بوان سورج کی طرح نور برساتے جلگ کرتے اُترتے ہوئے نظر آئے۔ سب کی نگاہیں اِدھر کو اٹھ گئیں۔ آستیک نے راجہ ججات سے پوچھا:۔

"یہ بوان کس کے ہیں۔ ان میں کون سوار ہے۔ اس طرف آنے کی وجہ؟"

ججات۔ ان میں راجہ شوی اور مہرشی بسوماں رونق افروز ہیں اور آپ کے لے جانے کی آرزو میں آ رہے ہیں۔

اتنے میں بوان پہنچ گئے۔ مہرشی اور راجہ شوی نے ججات کی مزاج پرسی کے بعد کہا:۔

"آپ کے مصائب کا خیال ہمارے رونگٹے کھڑے کرتا ہے آپ زمین میں گریں اور ہم کھڑے دیکھیں۔ حمیت مقتضی نہیں۔ ہمارے ثواب آپ قبول فرمائیں تو بعد پذیرفتی۔

ججات۔ آپ کی ہمدردی کا شکریہ مگر ہیں اس سے زیادہ ممنونِ الطاف و مرہونِ اعطاف ہونگا اگر آپ معاف رکھیں +

بسوماں دشوی۔ اگر یہی ہے تو پھر آئے بوان پہ رونق افروز ہو جئے آستیک جی بھی تشریف لے چلیں تو ذرا رشی جی بھی سوار ہوں +

راجہ ججانت۔ ہاں اس کا مضائقہ نہیں +

اور یوں پانچوں صاحب بوانوں پہ سوار ہو کر سورگ لوک کو تشریف لے گئے +

ادھیائے ۱۹

سورج بنسی و چندر بنسی راجے

مہاراجے اور ہند و جغرافیہ

راجہ جنمجے کے سوال پہ بشیم پائن نے پرو بنس اور کورو خاندان کے راجاؤں کی جو فہرست بیان فرمائی۔ اس کو ہم مزید تحقیقات اور ضروری کیفیت کے ساتھ نذر ناظرین کرتے ہیں یہ بھی خیال رہے کہ مہابھارت میں زمانہ تکمیل تصنیف تک کے نام درج ہیں مگر ہم موجودہ زمانے تک سلسلہ ملا دینا مناسب سمجھتے ہیں تاکہ ترتیب نامکمل نہ رہے اور وہ جغرافیہ بھی بیان کرتے ہیں جس کا ابنائے زمانہ کو علم نہیں واضح ہو کہ مختلف کتب ہنود کی رو سے جب برہما کا ظہور ہوا ہیژدہ ہزار عالم کتم عدم سے عالم شہود میں آئے۔ آفتاب[1] و ماہتاب کو پرورش نباتات حفظ

[1] سورج یا آفتاب۔ چاند یا قمر۔ منگل یا مریخ۔ راہ یا راس۔ برہسپت یا مشتری سنیچر یا زحل۔ [illegible] کیت یا ذنب۔ شکر یا زہرہ۔ آشٹ [illegible]

معدنیات و تحفظ ذی روح کی خدمت سپرد ہوئی۔ اندر کو امراوتی کی حکومت
ملی۔ نرک جمراج کے سپرد ہوا۔ چترگپت جی محاسب اعمال خلائق مقرر ہوئے۔
تو نکشتر و اجرام علوی یعنی (ستیارے) پانچ تتو[۱] کا جلوہ ہوا۔ الثانی خلقت کی چار
فرقوں[۲] میں تقسیم ہوئی۔

برہما جی نے ایک شخص کو اپنے موے سر سے پیدا کرکے نارد نام رکھا
اور چاروں وید کی تعلیم دی بعدہ حصول اولاد کی فکر میں کئی لڑکے پیدا کئے جنہیں
پرجاپت و منو کہتے ہیں۔ ان کو حکم ہوا کہ فرمانروائے ہفت اقلیم ہوں مگر سب انکار
کر بیٹھے۔ عبادت و ریاضت ہی پر قناعت کی۔ عرصہ تک طوائف الملوکی رہی
کسی کا کسی پر دباؤ نہ کسی کا کسی پر کوڑا نہ آنکس۔ برہما جی کی درخواست پر بشن جی نے
اپنے فرزند دلبند پرجا سے فرمایا کہ بھولوک یعنی دنیا میں فرمانروائی کرو۔ شریروں کو
سزا خوش اطواروں کو جزا دو۔ دھرم کی شاہراہیں کھلیں۔ شر و فساد کا سدِ باب
ہو۔ پرجا نے صاف انکار کیا کہ اہل دنیا بد اعمال ہیں اُن میں رہنا اپنی بھی مٹی خراب
کرنا ہے۔ پس حکومت نامنظور۔ عبادت لطفِ زندگی کے لئے کافی ہے۔ بشن جی نے
اسی وقت دعا کی اور فوراً ہی پرجا کی پشت سے ایک لڑکا تولد ہوا جس کا نام کیرت
مہنت ہوا۔ مگر اس نے بھی ریاضت اختیار کی اس کا لڑکا کردم رکھ بھی مشغول
عبادت ہوا۔ انگ نے بھی باپ کی پیروی کی۔ مگر اس کے لڑکے اتیبل کو بشن
جی نے زبردستی فرمانروائے عالم بنایا جب راجہ اتیبل سریر آرا ہوئے پردہ
دنیا کو خاشاک ظلم و ستم سے پاک و صاف کیا لیکن شوکت و عظمت شاہانہ
سے نفرت رہی اور لباس درویشی و صحرا نشینی اور ریاضت و عبادت پر قناعت

---

[۱] بایو یعنی ہوا۔ جل یعنی آب اگن یعنی آتش۔ پرتھی یعنی خاک۔ آکاش یعنی خلا ٭

[۲] برہمن چھتری ویش شودر

کی۔ اس کے بعد انگد جانشین ہوا۔ عہد معدلت مہد میں رعیت شاد ملک آباد
رہا۔ عدل وداد کی گرم بازاری تھی۔ امن وامان سے سامانِ مطلب برآری۔
انگد کے اشتغال عبادت سے بینو اُس کا بیٹا متمکن سریر سلطنت ہوا۔ بینو نے ایسا
آسمان سر پر اٹھایا وہ اندھا دھند مچائی کہ اہل زمانہ چیخ اٹھے رشیوں منیوں نے
بشن جی سے شکایت کی۔ بشن جی سخت ملول خاطر ہوئے فوراً قدرت کاملہ سے ایک
نوی دست وجیہ شکیل انسان پیدا کر کے نوبرت کے نام سے کرۂ خاک پر روانہ
کیا۔ نوبرت زمین پر آیا۔ بینو کو تہ تیغ کر کے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور
اپنا نام نوبرت پرتھو مشہور کیا راجہ نے انصاف وعدل سے خلقت کو بامراد کیا اسیران
رنج وغم کو قید مصائب سے رہائی بخشی۔ مدت دراز کے بعد راجہ پرتھو نے شکر
(یعنی زہرہ) کو نائب السلطنت ومدار المہام دولت مقرر کر کے صحرا کی راہ لی اور ریاضت
وعبادت میں مصروف ہوئے۔ پرجا سے بینو تک سات پشتیں گذریں۔ ان
ساتوں کو بشن پتر کہتے ہیں۔ جب شکر نظم ونسق حکومت پر قادر ہوئے اُنہوں نے
خلائق کو براہ راست کی تعلیم دی۔ اور عدل وداد سے تمام مخلوق کو راضی وشاکر
رکھا۔ شکر جی نے برہمنوں کو اپنا مدار المہام سلطنت مقرر کیا۔ اور رکھیر کھ رکھیشر کو
نیابت دی۔ نیز مدح وثنا کے لئے دو شیوا زبان اور بید خوان برہمن متعین
کئے۔ جن کا نام سوت اور ماگدیو تھا۔ بھاٹ جنہیں فارسی داں بادفروش
کہتے ہیں۔ انہیں کے بقائے نام ہیں۔ قبل میں ان دو موزخانِ لعلے کی
نسلیں ہی بھاٹ کہلاتی تھیں اب امتداد زمانہ سے سینکڑوں فرقے ہو گئے
ہیں +
نوبرت کے بعد کبیر کھ رکھشر اور رنگ آرائے جہانبانی ہوئے اور اپنا نام
راجہ پرتھو رکھا راجہ پرتھو کا عہد اہل عالم کے لئے بہت مبارک تھا جس میں

مزے سے گذر ہوتی تھی - ہر طرف امن امان - ہر جگہ خوشی کے سامان - راجہ پرتھو نے سب سے پہلے روے زمین کو خس و خاشاک سے پاک و صاف کر کے ہموار کیا زمین شکریہ عنایت بے غایت کے لئے عورت کے بھیس میں حاضر ہوئی راجہ نے کہا جا اپنے مقام پر ٹھیر - جب یاد ہو تب حاضر ہونا - زمین رخصت ہوئی اور اپنے مرکز اصلی پر قائم ہوگئی - پھر دریاے محیط مرد کے لباس میں پابوس ہوا اور عرض کی - جہاں پناہ جتنے زر و گوہر کی ضرورت ہو ابھی ابھی پیش نظر کروں راجہ نے پھر ویسا ہی کہہ کر اسے بھی رخصت کیا - اس کے بعد سمیر پربت ایک درویش کا جامہ پہن کر آستانبوس ہوا اور گذارش کی میں اس کوہ زرین کا مالک ہوں - جتنا سونا مطلوب ہو ابھی ڈھیر ہو جائے - بعدہ مہادیو جی کے خزانچی کبیر جی آئے فرمایا کہ جو چیز درکار ہو فرمائیں یہیں موجود کردوں :

راجہ پرتھو نے تمام زمین کے سات حصے کئے اور ہر حصے کا نام علیحدہ رکھا - یہ سات حصہ حسب ذیل ہیں :-

۱- جنبو دیپ جس کا نصف حصہ دریاے شور سے محیط ہے اور نصف کوہستان و خرابہ و آباد ہے - طول ۵ لاکھ ۷۱ ہزار ۳ سو ساٹھ جوجن عرض ۲ لاکھ ساٹھ ہزار ۲ سو ۶۵ جوجن - سمیر پربت ۴۸ جوجن بلند او تریں واقع ہے اور اس کے گرد و نواح میں سات پہاڑ معدن جواہرات مختلف الاقسام ہیں :

۲- شاکدیپ - طول ۴ لاکھ ۷ ہزار ۴ سو ۴۲ جوجن - یہ بحیرہ سفید سے محیط ہے اور اس میں بھی کوہستان ہے :

۳- شالمل دیپ طول ... لاکھ ... ہزار ... ایک ... جوجن دریاے ... سے

محیط ہے۔ پہاڑ بکثرت ہیں دریا سے جغرات اس لئے کہتے ہیں کہ پانی جغرات سے مشابہ ہے +

۴۔ کُش دیپ۔ طول ۔ ۲ لاکھ ۸۶ ہزار ۷ سو جوجن گھی کے رنگ کے پانی کا دریا محیط ہے۔ پہاڑ بہت ہیں +

۵۔ گومیدک دیپ یا پلکش دیپ۔ طول ۲ لاکھ ۹۶ ہزار ۵ سو ۷۰ جوجن۔ اس کے گرد ایک دریا ہے جس کا پانی ذائقہ اور خواص میں بعینہ شراب ہے +

۶۔ کرونچ دیپ ۔ طول ۲ لاکھ ۱۸ ہزار ۶ سو ۸۴ جوجن شیرۂ نیشکر کے رنگ کا دریا محیط ہے۔ پہاڑ بھی بہت +

۷۔ پشکر دیپ ۔ سب دیپوں سے چھوٹا ہے ۔ طول ۱ لاکھ ۱۴ ہزار ۲ سو ۴ جوجن دریائے آب شیریں سے محیط ہے اور پہاڑ بھی بہت واقع ہے +

راجہ پرتھو نے ۷ دیپ تقسیم کر کے جنبو دیپ کے نو حصے کئے جن کو سنسکرت زبان میں ورش اور عربی میں اقلیم کہتے ہیں۔ جنبو دیپ کے نو حصے حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ بھارت ورش یعنی ہندوستان ۔ (۲) کن ورش یعنی تاتار جیتی شری بھاگونت اسکندھ ۵ ادھیائے ۵۹ کے رو سے بھگوان پرشوتم سری رام چندر کی شکل میں جانکی کے ساتھ یہیں رونق افروز ہیں اور سری ہنومان جی گندھرپوں کے ساتھ یہیں پرستش کرتے اور کتھا سنتے رہتے ہیں +

(۳) ہری ورش ۔ یعنی ایشیائی روس +

(۴) کرو ورش یعنی میکسیکو +

(۵) ہرینہ ورش یعنی یونائیٹڈ اسٹیٹس (ممالک متحدہ)

(۶) رمنیک ورش یعنی کناڈا +

۱؎ اہل ہند کی اصطلاح میں ایک جوجن چار کوس کے برابر ہوتا ہے +

۷۔ الاورت ورش یعنی قطعہ وسطی مابین ایشیائی روس وکناڈا۔ بالفعل یہ حصہ دریا بُرد ہے اور آب دریا کثرت برودت سے ہمیشہ منجمد رہتا ہے +

۸۔ کیتو مال ورش یعنی کیمسکٹکا و امریکہ روسی اس کا بھی ایک حصہ تہ آب ہے

۹۔ بھدر تہ نگ ورش عرف بھدراشو ورش یعنی گرین لینڈ و آئس لینڈ وغیرہ یہ بھی بیشتر حصہ زیر آب ہے +

تقسیم اقالیم کے بعد راجہ پرتھو نے نارد من اور شکر جی کے مشورے سے ساتوں اقلیموں میں عمارتیں تعمیر کیں شہر و قریہ و دیہ آباد کئے اور ہر جگہ چاروں ورن کے لوگ یعنی برہمن چھتری ویش شودر بسائے گئے راجہ پرتھو کے عہد میں تمام خلقت مرفہ الحال و فارغ البال تھی اتفاقاً ایک سال قحط پڑا۔ سب کھیتیاں سوکھ گئیں ایک دانہ پیدا نہ ہوا۔ راجہ کو سخت حیرانی و پریشانی ہوئی۔ خیال گذرا کہ شاید مجھ سے کوئی گناہ سرزد ہوا یا بندگان خلائق کسی امر ناشائستہ کے مرتکب ہوئے زمین کو یاد کیا مگر وہ حاضر نہ ہوئی راجہ کو سخت غصہ آیا گھوڑے پر سوار ہوا تیر و کمان لئے ہوئے موضع زمین میں پہنچا۔ زمین جی چھپ کر بھاگی راجہ نے پیچھا کیا زمین پاتال میں پہنچی وہاں سے سُرگ لوک میں گئی راجہ بھی بگٹٹ پیچھے پیچھے پہنچا اور زمین کو بڑی جد و جہد سے لے آیا اور کہا۔ تمام خلقت نے تخم ریزی کی ایک دانہ بھی نہ اگا۔ سب تخم اگل دئے۔ زمین بولی۔ میرا قصور نہیں دنیا سے دھرم رخصت ہو گیا جو چاہتے ہیں زہر مار کرتے ہیں راہِ ثواب میں کوڑی خرچ نہیں کرتے۔ پھر جیسی کرنی ویسی بھرنی راجہ کو حیرت ہوئی اور کہا

راجہ۔ اے پرتھوی میں تیرا شکر گذار ہوں کہ تو نے حالات خیر و شر سے مجھے آگاہ کیا لیکن تیری ... ہے کہ ... دبا گیا ہے ... واپس

کر دے پرتھوی بولی - مجھے عذر نہیں تعمیل ارشاد منظور ہے میں گائے بنتی
ہوں آپ مجھے دوہ لیں - جو مجھ میں ہوگا - آپ کے ہاتھ آ جائیگا +
پرتھوی گائے بنی اور ہماچل پہاڑ بچھڑا بن گیا راجہ نے گائے کو دوہا
تو کثرت سے دودھ نکلا - راجہ نے حکم دیا کہ غلبہ رانی شروع ہو اور یہی دودھ
زمین پر چھڑکا جائے - حکم کی تعمیل ہوئی اور سوکھے کھیت ہر سے بھرے
ہو گئے اپنا سے روزگار کی فاقہ شکنی ہوئی - سوکھے دھانوں پانی پڑا اسی
روز سے راجہ نے زمین کو اپنے نام پہ پرتھوی کا خطاب دیا - چونکہ
ساتوں دیپ کے فرمانروا اسی کی اولاد میں سے ہیں اور یہ
چتراسی راجہ کی ایجاد ہے - اسی سے اس کی نسل کا خطاب چھتری
ہوا - راجہ پرتھوی کی اولاد میں سے کئی راجہ فرمانروائے ہفت اقلیم
ہوئے +

راجہ پریابرت شاہنشاہ ہفت کشور منصف سخی - شجاع اور نہایت
رعیت پرور تھا شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے تھے شکرہ و باز کبوتر کے
دمساز تھے - راجہ پریاورت کے سات فرزند تھے راجہ نے ہر ایک کو ایک ایک
اقلیم کا فرمانروا بنایا اور خود گوشہ عبادت میں عمر بسر کی - سات راجکماروں میں
سے راجہ اگنیدھر جنبو دیپ کا مالک ہوا اس کے نو لڑکے تھے - راجہ نے جنبو
دیپ کو نو حصوں میں منقسم کر کے ایک ایک حصہ ایک ایک نورِ نظر کے حوالے
کیا - جن کی اولاد زمانہ دراز تک اریکہ آرائے عالم پناہی رہی - لڑکوں میں سے
راجہ نابھہ آریہ ورت کا حکمراں تھا اس کے تین فرزند تھے - راجہ نابھہ نے
ہندوستان کے تین حصے کر کے تینوں لڑکوں کو دے دئے اور خود مشغول
ریاضت ہوا - راجہ نابھہ کے لڑکے اپنے اپنے حصے پہ قابض ہوئے مہ

ایک نے اپنی قلمرو کا نام اپنی مرضی کے موافق رکھا چنانچہ ایک قلمرو جانب مغرب جانگل دیش کہلائی جسے اہل ہند نو کوھٹی مارواڑ کہتے ہیں۔ وہ بالا دست گجرات ہے وہاں کے کنوئیں بہت عمیق ہیں۔ جب کنوئیں سے ڈول نکلتا ہے لوگ ڈھول بجاتے ہیں کہ اس سے کھینچنے والے کو ڈول نکلنے کا علم ہو جائے۔ یہاں کے باشندے گندم رنگ اور نہایت قوی الجثہ ہوتے ہیں۔ بڑے درخت کم۔ چھوٹے فصلی پودے ہر سال نکلتے اور معدوم ہوتے رہتے ہیں۔ آب وہوا ناقص استعمال افیون لازمی ورنہ زندگی دشوار۔ چھوٹے بڑے پہاڑ بہ کثرت۔ آندھیاں بشدت۔ ریگ کی افراط۔ میوہ وگل کی قلت باجرہ اور موٹھ اجناس پیداوار۔ غلے ندارد۔ زبان غیر ملک والوں کے لئے عجیب وغریب گفتگو سمجھنا دقت طلب +

دوسرا حصہ انوپ دیش کہلایا۔ ملک بنگالہ اس میں دریائے شور کے ساحل پر واقع ہے۔ کنوؤں کا پانی بہت قریب۔ درختوں میں رطوبت زیادہ اور بارآوری بکثرت۔ باشندے اکثر سیاہ فام کمزور کم ہمت۔ جُھگّی۔ دغاباز دغائن مگر جاہل کم عموماً سب صاحب علم۔ عورتیں ہوا پرست اور بے شرم۔ چاول مچھلی غذا۔ مرض بادی کا زور +

تیسرے قطعۂ منقسمہ کا نام سمراٹھ دیس ہُوا۔ پانی نزدیک۔ چھوٹے بڑے درخت اعتدال کے ساتھ بارآور اسی میں اندرپرستہ دلّی واقعہ ہے اہل ملک صحیح البدن۔ شیریں کلام۔ بامروّت صاحب جرأت دریا دل۔ گندم گوں عورتوں مردوں کا مزاج معتدل۔ آب وہوا خوشگوار۔ تمام اقسام کے میوہ وگل غلہ دریا[illegible]ن کی کثرت +

چونکہ اس وقت زمانے کی تقسیم ممالک وقیام ولایات کا ذکر

آیا ہے۔ لہذا ہم ناظرین باتمکین کی خدمت میں عرض کرنا مناسب سمجھتے ہیں کہ کچھ اہل یورپ ہی نے علم جغرافیہ میں تحقیقات کے ڈنکے نہیں بجائے ہیں بلکہ ہندوؤں کے زمانے میں بھی جغرافیہ مکمل تھا۔ یورپ کے جغرافیہ داں جغرافیہ دانی کی مہارت پیٹ سے لے کر پیدا نہیں ہوئے ان کو جو کچھ معلومات حاصل ہوئی ہے وہ ہندوؤں کے طفیل سے اگر یہ نہ ہوتا یورپ کولمبس پہ ناز نہ کرتا اس کی سالانہ یادگار سے اس کا شرادھ نہ کرتا۔ مگر ہندوستان یا ہندو ایسی اوچھی بات پر فخر نہیں کرتے انہیں اس وقت سے امریکہ معلوم تھی جب دنیا کی بنیاد پڑی تھی۔ ہندو جغرافیہ کیا ہے۔ ہندوؤں کے یہاں آج کل کی ولایتوں اور شہروں کے کیا کیا نام تھے کون کون مقام کس کے نام سے منسوب ہیں یا کس کس نے آباد کئے اس کی تشریح و توضیح شائقین تحقیقات کے لئے کچھ کم دلچسپ نہ ہوگی۔ چنانچہ ہم ذیل میں کتب مستند کے رو سے اپنی تحقیقات حوالہ قلم کرتے ہیں اور اس حصہ کو ہندو جغرافیہ کے نام سے موسوم کرکے دکھاتے ہیں کہ ہمارے بزرگوں کی تحقیقات کس نامعلوم زمانے سے حد تکمیل کو پہنچی ہوئی ہے۔ ہم پہلے دیپ اور ورش کی تقسیم کا حال بیان کر چکے ہیں اور اب اس کے سلسلہ کو ضمیمۂ تحقیقات میں شامل کرکے دکھانا چاہتے ہیں کہ قدیم ہندو یعنی ہمارے بزرگ تحقیقات جغرافیہ میں بھی موجودہ جغرافیہ دانوں سے ہزار قدم آگے تھے +

جغرافیہ کی تحقیقات میں ہندو جغرافیہ دانوں کی تحقیق محدود سے وسیع و بسیط ہوتی گئی ہے گو ہم اس زمرہ میں سب کے خیالات کا نفس

مطلب عرض کرتے ہیں شائقین تحقیقات حوالہ جات سے تصدیق فرمالیں +
پنڈت سری رام چند رنبگال لواسی نے رسالہ بھارت بچار میں
بھارت ورش کو روے زمین ثابت کیا ہے چنانچہ وہ بھارت ورش
کے تین حصہ حسب ذیل کرتے ہیں۔

۱۔ اشوکرانت   اشوجات   یعنی یورپ بھومیہ
پران پورب کھنڈ

لوٹ۔ ہندو لوک یورپ کو اشوجات نہ معلوم کس جگہ سے
سے کہتے چلے آئے ہیں عیسے کو پادری الیسو یا عیسو کہتے ہیں۔ اس
سے ظاہر ہوتا ہے کہ اشوجات یعنی عیسو کی ذات یعنی عیسائی
اسی نام سے پہلے بھی پکارے جاتے تھے +

۲۔ رتھ کرانت   سورجارکا   یعنی افریقہ
۳۔ بشن کرانت   یا اسپچنک   یعنی ایشیا

گو پنڈت جی کا بھارت ورش کو پرتھوی بھر کہنا ایک تعجب خیز بات
معلوم ہوتی ہے۔ مگر نہیں۔ حال کے اولڈ اینڈ نیو ہمسیفر یعنی قدیم و جدید کرۂ
زمین جن کا دوسرا نام پرتھوی ہے۔ قدیم سنسکرت جغرافیہ میں نابھ ورش
و بھارت ورش نیز کرم بھومی کے خطاب سے موسوم ہوئے ہیں اور اس سے
ثابت ہے کہ مختلف زمانوں میں کرۂ زمین مختلف ناموں سے منسوب کیا
گیا اور ایک وقت یعنی ہندوؤں کے دور عالمگیر میں کل کا کل بھارت ورش
میں داخل تھا +

لوگ اس بات سے متحیر ہونگے کہ کہاں نابھ ورش یا بھارت ورش
یا کرم بھومی کہاں روے زمین۔ کل تختۂ ارض کی گنجائش کجا مگر نہیں

بعض مغالطے ایسے ہوتے ہیں کہ کہنے کو تو بہت کچھ وزن رکھتے ہیں - لیکن ان کی اصلیت میں شمہ بھر جان نہیں ہوتی +

غور کیجئے کہ سورج بنسی چکر ورتی راجے مہاراجے اجودھیا کے راجے کہلاتے تھے - دھرتراشٹ اندرپرستہ ہی کے راجہ مشہور ہیں - پرتھی راج ہندوؤں کا آخری شہنشاہ دہلی و اجمیر کا مالک کہلاتا تھا - قنوج کے راٹھوروں اور اُن سے قبل کے عظیم الشان فرمانرواؤں کی سلطنت قنوج ہی کہلاتی تھی - حالانکہ ان میں روئے زمین کے فرمانروا اور فاتح بھی تھے - اطراف یا اقطاع عالم میں بھی حکومت کا جھنڈا لہراتا تھا - مقبوضات ہند کے بیرونی سرحدی مقامات بھی تحت تصرف وقبضہ اقتدار میں تھے مگر نہیں کیا اقلیم وادر کیا ممالکِ محروسہ سب اسی نام کے ذیل میں تھے جو دار السلطنت کو حاصل تھا +

ہندوؤں ہی پہ فرض نہیں اہل اسلام بھی اسی طریق کے پیرو تھے شاہجہان وغیرہ کی حکومت تمام سرزمین ہند ہی نہیں بلکہ افغانستان بلخ بدخشان تک تھی مگر نہیں یہ شاہنشاہ دہلی ہی کہلاتے تھے - چنانچہ آج بھی نظام حیدرآباد کے نام سے ظاہر ہے کہ حیدرآباد کا تمام نام مقبوضات ملک دکن سے مراد رکھتا ہے علٰے ہذا بیگم بھوپال - نواب رام پور مہاراجہ اندور وغیرہ صاف ثابت کرتے ہیں کہ مقبوضات خواہ کتنے ہی وسیع ہوں - حکومت کی وسعت چاہے جس قدر ہو - ان سے یہ قیاس نہ کر لینا چاہئے کہ نظام کی حکومت صرف حیدرآباد ہی پر محدود ہے یا شاہجہان بادشاہ صرف دہلی ہی کا بادشاہ تھا - نہیں

بلکہ یہ سمجھنا ہوگا کہ وہ تمام ہندوستان کا شاہنشاہ تھا۔ کابل بلخ و بدخشان وغیرہ بہت سی ولایتیں اور بھی اس کی قلمرو میں شامل تھیں جب ہم اس امر کا لحاظ کرتے ہیں تو ہمیں شک کرنے کا کوئی پہلو نہیں سوجھتا کہ تمام روے زمین کو قدیم راجگان ہند کے زمانہ جہانگیری میں آریہ ورت یا بھارت ورش خواہ نابھ ورش یا کرم بھومی نہ کہتے ہوں۔ کیونکہ آخر الذکر ناموں سے ملقب ہندوستان اگلے زمانے میں روے زمین کا سرتاج تھا اور تمام ممالک ارضی اسی کے زیر حکم یا داخل قلمرو تھے چنانچہ ہمیں مزید ثبوت کی ضرورت نہیں پرتھوی کا نام ہی کافی ہے جو راجہ پرتھو کے نام سے اب تک منسوب چلی آتی ہے۔ سنسکرت میں پرتھوی کل روے زمین اور کرۂ زمین اور کرۂ خاکی کو کہتے ہیں۔ اس کا یہاں کے ایک راجہ کے نام سے ملقب ہونا صاف بتا رہا ہے کہ بنگال کے پنڈت سری رام چندر کا خیال کبھی غلط نہیں۔ طبقۂ ارضی ضرور نابھ ورش وغیرہ کے ناموں سے منسوب رہا ہوگا کیونکہ تاریخی تحقیقات سے خصوصیت کے ساتھ ثابت ہے کہ اگلے زمانہ میں کل دُنیا ہندوستان کے ماتحت اور زیر نگین تھی انگریزی ماڈرن جاگرفی میں زمین پانچ حصوں پر منقسم ہے۔

۱۔ ایشیا

۲۔ یورپ

۳۔ افریقہ

۴۔ امریکہ شمالی و امریکہ جنوبی

۵۔ آسٹریلیا

آج کل سنسکرت کا دور دورہ نہیں لوگ یہ بھی نہیں جانتے کہ ہند و
جغرافیہ دیکھنا ہو تو کس کتاب میں دیکھیں۔ جن کو کچھ مذاق تحقیقات ہوا
وہ بھاگوت میں ٹٹولتے ہیں اور پھر قہقہہ لگاتے ہیں کہ واہ بس نام
بڑے درشن تھوڑے۔ بھاگوت کا یہ زور و شور اس پر ہندؤں کا
یہ ناز مگر "جو چیرا تو اک قطرۂ خون نکلا۔ جغرافیہ بمنزلہ صفر۔ ان عقلمندوں
اور سبھروں کی عقل کی جہاں تک تعریف کی جائے کم ہے۔ جن کو یہ
تک معلوم نہیں کہ شفا خانہ اور ہے اور یتیم خانہ اور۔ محکمہ مالی میں محکمہ
ملکی کی باتیں کہاں۔ کہاں تعزیرات ہند کہاں قانون عدالت دیوانی۔
کہاں پایونیر کہاں تھیاسوفسٹ۔ گورنمنٹ گزٹ میں امرت بازار پترکا
کے مضمون کہاں۔ پس بھگوت جغرافیہ کو تلاش کرنا بالکل التوالسنی اور پھر
بھاگوت پر قہقہے لگانا خاص نو طرز مرصع لیاقت کا نمونہ ہے یا نہیں بطلیموس
کو آجکل کے عقلمند اور محقق مشہور جغرافیہ نویس سمجھتے ہیں۔ جغرافیہ کا اقتباس
ہم نے ٹاڈ راجستان کے نمبر ۲ میں قلمبند کیا۔ نئے زمانے کے محققین جغرافیہ
کے معاملہ میں یا تو بطلیموس کو ہمہ اوست سمجھتے ہیں یا بھاگوت کو ہم از دست
اور پھر منہ چڑھاتے ہیں کہ واہ۔ واہ۔ اگلے جغرافیہ کی اتنی ہی
بساط اتنی ہی کائنات۔ مگر اپنی فہم و فراست کو نہیں سمجھتے کہ حلوائی
کی دکان سے اطلس فرنگ چاہنا دانشمندی ہے یا گستاخی معاف
بیوقوفی۔ قدیم جغرافیہ کے شائقین کو بھاگوت کی ورق گردانی سے
کچھ حاصل نہیں اگر ان کو واقعی شوق ہے اور ان میں کچھ جوہر لیاقت
بھی ہے تو وہ گرگ سنگھتا ملاحظہ فرمادیں وشوکھنڈ و گولوک کھنڈ کی
سیر کریں [illegible] دیکھیں وشنو پران وغیرہ سے قدیم جغرافیہ کے

سبق یاد کریں۔ خوب خیال رہے کہ موجودہ اور گذشتہ زمانے کے جغرافیہ میں جو کچھ اختلاف ہے وہ مختلف زمانوں کی پولٹیکل حدبندی سے ظہور پذیر ہُوا ہے چنانچہ مہاراجگان ہنود کے دورانِ حکومت میں کم وبیش اختلاف ہوتا رہا ہے یعنی اگر کسی کی حکومت وسیع ہوئی تو اسی لحاظ سے حدبندی کی گئی اگر کمی ہوئی تو اسی پیمانے سے۔ ان اختلافات کا سبب عموماً پولٹیکل لحاظ سے بھی رونما ہُوا ہے نام کے تغیرات و تبدلات کے اسباب بھی یوں ہی ہوتے ہیں۔ چنانچہ دیکھ لیجئے کہ نواب آصف الدولہ کے زمانے تک بنارس شاہجہاں پور۔ الہ آباد۔ بریلی وغیرہ اودھ میں شامل تھے نواب سعادت علی خان صوبہ دار اودھ کی مسند نشینی کے زمانے سے صرف موجودہ بارہ ضلعے شامل اودھ رہ گئے اور آدھی سلطنت انگریزوں نے حاصل کر کے ممالک مغربی وشمالی کا ایک جدا صوبہ قائم کر لیا جسے اب کوئی دو سال سے ممالک متحدہ آگرہ و اودھ کا نام حاصل ہُوا ہے۔ اب تک ملک برار داخل حکومت نظام تھا۔ اب اس کو بھی علیحدگی نصیب ہوگئی آسام اور بنگال کے بھی حصے بخرے ہو گئے سرحد کابل پر بھی ایک مغربی وشمالی سرحدی صوبہ قائم ہو گیا۔ چنانچہ دو سال کے اندر اندر ہندوستان کے جغرافیہ میں صرف پولٹیکل ضروریات سے وہ وہ تبدیلیاں واقع ہوگئیں جن پر ناواقف آدمی ضرور تعجب کرے اور جن سے انگریزی جغرافیہ اور اس کے نقشے بھی نمایاں تبدیلیاں آسمان کو زمین اور زمین کو آسمان کر کے دکھا رہی ہیں +

ہندو جغرافیہ ... [illegible]

صرف امتداد زمانہ ہے۔ اہل ولایت جو جغرافیہ کی تحقیقات میں برابر سرگرداں چلے آتے ہیں۔ اب تک امریکہ کو انڈیا کہنے سے باز نہیں آتے حالانکہ کولمبس کو مرے ہوئے بھی صدیوں گذر گئیں اور انگریز آدھی دنیا میں حکومت کا سکہ بٹھا چکے ایک وقت وہ بھی تھا کہ ہندوستان کی تلاش میں واسکوڈی گاما سرمارتا پھرتا تھا مگر آج یہ بھی زمانہ ہے کہ یوروپین تحقیقات مکمل سمجھی جاتی ہے پھر بھی ہنوز دلی دور است وسطی افریقہ کا نقشہ دیکھا جائے اس میں چند خطوط کے سوا نہ کسی شہر کا نام ملے گا نہ مقام کا۔ پہاڑ اور ندیوں کی ہستی صرف لکیروں تک محدود ہے۔ قطب جنوبی کے حصۂ زمین کو وکٹوریہ لینڈ کہتے ہیں۔ اس کی حد کا ٹھیک پتہ نہیں صرف سائے سے دکھا دیا گیا ہے کہ فرضی حد یہ ہے سائبیریا اور گرین لینڈ وغیرہ کے نقشوں کا بھی کچھ ٹھیک ٹھاک نہیں عقلی گدے لگائے گئے ہیں۔ جب یہ اس زمانے کے موجودہ جغرافیہ کا حال ہے تو ہندو جغرافیہ پر اعتراض کرنا خردمندی ہو یا حماقت پسندی ہم کچھ نہیں کہہ سکتے +

پنڈت سری رام چندر کے قول کی تائید ایک بات سے اور بھی ہوتی ہے یعنی جمبو دیپ کے جو نو کھنڈ قدیم سنسکرت جغرافیہ میں درج ہیں اُن کی رو سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی زمانے میں امریکہ اور ایشیا باہم خلط ملط تھے چنانچہ دیکھ لیجئے کہ جمبو دیپ کے نو کھنڈ کون کون ہیں +

بھارت ورش۔ ہندوستان

الاورت ورش۔ ایلاسکا[1] یعنی زمین درمیانی ایشیائی روس وکناڈا

---

[1] یہ حصہ دریا برد اور اب دریا منجمد ہے +

رمیک ورش ۔کینیڈا

ہرینہ ورش ۔ امریکہ متحدہ دیونائٹڈ اسٹیٹس،

ہری ورش ۔ روس[1] ویورپ

بھدرا شو ورش ۔گرین لینڈ وآئس لینڈ ۔ اس کے حصے بھی دریا برد رہتے ہیں۔

کیت مال ورش ۔کیمسکٹکا وامریکہ روسی اس کا ایک حصہ پانی میں غرق رہتا ہے

کمپرکھ ورش ۔ تاتار وچینی

کورو ورش ۔مکسیکو[2]

یہ جمبو دیپ کے نو کھنڈ تھے جو قلمبند کئے گئے ۔ اب جغرافیہ دنیا کے مشہور ممالک اور شہروں کے قدیم وجدید نام معرض تحریر میں آتے ہیں تاکہ ناظرین اس قیمتی معلومات کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں ۔

نام مروجہ	قدیم نام
یورپ	اشو کرانت واشوجات
برٹن	آورتن
انگلینڈ	اندر دیپ واند دیپ
روم	روم

[1] یہ بعضوں کے خیال میں ایشیائی روس سے مراد ہے

[2] یہ کوریا وجاپان سے بھی مراد ہے

مروجہ نام	قدیم نام	مروجہ نام	قدیم نام
اٹلی	پنچپر	مڑیگاسکر	مدھوکاسک
سسلی	ترن کمیا	ایشیا	بشن کرانت اُسپچنک
پرتگال	پشوشیل	ایشیاتک ٹرکی	شنک ونرشنک
جرمنی	کرمنتہ۔کرونچ۔کامل	رشیا (روس)	رُشن
ہالینڈ	سنیک	یورپی روس	ہری ورش
بلجیم	ککٹ	سیٹیبریا	ہیرو
اسٹریا	اشوک اشویا	بخارا	بخارا
گال یا فرانس	پرلیا کُھک		پارٹ چین
اسپین	تامس ولیش	چین	مہاچین
ڈنمارک سویڈن	ماٹک	تبت	تال توکھک
اسکنڈینیویا	مارک	تاتاری	پاروت
یورپین ٹرکی	اربنگ ٹرشک	عرب	آورت
ترکستان	پاروت	ایران یا فارس	پارسیہ
افریقہ	رمنتہ کرانت وسورجارکا	مکہ	شودریکن
کینبل	کانول	مدینہ	نردناش کارسکار
بربری	بربر	کابل	ہنو
	بادودھان	قندھار	گاندھار
	بارُن	ہرات	گیکے
	اُپ دیپ	مسقط	الپواہ اپرانت
	راکشسا باس	سیلون	سنگلدیپ

مروجہ قدیم	قدیم نام	مروجہ نام	قدیم نام
ملاکا	اُپ ملدکا	دارجلنگ	دردلنگ
برمہا	برہماتر۔برہمادیش	پنجاب	پنج ند
ہندوستان	کمارکا	کشمیر	گیرک۔کاشمیر
امریکہ	کماردیپ، سوبرن بھوم	فیض آباد نواب گنج وغیرہ	اوترکوشل
شمالی امریکہ	اترکمار		
امریکہ متحدہ	ہرنیہ ورش	بنارس	کاشی
گرین لینڈ	بھدراش	کروچھیتر	کردجانگال
کینڈا	رمیک ورش	دلی	اندرپرستھ
	کورو ورش	اجین	اونت بلنتیا
جنوبی امریکہ	دکشن کمار	گجرات	گورجرات
برازیل	تلہ	کرناٹ	کرانچی
پیرو	ہرنیہ پورہ	ملابار	پانڈے
آسٹرل ایشیا	رمنک	دکن	سکندھا
پالینیشیا	سوبرن پرستھ	ہرات	کیکیے
یہ نام نامعلوم ہیں مگر سنسکرت جغرافیہ		میسور	ماشک
ہیں مندرج ہیں		اوڑیسہ	
لنکا درگ دیپ		مہاراشٹ	تراشٹ
داسمائے مقامات کمارکا یعنی ہندوستان		ترہٹ	بدیہہ متھلا
بھوٹان	درد	قنوج وغیرہ	مہودے کامیکج
		گیا	مگدھ کیکٹ

مروجہ نام	قدیم نام	مروجہ نام	قدیم نام
پٹنہ	پاٹلی	شمالی ہند و دکن کا وسطی ممالک	آریہ ورت و پٹنہ بھومی
بیدناتھ۔ کال گاؤں، راج محل۔ آرہ وغیرہ	انگ دیش	ممالک متحدہ اودھ آگرہ	
بھاگلپور	چمپا	بگرام ضلع ہردوئی	سری نگر
میدنی پور	پونڈ	کان پور	کانہ پور
رنگپور۔ دیناجپور، راج شاہی	متس دیس	الہ آباد	پریاگ۔ بارناوت پانڈوں کے زمانہ میں نام تھا
باقرگنج۔ ڈھاکہ۔ ندیا	بنگ دیش		
کرشنا نگر۔ کلکتہ۔ شانتی پور	گیڑ		فرخ سیر نے
ہیمن سنگھ	اب بنگ	فرخ آباد	فرخ آباد نام رکھا
کامروپ	پراگ جوتش	چنارگڈھ	چنادری تعمیر کردہ راجہ بھرتری
متھرا	سورسین		
گنگ و جمن کے وسطی ملک	انتر بید	کاسگنج	چترپور۔ امیر تیمور کے دہلی میں آنے کے بعد سے کاسگنج نام ہوا
شمالی ہند یعنی پہاڑوں کے اندر کا ملک	اوتراکھنڈ	وسط ہند	
دکن نربدا اور مہاندی کا جنوبی حصہ	دکشن دیش	جبل پور	ساگر نربدا
		بنگال	
صوبہ اودھ	اجودھیا و اوتر کوشل	کلکتہ	کالی گھاٹ

مروجہ نام	قدیم نام	مروجہ نام	قدیم نام
جیسر	مرلی	صدر مقام	راجہ ننگ بھیم دیو نے بنایا تھا جو سنہ ۱۱۸۰ء میں گدی پر بیٹھا تھا
میدنی پور	نیشادھ	کرہوا	
فرید پور یا ڈھاکہ، جلال پور	ڈھاکہ	منگیر	مدگر
چٹ گاؤں چٹا نگ، چاٹگام اور اسلام آباد	چتر گرام	جنوبی بہار	مگدھ
		شمالی بہار	منتھلا یا جنک پور
سلہٹ	شری ہٹ شاستری تلش دیش اسی کے آس پاس ہے	پٹنہ	پاٹلی پتر - پدماوتی کسم پور
		ترہٹ	ترے بہکت
ہگلی	گوہن	کنڈک وکوسی ندی کے بیچ کا ملک	متھلا و دیہ - ترہٹ اس کی وسطی حصہ ہے
کچار	ہیرمب	رہتاس گڈھ	رہتاسم
خیرآباد - صدر مقام، میمن سنگھ	شودآرا	**آسام**	
		ملک آسام	انگ دیش
بالاسور	بالیشر	شیوپور واقع آسام	شیوساگر
پرنیا کے اتر کا مورنگ، پہاڑ اور جنگل	کرات دیش		پراگ جوتش یا کامروپ دیش جس میں رنگپور، میمن سنگھ، سلہٹ، چنتاپور، کچار یعنی پورے آسام، کوہاٹ شامل تھے
بردوان	بردھمان		
کٹک	اتکل دیش		
پوری یعنی جگن ناتھ	پرشوتم پوری جگن ناتھ جی کا مندر اسی مقام پر		

مروجہ نام	قدیم نام	مروجہ	قدیم نام
پنجاب			درنگل۔ الغ خاں بن
حصار	ہریانہ		محمد تغلق نے نام رکھا
تھانیسر	ستھان تیرتھ کرکشیتر	سلطان پور	تھا نگرہ ورنگل کا نام
کانگڑا	نگرکوٹ		بدستور قائم ہے
	گرو رام داس کے عہد سے	پانڈیچری	پتھ چری
	امرتسر نام ہوا جس کی	چنگلی پت	چنگل پت
امرتسر	وجہ تسمیہ امرتسر نام کے	اورنگ آباد	کھڑکی
	تالاب سے ہے	مدراس	مندراس و مندراج
بیرہ	بھاٹن	ٹراونکور	تریوانکر
لاہور	لوپور و لوکوٹ	کوہ مغربی گھاٹ	
شیخوپورہ، شاہ پور	مدر دیش	کوہ درمیانی مشرقی	پشچم انملے / پورب انملے
قلعہ اٹک	اٹک بنارس	گھاٹ و نیلگری	
جھنگ	جھنگیالا	جاوا	جودیپ
لیا	سندھ سوویر	کانڈے	کمد
دکن		کانجی ورم	کانچی پورم
دولت آباد	دیوگرے و دیوگڈھ	تلنگانہ	تیلنگ دیش
گونڈوانہ	سنگھ گڈھ	مچھلی پاٹن	مسولی پٹم
اوگر	اُدے گری	**متفرقات**	
بیجانگر	وجے نگر، نرسنگھا	اجین	دھارانگر
حیدرآباد	گروون	بیجاپور	پاوا گڈھ

جدید نام	قدیم نام
میواڑ	مدپوار
پاٹن	انہلواڑہ
تملک	تامرالپت
دھول گری	دھول گر

شہروں کے متعلق تاریخی تحقیقات

پشاور۔ پرشاپورہ اس کا نام تھا۔ پرشاپور گندھار یعنی قندھار کا چوتھی صدی میں دارالسلطنت تھا۔ اس زمانے میں پشاور قندھار غزنی کابل بامیان اور ہرات وغیرہ ممالک میں بدھ مذہب جاری تھا۔ دانہ سوموہنہ پشاورہ کا بدھ مجتہد ہوکر جاپان گیا تھا۔ جہاں اب تک اس کے نام کی تعظیم ہوتی ہے۔

قنوج کا نام اہل اسلام نے شاہ آباد رکھا تھا۔ جو عہد انگریزی میں منسوخ ہوا اسے پنچالہ بھی کہتے تھے۔ دورست جگ میں راجہ مہودن نے اپنے نام سے منسوب کیا تھا۔ یعنی مہودسے۔ تریتا میں راجہ کُش خلف سری رام چندر جی نے اس کا نام کُش استھل رکھا۔ دواپر میں راجہ گادھ کے نام سے گادھ پور کہلایا۔ شروع کلجگ میں قبل مسیح ۲۱۰۲ء میں راجہ کے لئے کنیاں کبج نام رکھا۔ اس کی روایت یہ ہے کہ راجہ مذکور کی دختر کوزہ پشت تھی جس کی شادی اس نے برہمن سے کرکے گادھ پور یعنی قنوج کو جہیز میں دیا۔ چونکہ دختر لاولد تھی۔ لہذا اپنا بر تقاضے نام گادھ پور کو کنیاں کبج یعنے دختر کوزہ پشت کے نام سے موسوم کیا۔ کثرت استعمال سے قنوج ہو گیا

بحوالہ کلد [illegible] قنوج و قنوج و دہلی [illegible] کلجگ

اور ۲۸۵۹ برس قبل مسیح راجہ کشن بن راجہ پورب والیٔ قنوج نے آباد کیا۔ (منتخب التواریخ) حدیقۃ الاقالیم میں راجہ کشن کو بن پورب دبن ہند بن حام بن حضرت نوح، لکھا ہے قوس کے نام غلط ہیں۔ پورب اولاد سیم سے تھا جو ہندو تھا +

انگ دیش ۔یعنی آسام و آوا۔ راجہ انگ چندربنسی کے نام سے موسوم ہے رامائن میں راجہ دسرت کے ہمعصر راجہ روم پادیپس کے راجہ تھے +

بہار ۔ ۱۸۳۷ قبل مسیح و ۲۷۷ سال بعد طوفان راجہ مہاراج (ہمعصر جمشید و فریدون) بن راجہ کشن نے آباد کیا۔ منتخب التواریخ +

قلعہ گوالیار (بحوالہ گلدستۂ قنوج) بال چند سپہ سالار افواج راجہ مہاراج نے تعمیر کیا یہ شخص قدردان علم موسیقی تھا۔ تمام استادان فن گوالیار میں بسا دیئے چنانچہ اب تک گوالیار علم موسیقی کے لئے مشہور ہے (بحوالہ احسن التواریخ مولفہ سید آغا حسن نامی ملازم ریاست بلرام پور اودھ) اس قلعہ کی بنیاد گوالی باسدھ جوگی (صاحب ریاضت وعبادت وحبس دم) نے ڈالی اب تک قلعہ میں جوگی کی نشستگاہ پرستشگاہ عوام ہے +

بنارس ۔ بوجہ دارالسلطنت باناسُر بانا سری نام تھا اور بوجہ دریائے بُرن واسی برناسی یا بارانسی ۔لیکن زیادہ تر کاشی کے نام سے مشہور چلا آتا ہے اس کی بنیاد ۱۳۷۴ برس قبل مسیح راجہ سورج والی قنوج ہمعصر رستم نے ڈالی تھی مگر اس کے فرزند راجہ بھراج نے بہت رونق کے ساتھ آباد کیا۔ کاشی کے معنے آراستہ کیا ہوا ہیں +

بھڑائچ (اودھ) ۱۳۲۶ برس قبل مسیح راجہ بھراچ بن سورج (عالم علم موسیقی ومصنف کتب موسیقی و واضع خطاب راجپوت) نے آباد کیا +

(منتخب التواریخ) +

قلعہ کالنجر۔ ۱۳۱۷ برس قبل مسیح راجہ کدار برہمن ساتھا راجہ کوہستان سوالک
والی قنوج ہمعصر کیخسرو وکیقباد نے تعمیر کیا (گلدستہ قنوج) کالنجر شہر سورج راجہ
دشمنت کے پوتے کے نام سے منسوب ہے +

لکھنوتی یا گوڑ دیس۔ ۱۲۴۳ برس قبل مسیح راجہ سنگل بن کدار ہمعصر افراسیاب
نے آباد کیا تخمیناً ۲۰۰۰ برس تک دارالحکومت بنگالہ رہا عہد اسلام میں ویران ہو
گیا تھا (منتخب التواریخ) مگر ہمایوں کے وقت میں جنت آباد کے نام سے
موسوم ہوا (خلاصۃ التواریخ)

قلعہ رہتاس واقع بہار۔ ۱۱۶۲ برس قبل مسیح راجہ رہنت بن سنگل نے تعمیر کیا
(تواریخ ہند) +

قلعہ جنبو۔ ۱۰۷۹ برس قبل مسیح راجہ کید راج بن مہاراج ثانی قوم کچھواہا
ساکن مارواڑ والی قنوج نے تعمیر کیا (منتخب التواریخ)

دہلی۔ ۳۲۷ برس قبل مسیح راجہ دہلو بن راجہ جے چند سپہ سالار کید راج) والی
قنوج ہمعصر راجہ پورس و سکندر کے نام سے موسوم ہوئی (تواریخ ہند دہلی)

شمس آباد۔ (متصل قنوج) کھور اس کا اصلی نام اور جو بعد قتل راجہ جے چند
راٹھور اس کے قریبی رشتہ دار جے سنگھ کے قبضہ میں تھا شمس الدین التمش
نے اس کا نام تبدیل کیا +

بھرت کھنڈ۔ دورہ ست جگ میں راجہ بھرت چندربنسی کے نام سے
منسوب ہوا +

ہستنا پوری۔ راجہ بھرت کی نسل میں راجہ ہستی نے آباد کیا تھا +

قلعہ اگڑہ متصل اجمیر جے پال جگی والی اجمیر و مشہور بھی راجہ د

جے چند کی یادگار ہے ÷

جالندھر۔ جالندھر ناتھ جوگی شاگرد گوروگورکھناتھ کے نام سے منسوب ہؤا ÷

راولپنڈی۔ راولناتھ جوگی کے نام سے منسوب خیال کیا جاتا ہے ÷

شادستی پوری۔ راجہ شادست نے دوپر ست جگ میں آباد کی تھی اس کا

مروجہ نام معلوم نہیں ÷

بھوپال۔ اصل نام بھوج پال تھا راجہ بھوج کا بسایا ہؤا ہے ÷

بھاگلپور۔ راجہ جیت نے چمپاپوری کے نام سے آباد کیا ÷

قلعہ نرور۔ دواپرہ میں مشہور راجہ مل سورج بنسی نے بسایا تھا ÷

ریاست بلرام پورہ اودھ۔ راجہ بلرام سا یکے از بزرگان خاندان جگجیت سنگھ

مرحوم نے آباد کی ÷

ڈنڈک بن صحرائے وسط ہند کا نام تھا۔ اکشواکو راجہ کے خاندان میں راجہ

ڈنڈاس سرزمین کا راجہ تھا مگر شکراچارج کی بددعا سے ملک اجڑ کر جنگل ہو گیا

اور ڈنڈکا رینہ کے نام سے منسوب ہؤا ÷

گورکھپور۔ گورکھناتھ کے نام سے مشہور ہے۔ یہاں مچھندر ناتھ کو انہوں

نے ڈھونڈ نکالا تھا ÷

عظیم آباد پٹنہ۔ پٹن دیوی کے نام سے پٹنہ مشہور تھا اعظم شاہ ابن عالمگیر نے

عظیم آباد نام رکھا آخر دواپرہ و آغاز کلجگ میں تا عہدِ جراسندھ پھول پور پہ مشہور

رہا۔ بعد ازاں راجہ پاٹل نے پاٹل پتر نام رکھا۔ انقلاب ایام سے ویران ہونے

پر پہلا خطاب پایا مگر پھر پٹن دیوی کے نام سے منسوب ہؤا ÷

لاہور۔ راجہ لو خلف راجہ رام چندر کے نام سے منسوب ہے۔ بعض تاریخوں

میں اس کا اصلی نام لوہور و لہاور و لوپور درج ہے ÷

آگرہ - اصل نام بوجہ کثرت آبادی قوم اگروالہ - اگروڑہ تھا سکندر لودی نے بادل گڈھ اور اکبر نے اکبر آباد نام رکھا مگر آگرہ کا اصل نام ابھی تک قائم ہے +

فیض آباد (اودھ) اس کا قدیم نام بندی ٹیلہ تھا - نواب برہان الملک نے بنگلہ نام رکھا نواب صفدر جنگ کے عہد سے فیض آباد ہُوا +

لکھنؤ - سری لچھمن جی کے نام سے لچھمنا پوری لکشنا پوری مشہور تھا یہاں لچھمن ٹیلہ ایک مقام تھا جہاں سے مشہور ہے کہ لچھمن جی رام چندر جی سے باتیں کر لیتے تھے +

ولمؤ - والبھ رکھ کے نام سے مشہور ہے +

میرٹھ - دراصل مشرت ہے یعنی کل تیرتھ اس میں موجود ہیں +

غزنی - مہاراجہ گج نے بنام گجنی آباد کیا تھا (ٹاڈ راجستان) +

قندھار - گاندھار اصلی نام تھا بھرت جی برادر سری رام چندر نے آباد کیا تھا - رامائن فارسی منظومۂ عہد جہانگیر ہے

بھرت را گفت ولشکر داد بسیار شتاند ملک مغرب ہم بہ پیکار
رواں شد سوے مغرب را بلشکر نمودہ ہر زماں ہر جا مسخر
نمود آباد آنجا شہر قندھار نشاط افزاے آں شہرے چو گلزار

یہ اشعار اشلوک رامائن بالمیکی مندرج تشریح ٹیکسلا سے موافق ہیں گندھا چندر بنسی راجہ گندھار کے نام سے موسوم ہے +

متھرا - آباد کردہ سری سترگھن برادر سری رام چندر مہاراج ہے سندکورہ بالا رامائن فارسی :-

سترگھن گشت بر دشمن مظفر شتابان شاد ماں آمد بہ لشکر
بسوے مدھو بانا [illegible] کنار جن دریا برگزیدہ

نمود آباد متھرا نام شہرے بنا شد مثل او شہرے بدہرے

بید ربیجا پور واقع ملک دکن آباد کردہ راجہ رام چندر مہاراج

دو شہرے سوئے دکن گرد آباد بہ لچھمن نیز آن اقلیم خوش داد

بدر گوبند نام آن شہر نامی کہ معمور است آن شہر گرامی

دگر شہرے کہ بیجاپور نام است بنا ایں شہر اندر عہد رام است

بیجاپور اصل میں وجے پور تھا مثل وجے نگر جواب نجے نگر مشہور ہے +

(۲) بعض سنسکرت نام کے مقامات کی تشریح :-

آریہ ورت - بحر مغربی یعنی بحیرہ عرب سے بحر شرقی یعنی خلیج بنگالہ تک عموماً مانا جاتا ہے اوائل میں روئے زمین آریہ ورت تھا - مگر چونکہ آریہ ورت صدر مقام تھا اس لئے گھٹتے گھٹتے یہ حد رہ گئی +

برمہ رشی ولیش - ملک درمیانی دریائے سرستی و گنگا +

مدھ دیش - ملک درمیانی - بندھیاچل جانب جنوب و ہمالیہ جانب شمال تا اتصال دریائے گنگ و جمن +

ملیاگر - واقع ولایت دکن مغربی گھاٹ (نام کوہ آنملے) کا حصہ جس سے کرت مالا و تامر پرنی ندیاں نکلتی ہیں اول الذکر میں مچھ اوتار ہوا تھا -

(دسری بھاگوت)

کیلاس - تبت و مانسرور کے متصل کشمیر کے اوتر مشرقی حصہ میں ہے اس سے سندھ - شطرنج دریائے پنجاب اصلی نام شتدر (جو ستلج کہلاتا ہے)، اور برہم پتر نکلے ہیں بھوٹیئے اسے تس کہتے ہیں اور اس کے دوسرے سنسکرت نام گنگار - گن پربت رجتاد ہیں - مندودک اس کے تالاب سے بھاگیرتھی گنگا نکلی ہیں +

گن پربت [illegible] جانب شمال [illegible] ہمالیہ میں [illegible] کا مولد ہے

حال ہی میں یہاں اشوک کا ستون برآمد ہُوا ہے اس پر کندہ ہے کہ یہ مقام

پیدائش بودھ کا ہے اب اس مقام کا نام معلوم نہیں کیا ہے +

راج گرہ۔ مگدھ کا دارالسلطنت تھا۔ حال کا نام معلوم نہیں +

نکمبھلا یہاں میگھ ناد کی جگہ شالا لنکا میں تھی +

کرونچ (جرمن) یہاں سوام کارتک جی نے کرونچا سُر (اور بعض پرانوں کے

رو سے تارکا سُر کو مارا تھا اسی سے اُن کا نام کرونچ دارن ہُوا +

کلنگ واقع ملک دکن۔ یہاں کچھ اوتار ہُوا ایک عجیب بات یہاں ہے کہ ایک

حوض آب شیریں کا ہے جس میں برہمن اور گائے کی ہڈی ڈالنے سے ایک برس

میں پتھر ہو جاتی ہے اور کسی کی ہڈی پتھر نہیں ہوتی (احسن التواریخ)

ہندوؤں کے شاستروں میں امتداد زمانہ کی تقسیم منونتروں اور یگوں میں

کی گئی ہے اور دورہ ایام کا ذکر چھوڑ کر ہم اپنے شاستروں سے صرف یگوں کا حساب

قلمبند کرتے ہیں یعنی۔

۱۔ ست جگ ۱۷۲۸۰۰۰ سال (۲) ترتیا ۱۲۹۶۰۰۰ سال (۳) دواپر ۸۶۴۰۰۰ سال

(۴) کلجگ ۴۳۲۰۰۰ سال +

انسانوں کے پندرہ دن کا ایک دن پتر یا چندر لوک ہوتا ہے اماوس چندر

لوک کی دوپہر ہے اور پورنماشی آدھی رات۔ تحقیقات حال سے چندر لوک کے

دن رات کی مدت یہی پائی گئی ہے اور ہمارا ایک سال دیو لوک کے ایک دن

کے برابر مانا گیا ہے۔ اترائن کی ۶ ماہی پوس کے مہینے سے شروع ہوتی ہے

اس دن دن شروع ہوتا ہے اور یہ ششماہی دیوتاؤں کا دن مانی گئی ہے۔ دوسری

ششماہی دکشنائن ہے جسے دیوتاؤں کی رات کہتے ہیں۔ چار جگوں کو برہما کا ایک دن یعنی

کلپ کہتے ہیں جب تک کلپ پورا نہ ہو برہما کا دن ہے تب تک ... کا قائم رہنے کے بعد

برہماجی کی رات ہیں دنیا کی فنا - اس عالم ظاہری و اسباب جزوی میں بھی سلسلہ ظہور و بطون برابر جاری رہتا ہے اور یوہیں عالم مجموعی میں کبھی کائنات عالم کا قیام ہوتا ہے اور کبھی معدومی - برہماجی بھی اپنی کروڑوں سال کی عمر کو اس زمانے میں تجلی دیتے ہیں اور دیوتا لوگوں کی طاقتوں کا زمانہ بھی ختم ہو کر دوسروں کے قبضۂ اقتدار میں آجاتا ہے - گویا دیوتا اور برہماجی کی پدوی تک کرموں کا نتیجہ چلا آتا ہے +

دورہ ست جگ کا تک سدی نومی سے شروع ہوا اس میں چار اوتار ہوئے مچھ اوتار - کورم یعنی کچھ اوتار - باراہ اوتار - نرسنگھ اوتار اور عظیم الشان راجوں میں سورج بنسی ۲۴ راجہ اجودھیا میں سریا آرا ہوئے اور پریاگ میں ۲۳ چندر بنسی اس دورے میں نیمسار مقدس تیرتھ تھا ۶ سو ہزار سورج بنسی گہن ہوئے معرکہ مقدس ترتیا جگ کی ابتدا ماہ بیساکھ کی تچھی سے ہے - اس جگ میں تین اوتار باون اوتار - پرسرام اوتار - سری رام اوتار ہوئے اس دورے میں ۱۴ ہزار مرتبہ سورج اور چند رگہن ہوئے - مہا تیرتھ پشکر تھا اور انسان کی عمر دس ہزار سال کی دواپر ماگھ بدی اماوس سے ابتدا ہوئی - دو اوتار ہوئے +

(۱) شری کرشن پورن اوتار - (۲) بودھ اوتار +

اس دورہ میں کرکشیتر تیرتھ کی مہمان تھی ۶ ہزار مرتبہ سورج اور چاند گہن ہوا دورہ کلجگ کا آغاز بھادوں کی ۱۳ سے ہے اس دورہ میں انسان کی عمر کی انتہا ایک سو بیس برس تک ہے اس کے آثار یہ ہیں :-

برہمن بید خواں نہ رہینگے - ریاضت و عبادت مروت اور دھرم سب نابود رہینگے جھوٹ - جعل کپٹ - دغابازی - مکر - فریب - لالچ - حرامکاری کی عملداری ہوگی - عورتوں سے شرم و حیا اڑ جائیگی - مرد عورتوں کے جامے میں نظر آئینگے زن مریدی کا دور دورہ ہوگا عورتیں مردانہ لباس پہنینگی - باپ بیٹے کو ترک

کریگا ۔سپوت والدین کو گالیاں دینگے ۔شریف بھیک مانگینگے ۔ رذیل بڑے کرینگے ۔ رذیل با اختیار ہونگے ۔ شریف بے اعتبار ذلیل و خوار ۔ شریفوں سے افعال قبیحہ سرزد ہونگے ۔ رذیل نکوکاری میں مصروف اور پابندی رسم و آئین میں مشہور و معروف ہونگے دھرم کو زوال ہوگا ۔ اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ ۔ اپنی اپنی ہولی اپنا اپنا پھاگ ہوگا ۔ جس راستے پر چاہینگے لوگ آنکھ بند کر کے چلینگے نہ اس راہ میں ڈاکو نہ رہزن ملینگے ۔ دس برس کی لڑکی کنسنٹ بل کو طاق پر رکھیگی ۔ اسی سن میں بٹیا جن کر دکھادیگی ۔ دولت و حشمت مغرب کے حصے آئیگی پچھمیں وہیں چلی جائے گی ۔ ہندوؤں کی حکومت سوا اقوام مختلف کی ماتحتی لازمی ۔ انسان کے قد کا پیمانہ ۱½ ہاتھ تک ہوگا لڑکے ایک حصہ پیدا ہونگے لڑکیاں تین حصہ ۔ ظروف مٹی کے ہونگے ۔ زیوروں کی اوقات کان سے پیتل پر رہ جائیگی ۔ اس دورہ میں پیشین گوئی ہے کہ ملدہ سنبل مراد آباد میں بجادوں کرشن ۳ کو سناڈھ برہمن لشن شرما نام کے گھر میں کلکی یعنے نشکلنک اوتار ہوگا ایشر کی ایشری جانے ۔ انسان ضعیف البیان کو کیا خبر ۔

اسمائے راجگان خاندان پروبنس یا سورج بنسی

سورج ۔ دیوسوت منو ۔ اکشواکو ۔ بکگشی عرف ششاد ۔ پُرنجے عرف کاکستھ آیناس ۔ راجہ پرتھو ۔ لشوگندہ ۔ اردرہ ۔ یوناشو ۔ شاوشت ۔ برہدشو ۔ کول شویا عرف ڈھندہار ۔ دردہاشو ۔ ہریاشو ۔ نکمبھ برناشو ۔ سین جت ۔

سلے دس لڑکوں سے سرمات کے فرزند انرت نے انرت ورلش یعنی استھل دوارکا آباد کیا ۔ (۲) ان کے فرزند تھے ۔ سلے سہرساد سنی پوراسی راجہ نے بسایا تھا ۔

یونا شو - راجہ ماندھاتا عرف سووندھو پرد کش - تریس وسیو - انرن - ہرشو - ارن دوبندن - ترشکو عرف سنہرنت - راجہ ہرشچندر[۵۱] - روہت - ہرت - چھپ - سود یو بجئی - بھروک بہ ک - باہوک - راجہ سگر[۵۲] - اسمنجس - انشو مان - دلیپ - راجہ بھاگیرتھ[۵۳] شورت نابھ - سندھو دیپ - الوتا - ارت پرن - سروکام - سوداس منرسہ اشمک - مولک - دسرتھ[۵۴] - اڑبیر - بشتہ - کھٹوانگ[۵۵] - دیرکھ پاہو - دلیپ راجہ رگھو[۵۶] - آج - مہاراجہ دسرتھ - مہاراج سری رامچندر - کش اتتھ - نشدہ - راجہ نل[۵۷] - نابھ - پنڈریک - کشیم دھنوار - دیوانیک - انیہ پاریاتر - نل استھل - بجرناتھ - کھگن بدہرنت - ہرن نابھ - پشیہ - دھروسندہ - سودرشن - اگن برن شگھر - مارت - پرتبو شرت - سندھی - امرکھن - مہسورن - لبشوساہ - پرسین جت - تنکشک - برہدبل - برہدرن - اروکریہ - تبس برہد - برتیوتم - بھان - دواک سہدیو - برہدشو - بھان مان - پرتکاشو - سوپرتیک - مرودیو - سنکشتر - لشکر - انترکش - سپتا - مترجت - برہدراج - برہی - کرتنجے - سدن جے -

[۵۱] یہ وہی مشہور ست بادی راجہ ہے جس کے کارنامے خیر کے اس زمانے میں ناٹک کھیلے جاتے ہیں [۵۲] اسی راجہ کا ذکر رامائن میں ہے جس کے ۶۰ ہزار بیٹے کپل من کے سراپ سے جل کر خاک سیاہ ہو گئے تھے اور جن کی تارائن کے واسطے بھاگیرت سری گنگا جی کو آکاش سے لائے تھے ساگر کا نام راجہ سگر ہی کے نام سے موسوم ہے اور اب تک اس راجہ کی مورتیاں اطراف بحر انگاہل میں پوجی جاتی ہیں - یہ راجہ چکرورتی تھا - [۵۳] یہی راجہ گنگا جی کو آکاش سے لایا تھا - اسی سبب سے گنگا جی کو بھاگیرتھی بھی کہتے ہیں - [۵۴] یہ راجہ وہ نہیں جو سری رام چندر جی کے والد تھے +

[۵۵] - اس راجہ کی چار دانگ عالم میں حکومت تھی +

[۵۶] - یہ رگھو معروف ومشہور راجہ تھا جس کے وقت سے سورج بنسی ہوا ہے +

سنجے - شاک - سودہوہ - لانگل - پرسین جت - کشارک - گندنک
سورتہ - سومِتر - دبھاگوت اور بشن پوران کے رو سے سورج بنسی کا
آخری راجہ سومتر تھا - چونکہ اولاد کوئی نہ تھی لہٰذا تخت حکومت سجرناتھ کو
حاصل ہوا اس لئے یہاں سے سورج بنسی راجوں کا دوسرا سلسلہ سمجھنا چاہیئے
چونکہ ناظرین کے لئے مزید معلومات کی ضرورت ہے - اس لئے ہم سورج
بنسی کے شجرے کو زمانۂ حال تک مسلسل کئے دیتے ہیں کہ نوشتہ باند سیہ بر
سفید - داشتہ آید بکار - راجہ بجرناتھ - مہارتھی - ات رتھی - اچل سین - کنک
سین - مہاسین - انگ رتھی - نپچے سین - سیوادت - رشیادت - سوجادت
سومکنادت - سوم دت - سلادت - کیشوادت - ناگادت - بھوگادت - دیوا
دت - آسادت - کال بھوجادت - گرہادت - باسپا عرف باپا راول +

دیہاں سے خاندان اول شروع ہوا) کھمان راول - گوبند راول - مہیندر
آیہ - سنگھ برما - سکت کمار - سالباہن - ترباہن - انباپرساد - کیرت برما -
تربرما - نرپت - اونم - بھرون - سری پنج - کرنادت - نہاؤ سنگھ - گانز سنگھ
ہنس راج - سوبیہ لوک - رتل - بیرسنگھ - تیج سنگھ - رانا سمرسنگھ - کرن سنگھ

لہ یہ چتوڑ کا فرمانروا اور دہلی کے آخری مہاراجہ پرتھی راج عرف رائے پتھورا کا بہنوئی تھا شہاب الدین
غوری کی لڑائیوں میں اس کی بہادری کے کارنامے مشہور روزگار ہیں آخری لڑائی میں اس نے فوج
اسلام میں گھس کر محمد غوری کو گرفتار کر لیا تھا مگر بہادران غنیم کے کاری زخموں نے میدان جنگ ہی میں سلا
دیا اس کے تین بیٹے تھے - کرن سنگھ ماہپ اول اور کومکرن چنانچہ کرن سنگھ مسند نشین ہوا - دیپ نروان ہندی
کے مشہور ناول میں کرن سنگھ اور رادکھاوتی کی پاک محبتوں کا بڑے موثر الفاظ میں خاکہ کھینچا ہے
اس کے بعد سے خاندان راول کا نام تبدیل ہوا - اور جانشین مہارانا اور رانا کے لقب سے معروف
ہوئے - کومکرن نیپال چلا گیا اور وہیں پایۂ سلطنت جما دئے - نیپال کی خود مختار سلطنت اسی
کے اولاد کے قبضہ میں اب تک قائم چلی آتی ہے

یہاں سے خطاب راول کی تبدیلی ہوئی (؟)

اور مہاراجگان سورج بنسی مہارانا و رانا

کے خطاب سے مخاطب ہوئے

یہ خطاب آج تک قائم چلا آتا ہے۔

راہی رانا - نرپت رانا - جس کرن - ناگس پال - پٹن پال - پرتھی پال کیون سنگھ
بھیم سنگھ - جے سنگھ - لکھشم سنگھ - رانا ارسی - جیتر سنگھ - رانا لاکھا - رانا
موکل سی - کمبھ رانا - رائے مل - سنگرام سنگھ - رتن سنگھ - بکرماجیت - رانا
اودے سنگھ - پرتاپ سنگھ - امر سنگھ - کرن سنگھ - مہارانا جگت سنگھ - رانا
راج سنگھ - رانا جے سنگھ - رانا امر سنگھ - رانا سنگرام سنگھ - جگت سنگھ
راج سنگھ ثانی و دیگر راجگان مابعد فرمانروا ریاست اودیپور میواڑ۔

شجرہ حسب ونسب راجگان چندر بنسی

برہماجی - مرتیچ - کشیپ - سورج (دھرم راج اور جمناجی دختر ہیں) ویوست
منو - اکشواکو (ان سے سورج بنس کی شاخ چلی) ایلا دختر[1] پورواس سے
پروہنش یعنی چندر بنسی کی شاخ پھیلی) ایہ جیشٹھ نہک[2] ججات ردیو جانی کے بطن
سے دو فرزند ہوئے - ترنیس و نبدو - جدو سے - جدو بنس چلا جس میں مہاراجہ سری کرشن چند

---

[1] بدھ چندرماں کے فرزند سے منسوب ہوئی [2] اس کے بھائی چتر بردو نے کاشی میں
گدی قائم کی [3] شجروں میں جابجا اختلاف ہے - مہاراجہ دگیجے سنگھ بہادر فرمانروائے ریاست
بلرام پور - اودھ کی فرمائش سے جو احسن التواریخ تیار کی گئی ہے اس میں اس مقام پہ یہ نام بھی
شامل ہیں - راجہ بیربر - راجہ نہہ - راجہ بھید راجہ سُردمن - راجہ باہوگر - اسی طرح جابجا ناموں
کا اختلاف [illegible]

تھے۔ سرمشٹا دوسری رانی سے انوروپ دوروہی دو فرزند ہوئے۔ پدرو داس نے ۱۰۳ جگ کئے تھے، جنمیجے۔ پراجیوت۔ سنجاتی۔ اہم جاتی۔ ساربھوم جیت سین۔ اواجین آریہ۔ مہابھوم اتینائی۔ اکرودوسن۔ دیوانتہ۔ آرنیہ۔ رکش تنسار۔ تنسور۔ ایبن۔ دشینت۔ بھرت (اسی نام سے بھارت ورش ہندوستان کا نام ہوا) بھومنو۔ ورہتشیر۔ سہوترہ۔ ہستی (بانی ہستناپور) نکھٹن۔ اجمیڈھ۔ راجہ رکش۔ سم ورن۔ کورو۔ پریکشت۔ راجہ جہنو۔ سورتہ بدرونھ۔ سردھوم۔ بےسین۔ رادھکا۔ آیوتیہ۔ کرودھن۔ دیواتیا پرکش بھیم سین۔ دلیپ۔ راجہ پرتپ۔ راجہ سانتنو۔ بچتر بیرج۔ (پانڈو و دھرتراشٹ و بدرجی تین فرزند تھے)۔

دھرتراشٹ ـــــ بچتر بیرج ـــــ پانڈو

دھرتراشٹ: یکصد فرزند مع یک دختر

پانڈو: از رانی کنتی — جدھشٹر، بھیم، ارجن؛ از رانی مادری — نکل، سہدیو

جدھشٹر: یودھیہ از بطن رانی بدر دیش؛ ست سوم از بطن دروپدی

بھیم: برند پرمت از بطن دروپدی؛ گھٹوت کچہ از بطن دختر راکشسی

ارجن: از بطن دروپدی؛ از بطن الوپی؛ از بطن سبھدرا — ابھیمنیو

نکل: از بطن رانی چندرپری؛ ستانیک از بطن دروپدی

سہدیو: سوہوتر از بطن دختر راجہ مدر دیش

گند ہنا از بطن راجہ کاشی

ابھیمنیو ← راجہ پرکچھت

۵۱ راجہ اجمیا ترتیا میں ہوئے ہیں ۲ء ان کے عہد تک ترتیا کا دورہ رہا ۵۳ چترانگد

اور مہابھارت کے مشہور سورمے شانتنو کے فرزند تھے۔

بیشم پاین جی شجرہ حسب و نسب بیان فرما کر سخن سنج ہیں کہ راجہ جنمجے آپ کے خاندان کا رتبہ دنیا میں نہایت بلند ہے آپ کے متقدمین اور آبا و اجداد سرتاج زمانہ مانے جاتے ہیں۔ بزرگوں نے تلوار کے زور اور بازوؤں کے بل پر فرمانروایان عالم کو مطیع کر کے کوس لمن الملکی بجایا آفتاب اقبال کی روشنی روئے زمین کے چپے چپے پر پھیلی ہوئی تھی۔ پانچوں پانڈو اصل میں دیوتا تھے صرف دیکھنے میں انسان۔ اس کا ادنےٰ ثبوت ایک یہی ہے کہ ارجن ہیکل انسانی و جسم خاکی سے امراوتی اور سورگ کی سیر کر آئے۔ یہی نہیں بلکہ دیوتاؤں نے انہیں اپنے اپنے سلاح جنگ دئے۔ راجہ دھرتراشٹ گو نابینا تھا مگر جسم میں دس ہزار ہاتھیوں کی طاقت تھی۔ بیٹے کی محبت نے اور بھی اندھا کر دیا نیک و بد نہ سجھائی دیا۔ درجودھن کی خاطر داشت اور پانڈوؤں کے ساتھ ہر موقع پر بدسلوکی۔ آخر مہابھارت ہوئی۔ ۱۸ اچھوہنی دل کا خون کرکشیتر کی خاک میں گرم توسے کی بوند ہو گیا اس خونخوار دشمنی کی بیخ و بنیاد مٹانے اور فتح مندی کا ڈنکا بجانے پر بھی پانڈوؤں نے راجہ دھرتراشٹ کی خدمت اپنی سعادت سمجھی ہر وقت آنکھوں سے تلوے سہلاتے اور قدموں کی خاک آنکھوں سے لگاتے رہے۔ دھرتراشٹ معمولی راجہ ہی نہ تھا بلکہ اس کا پایہ تمام راج رشیوں سے افضل ہوا۔ راجہ پانڈو بڑے ہی اقبال مند اور دھرماتماؤں میں سربلند تھے۔ بدرجی کے کالبد عنصری میں دھرم راج کا جلوہ تھا۔ دھرم راج کے قالب خاکی قبول کرلنے کی وجہ مانڈھب رشی کی بددعا تھی جو تیر بہدف ہوئی اور جس کے طفیل بدرجی کو چندربنسی شجرے کی زینت بڑھانا پڑی +

ادھیائے ۲۰

دھرم راج اور مانڈھب رشی کی بددعا بدرجی کے پیدائش کی اصلیت

جنمے جے بیشم پائن جی کی تقریر سے متحیر ہوئے انہوں نے سوال کیا۔ دھرم راج نے کیا خطا کی کہ مانڈھب رشی نے بددعا دی اور وہ ایک شودری کے بطن سے عالم شہود میں آئے یہ معاملہ حیرت انگیز معلوم ہوتا ہے؟

بیشم پائن۔ راجن سنئے مانڈھب رشی بڑے مرتاض وصاحب کشف تھے انہوں نے ایک درخت کے نیچے قدم ہمت جما کے اور ایک ہاتھ بلند کر کے ایسا تپ کیا کہ باید وشاید۔ اتفاقاً راجہ کے یہاں چوری ہوئی۔ زر وجواہر سب اٹھ گیا۔ چوروں نے سب مال ومتاع مانڈھب رشی کی کٹی میں رکھا اور خود بھی وہیں جا چھپے۔ سویرا ہوا تو راجہ کے محل میں سناٹا۔ یہ چیز نہیں۔ وہ اسباب نہیں۔ چوروں کی تلاش مال کی جستجو شروع ہوئی۔ کنوؤں میں بانس بانس بھر کنوئیں ڈالے گئے سوئی کی طرح ڈھونڈا چراغ لے کر ادھر ادھر گھومے مگر پتہ ندارد۔ سب حیران کہ چوروں کو زمین کھا گئی یا آسمان کمبخت کہاں اوپر انجن لگائے گئے سب کی آنکھوں میں دھول جھونک کر غائب ہو گئے آخر جویندہ یابندہ کا قول ٹھیک ہوا۔ ڈھونڈنے والوں نے زمین کھود کر چوروں کو ڈھونڈ نکالا پاؤں توڑتے سر مارتے مانڈھب رشی کے آشرم

دھر لیا یہ نہیں بلکہ مانڈھب رشی کی بھی مشکیں کس لیں۔ اور سب مال مسروقہ
لئے ہوئے والی ملک کے سامنے لے آئے۔ مانڈھب رشی حالتِ ریاضت
میں مون سادھے تھے زبان پر مہرِ سکوت ثبت تھی لبوں پر قفل خاموشی
لگا تھا۔ ہر حالت میں چپ لگائے رہے ایک حرف نہ بولے۔ راجہ کے
سامنے بھی سر در گلو رہے۔ زبان نے جنبش نہ کی۔ طوطی ناطقہ
بلبل تصویر کی طرح خاموش ہی رہا۔ راجہ پر غصہ کا بھوت سوار تھا۔ غیظ
وغضب نے عقل کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی تھی۔ آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ اونچ
سمجھی نہ نیچ۔ ایک دم سے حکم دیا کہ سب کو دار پر کھینچ دو۔ مانڈھب رشی
سولی پر چڑھائے گئے تو تین انگل سولی جسم میں پیوست۔ وہاں ایشور کی یاد
میں جانے کی خبر ہی کسے تھی۔ سُکھ دُکھ کا خیال ہی کہاں۔ کانٹا چبھنے کی بھی
تکلیف محسوس نہ ہوئی وہ بڑے آنند سے اُسی طرح ایشور میں لین دل
ہی دل میں وید منتروں کا ورد کرتے رہے مجال کیا جو ذرا تیور بھی
میلا ہوا یا ماتھے پر شکن بھی پڑی ہو۔ اُف کرنے کا ذکر ہی کیا۔
اب تو راجہ کی آنکھیں کھلیں۔ ہوش ندارد۔ حواس غائب۔ بدن کانپ
اٹھا۔ کلیجا تھر تھر کانپ گیا۔ راجہ نے کانپتے ہوئے ہاتھ جوڑ کر بڑی
عاجزی سے التجا کی کہ مہاراج ناوانستہ خطا ہوئی ہے۔ میرا چنداں
قصور نہیں آپ معاف فرمائیں میں ابھی سولی سے اتارے لیتا ہوں
راجہ نے بہت کوشش کی کہ رشی کو سولی سے اتار لے مگر جسم
میں پیوست تین انگل سولی جزوِ بدن ہو گئی کسی طرح نہ نکلی۔ راجہ نے
بہت تیل پانی ایک کیا مگر مجبور رہے۔

[illegible] صبر کیا

مگر جسم میں چبھی ہوئی تین انگل سولی جزو بدن ہی رہی مانڈھب رشی اسی حالت میں روانہ صحرا ہوئے اور پھر بدستور تکمیل ریاضت میں ہمہ تن مصروف۔ ہمت قوی تھی۔ حوصلہ بلند تھا جو دُھن بندھی وہ بندھی۔ آندھی روگ آئے۔ پانی برسے کچھ ہو مجال کیا کہ استقلال میں فرق آئے۔ انہوں نے سولی کو مغز استخوان بنا کر ایسا تپ کیا کہ سیدھے سورگ لوک کو چلے گئے کوئی سد راہ نہ ہو سکا÷

سورگ لوک میں گئے تو دھرم راج سے سامنا ہوا پوچھا÷

رشی۔ کیوں دھرم راج جی بے گناہ کو سولی کیا معنی نہ میں اُودھو کے لینے نہ مادھو کے دینے میں نہ دنیا سے واسطہ نہ جہان سے سروکار۔ اس حالت میں بھی مجھے سولی۔ اور سولی بھی وہ جو اس وقت تک گوشت پوست میں پیوست ہے۔ آخر کوئی قصور۔ کسی طرح خطا÷

دھرم راج۔ جو کچھ ہوتا ہے بے بنیاد اور بلا وجہ نہیں ہوتا آپ کی اس افتاد اور زحمت کی بھی ایک علت غائی تھی۔ آپ جب بچے تھے اونچ نیچ کی سمجھ نہ تھی کھیلنے کودنے کے سوا کچھ مطلب نہ تھا۔ ذی روح کے سکھ دُکھ کی پروا نہ تھی۔ وہ طفلی کا زمانہ تھا اور وہ آزادی کا دور اتفاقاً ایک ٹڈی (ملخ) آپ کے ہاتھ آئی آپ نے آؤ دیکھا نہ تاؤ ایک کانٹا اٹھایا اور اس کے شرمناک عضو زیریں میں چبھو دیا۔ اُس پر جو گذری وہ جانے آپ کو کیا خبر۔ مگر کہ کرو کہ بیافت۔ ع

گندم از گندم بروید جو ز جو

از مکافات عمل غافل مشو

کرنی بھرنی ...

کیا سودا نقد ہے اِس ہاتھ دے اُس ہاتھ لے

آپ کو بھی کئے ہوئے کا پھل ملا ۔ انڈی والا کانٹا آپ کے لئے سولی ہو گیا +
مانڈھب رشی ۔ مجھ سے جو ہوا عالم طفلی کی نادانی سے ہوا اگر اس عمر اور
اس زمانۂ نافہمی کی بھی سزا و جزا ہے تو آج سے میں اپنے تپوبل یعنی ریاضت
و عبادت کے برتے پر یہ حد قائم کرتا ہوں کہ عہد طفلی میں ۱۴ برس تک
کا سب نیک و بد معاف ۔ کوئی قصور سرزد ہو تو قابل معافی ۔ پاداش کی
ضرورت نہیں +
مانڈھب رشی نے اسی پر بس نہ کی بلکہ دھرم راج پر بھی زہر اگلا ۔ جوش
غضب میں بد دعا دی کہ تم نے خفیف جرم اور ذراسی خطا پر اس سنگین سزا کا
مستوجب کیا تو سہی تمہاری روح شودر کے قالب خاکی میں قیام پذیر ہو
اور تم کرۂ خاکی کی ہوا کھاؤ +
دعا تیر بہدف تھی نشانہ بے خطا ثابت ہوا جہاں شست بندھی
تھی ۔ وہیں جم کر بیٹھا ۔ دھرم راج کو دنیا کے آب و دانہ نے کھینچ بلایا اور کالبد
عنصری کے ساتھ بدر جی کا خطاب حاصل ہوا +
یوں دھرم راج بدر جی ہوئے اور بدر جی کشن جی کے بھگتوں میں آپ
ہی اپنی نظیر بڑے دھرماتما ۔ نیت کے بڑے واقفکار ۔ کورو بنش کی رفاقت
فرضِ منصبی تھا ۔ راجہ دھرتراشٹ کے مشیر خاص اور مدبر با اخلاص تھے ۔ جو بات
کہتے خیر خواہی کی ۔ جو مشورت دیتے بہبود جہاں پناہی کی ۔ حال و ماضی و مستقبل
(بھوت ۔ بھوشت برتمان یعنی گذشتہ موجود آئندہ واقعات) گویا آنکھوں
کے سامنے ہی پھرتے تھے درجودھن وغیرہ سے جو نا جائز حرکات
سرزد ہوتیں جو باتیں خلاف مصلحت ظہور پذیر ہوتیں سب کے حسن و قبح

بتاتے نیک و بد سمجھاتے اونچ نیچ دکھاتے۔ پانڈووں دجدھشٹر۔ بھیم۔
ارجن۔ نکل۔ سہدیو، کو جانتے تھے کہ پانچوں کے پانچوں دھرماتما ہیں۔
دھرم کی راہ میں چلنے کے لئے ان کا قدم آگے ہی پڑتا ہے۔ نیت یعنی معاملات
دینی و دنیوی وغیرہ میں وحید روزگار ہیں دھرم اور نیت کے خلاف نہیں
چلتے پس ان کو ان سے خاص انس تھا ان کو فخر انسان جانتے تھے اور ان
کی خاطر داشت و حفاظت سے ہر وقت کام اور شغل رہتا تھا۔ جب مہابھارت
۱۸ اچھوہنی دل کا خاتمہ کرچکی سارا پروار ملیامیٹ ہو گیا تو خود بھی دھرتراشٹ کے
ساتھ صحرانشیں ہوئے۔ خوب تپ کیا اور موعودہ وقت پہ قالب خاکی کو زمین
کے حوالے کر کے آپ پھر اپنے مسکن اصلی کو چلے گئے وہاں پہنچے تو پھر بدرجی اب
کہا۔ دھرم راج دھرم راج ہی کی جے جے کار ہونے لگی ؀

ادھیائے ۲۱

پرسرام جی کی فتوحات سے چھتری قوم کا قتل
عام۔ رشیوں منیوں کے تپوبل سے قیام نسل و
انتظام۔ راچھسوں کا خروج۔ ظلم و ستم کا عروج۔
بشن جی کی خدمت میں دیوتاؤں کی فریاد
درخواست امداد۔ سحاب رحمت کی بارش۔

قبول گذارش - برج ہیں دیوتاؤں کی جلوہ فرمائی کرشن اوتار کے لئے انتظام پیشوائی - دیوتاؤں اور راچھسوں کے اوتاروں کا گوشوارہ - اظہار قدرت کا نظارہ

بھیشم پاہن بدلہ سنجی فرماتے ہیں کہ پرسرام جی جمدگن جی کے فرزند کو اپنے والد بزرگوار کے دشمنوں سے عوض لینے کی دُھن سمائی تو ۲۱ مرتبہ کورکشیتر کی زمین خون سے لال کی ہر مرتبہ لہو کا دریا بہا دیا - چھتری قوم کو ہر وقت موت کا سامنا تھا - پرسرام جی نے جہاں کسی چھتری کو بر سر حکومت پایا پرسا چمکاتے ہوئے پہنچے اور بس ایک دم سے چھتریوں کا صفایا - دل کے دُل کھیرے ککڑی کی طرح کاٹ کر پھینک دیئے - گھاس کٹتے دیر لگتی ہے مگر چھتری راجوں مہاراجوں اور ان کی فوج کے سر کٹتے دیر نہ ہوتی تھی - جہاں پہنچ گئے بس زمین چھتریوں سے صاف ہوگئی ایک بھی نہ بچا ہزاروں راجوں مہاراجوں کی پتنت برتا رانیاں مہارانیاں اور لاکھوں سورما چھتریوں کی عصمت مآب خاتونیں خانماں برباد و خانہ ویران ہو کر اپنے پیارے خاوندوں کی یاد اور غم ماتم کو کلیجے سے لگائے ہوئے جنگلوں میں جان بچاتی پھریں اُدھر جب پرسرام جی کے پرسے کا پیٹ بھر گیا تو تپسیا کے لئے اپنے تپوبن کو چلے گئے اِدھر چھتریوں کی راج استریاں تپوبنوں یعنی وہ بن جہاں رشی منی تپسیا کرتے ہیں، میں گھومتی پھرتی ہوئی رشیوں کی شرناگت یعنی پناہ میں پہنچیں - رشیوں کے

درخواست کی کہ چھتری کل ناش ہوگیا ہے پرسرام جی کے پرسے لئے کوئی متنفس باقی نہ چھوڑا اب آپ کی چشم ترحم و نگاہ عاطفت ہو کہ چھتریوں کا نام صفحہ دنیا سے نہ مٹے +

رشیوں منیوں کا دل پسیج گیا رگ حمیت متحرک ہوئی اپنے تپوبل سے چھتری نسل قائم کی۔ چونکہ برہمہ تیج شریک تھا اور جوگ کا پربھاؤ شامل لہذا جو چھتری پیدا ہوئے سب دھرموان۔ پرتاپی۔ تیجسوی۔ یہ چھتری اوج اقبال سے صاحب تاج و تخت ہوئے۔ دھرم کا آفتاب چمکا دیا۔ طبقۂ خاک آبیاری فیض و کرم سے سرسبز و شاداب ہوا۔ خزاں کا نام ندارد ہر طرف بہار ہی بہار۔ اہل عالم فارغ البال۔ بندگان خلائق آسودہ حال +

اس زمانۂ امن و امان میں بھی آخر کار کفار پیدا ہوئے۔ طاقتوں کا ڈنکا بجایا۔ ریاضت کے فیض سے آسمان سر پہ اٹھایا۔ ایسے ایسے بر پائے کہ زور و طاقت پہ اُترا آئے۔ نشۂ غرور نے اندھا کر دیا کسی کو نظر میں نہ لاتے ہر ایک کو انگلی پر نچاتے تھے۔ دھرم کا خون ہونے لگا کفر کی عملداری بیٹھ گئی۔ مگر گرو نے اپنا سکہ جمایا۔ ناراستی کے ڈھنڈورے پیٹے۔ برہمنوں کے چھکے چھوٹے۔ سادھوؤں کی جان پر آبنی۔ تپسیوں (صاحبان ریاضت) کے ہوم کرتے ہاتھ جلنے لگے۔ جوگ اور جپ تپ کے گلے پر چھریاں چلنے لگیں زمانہ ہی کچھ اور کا اور ہو گیا دورۂ ایام کی بالکل کایا پلٹ ہو گئی۔ مردم آزاری اور ستمگاری کا اور چھور نہ تھا۔ آخر نوبت باینجا رسید کہ زمین گناہوں کے بوجھ سے کانپ اٹھی۔ کرۂ خاکی سرمہ کی طرح پسنے لگا جب سر سے پانی گذر گیا طاقت برداشت باقی نہ رہی۔

تحمل نے جواب دے دیا۔ صبر نے ساتھ چھوڑا تو زمین سر پہ خاک اُڑاتی بگولے کی طرح سرگرداں۔ غبارہ کی طرح افتاں وخیزاں دیوتاؤں کی خدمت میں پہنچی زمیں بوس ہوکر رنی سے ریزہ تک سب سرگذشت کہہ سنائی رو رو کر فریاد کی۔ شکایت بیداد کی۔ درخواست استمداد کی ✤

دیوتا لوگ پہلے غوطے میں گئے۔ پھر زانو سے سر اٹھایا تو فرمایا:۔ اے پرتھوی (زمین) تیری شکایت درست۔ فریاد بجا۔ مگر افسوس کہ ہم دیوتاؤں کو وہ دستِ قدرت حاصل نہیں جو اس آشوب اور فتنہ کو چٹکی سے ملا کے رکھ دے۔ بے شک تجھ پہ پھونک مار کر اڑا دے بدعت ہے ظلم ہے جفا ہے جور ہے۔ تعدی ہے۔ ستم ہے مگر ہم عاجز ہیں ناچار ہیں معذور ہیں۔ مجبور ہیں۔ اگر دست رس ہوتا بس ہوتا قوت ہوتی طاقت ہوتی تو اسی وقت تیری شکایت دور کرتے کافران مذہب (راچھسوں) کو کافور کرتے یہ واقعی حقیقت ہے عذر لنگ نہیں۔ ہمیں راچھسوں سے سچ مچ تاب جنگ نہیں بہتر ہے کہ سری وشن جی سے فریاد کر۔ خواہش امداد کر چل ہم بھی ساتھ چلتے ہیں راچھس تجھی کو نہیں ہم کو بھی تو کھلتے ہیں ان کو نیچا دکھانا ہی واجب۔ جڑ بنیاد سے مٹانا ہی مناسب ہے یہ کہہ کر سب دیوتا اٹھ کھڑے ہوئے اور برمہاجی کے دائرہ دولت پر پہنچے ساری کیفیت سنائی۔ کل سرگذشت بیان فرمائی۔ برمہاجی نے فرمایا۔ میں تعمیل ارشاد کو حاضر ہوں مگر دراصل قاصر ہوں۔ مجھ سے یہ کام نہ انجام ہوگا صرف بشن جی ہی سے یہ قضیہ تمام ہوگا ✤

برمہاجی بھی ساتھ ہوئے۔ مہادیوجی۔ اندر برن۔ جم کوبیر سب کے سب ہمراہ چلے۔ بشن جی کی بارگاہ میں تینے دیوتاؤں کے تے کیا د د رکھی

پل مارتے درِ دولت پر تھے۔ سب خدمت اقدس میں تشریف فرما ہوئے متفق اللفظ اور یک زبان ہو کر عرض کی :-

مہاراج ۔ راچھسوں نے ناک میں دم کر رکھا ہے ظلموں کی حد۔ بدعتوں کا شمار نہیں۔ زمین بارِ گناہ سے کچلی جاتی ہے اہل زمانہ کو نہ اٹھتے چین نہ بیٹھتے آرام۔ نہ زمین ہی جگہ دیتی ہے نہ آسمان۔ کیا کریں کہاں جائیں کیونکر جان بچائیں۔ جب سب طرف سے مایوسی ہوئی۔ اب جو مرضی وہی مقدم +

بشن جی مہاراج ۔ دبرمہاجی سے) آپ لوگ گھبرائیں نہیں۔ سب فکر و کاہش ۔ آفت و مصیبت ایک دم میں کافور ہو جائے گی آپ پرتھوی کو ڈھارس دیں کہ ذرا تحمّل و تامل سے کام لے ۔میں جد وکل میں اوتار لیتا ہوں سزائے کفار کا گردن پہ بار لیتا ہوں۔ ظالمان بدکردار و ستمگاران جفا شعار ایک سرے سے نابود ہونگے ظلم و ستم کے راستے مسدود ہونگے۔ دیوتاؤں سے کہہ دیجئے کہ دنیا کی ہوا کھائیں قالب عنصری میں نور ہو نور کا جلوہ دکھائیں +

برمہاجی اس سخن سنجی سے پھولے نہ سمائے صدق عقیدت سے جس گائے دیوتاؤں سے فرمایا :-

کامیابی مقصد مبارک ۔ بس اب آپ سب صاحب برج میں اوتار دھارن کر کے ذات اقدس و اعلےٰ کے مرکب اجلال و موکب اقبال کے استقبال کی کارروائی میں ہمہ تن مصروف ہوں +

بس کر سب دیوتا خوشی خوشی ... [illegible] ... اپنے

استھالوں پر تشریف لے گئے۔ پرتھوی اپنے سرگنہ کی طرف عازم ہوگئی خوشی کی حد خورمی کی انتہا نہ تھی۔ مردہ جسم میں تازہ خون دوڑتا ہوا معلوم ہوتا تھا اب دیوتا بشن جی کے ارشاد کی تعمیل میں سرگرم ہوئے سب نے برج میں اوتار لیا۔ اُدھر راچھسوں کی بھی ٹولی قائم ہوئی جس کی فہرست ذیل میں قابل یادداشت ہے:۔

دیوتاؤں کی فہرست جنہوں نے سری کشن اوتار کے زمانے میں اوتار لیا اور روے زمین پر دوسرے ناموں سے موسوم ہوئے:

کشن اوتار کے زمانہ کے نام	دیوتاؤں کے نام جنہوں نے برج میں اوتار لیا	کشن اوتار کے زمانہ کے نام	دیوتاؤں کے نام جنہوں نے برج میں اوتار لیا
سری کرشن چندر آنند کنند	سری بشن بھگوان دیوجو ترتیا میں سری رام چندر جی تھے	پردمن جی سری کرشن جی کے فرزند ارجمند۔	سنت کمار
بلرام جی ترتیا میں سری لچھمن کا اوتار تھے)	شیش جی	پانچوں پانڈو مہاراجہ جدھشٹر بھیم سین رانی کنتی کے جگر بند ارجن	بسو سے دیوا (دھرم راج، پون جی، راجا اندر — رانی کنتی کے جگر بند)
		نکل و سہدیو۔ رانی مادری کے جگر بند	اسونی کمار
رکمنی جی دختر راجہ بھیشم)	لکشمی جی ترتیا میں ان کا اوتار سیتا جی کے نام مبارک سے مشہور زمانہ ہوا)	ابھمنیو فرزند ارجن مہابھارت میں قتل ہوئے راجہ پریچھت انہیں کے لخت جگر تھے دشمن	پرجا چندرماں جی کے نور نظر [illegible] دیوتا

کشن اوتار کے زمانہ کے نام	دیوتاؤں کے نام جنہوں نے سبج میں اوتار لیا	
		(۴) دوسیہ (۵) شل (۶) جل سندہ (۷) سولوچن (۸) ہند (۹) تو بندو (۱۰)
دروپدی راجہ دروپد کی راج کماری پانڈوؤں کی راج رانی	اندرانی جن کا نام شچی تھا	دردہرشن (۱۱) کرن (۱۲) بکرن (۱۳) دش کرن (۱۴) چتر (۱۵) ننبنت (۱۶) سوناہو (۱۷) مورتی (۱۸) دورمرشن (۱۹) مہاباہو (۲۰) درمکھ (۲۱)
راجہ دیوک	گندھرب راج گندھربوں کے راجہ	وشکرن (۲۲) اپ چتر (۲۳) چترا کش (۲۴) چارو چتر (۲۵) انگد (۲۶) درمکر-
درونا چاریہ جن کو درون بھی کہتے ہیں	برہسپت جی دیوتاؤں کے گرو	(۲۷) دوپرہرش (۲۸) ببت سو (۲۹) بکٹ (۳۰) سم (۳۱) اورن نابھ (۳۲) پدم نابھ
اسوتھاماں درونا چارج کے فرزند	سری مہادیوجی	(۳۳) نند (۳۴) آپ نندک (۳۵) سیناپت (۳۶) سوشین (۳۷) کنڈور (۳۸) مہودر
بھیشم پتامہ اور اُن کے ۸ بھائی جو گنگا جی کے بطن سے عالم وجود میں آئے تھے	۸ بسوان کا ذکر آغاز ترجمہ ہذا کے حاشیہ میں ہو چکا ہے	(۳۹) چترباہو (۴۰) چتربریا (۴۱) سوبریا (۴۲) دربروچن (۴۳) ایوباہو (۴۴) چترچاک (۴۵) سوکنڈل (۴۶) بھیم بھیک (۴۷) مہاباہو (۴۸) بھیم بل (۴۹) ملاکی
کرپا چارج	رُدرگن	(۵۰) اوگرایدہ (۵۱) بھیم شر (۵۲) کنکابو
شکنی راجہ قندھار کے مہارتھی	دواپر جگ	(۵۳) ڈرہاہو (۵۴) ڈرہ پرماد (۵۵) ڈرہ گشتر (۵۶) سوم کیرتی (۵۷) انودی
راجہ دریودھن فرزند راجہ دھرتراشٹ	کلجگ (کا انش)	(۵۸) جراسندہ (۵۹) دورسندھ (۶۰) ست سندھ (۶۱) سہسر باک (۶۲) اورگمہ شرد
راجہ دھرتراشٹ کے سو فرزند	راون کے جگر بند	[illegible] (۶۶) پنڈ نک
(۱) دریودھن (۲) یوتس (۳) دوشاسن		

کشن اوتار کے زمانہ کے نام	دیوتاؤں کے نام جنہوں نے سمرج میں اوتار لیا	کشن اوتار کے زمانہ کے نام	دیوتاؤں کے نام جنہوں نے سمرج میں اوتار لیا
ساتکی جی (جدوبنسی)	مرت گن	راجہ دھرتراشٹ	ہنس نامی گندھرب کا بھائی
راجہ پانڈ	ہنس نامی گندھرب	بُدرجی	دھرم راج
انرودھ فرزند سری کشن جی	کا مدیو		

راچھسوں کی فہرست

جو کشن اوتار کے زمانے میں جنم لے کر پردہ خاک پر بانی ظلم و ستم ہوئے

کشن اوتار کے زمانہ کے نام	اگلا نام	کشن اوتار کے زمانہ کے نام	اگلا زمانہ
راجہ جراسندھ	بیرجیت راچھس	وست بکر	لمبہ کرن وہرناکش
ششپال	راون وہرن کشیپ	راجہ بھیگرت	باسکل
	(دہپلاد کا باپ)	راجہ اوگرسین	بیربھانو
راجہ شل	سنگھ ناد (دہپلاد کا	راجہ اشوک	اشو
	چھوٹا بھائی)	برہدرتھ	اسوکشم
راجہ اتموجا	کیت مان	راجہ دُرم	شوہی
راجہ کاشی	چندربہاش		

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۰) (۶۷) اشبالاکش (۶۸) دراوھن (۶۹) دربہت (۷۰) سوبہت (۷۱) بات بیبک (۷۲) بسرجپ (۷۳) اوت کیتو (۷۴) بھواشی (۷۵) نمگ وت (۷۶) انوپائن (۷۷) کوچی (۷۸) نشنگی (۷۹) ڈنڈی (۸۰) ڈنڈ دہار (۸۱) دہوگرہ (۸۲) اگرہیم (۸۳) رتہ بیر (۸۴) بیر (۸۵) بیرا ہو (۸۶) اولب (۸۷) اسکے (۸۸) روگ گیار (۸۹) ڈھار رتہ

ادھیائے ۲۲

راجہ دشنیت کی تفریح سیر و شکار۔ تپوبن میں ورود موکب اقبال رشی آشرم کی سیر شکنتلا رشی کنیاں کے حسن گلو سوز کی دلفریبی۔ راجہ کے دل پر جوش عشق کا قابو

راجہ جنمیجے متذکرہ بالا حالات سن کر نہایت خوش ہوئے تحقیقات و معلومات کو ہزار جان سے سراہا پھر ہوس ہوئی کہ مہاراجہ بھرت کے فرزند اور اپنے بزرگ خاندانی راجہ دشنیت کے حالات سے استفادہ حاصل کریں اشتیاق دل سے تھا عرض مطلب زبان پر آگئی کہ مہاراج اب مہاراجہ دشنیت اور شکنتلا ماتا کے ذکر خیر سے بھی زبان سے امرت کی چاشنی دکھلائیے ؛

بیشم پاین کی زبان پر باڑھ رکھی ہوئی تھی طبع مواج کا دریا اُبل رہا تھا فرمایا کہ راجہ جنمیجے سنئے۔ سماعت فرمائیے ؛

راجہ دشنیت سچ مچ دھرم کا سروپ تھا دھرم کی اس کے نام سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۱) (۹۰) اناد پریشٹی (۹۱) کند جیدی (۹۲) براوی (۹۳) دیرگہ لوچن۔ (۹۴) دیرگہ باہو (۹۵) بیوتھوفے (۹۶) کنکا گد (۹۷) کنڈج (۹۸) چترک (۹۹) بھیم (۱۰۰) بکرم راجہ دھرتراشٹر کے ان سو لڑکوں اور ایک لڑکی موسومہ دشلا میں سے صرف فرزند دوم بیوتس [illegible] ہی مہابھارت کی [illegible] میں [illegible] باقی [illegible] ہوئے ؛

عزت اور دھرم کے نام سے اس کی شہرت تھی۔ رشیوں کی عقیدت اس کے دل پر جمی تھی۔ برہمنوں کا ہزار جان سے معتقد فرمانبردار اور خدمت گزار تھا۔ اقبال وہ کہ قلمرو میں سینک گھڑی تھی عدل وانصاف کے جھنڈے گڑے ہوئے تھے۔ زور بازو وہ کہ بڑے بڑے تلوار کے دھنی لوہا مانتے اور تیر کے سامنے کمان کی طرح جھکتے تھے۔ قصہ مختصر راجہ کیا تھا اپنے زمانے کا آفتاب نصف النہار تھا جس کی شعاع نورِ چار دانگ عالم میں اپنی روشنی سے آنکھوں میں چکا چوندھ ڈال رہی تھی +

ایک دن کی بات ہے راجہ کو سیر وشکار کی دُھن سمائی ہوا کے گھوڑے پر سوار سیدھا ایک جنگل میں پہنچا۔ وہاں دیکھا تو بہار ہی اور کیفیت ہی نرالی تھی۔ رت بسنت کا سماں نظر آگیا۔ گلزار ہمیشہ بہار کی فضا نظروں سے گھر گئی۔ جدھر دیکھئے طائران خوش الحان چہک رہے ہیں طرح طرح کے پھول مہک رہے ہیں جس طرف نظر اٹھائیے سبزہ زار کی بہار۔ ہرے بھرے درختوں کی قطار۔ تالابوں میں کنول حسن وخوبی پیدا کر رہے ہیں بھونرے مستی بھرے سروں میں گونج گونج کر دل لبھا رہے ہیں راجہ نے یہ فرحت بخش نظارہ دیکھا تو طبیعت گلزار اور آنکھیں ہری ہو گئیں۔ دل کی کلی کلی کھل گئی سینے کا کنول کھلکھلا اٹھا۔ دلبستگی آگے قدم بڑھاتے ہوئے لے گئی تو وہاں دوسرا ہی دلفریب نظارہ تھا۔ مالنی ندی اپنی موج میں لہریں لیتی ہوئی بہی جا رہی تھی۔ چادرِ آب کی نہیں۔ سورج کی نقرئی کرنوں کے عکس سے سجے گوکھرو اور گوٹہ کی زینت دکھاتی بہادر یہ عالم نور کی کیفیت سے دل لبھاتی آگے بڑھتی چلی جاتی تھیں۔ ندی کے کنارے پر ایک طرف سبزہ زار کی بہار تھی دوسری طرف ایک آشرم کی ایس کے رنگ و روپ سے

سے گنجان درخت ایک ایسے سلسلہ اور ترتیب سے اہل نظر کے کلیجے کو ٹھنڈک پہنچاتے راجہ کے دل سے عیش سلطنت بھلاتے تھے۔ اگن کنڈ سے لپٹیں نکل رہی تھیں اور دھوپ سپید کافور وغیرہ کی خوشبو دھوئیں ہیں مل جل کر اس کی لپٹوں سے جنگل کا جنگل مہک رہا تھا۔ اس آشرم پر چھائے ہوئے درخت پھولوں سے لدے اور پھلوں سے لٹے ہوئے تھے کہیں طوطی کی خوش الحانی تھی بلبل کی نغمہ خوانی۔ کوئل کوکتی تھی تو مینا بھی دل لبھانے میں نہ چوکتی تھی۔ خلاصہ یہ کہ اُدھر پرند مست تھے ادھر چرند خود پرست تھے۔ ہرن اپنی چشم سرمگین سے آہو چشموں کی چشم سُرمگیں کا نشہ ہرن کرتے تھے تو غزالے غزالان رعنا کے سبزہ عارض کی سی ہری ہری دُوب کی طرح چرتے تھے۔ جنبش صبا زمین پر فرش گل بچھاتی تھی راجہ دشینت کو اس سبزہ زار کی بہار نے ایسا محو کیا کہ از خود رفتہ ہو گیا نہ سیر کی فکر رہی نہ شکار کی۔ نہ معلوم کون طاقت تھی جو آگے ہی کھینچے لئے جاتی تھی۔ دل پر قابو نہ تھا۔ دین و دنیا فراموش ہو رہی تھی آخر کار راجہ دُشینت وہاں پہنچا جہاں چھتنار سے درختوں کے سایے میں رشی منی تپ کر رہے تھے۔ ہون کنڈ کے اردگرد ایک مقدس صورت والوں کی منڈلی رونق افروز تھی۔ ماتھے پر کھور۔ جسم بھر میں بھبوت۔ کمنڈل بائیں طرف گلے میں کنٹھی وید منتر زبان پر تھے اوم سواہا کی آواز سے بن گونج رہا تھا راجہ ہون کنڈ سے اٹھنے والے دھوئیں کا رخ دیکھتا ہوا وہیں پہنچ گیا جہاں یہ نظارہ دلفریب چشم حقیقت میں جادو ڈال رہا تھا۔ راجہ نے سب کو ڈنڈوت اور پرنام کی اور زمیں بوس ہوتا ہوا ذرا اور آگے بڑھا تو بھاگ کھل گئے۔ ایک ایسا

آشرم نظر آیا کہ رنواس کی خوبیاں نظر سے گر گئیں۔ راج پاٹ کے ٹھاٹ باٹ سے دل پھیکا پڑ گیا۔ وہاں کیا تھا۔ کچھ بھی نہیں۔ صرف کش آسن بچھے ہوئے تھے ایک پندرہ سولہ برس کی نوخیز رشی کماری سہیلیوں میں بیٹھی ہوئی تھی۔ بس اس کے سوا نہ وہاں دو محلے پنج محلے تھے نہ زیب و آرائش جنگلی درختوں کی قطار کے سوا نہ آراستگی و زیبائش نہ شیشہ آلات تھے۔ نہ جھاڑ فانوس نہ مسند و تکیہ تھا نہ فرش فروش نہ پری وشان ماہ تمثال۔ نہ زہرہ جمالان خورشید خصال۔ راجہ یہاں کی قدرتی فضا اور فطرتی بہار پر ایسا شیفتہ اور اس تصویر نور اور حسن کی جیتی جاگتی جوت پر ایسا فریفتہ ہوا کہ نظر گڑ گئی ٹکٹکی بندھ گئی۔ نہ قدم آگے بڑھ سکا نہ نظر۔ نہ دل قابو میں رہا نہ جگر۔

خیال ہوا کہ لکشمی کا جلوہٗ جہاں افروز ہے یا اس مرقع حسن و جمال گلو سوز چہرے سے نور برس رہا تھا آنکھ کا نیل زر حسن کو کسوٹی پر گھس رہا تھا جس جگہ یہ سرمایۂ غمزہ و ناز و سرچشمۂ کرشمہ و انداز جلوہ فگن تھی ایک نظر فریب انجمن تھی۔ رشیوں کی استریاں ہار گوندھ رہی تھیں پھولوں کے گجرے تیار کئے جا رہے تھے شکنتلا کے چہرے سے سورج کی روشنی ماند تھی رشیوں کی استریاں ستاروں کے نقطہ مقابل تھیں جن میں یہ شبیہ نور چاند تھی۔ راجہ کا دل قابو میں نہ رہا صبر و شکیب نے دو ٹوک جواب دیا۔ جذبۂ اشتیاق و کشش عشق نے اکسایا کہ چلو کس کی رہی ہے کس کی رہ جائے گی۔ قریب سے آنکھیں سینک لیں۔ نظر بھر کر دیکھ لیں۔ بس پھر کیا تھا مہاراجہ نے وزیروں کوٹڑ کا یا مشیروں کو بتا بنایا کہ جاؤ اِدھر اُدھر گھوم آؤ دشت پر بہار کی ہوا کھاؤ میں سستاتا ہوں ذرا دیر جی بہلاتا ہوں۔ اِدھر ہمراہی راہی ہوئے اُدھر راجہ نے رشی کے آشرم کا رخ کیا۔

جذبۂ شوق غالب تھا پس پل مارتے وہیں تھا جہاں وہ زہرہ فلک محبوبی ومشتری خوبی پر توحسن سے آفتاب کی روشنی میں ستارے چھٹکا رہی تھی +

سب کی سب شائستہ تھیں مہماں نواز تھیں راجہ کو آتے دیکھا تو ادب سے کھڑی ہو گئیں۔ شکنتلا آنکھیں نیچی کئے سر جھکائے استقبال کو بڑھی اور شرمیلی نگاہ کی ایک جھپک دکھا کر تبسم آشنا لبوں کو برگِ گل کی سی جنبش دیتی ہوئی بولی :-

مہاراج آئے۔تشریف ارزانی فرمائیے +

یہ سروِ گلشن رعنائی و نہال چمنستان خوبی و زیبائی پھولوں کے زیور سے لدی ہوئی تھی ایک طرف ہار پھولوں کی مہک دوسری طرف گل عارض و زلف مشکبو کی خوشبو۔ راجہ کا مشام جان معطر ہو گیا چار آنکھیں ہوتے ہی دل پر ایک گپتی چوٹ لگی کلیجہ بھڑک گیا۔سہیلیاں دوڑ پڑیں۔ ہاتھوں ہاتھ لائیں۔ پلکوں کے ساتھ کشاش بچھا دیا۔ اور سر آنکھوں پر بٹھا کر مہماں نوازی کے برتاؤ برتنا شروع کئے۔ شکنتلا ایک مہکتے ہوئے پھولوں کا خوشنما ہار لائی اور بڑے تیو انداز سے راجہ کے گلے میں ڈال دیا۔ یہ حسن سلوک راجہ پر جادو کا سا اثر کر گیا۔ اور زبان گوہر فشاں یوں مائل سوال ہوئی :-

"مہرشی جی کہاں تشریف رکھتے ہیں۔ درشن نہیں ہوئے +

شکنتلا ۔مسکراتی ہوئی ۔تلسی دل اور پھل پھول کی تلاش میں ابھی ابھی کہیں گئے ہیں۔ ذرا دیر میں تشریف لاتے ہونگے +

راجہ دشینت ۔تم کس کی صاحبزادی ہو ؟ کہاں یہ موہنی مورت یہ بھولی بھالی صورت ۔کہاں صحرا نشینی ۔گوشہ گزینی ۔اس کا سبب آخر کوئی وجہ ؟

شکنتلا ۔ کنو رشی میرے والد بزرگوار ہیں میں اُن کی بیٹی ہوں اُن کا آشرم بالکل ہی پاس ہے اسی لحاظ سے میری بھی یہیں بود و باش ہے +

راجہ دشینت ۔ تم کنو رشی کی رشی کماری ہو ۔ وہ تو کنوارے ہیں ان کو تعلق دنیوی سے واسطہ ہی نہ رہا ۔ تخم مردی کو زائل ہونے کی قدر نہیں ۔ پھر تم اُن کی صاحبزادی کیسی ؟

شکنتلا ۔ ان باتوں کی تو مجھے واقفیت ہی نہیں ۔ میں ایسے اسرار کیا جانوں مگر ہاں رشی جی مہاراج نے جو کچھ تذکرہ یہاں فرمایا ہے اس کا نفس مطلب جو یادداشت میں ہے گوشش گذار کرتی ہوں اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتی +

شکنتلا کی پیدائش کا حال شکنتلا ہی کی زبانی

زمانہ دراز گذرا کہ گادھی جی کے فرزند ارجمند نے ایسا بھاری تپ کیا کہ اندر کے بھی ہوش اڑ گئے حواس جاتے رہے ۔ روح کانپ گئی دل لرز گیا کہ کہیں میرے سنگھاسن کے ہاتھ سے نہ جائے ۔ میرے مرنہ بیٹے یعنی اندر کی پدوی بسوامتر نہ پا جائیں ہیں اپنا سا منہ لے کر رہ جاؤں تلووں سے لگی تھی ۔ ریڑھ مارنے کی دُھن سمائی اپسراؤں کی سرمایہ ناز گندھربوں سے سرافراز جامۂ حسن و خوبی جامع اوصاف محبوبی مینکا اپسرا کو یاد فرما کر یٹی پڑھائی کہ جس طرح سے بنے بسوامتر پر یسی کرن منتر چلائے چھب دکھا کر حسن عالم فریب کا وارفتہ بنائے چشمان افسوں ساز وہ جادو ڈالیں ایسا ٹونا کریں کہ راج برشی جپ تپ سب بھول جائیں امنگیں تنگنی کا ناچ نچاویں +

مینکا بولی کہ تعمیل ارشاد میں عذر کیا انکار نہیں فرمان پذیری کی [illegible]

لیکن ظاہر است کہ این خیال است و محال است و جنوں +

بسوامتر کے برابر آج کوئی اہل کشف و کرامات نہیں - اُن کو چکمہ دینا انٹی پر چڑھانا آسان بات نہیں - چشم غضب اگر شعلہ انگیز ہو تو چشمۂ آب بھی شرر انگیز ہو - نظر بھر کر دیکھیں تو آفتاب جل بھن کر رہ جائے - چاند چاندی کی طرح گل کر بہ جائے - دور کیوں جائے اور کسی کا کیوں ذکر کیجئے آپ اپنے ہی کو دیکھ لیجئے کہ چھکے چھوٹے ہوئے ہیں وضو ٹوٹے ہوئے ہیں اوسان خطا حواس باختہ +

بسوامتر کو آپ کیا کوئی ایسا ویسا مانتے ہیں سیدھا رشی ہی جانتے ہیں بشسٹ جی اکیلے صاحب جمال صاحب کمال اُن کے صاحبزادوں سے نظر ٹیڑھی ہوئی تو بشسٹ جی کی ایک نہ چلی کشف و کرامات کی ذرا دال نہ گلی بسوامتر جب غصہ میں بھر گئے تو اپنی ہی کر گئے بشسٹ کے سو بیٹوں کو ہلاک کیا بات کی بات میں سب کا قصہ پاک کیا یہی نہیں بلکہ کشتری ہو کر راج رشی سے اعلےٰ مرتبہ حاصل کیا اپنے نام کو برمہ رشیوں کی فہرست میں داخل کیا اس سے بڑھ کر اوصاف و خصائل کیا ہونگے فضائل کیا ہونگے - بس حد ہے چشمۂ فیض و ریاضت سرچشمہ برکت عبادت سے دریائے عظمت کی روانی دکھادی کوشکی ندی زمین پر بہادی +

آپ نے شاید سنا ہو کہ ایک وقت نینگ رشی نے جگ کا سرانجام کیا ایک ایک بات کا معقول انتظام کیا - جگیہ میں بسوامتر جی بھی رونق افروز تھے ہر طرح دمسازو دلسوز تھے - جس وقت سوم کا دور چلا تو طرفہ رنگت نظر آئی بسوامتر جی کو دیکھ کر کچھ ادھی سمائی بیٹھے بیٹھے کشف و کرامات کا اظہار کیا دوسرے لوگ تو تماشا دیکھنے لگے کشتریوں کو موڈا اور کیا ... میں سے

کسی کو حیرت ہوئی کسی کو غیرت - آپ ایسے رکھیشر کو زلفِ مشکیں کے پھندے میں پھانسنے کے لئے بھیجتے ہیں یا اژدہے کے منہ میں جھونکتے ہیں - میری تلی تلی کانپتی ہے رویاں رویاں لرزتا ہے آئندہ جو مرضی جو حکم ؎

راضی ہیں ہم اسی میں جو کچھ تیری رضا ہے ؎

اگر بخشے زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا + سرِ تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے آگ میں بھی جھونک دو تو بھی اُف نہ کروں - موت کے منہ سے بھی نہ ڈروں + راجہ اندر - بہت باتیں نہ بناؤ ٹالے بالے نہ بتاؤ - کسی اور سے چیتے کرو - تم اور بسوامتر سے ڈرو - بسوامتر سے باون ہزار تمہاری جیب میں پڑے رہتے ہیں - تبھی تو گندھرب تک تمہیں اپنا سرتاج کہتے ہیں - بہت بھولی بھالی نہ بنو جامۂ خام خیالی نہ بنو - جاؤ اور بسوامتر کو بھیڑ بکری بناؤ - جس وقت تمہارا حسن نظر فریب نظر سے گذرا سمجھ لینا کہ ناوک عشق جگر سے گذرا - اسی وقت لوٹ پوٹ نہ ہو جائے تب کرامات - آنکھ ملتے ہی دین و دنیا آنکھوں سے اوٹ نہ ہو جائے تب بات - تم جاؤ انداز و کرشمہ دکھاؤ مجال کیا کہ آنکھ لڑے اور تدبیر پٹ پڑے - تم سنجیدہ ہو فہمیدہ ہو - ایک نگاہ غلط میں تو وشوامتر کا کام تمام ہو جائے گا - بس دیر و درنگ نہ کرو - عذر لنگ نہ کرو - جاؤ - غمزہ و ادا کا کرشمہ دکھاؤ - صرف تمہیں پر کامیابی مقصد کا انحصار ہے تمہاری مدد پر سارا دارومدار ہے تم کو ہزار کام چھوڑ کر یہ کام کرنا ہوگا دل و جان سے میرا دم بھرنا ہوگا - عذر و انکار فضول - بس کہہ دو کہ خدمت قبول در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست +

مینکا اپسرا - آپ کے حکم سے سرتابی نہیں کر سکتی - آپ کی بات ٹالنا بمنزلہ کفر مگر میں لاکھ سرمایۂ حسن و جمال ہوں دلربائی میں اپنی آپ مثال ہوں

لیکن پتھر میں جونک لگنا محال۔چشمۂ خورشید سے پانی نکل سکے کیا مجال
ہاں ایک تدبیر ہے جو چل جائے تو بجاطا نیر ہے یعنی اکیلا چنا پہاڑ نہیں پھوڑ سکتا
اوچھا وار بہادر کا دل نہیں توڑ سکتا یہ کام مشکل ہے۔موم نہیں پتھر کی سل ہے
پس حمایت ضروری ورنہ ہر حال میں معذوری ومجبوری۔آپ اس کے لئے
اور ہی کام کریں یعنی کام دیو سے انتظام کریں کہ بسوامتر کو اپنے ڈب میں کرکے
چیز غتو کرے حسن ملیح وصبیح پہ لٹو کرے اُدھر میری حالت پر نظارہ کیجئے اور
پون دیوتا کو ہمراہ کیجئے۔اسی طرح سب کام بن جائیگا نقدِ مراد ہاتھ آئیگا۔ورنہ
محال۔کوئی بسوامتر کا آسن ڈگا سکے کیا مجال۔

راجہ۔آخر یہ کیوں۔کام دیو کو تکلیف دینے کی ضرورت وایو دیوتا کے بھیجنے
کے لئے قبول گذارش کی صورت؟

مینکا۔جی ہاں۔ضرورت نہیں تو اور کیا۔اس میں آپ کو حاجت غور کیا۔
بس حکم دیجئے ارشاد فرمایئے دونو پا بہ رکاب ہوں کہ آپ تکمیل مقاصد میں
کامیاب ہوں۔

وایو دیوتا سے کہئے کہ جب میں جاؤں ناز و انداز دکھاؤں تو فتنہ
سازی کرے دست درازی کرے۔کبھی گھونگٹ اُلٹ دے۔کبھی آنچل
کبھی چوٹی کھول دے کبھی نہر حسن کے کنول۔بس وہ چال ہو کہ یہ شعر
حسب حال ہو ؎

ہوئے ہیں خودنما اعضا نہ پیراہن میں ٹھیرینگے
اِدھر سینہ چھپاتے ہو اُدھر بازو نکلتے ہیں

میری طرف پون دیوتا کارستانی دکھائیں اُدھر کام دیو اپنی جانفشانی
جس وقت مجھ سے نظر دوچار ہو وہ چالاکی دکھائیں کہ تیر نظر سینے میں

دوسارا اور کلیجے کے پارہ ہو۔ اگر یہ تدبیر کارگر ہوئی تو سمجھ لیں کہ مہم سر ہوئی +

راجہ اندر کو اشتعال۔ سنگھاسن چھن جانے کا خیال تھا۔ جو بات مینکا نے کہی ماننا پڑی۔ کام دیو اور روایو دیوتا کو یاد کیا خاطر خواہ ارشاد کیا۔ دونو اندر کے ہوا خواہ ہوئے مینکا کے ہمراہ ہوئے۔ مینکا بسوامتر جی کے آشرم میں پہنچی تو ساری سٹی پٹی بھول گئی حواس جاتے رہے راج رشی جی کے تیج نے شیر سے لومڑی بنا دیا ساری ہیکڑی گرد برد ہو گئی پھر بھی جی کڑا دل مضبوط کر کے ناز و کرشمہ دکھانے اور حسن جہاں فریب پر رجھانے لگی۔ کام دیو اور روایو دیوتا سدھے ہوئے تھے کہی بدی بات تھی منطقہ ٹھیک ہو چکا تھا اِدھر پون جی نے مینکا کی اوڑھنی کو اِدھر اُدھر اڑا کر چولی آنچل کا نظارہ دلفریب پیش نظر کیا اُدھر کام دیو نے گھس بیٹھ کر بسوامتر جی کے دل میں گھر کیا پھر کیا تھا اِدھر سحر حسن و جمال اُدھر حسن پرستی کا خیال ؎

درمیانِ قعر دریا تختہ بندم کردہ
باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

کی رنگت ہوئی۔ جونہیں مینکا اٹھلاتی مسکراتی مرگ کا لوچ دکھاتی ہوئی سامنے آئی جپ تپ بھنگ ہو گیا اور ہی رنگ ہو گیا۔ بسوامتر جی آپے میں نہ رہے دنیا دین فراموش۔ صرف عشق کا جوش۔ اب کیا تھا مینکا کے پوبارہ ہوئے بازی مار لی پری شیشے میں اتار لی۔ بسوامتر کو شوق مواصلت نے کہیں کا نہ رکھا نہ دنیا کا نہ دین کا رکھا ادھر شرم و ناموس میں جنگ تھی ادھر اُمنگ اور آغوش تنگ تھی شراب وصل کے دور چلتے تھے۔ دلوں کے ارمان نکلتے تھے۔ مالنی ندی کا کنارہ تھا اور حسن و عشق کی دلبستگیوں

کا نظارہ۔ آخر آگ پھوس کے میل جول نے شعلہ زنی کی قوس مواصلت نے نشانے پر تیر افگنی کی مینکا اپسرا باردار ہوئی آخر کار میں زینت کنار ہوئی +

مینکا اپسرا میری ماتا جب بسوامتر کو تپ سے ہٹا چکی دل بٹا چکی تو بس یہاں سے ہوا ہو گئی دیکھتے ہی دیکھتے کیا جانے کیا سے کیا ہو گئی۔ اب رہ گئی اکیلی میں۔ نہ کسی کو خبر نہ کسی کو آگاہی کہ کون ہوں کہاں سے آئی زمین سے یا آسمان سے بھلا ہو پرندوں کے پہ ناروں کا جنہوں نے زخم کھایا مجھ پر پروں کا چھتر چھایا بسوامترجی نے جب تپ سے دل لگا دیا مجھے گوشۂ دل سے بھلا دیا مگر مردے از غیب بروں آید و کارے بکند +

ایشور کی مہربانی اتفاقاً کنو رشی سندھیا کے لئے ادھر سے گذرے چشم کشف باز تھی نظر دانائے راز تھی سمجھ گئے کہ جو چھوکری زمین پر لیٹی ہے وہ ہو نہ ہو کسی اپسرا کی بیٹی ہے۔ رگ حمیت نے گوارا نہ کیا کہ منہ موڑ جائیں جوش محبت نے منظور نہ کیا کہ لاوارث کو پریشور پہ بے سر پرست چھوڑ جائیں پس گود میں اٹھا لیا سینے سے لگا لیا۔ جب کٹی میں آئے تو شادیانے بجائے اور رشیوں کی استریوں نے آنکھ کی پتلی کی طرح نگاہ میں رکھا۔ آنچل کی پناہ میں رکھا۔ یہ جو سب سامنے جلوہ گناں ہیں میری بزرگ اور منہ بولی ماں ہیں آپ دھرم شاستر کے واقف کار ہیں نیت سے خبردار ہیں پس آپ سے کوئی بات کہنا سورج کے سامنے چراغ جلانا ہے۔ دھرم شاستر میں آپ نے دیکھا ہوگا مگر میں نے سنا ہے کہ تین طرح کے پتا ہوتے ہیں:۔

اول۔ وہ جس کے جوہر مردی سے اولاد کا ظہور ہو +

دوم۔ وہ جس کی ذات بابرکات سے زندگی تا قیام رہے

سوم - وہ جو اولاد کی پرورش و پرداخت کرے ؛

کنو رشی میرے زندگی کے محافظ ہیں آج جو پیکر عنصری آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں وہ کنو رشی ہی کے طفیل نظر آرہا ہے ورنہ یہ صورت آج کہاں ہوتی - لاوارثی کی حالت میں ہڈیوں کا بھی پتہ نہ لگتا - اس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ گو میرے جسم میں خون تو بسوامترجی ہی کا دوڑتا ہے مگر نہیں میں اپنا پتا کنو رشی ہی کو جانتی ہوں جن کی بدولت یہ خاک کا ڈھانچا آپ کے سامنے منہ سے بولتا اور چلتا پھرتا نظر آرہا ہے - میرا نام شکنتلا ہے - شکنتلا نام بے وجہ نہیں - اس میں بھی ایک باریک رمز ہے جس وقت میں زمین پر گری تھی اور میری مادر مہربان مجھ کو پرمیشور کے بھروسے پر چھوڑ کر اپنے وطن مالوفہ کو پھری تھی اس وقت جنگل کے پرندوں نے اپنے شہپروں سے مجھ پر سایہ کر کے ماں کے آنچل کا لطف دکھایا تھا اس حالت میں جب کنو رشی پہنچے اور مجھے آغوش محبت میں لیا تو اسی نظارے کی بنیاد پر مجھے شکنتلا کے نام سے پکارا - گو میں ساری کہانی اور روداد یا سنا دی سنا گئی مگر یہ سب برائے بیت ہے - کل کا لیپا کیا سکھانے آج کا لیپا دیکھو آنے کچھ ہو میں اپنے کو کنو رشی کماری ہی سمجھتی ہوں پدرم سلطان بود سے مجھے واسطہ نہیں - قصہ مختصر میں کنو رشی کی بیٹی ہوں اور یہ کٹی میری جائے سکونت ہے ؛

ادھیائے ۳۰

راجہ دشنیت اور شکنتلا کا گندھرب بواہ

راجہ دشنیت شکنتلا کی ...

دلمشال بے مثال نے دل پر موہنی ڈال دی تھی منہ سے پھول جھڑتے دیکھے تو اور کلی کلی کھل گئی لب شیریں کی شیریں زبانی نے دو میٹھے بولوں میں تنگ بنات کا ذائقہ چکھا دیا تو اُس حلوائے بے دود پر اور بھی رال ٹپک پڑی سوچتا تھا کہ یا مصور حقیقی کیا معاملہ ہے ؎

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم
کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجا ست

کیا صورت ہے کیا موہنی مورت۔ قالب خاکی کے روئیں روئیں سے سورج کی کرنیں پھوٹی نکلتی دکھائی دیتی ہیں سر سے پاؤں تک چودھویں رات کے چاند کی روشنی کا سا نور برستا ہوا نظر آ رہا ہے تجلی رخ پر بجلی کی چمک قربان ضیائے رخسار سے کندن کی دمک مات۔ یہ رشی کمار ہے یا جوالا مکھی کی جیتی جاگتی جوت یہ پیکر حسن ہے یا منہ سے بولتا بقعہ نور۔

جوش عشق نے پاؤں پھیلا دئے۔ جذب الفت نے امنگوں کو اکسایا ہوسیں آپے میں نہ رہیں۔ اشتیاق بولا کہ ہر چہ بادا باد دل کے ارمان نکالو آغوش تنگ نے ابھارا کہ کس کی رہی ہے کس کی رہ جائیگی۔ جس طرح ہو سکے پہلو میں بٹھالو۔ آج سے بڑھ کر دن اور کون ہوگا خوش قسمتی کے لئے دوسری ایسی ساعت پھر کہاں۔ یہ سونے کی چڑیا اب اڑنے نہ پائے آئی ہوئی لچھمی ہاتھ سے نکل گئی تو عمر بھر پچھتانا پڑیگا پس کار امروز بفردا مگذار۔

محل میں ایک سے ایک قبول صورت ایک سے ایک ماہ طلعت رانیاں ہیں تو کیا سب اس مایہ حسن دلفریب کی ایڑی چوٹی پر قربان ہیں کوئی اس کے پاؤں کا دھون بھی نہیں۔ وہ پچھے سنگ پر جبین نہیں ہے دل لیتا تھا

حسینان جہاں کیا مال ہیں سب پر لعنت - اندر کی اپسرائیں ہوں تو اُف نہ کروں۔ پریوں پہ تُف نہ کروں - آج تقدیر نے وہ مرقع حسن دکھایا ہے جسے صورتگر قدرت نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے - پس زندگی سپھل کرنا ہو تو جان دے کر ہم بغل کرو - نہیں تو یہ گدڑی کا لعل تاج شاہنشاہی کی قسمت سے اتر کر کسی صحرانشین کی کٹی کا گوہر شب‌چراغ اور اے دشنیت تیرے کلیجے کا داغ بنیگا +

سچی محبت کا اثر اوپر اوپر نہیں جاتا - یہ وہ تیر ہے جو شکار اور شکاری کے کلیجے میں یکساں ترازو ہو کر رہتا ہے +

ادھر تو شمع جلتی ہے   اُدھر پروانہ جلتا ہے

اگر یہ نہ ہو تو عشق کی تاثیر اور حسن کا اثر ہی کیا - اس موقع پر ہمیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اپنے تصنیف کردہ حسن و عشق کے چند بہترین بند نذر ناظرین کریں - جو کہ غالباً اس مذاق محبت کے سلسلہ میں موزوں ثابت ہونگے ؛

ہے اُفق آج طبیعت کا کچھ ڈھنگ نیا   نیا اندازِ سخن - طرز نئی - ڈھنگ نیا
فکر کا سحر نیا - طبع کا نیرنگ نیا   شعبۂ نغمہ نیا - پردۂ آہنگ نیا
حسن ادھر عشق ادھر دونوں ہیں جکڑے دل کو
درد ہمدرد خفقاں ہے جو ہے پکڑے دل کو

حُسن کو دیکھ کے دل جو ہیں پکار اٹھا واہ   عشق نے بل کے گر منہ سے نکلوا دی آہ
حُسن نے پیش نظر کی جو بہارِ شبِ ماہ   عشق نے سامنے آنکھوں کے کیا روزِ سیاہ
جیسے دو سوتوں کے جھگڑے میں گلابی بکھی
ان کی ضد میں ہوئی دل کی خرابی دیکھی

حسن یا عشق ہو جب دل پر اثر کرتا ہے　　آسماں اور زمیں زیر و زبر کرتا ہے
جب دیکھئے تب ٹیڑھی نظر کرتا ہے　　عشق جب اس سے نپٹے خونِ جگر کرتا ہے

کبھی ان دونو کے دل کو نہ پسیجا دیکھا
دو غنیموں کی چڑھائی کا نتیجہ دیکھا

ضدی بچوں میں کھلونے کی جو مٹی ہے خراب　　عشق سے حسن سے دل پہ ہے بعینہ وہ عذاب
حسن کی بات کا ہے رعب سے کوئی نہ جواب　　عشق سے کچھ نہ ہے بس خواہ ہو پیری کہ شباب

دل پہ دو سمت سے دو دو چھریاں چلتی ہیں
گاتیاں تیر و پیکاں کی جگہ ملتی ہیں

ضدی بچوں کو ہے کچھ بھی تو کھلونے پر کا ترس　　حسن و عشق ایسے ہیں جن پہ نہ تو قابو ہے نہ بس
ان کو دل توڑنے میں رنج نہ کچھ پیش و پس　　اپنے مقتول کے مرنے کی نہ جینے کی ہوس

حسن بر حق ہے جو خودداری پہ غش ہوتا ہے
عشق حیف اپنی ہی جڑ [illegible]ٹ کے خوش ہوتا ہے

حسن کا غمزہ بجا۔ عشوہ بجا ناز بجا　　شیوہ و غنج و کرشمہ بجا انداز بجا
شغل تیر افگنی چشمِ فسوں ساز بجا　　خونفشانی نگاہ غلط انداز بجا

عشق معلوم نہیں دیکھ رہا خواب ہے کیا
خونِ دل کرنے کو اس میں پر سرخاب ہے کیا

ذکر یہ ستی صبا میں جو چھیڑا ہم نے　　بیٹھے بٹھلائے لیا سر پہ بکھیڑا ہم نے
قلزمِ حسن کا کھایا جو تھپیڑا ہم نے　　ڈھونڈتے پایا تو اک عشق کا بیڑا ہم نے

مگر افسوس نہ بیڑے نے کہیں کا رکھا
آسماں کا نہ سمندر نہ زمیں کا رکھا

یہ تو بڑے پہ گر [illegible] کچھ آن [illegible] ہے دل کوئی پاس نہیں

کیا نہیں غم نہیں کلفت نہیں یاس نہیں — جو ہیں خو بو وہ نہیں اُن میں وہ بوباس نہیں

بیڑا یہ نکلے تو کس طرح بھنور سے نکلے

حُسن یا عشق کہ دونو کے اثر سے نکلے

اس جگہ عقل کا یا ہوش کا کچھ کام نہیں — طرہ اس پر ہے خیالات اگر خام نہیں

حسن پر دوش نہیں عشق پہ الزام نہیں — کچھ غرض اس سے نہیں اس سے بھی کچھ کام نہیں

قدرتی جو ہے اثر وہ کہیں جانے کا نہیں

حُسن یا عشق ہو مقدور چھپانے کا نہیں

عشق بے حُسن تو بے عشق بھی ہے حسن فضول — فطرتی قاعدہ یہ ہے تو یہ قدرت کا اصول

عشقِ بلبل نہ ہوتا تو نہ اتراتے پھول — حسن ہوتا نہ تو پھر کیا تھی سمن کیسی ببول

حُسنِ گل عشقِ عنادل کے سبب سے چمکا

کبک کا عشق جمالِ مہِ شب سے چمکا

حسن یا عشق جب انساں کو سجھا لیتا ہے — بھیڑ بکری دلِ شیدا کو بنا لیتا ہے

یہ محبت کا وہ الفت کا مزا لیتا ہے — تاکتا جس کو ہو صورت پہ رجھا لیتا ہے

اے افق حسن ہو یا عشق غضب ہیں دونو

دل کو وارفتہ بنانے کے سبب ہیں دونو

راجہ دشینت کے دل پر جو تاثیرِ عشق غالب آئی تھی وہ خالی نہ گئی اس نے شکنتلا کو بھی سان لیا اور دونو طرف یکساں تیزی کے ساتھ محبت کی آگ سُلگ اُٹھی۔ دونو طرف کے تیر ٹھیک نشانے پر بیٹھے نہ رتی بھر زیادہ نہ تل بھر کم۔ دُشینت سے نہ رہا گیا۔ دل کسی طرح نہ مانا۔ بے قابو ہو کر بول اٹھا *

"دو پیاری! میں نے تمہاری شیوا بیانی سُنی ساری کہانی سُنی میں سمجھ گیا

کہ تم ظاہرا رشی کماری ہو مگر اصل میں راج دُلاری۔ تمہیں دیکھ کر میرا کلیجہ ہاتھ بھر کا ہو گیا دل نے وہ آنند لوٹا کہ عمر بھر میں نصیب نہ ہوا تھا۔ ایشور تمہارا حسن و جمال قائم رکھے۔ بدر نوجوانی کا کمال دائم رکھے۔ تم کنول کا پھول ہو مگر افسوس کہ تالاب تمہارے لائق نہیں تم شمع نور افروز ہو۔ لیکن حیرت ہے کہ کوئی پروانہ شائق نہیں۔ شہد کے لئے مگس جسم کے لئے نفس ضرور چاہیے گوہر کے لئے جوہری جنس قیمتی کے لئے مشتری نہ ہو تو خوبی و نفاست بیکار گل بغیر بلبل۔ سرو بغیر صلصل ہو تو کیا لطف بہار +

راجہ دشینت اتنا ہی کہہ پائے تھے کہ نکتہ شناس سہیلیاں نفس مطلب کو پہنچ گئیں۔ طرز کلام سے بھانپ لیا کہ کیا اسرار ہے چتون سے تاڑ گئیں کہ رنگت اور ہے قیافے سے جان لیا کہ تیر تعشق طرفین کے کلیجے میں دوسار ہو گیا ہے وہ نظر بچا بچا کر ادھر سے اُدھر ہو گئیں ایک نہ ایک بہانے سے موقع ٹال گئیں۔ دل میں جوش کہ مراد بر آئی۔ سونے کی چڑیا خود اُڑ کر گھر آئی۔ ایشور نے جوڑی برابر کی دکھا دی اب مزہ تب ہے کہ شادی ہو۔ ایک نے کہا شکنتلا ایسے ہی پرتاپی راجاؤں کے قابل ہے کنور رشی بھی ایسی جوڑی کی تلاش میں تھے کیا عجب کہ تقدیر کی رسائی ان دونو کی کدخدائی ہو +

دوسری سہیلی بولی پیاری سہیلیو آثار تو نیک ہی معلوم ہوتے ہیں اُدھر دشینت شکنتلا کے حسن نظر فریب پر فریفتہ ہے اُدھر شکنتلا دشینت کے جمال دلفریب پر شیفتہ +

دونو طرف ہے آگ برابر لگی ہوئی

یہی بھانپ کر میں وہاں سے چلی آئی کہ کسی کے دل کا ارمان دل میں نہ رہے جس طرح چاہیں ہنسیں بولیں ہمارے سبب سے کچھ خلل نہ ہو اسی سے موقع ٹال

جانا ہی لازم تھا - اب جو ایشور کی رچھیا ،، جو قسمت کا نوشتہ ،، یہ کہہ کر سب
کی سب زبان دابے دبے قدم اپنے اپنے آشرموں میں چلی گئیں اور دل
میں یہ ہوس لئے رہیں کہ آج ہی سرتا بھرتا ہو جائے تو کیا بات ہے - ادھر
سہیلیاں کھچڑی پکا رہی تھیں اُدھر سناٹا دیکھ کر راجہ کا جذبۂ عشق اور کھل کھیلا
زبان نچلی نہ بیٹھ سکی آخر یہ الفاظ زبان پہ آ ہی گئے +

پیاری برا نہ ماننا - کچھ یہ کہنے کو جی چاہتا ہے - برا مانو تو پہلے سے
روک دینا +

شکنتلا - آپ کیا فرمانا چاہتے ہیں - میں کیا جانوں مگر جو کہنے کی خواہش ہو
بے تکلف فرمائیں - برا ماننے کی کون بات - پھر میں برا مانوں ! یہ آپ کا
خیال ٹھیک نہیں +

راجہ گستاخی معاف کرنا - کیا تمہیں میری تمام رانیوں کی سرتاج بننے
میں کچھ عذر ہے ؟ میرا سارا رنواس تمہارا پانی بھرے گا پاؤں دابے گا
نظروں میں چلے گا جو کہو گی وہی کرے گا - میں بھی ہر وقت تمہارا دل ہاتھ
میں لئے رہونگا کسی بات میں اُف نہ کرونگا - خزانہ تمہارا ہوگا زمانہ تمہارا ہوگا
حکومت پہ تمہارا اختیار - تمہیں پہ ساری سلطنت کا دارومدار - سر سے پاؤں
تک جواہرات ہی جواہرات ہونگے - ہر ہفت عروس سے ہفت اخترمات
ہونگے +

شکنتلا - شرم و حیا کے سبب سے اِن باتوں کا جواب نہ دے سکی - دل
تو پھڑک اٹھا مگر ادائے معشوقانہ نے ہونٹوں پہ مُہر لگادی - مسکرائی اور شرماتی
ہوئی ایک نظرِ غلط انداز سے راجہ کی طرف دیکھ کر سر نیچا کر لیا - راجہ پہ یہ
ادا او ستم کر گئی اور دل میں سمجھ گیا کہ الخاموشی نیم رضا - پھر کیا تھا

حوصلہ کھُل کھیلا - جرأت شمشیر برہنہ ہوگئی - بے تکلف زبان سے یہ الفاظ نکلے ÷

"میرے کلیجے کی مالک - میرے دل کی مختار شکنتلا - دل پر اب قابو نہیں - میدان خالی ہے - کوئی آس پاس نہیں "ویسے غم دردیئے غم کا لا" میں ہوں اور تم - بس ایسا موقع پھر کب حاصل ہوگا - زیادہ اشتیاق میں رکھا تو فائدہ ÷

ترت دان مہا کلیان

پس گندھرب بواہ میں اسی وقت کیا مضائقہ ہے ÷

در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست

گندھرب بواہ شاستر کے رو سے بھی جائز و روا ہے - پھر میں میکھ فضول دیکھو کہا ہے ؎

جو کرنا ہے آج ہی کرلے کال کیا کرنی
شبھ کارج میں ہے من مورکھ کاہ بھدر بھرنی

شکنتلا - آپ کا فرمانا سر آنکھوں پر - مگر سمجھ لیجئے کہ پربس بندہ ہوں دل پر ضرور اختیار ہے - مگر جسم عنصری پر قابو نہیں - یہ پتا کنو رشی کے حکم کا تابع ہے آپ گھبرائیں نہیں - مجھ پر زور نہ دیں وہ ابھی ابھی آتے ہونگے کیا عجب کہ آپ کی تقدیر بھلا دے کر حصول مدعا ہی کے لئے یہاں لائی ہو - پتا جی کو خود خواہش ہے کہ کوئی پرتاپی راجہ ملے تو ہاتھ پیلے کر کے مجھ سے چھٹی کریں پس اس قدر اضطراب فضول - ذرا دم لیجئے صبر کیجئے - دیکھئے وہ آپ کو دیکھ کر کیا فیصلہ کرتے ہیں ÷

راجہ دشینت - تمہارا کہنا بہت صحیح - مگر ہماری میں کیونکر پہلو تہی کر دکھاؤں

کہ میرے دل کی کیا کیفیت ہے۔ ایشور جانتا ہے کہ تاب صبر نہیں۔ تم پتاجی کی آگیا چاہتی ہو تو اس کے لئے یہ منطق ہے کہ پتا پتر وغیرہ کون ہیں؟ نظر حقیقت بیں سے دیکھو تو صاف سمجھ میں آجائے کہ آتما ہی پتا ہے آتما ہی پتر۔ آتما ہی بھائی آتما ہی سب کچھ۔ صرف آتما ہی سے ذائقہ حیات ہے اور آتما ہی سے نجات۔ پھر آتما کے ہوتے کسی سے باز پرس یا حصول ارشاد کی کیا ضرورت۔ جو آتما کہے وہی کرو۔ اِدھر آتما کا حکم اُدھر شاستر کی اجازت۔ پھر لیت ولعل کی کیا ضرورت۔ شاستر ڈنکے کی چوٹ کہہ رہا ہے کہ انسان کے لئے آٹھ قسم کی شادیاں جائز ہیں۔ جن میں چھتری کے لئے گندھرب بواہ افضل ہے اور راچھس بواہ بھی ہو تو نامناسب نہیں۔ مجھ پر بھی ہوائے نفسانی غالب ہے اور ہمارا دل بھی میرا طالب ہے۔ نہ مجھ کو تاب صبر ہے نہ تم کو مجال شکیب۔ پھر دل کو مار مار کر رکھنا۔ خواہشات کو زنجیروں میں جکڑ جکڑ کر قید کرنا میری دانست میں دھرم کے خلاف ہے آئندہ جو مرضی ✦

شکنتلا۔ جوش عشق سے خود از خود رفتہ ہو رہی تھی۔ بھری جوانی نشہ حسن شراب عشق کی مستی سے آپے میں نہ تھی۔ دل بے قابو ہو گیا تھا۔ خواہشوں پر بس نہ رہا تھا۔ سوجھی کہ دل تو دے ہی چکی ہوں طبیعت تو آہی چکی ہے پھر نہ ایسا تخلیہ کا موقع ہاتھ آئے گا نہ دشینت ایسا چکرورتی راجہ۔ اُدھر پتاجی (کنو رشی) بھی ایسے ہی تاجدار کی تلاش میں تھے۔ بس راجہ کے دل کی ہوس کیوں رہ جائے۔ میں بھی شیفتہ وہ بھی فریفتہ پھر کیوں نہ ترساؤں۔ راجہ کا دل دکھاؤں جو شدنی ہے وہی نہ کر دکھاؤں اور پھر لطف یہ کہ دھرم بھی نہ گنواؤں

یہ سوچ کر اس نے راجہ دشینت سے کہا +

گو میں اپنے دل کی مالک اور مرضی کی مختار نہیں مگر آپ راجہ ہیں اس لئے تعمیل ارشاد سے بھی انکار نہیں مگر ہاں ایک شرط ہے قول ہارئے ہاتھ پہ ہاتھ مارئیے تو کہوں +

راجہ دشینت - قول جان کے ساتھ - لاؤ ماروں ہاتھ پہ ہاتھ - جو کہہ دوں مجال کیا کہ ہیٹ پڑے جو زبان سے نکال دوں ممکن نہیں کہ ٹل سکے +

شکنتلا - یہ ہے تو بس زبان دیجئے قول ہارئیے کہ اگر ایشور مجھے لڑکا دے تو وہی آپ کا جانشین ہو مالک تاج ونگین ہو +

راجہ دشینت - بس اتنے ہی کے لئے ہاتھ پر ہاتھ مارنا - قول ہارنا - واہ میں سمجھتا تھا کہ کوئی پہاڑ اٹھانا پڑیگا برہمانڈ ہلانا پڑیگا بس اسی کے لئے اتنے عذر وانکار - اس قدر طوالت گفتار - کہو تو گلے گلے پانی میں اقرار کروں حلف سے وعدہ وفائی کے پہلوؤں کا اظہار کروں +

شکنتلا - اگر یہ ہے تو نہ آپ کے اصرار کی ضرورت نہ میرے انکار کی صورت

راجہ دشینت (جذبۂ شوق سے گلے لگاکر)

ساقی بریز بادہ عشرت بجام ما مطرب بگو کہ کار جہاں شد بکام ما

اس شعر کا مطلب راجہ کی زبان پر آتے ہی گندھرب بواہ کے تھیٹر کا پردہ گر گیا اور چشم قلم کی نگاہ اُدھر سے اچٹ کہ دوسرے سین کی انتظار میں تھوڑی دیر ستانے کے بعد دیکھتی ہے تو اور ہی نظارہ تھا +

راجہ دشینت اور شکنتلا دو نوشتہ محبت میں چپ بیٹھے ہوئے تھے شکنتلا کی شرمائی ہوئی نگاہ کچھ کچھ بے تکلف تھی اور راجہ مستی عشق سے جھوم جھوم کے کہہ رہا تھا کہ پیاری آج سے ہم تمہارے اور تم ہماری ہو چکیں -

دل تمہارے پاس ہے اور جسم ادھر اُدھر۔ ہم جس وقت لشکر میں پہنچے فوراً
ہی وزرائے سلطنت و اعیان حکومت کو بھیج کر تمہیں بلا ئینگے اور سب رانیوں
کا سرتاج بنا کر تمہیں راجوں کی رلواس کا لطف دکھا ئینگے۔ گھبرانا نہیں۔ غم کھانا
نہیں۔ ہم گئے اور تم ہمارے پاس پہنچیں +
راجہ دشنیت کو یہاں دیر ہو گئی تھی ہمراہیوں کا خیال آیا تو دوسری فکر پیدا
ہوئی آخر شکنتلا کو گلے سے لگا کر چھاتی پہ پتھر رکھے ہوئے وہاں سے لمبا پڑا
راستے میں وزیر سلے فوج قدمبوس ہوئی اور سیر و شکار کی تفریح نے دل کو
دوسری ہی محویت میں مصروف کیا دل میں یہ خیال کہ اگر کنو رشی نے معاملہ
سُنا تو نہ جانے کیا کہیں کیا سمجھیں مگر شکار کی دلچسپی نے کئی دن تک پتوبن کی
توہوا کھلائی لیکن یہ توفیق نہ دلائی کہ بھولے سے بھی شکنتلا کی یاد آئی ہو۔ سب
وعدے فراموش سب قول و قرار نقش بر آب +
اب ادھر کی سنئے۔ راجہ دشنیت جس وقت رنہ براہ ہوا اس کے کچھ
دیر بعد کنو رشی پھول پھل سے لدے پھندے آشرم میں تشریف لائے
چشم خیال میں رنگت ہی کچھ اور محسوس ہوئی شکنتلا ایک تو نہائی دھوئی
نہ تھی دوسرے ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ وہ موقع تھا کہ کسی سے چار آنکھیں
نہ ہو سکیں پس سامنے نہ جا سکی۔ کنو رشی سمجھ گئے کہ کچھ نہ کچھ بھید ہے آج
یہ رنگت بے وجہ نہیں۔ چشم باطن اور روشنضمیری سے نظر گردوڑی تو پوری
تصویر نگاہ تصور میں پھر گئی۔ جو کچھ گذرا تھا چشمدیدہ کے برابر ہو گیا۔ رشی
جی فوراً ہی شکنتلا کے پاس پہنچے وہاں نظر اٹھنے کے لئے مُنہ ہی کہاں تھا
گردن جھکی جاتی تھی مگر رشی جی کے دل پہ کچھ میل آگیا تھا ماتھے پہ شکنیں
پڑ گئیں غصہ سے نہ ... کا

او شکنتلا۔ عضب کی بات ہے کہ تو اتنی خود مختار ہو جائے۔ دن جاتے تھے کہ راتیں اگر ذرا اور میرا انتظار کر لیتی تو کیا گرہ سے چلا جاتا۔ افسوس تو نے خود رائی کی مجھ کو طاق پر بٹھا دیا کچھ مال ہی نہ سمجھا۔ ہائے بیٹی سے یہ امید میں تو خود چاہتا تھا کہ جلدی سے ہاتھ پیلے کروں تجھے کسی پرتابی راجہ کے گلے منڈھوں مگر تو نے اپنی رائے ہی کو مقدم سمجھا۔ خیر مگر دیکھ لینا کہ کردنی خویش آمدنی پیش کا ثبوت ضرور ہوگا۔ کسی صورت سے ہو۔ اے شکنتلا تو میری بیٹی ہو کر ایسے اہم کام اپنی رائے سے کرلے اور میرا انتظار ہی نہ کرے تو اپنے دل سے سمجھ کہ تاسف ہو کہ نہ ہو +

میں جانتا ہوں کہ تو نے شاستر کے خلاف بات نہیں کی شاستر میں یہ بھی اجازت ہے کہ جب زن و مرد کی یکجائی سے آگ ہوس کا سامنا ہو تو بلا سے وید کی رچا ہوں منتروں اور شاستر کی ودھیوں کا ساز و سامان نہ ہو تب بھی ادھرم نہیں ہے لیکن شاستر کی مرجادا اور ہے۔ لوک مرجادا اور ہے خیر جو ہوگیا وہ ہوگیا اس کی شکایت نہیں۔ اب گوش ہوش سے سُن۔ راجہ دشینت تیرے پتی ہو چکے وہ مکٹ شرومنی ہیں ہر بات کے دھنی ہیں خلقت انسانی میں سرفراز۔ تاجداروں میں ممتاز۔ اگر اُن پر نفس امارہ غالب آیا اور انہوں نے تجھے سینے سے لگایا تو کچھ مضائقہ نہیں۔ جو شدنی ہے ہوتا ہے آدمی وہی کاٹتا ہے جو بوتا ہے۔ پس اب الماضی لایذکر۔ گذشتہ را صلواۃ ع۔ جو تھا ہونا ہوگیا اب چپ رہو جانے بھی دو پر عمل چاہیئے اور منیت کے کاموں سے ہر جا خاموشی۔ مگر بیٹی میں نے نظرِ کشف منظر (دبیہ درشٹی) سے دیکھا تو کچھ اور ہی معاملہ نظر آیا تم باردار ہوگئیں۔ نخل ہمیشہ بہار ہوگئیں اب حمل سے وہ خورشید تاباں ہوگا جو کل روئے زمین پر روشن ہوگا جیسے جیسے

اس کا پرتو انوار نور افگن ہوگا ذرّے ذرّے میں اس کی تجلی شمع اقبال کا شعلہ نائرہ زن ہوگا ہفت اقلیم ماتحتِ اقبال ہونگے۔ ہفت کشور دولت فیض جہانبانی سے مالامال ہونگے +

شکنتلا کی آنکھ اوپر نہ اٹھتی تھی سرزمین میں گڑا جاتا تھا۔ مگر یہ کلمات خیر سن کر اس نے دور ہی سے قدموں پہ سر جھکایا اور فوراً ہی غسل کر کے پھر اپنے پِتا کنو رشی کی خدمت میں حاضر ہو کر قدموں پہ سر جھک گئی ان کے دست مبارک سے جنگل کے چنے ہوئے پھول پھل لئے۔ کمل چرن دھوئے اور اپنی آنکھوں کی طرح آسن بچھا دیا۔ سب معمولی خدمات انجام دے کر سامنے آکھڑی ہوئی اور ہاتھ جوڑ کر بولی پتاجی

ان ہونی کے ہونے کو تاکت ہے سب کو ان ہونی ہونی نہیں ہونی ہے ہونی ہو سو ہوئے

جو شُدنی ہے وہ ہزار میں ہوتی ہے لاکھ میں ہوتی ہے۔ اس کو کوئی ٹال نہیں سکتا اس کے روکنے کی کسی کو مجال نہیں۔ آپ سب جانتے ہیں پس زیادہ تشریح بیکار +

آج اتفاقاً راجہ گھوڑا دوڑاتے شکار کھیلتے ادھر آ گئے۔ میں اپنی کٹی میں بیٹھی ہوئی ہار گوندھ رہی تھی میں کیا جانوں کہ راجا کیسے ہوتے ہیں اور راجوں کا تیج پرتاپ کیا۔ جب وہ کٹی میں آپہنچے تو میں نے ان کو ہاتھوں ہاتھ لے کر کشاسن پہ بٹھایا پھل پھول دئے سہیلیوں نے بھی آنکھیں بچھا دیں خاطر داشت کی مگر ذرا سی دیر میں سب سہیلیاں کنائی کاٹ گئیں کاندھی دے گئیں اور مجھ کو اکیلا چھوڑ دیا۔ میں اکیلی رہ گئی تو جان لیجئے کہ راجہ کا رعب مجھ پر غالب آسکتا تھا یا میرا۔ بس قصہ مختصر یہ ہے کہ آپ میری خطا معاف فرمائیں جو کچھ قصور ہوا اس کو دامن پردہ پوشی سے چھپائیں۔ جو کچھ ہونہار

تھی وہ تو ہو ہی گئی ہاتھ کی لکیریں نہیں مٹ سکتیں پس آپ راجہ اور اس کے اراکین دولت پر بھی نظر عفو کریں اور وہ دعا دیں جو مفید حالت ہو +

کنو رشی نے فرمایا۔ شکنتلا خیر تیری خاطر ہے میں تیرے دل کو دکھانا نہیں چاہتا دعا دیتا ہوں کہ راجہ دشینت ہمیشہ موجیں اڑائے خوشیاں منائے اس کی عقل ٹھیک رہے اقبال ہر حال میں شریک رہے +

شکنتلا۔ (قدموں پر جھک کر) آپ نے آشیرباد دیا میں نے امرت پیا اب یہ دعا کیجئے کہ جس پرنس سے تعلق ہوا ہے اُس کے جو راجہ ہوں چکرورتی یعنی شاہنشاہ روے زمین ہوں اور ان کا دھرم کرم عدیم النظیر اُن کا فیض ابنائے عالم کا دستگیر ہو +

کنو رشی۔ ہر بات سے اطمینان رکھو جو تو نے چاہا وہی ہوگا۔ تیری اولاد اور اس کی نسل تمام راجاؤں میں سرافراز اور روے زمین کے لئے سرمایہ ناز ہوگی +

ادھیاے ۷۴

راجہ بھرت کی ولادت۔ شکنتلا کی راجہ دشینت کے دربار میں حاضری۔ راجہ دشینت کا اظہار لاعلمی شکنتلا کی پرجوش گفتگو۔ آکاش بانی۔ راجہ دشینت کی شکنتلا

پر مہربانی - بھرت کی حکمرانی اور بھرت کھنڈ کے نام سے حیات جاودانی

شری بھیشم پا ئن سخن سراہیں کہ مہاراج جنمیجے

آپ نے ملاحظہ کیا کہ شدنی کیسی زبردست ہے - ہونی ہو کر رہتی ہے - کہاں راجہ دشنیت کہاں ہوائے سیر و شکار - کہاں گلگشت مرغزار کہاں تپوبن میں رسائی کہاں آشرم کی دلربائی - کہاں نظارہ حسن و جمال - کہاں صورت حال - اُس پہ دو طرفہ بے تابی - دل ہی دل میں اضطرابی ادھر سے گذارش - اُدھر بھی تاثیر عشق سے سفارش - نہ کنور شی کا انتظار نہ سہیلیوں سے کچھ استفسار نہ اسرار محبت کا اظہار آخر جوش محبت میں مانا مزے لوٹ لیا کلیھا میں گڑ بھوٹ لیا - کنور شی گو خود رائی سے کسی قدر کبیدہ ہوئے گونہ رنجیدہ ہوئے لیکن خوش ہوئے کہ جو خواہش تھی پوری ہوئی - فکر سے دوری ہوئی - الشر کی دین شکنتلا اسی وقت باردار ہوئی - جب دُشنیت سے ہمکنار رہی - آخر نخل محبت ثمر بار ہوا اُس صدف بطن سے جلوہ گوہر شاہوار ہوا - صورت وہ کہ آفتاب تصدق - مورت وہ کہ پورنماشی کا چاند نثار - جمال سے دیوتاؤں کا جمال آشکار - پیشانی کے جلال سے مہر نیم روزہ کی نور افشانی نمودار - ہر ایک کو دیوتاؤں کا گمان تھا ہاتھوں میں مچھ ریکھا کا نقش اور چکر گدا کا نشان تھا - کنور شی بھڑک اٹھے اور رکھیشر بلبل کی طرح چہک اٹھے کہ آہا یہ تو بڑا انجسوی ہو گا - راجگان زمانہ سے قوی ہو گا قیافہ

پر آثار شاہنشاہی چہرے مُہرے پر جہان پناہی - اتنے ہی میں الہام ہُوا کہ لو مبارک - اورنگ جہانگیری آج سے اس کے نام ہُوا - ذرا سن بڑھے تو آفتاب اقبال بلندی پر چڑھے - جس وقت سریر آرائے جہانبانی ہوگا آپ ہی اپنا ثانی ہوگا - بڑے بڑے جگ اسی کے نام نامی کے یادگار ہونگے سب ذات حمیدہ صفات پر جان و دل سے نثار ہونگے آکاش بانی سنتے ہی سب آنند ہو گئے خورسند ہو گئے - کنورشی نے سرودمن (سب کو قابو میں رکھنے والا) نام رکھا پرورش سے کام رکھا جس وقت صورت نظر آتی طبیعت پھڑک جاتی - شکنتلا اپنے کلیجے کے ٹکڑے کو سینے سے ہی لگائے آنکھ کی پُتلی بنائے رہتی - سہیلیوں کے لئے سرب دمن کھلونا تھا اور سرودمن کے لئے شکنتلا کی سہیلیوں کی آنکھیں بچھونا +

چند ماہ کے بعد سرودمن گود سے اُترے فرش زمین کی قسمت جاگی گھٹنیوں چل کر ماں کے کلیجے کو ہاتھوں بڑھایا +

ٹھمک چلت رامچندر باجت پیجنیاں

کی دلچسپ کیفیت نظر سے گذرنے لگی - توتلی باتوں سے سامعین کے دل کا کنول کھِلتا - آنکھوں کو لطفِ دیدار سے کچھ اور ہی سُکھ ملتا تھا - سب دل میں خوش کہ ایک دن گلبن گلشن اقبال - نوبادۂ گلزار حُسن و جمال صاحب جاہ و جلال ہوگا ہلال سے بدر کمال ہوگا - ؎

بالائے سرش زہوشمندی ۔ مے تافت ستارۂ بلندی

کی ساری علامتیں چہرے سے جھلکتی تھیں - آنکھیں بچپن کے کھیل دیکھ دیکھ کر ٹھنڈی ہوتی تھیں - ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات - شدنی دو دو صد رام عن برگ

کے سارے آثار پیش نگاہ تھے زائچہ قسمت کے بُرج شرف میں مہر و ماہ تھے کھیل کُود میں اشغال شاہی ۔ لہو و لعب میں شان عالم پناہی کھلونوں میں ہاتھی گھوڑوں سے رغبت اور کھیلوں سے نفرت قصہ کوتاہ مزاج میں طنطنہ شاہی دماغ میں بوُے جہاں پناہی تھی ۔ شاہی ذکر و اذکار سے دلآویزی ۔ مفہوم مطالب جہانبانی میں ذہن کی تیزی کنو رشی نہال رہتے تھے ۔ جب دیکھتے کہتے تھے عمرت دراز باد ہ

یاوش بخیر راحت جانم خوش آمدی کردی شگفتہ دل من وہم خوش آمدی

پانچویں سال میں پاؤں رکھا تو اور بھی جوہر کھلے ۔ بن کی سیر بھائی ۔ گلگشت کی ہوا سمائی ۔ دوڑتے دوڑتے گئے کھیلتے کھیلتے شیر پکڑ لائے آج اگر بچہ فیل کے کان پہ ہاتھ ہے تو کل بگھیلا ساتھ ہے ۔ کبھی چیتے کی کمر توڑ دی کبھی شیر کی کلائی مروڑ دی ؞

کنو رشی کو عروج اقبال کا اطمینان ہُوا علوم کشف سے بھی گیان ہُوا پس انہوں نے اپنے مریدان رشید سے فرمایا ؛۔

کہ سرودمن صاحب اقبال ہے صاحب جلال ہے اب بن میں رکھنے کی ضرورت نہیں یہاں اس کے عروج بخت کی صورت نہیں ۔ لڑکی اپنے گھر ہی اچھی عورت کا خاوند ہی کے پاس رہنا لازم ۔ پس شکنتلا کو ہستناپور لے جاؤ ۔ دشینت سے ملاؤ سرودمن کا جمال جہاں آرا دکھاؤ ۔ دل کا کنول کھلاؤ ؞

چیلوں نے قدموں پہ سر جھکایا وہاں سے قدم اٹھایا ۔ اور شکنتلا کو راجہ دشینت کے دربار میں پہنچایا سرودمن آغوش محبت میں تھے ۔ نگاہ عاطفت میں تھے کنو رشی کے مُرید تو انہیں پہنچا کر لوٹ گئے

شکنتلا وہیں ٹھہری رہی۔ جس وقت راجہ دشینت کا سامنا ہوا شکنتلا قدموں پہ گری۔ جان و دل سے فدا ہوئی اور بڑے ادب سے عرض کی:۔

مہاراج! میں آپ کی کنیز ہوں۔ ہمخوابہ عزیز ہوں۔ کنو رشی کے آشرم میں مجھ سے آپ ملے تھے۔ دو تو کے دلوں کے کنول کھلے تھے۔ آپ نے گندھرب بواہ کیا تھا قول و قسم کو گواہ کیا تھا کہ جو میری خاتم عصمت کا نگین ہوگا وہی مسند نشین ہوگا۔ چنانچہ دسرودمن کو پیش کر کے)یہ "تاج کا نگین ہے آپ کا جانشین ہے راج کا وارث بنائے تخت و تاج کا مالک تسلیم فرمائیے +

راجہ دشینت کو فوراً آشرم کی یاد آگئی سارا معاملہ نظر کے سامنے پھر گیا مگر دیدہ و دانستہ لاعلم بن کر بولا:۔

مجھے کچھ علم نہیں کیسا گندھرب بواہ کیسی رسم و راہ۔ گندھرب بواہ کو میں دھرم کے خلاف سمجھتا ہوں اس کے کانٹوں میں جان بوجھ کر اُلجھنا یہ محال مجھے ایسا اقبال نصیب دشمنان دور از حال۔ کہاں تو تپشوی کی دختر کہاں میں شاہنشاہ بلند اختر۔ دوشالی میں کملی کا پیوند۔ نمک میں کوزۂ قند یہ کب ممکن ہے۔ بس باتیں نہ بنا جا ٹھنڈے ٹھنڈے آشرم کو چلی جا۔ یہاں کچھ کام نہیں۔ گوہر عصمت کے دام نہیں +

شکنتلا نے جوہیں یہ الفاظ سنے شعلۂ غضب بھڑک گیا بچھو کا سا زہر سارے بدن میں پھر گیا آنکھیں خونِ کبوتر۔ بالکل لال لال۔ چہرہ دہکتے انگارے کی مثال مُنہ سے شعلے لپکتے تھے نتھنے پھڑکتے

تھے۔ مگر طیش کو ضبط تہذیب سے ربط کر کے بولی:۔

کیا یہی قول یہی عقد یہی وعدہ تھا   او دغاباز فسوں ساز مکر نے والے
راجن اس وقت انجان بنا زعم وطاقت تننا افسوس وہ دن بھول گئے
کہ جب قدم پر سر رکھا تھا میوہ نورس چکھا تھا پہلے ہاتھ پاؤں جوڑ کر انٹی پر چڑھانا
پھر مطلب گتھ جانے پر منہ بنانا کیا یہی دھرم ہے۔ مہاراج ادھراج شرم
ہے شرم ہے۔ اس وقت پہچانتے بھی نہیں کون سامنے ہے۔ جانتے بھی نہیں
وہ وقت اب کاہے کو یاد ہو جب تاج سر پاؤں پر رکھتے تھے ایک بات
نہ دیکھتے تھے۔ جب کام نکل گیا تو جان پہچان ہی نہیں اگلی باتوں کا نشان گمان ہی
نہیں۔ دل پر ایسی سیاہی۔ اف اوہ ایسی دھرم سے گمراہی۔ اپنے موقع پر
کہیں نکال لینا اور جب کام بن جائے۔ تو یوں ٹالنا۔ خیر مضائقہ نہیں۔ دیدہ
خواہد شد فہمیدہ خواہد شد اگر میں جانتی کہ گوں کے یار مطلب کے دوست ہو تو
منہ نہ لگاتی۔ عصمت سر نہ چڑھاتی۔ آہ ٹرا چکا ہوا۔ بھاری چکمہ کھایا مگر خیر۔ راستی
راستی ہی ہے۔ ناراستی ناراستی ہی۔ اگر اس وقت کے کئے کو نہ پچھتائے تو
تو ادھر ہاتھ لائے شرط لگاتی ہوں کہ ابھی ابھی آپ کو آپ کی کرتوت کا مزہ
چکھاتی ہوں۔ آپ راج کے مالک ہیں رہروان دھرم کے سالک ہیں۔
اس پر یہ حال یہ جھنجال وہ کام کیجئے جس سے کلیان ہو وہ بات کیجئے جو
دھرم کی جان ہو۔ جو ایک دفعہ کسی کا ہاتھ پکڑتا ہے اس کا قدم میدان ثابت
قدمی سے نہیں اکھڑتا۔ مردوں کی ایک بات پتھر لویں کا قول جان کے ساتھ
ہوتا ہے۔ آپ جیسے دین و دنیا کا نرکھ کر منہ موڑتے ہیں رشتہ مستحکم
تنکے کی طرح توڑتے ہیں یہ بڑا پاپ ہے۔ نہیں نہیں پاپ کا بھی پاپ

سناٹا پاکر باغ حسن دیکھ بھال لیا اب پوچھنے گچھنے والا کون ہے
سونا گھر بھوتوں کا راج کی مثل تھی اس وقت تو گرم بغل تھی ہے
مگر ایں خیال است و محال است و جنوں

جس بات کے لئے ہاتھ پر ہاتھ مارا ہے جو قول ہارا ہے اس کا گواہ آپ کی خاطر عاطر ہے اور ساتھ ہی ایشور حاضر ناظر۔ آپ لاکھ باتیں بنائیں مجھ کو چٹکیوں پر اڑائیں محال ہے محال ہے رات دن ہو جائے کیا مجال عذر گناہ بدتر از گناہ ہے اور میرا اور نہیں ایشور تو گواہ ہے وہ انصاف کرے گا آپ کا گناہ معاف کرے گا میری طرف سے آپ کا دل صاف کرے گا اور میری دلی التجا پر پاداش قصور سے انحراف کرے گا صرف ایک ایشور ہی نہیں سب دیوتا میرے گواہ ہیں سورج چندرماں شاہد رسم و راہ ہیں۔ کیا اگن کیا پون کیا پرتھی کیا جون سب گلے گلے پانی میں ایمان کی کہیں گے۔ جس وقت گنگا جلی سامنے رکھ دونگی تو خاموش نہ رہیں گے۔ میرے سرتاج۔ میرے سرتاج مہاراج مجھے جھوٹا بنا سکتے ہو مجھ کو بتا بتا سکتے ہو مگر یہ تو جھوٹ نہ بولیں گے دھرم ایمان سے ساری قلعی کھولیں گے۔ انہیں کی شہادت پر انحصار سہی انہیں کی گواہی پر دارومدار سہی مگر خوب سمجھ لینا کہ اُن کے آگے کوئی فقرہ چل نہیں سکتا جھوٹ پھل نہیں سکتا۔ دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو جائیگا زعم شاہنشاہی فانی ہو جائے گا۔ مہاراج ادھراج جن کے دل میں سنتوش ہے اُن کو کچھ نہیں دوش ہے۔ اُس کے گناہوں کو دھرم راج نظرانداز کرنے میں دروازۂ معافی باز کرتے ہیں۔ جن کو پاس سخن و پاس وضعداری نہیں اُن کی رستگاری نہیں۔ آپ جان بوجھ کر میرا ایمان کرتے ہیں دوسرا ہی دھیان کرتے ہیں اس سے بہتری کی امید

فضول - بالکل بھول - کہتی ہوں راستی سے نہ گذر یئے - ایشور سے
ڈریئے - اگر آپ نے مجھ ایسی تپ برتا کا دل کڑھایا تو سمجھ لیجئے کہ کچھ اور
بات ہونہار ہے میرا دل دکھایا تو بہتری دشوار ہے - مجمع عام میں میری ذلت
و رسوائی - دامن عصمت پر دھبا لگا کر یہ کج ادائی و بے اعتنائی کہیں ایسا نہ ہو
کہ میری آہ کارگر ہو - فریاد کا اثر ہو - نہ یہ راج رہے نہ تخت و تاج - ابھی میرے
دل سے نکلے ہوئے آنسو آنکھ میں بھر آئیں تو خوف ہے کہ سر کے سو پرچے
نہ نظر آئیں +

میری گودی کا لال تمہارا نورِ نظر ہے میرا لختِ جگر ہے اس کے جسم میں
تمہارے ہی خون کا جوہر ہے یہ تمہارے ہی نسیان محبت کا پیدا کیا ہوا گوہر
ہے - فرزند کی یہ قدر دانی - لختِ جگر پہ ایسی نامہربانی - بیٹا ہی بڑھاپے میں باپ
کے ہاتھ کا عصا ہے - جوانی میں دست و یا ہے باپ ہی نہیں ہفتا دپشت کو
تارتا ہے - سب بگڑے کام سنوارتا ہے - ظاہر میں پسر ہوتا ہے مگر
دراصل جان پدر ہوتا ہے - اگر باپ شجر تو بیٹا ثمر جیسے شجر کے بغیر ثمر اسی طرح
ثمر کے بغیر شجر نہیں دو نو دطرزم - لازم و ملزوم ہیں دونو ایک ہی ذات علے العموم
ہیں اپنے خون سے یہ بیوفائی اپنے بام انگ سے یہ بے اعتنائی - ڈرتی ہوں
کہیں کچھ اور بات نہ ہو جائے کانپتی ہوں کہ کچھ اور واہیات نہ ہو جائے +

جہانتک مجھے معلومات ہے جو سنی سنائی بات ہے اُس کی رو سے کہتی
ہوں بڑا بول نہیں بولتی صرف حقیقت کھولتی ہوں - کہ استری کون ہے
جو خاوند کو جان سے ان جانے - نہیں نہیں اپنا پرمیشور مانے عورت
شوہر کے بام انگ داعضا ئے چپ) کے نام سے مشہور ہے -
اس کے نصیب میں مجبور ہے ہر کام میں عورت بام انگ ہو کر

دستِ راست سے زیادہ کام کرتی ہے۔ اطاعت و رضا جوئی میں نام کرتی ہے۔ تپت برتا عورت محل میں ہو تو شاہد مدعا بغل میں ہو۔ جگ بھی سنبھل۔ پدوی بھی اٹل گھر میں چہل نہ کسی بات میں نقصان نہ کسی کام میں خلل ہے

ہر کہ زن نہ دارد آسائش تن نہ دارد کی مثل

جس مرد کے گھر میں عورت ہے عیش و آرام کی صورت ہے رفیق جلوت ہے انیس خلوت ہے۔ گرہستی کی مدار المہام۔ شریک رنج و آلام۔ تپت برتا استری گھر میں ہو تو صورت عیش نظر میں ہو۔ عورت سے بڑھکر شریک حال نہیں۔ دافع رنج و ملال نہیں۔ تنہائی غمگسار یک جائی میں غمخوار +

انتہا یہ ہے کہ مرد کے لئے راستی ہوتی ہے

دھرم کے کاموں میں گرو کی طرح راے زن دنیوی فرائض میں پتا کی طرح دافع رنج و محن۔ کھانے کھلانے کے وقت ماتا سے زیادہ مہماں نواز امور مشورت میں مُشیران صداقت شعار سے سرافراز۔ خود مرتی ہو جان سے گذرتی ہو مگر اُف نہ کرے اپنی راحت پہ تُف نہ کرے عورت نہیں تو مرد کا اعتبار نہیں اعتبار نہیں تو مرد صاحب اقتدار نہیں۔ عورت سے مرد کو ذائقہ حیات ہے۔ عورت سے مرد کی بالا بات ہے۔ یہی نہیں بلکہ مرد کے لئے درجۂ نجات و سبب فخر و مباحات ہے۔ جو استریاں تپت برت دھرم پالتی ہیں وہ پاپی سے پاپی خاوند کو ترک نرک سے نکالتی ہیں۔ عورت ہی سے مردوں کا ظہور ہے قدرت کو عورت کی عزت منظور ہے بچے

خاک دھول میں بھرا ہو زمین پر لوٹ رہا ہو تو مرد اٹھا کر کلیجے سے لگا لیتے ہیں۔ انسانوں پر فرض کیا وحش و طیر تک اولاد پر تن من قربان کرتے ہیں۔ افسوس کہ آپ برمہہ گیانی ہو کر اپنے کلیجے کے ٹکڑے آنکھوں کے تارے کی صورت سے چڑھتے میں دیکھنے تک کے روادار نہیں دوسرا ہوتا تو دوڑ کر گود میں اٹھا لیتا چھاتی سے لگا لیتا۔ آپ کو ذرا بھی خون کی الفت نہیں۔ دل میں نام کو بھی محبت نہیں۔ واجب تو یہ ہے کہ پیوند جگر کو گلے سے لگائیے راحت جان پر قربان جائیے میں نے کتنے دنوں آپ کی اس امانت کو کلیجے کے اندر رکھا۔ جب بھگوت نے چاند سی صورت دکھائی تو آنکھوں میں پالا حسن و جمال کے سانچے میں ڈھالا۔ جس وقت یہ زمین پر گرا تھا دل ہجوم عشرت میں گھرا تھا آکاش بانی نے خوشخبری سنائی۔ ملہم غیبی کی یہ آواز آئی کہ ؎

گلوں کو فصل گل میں گلشن آرائی مبارک ہو

بہار آئی بہار آئی بہار آئی مبارک ہو

اے پتوبن میں بھگوت کے چرنوں میں دھیان لگانے والو اے جپ تپ سے اپنی زندگی کا سکہ بٹھانے والو۔ مبارک مبارک آج تمہارے آشرم کے بھاگ کھل گئے۔ بن کے کانٹے تک پھولوں میں تل گئے۔ جو گل آج کھلا ہے وہ سمجھو کہ تمہاری ریاضت وعبادت کا صلہ ہے یہ لڑکا معمولی نہیں کوئی گا جرمولی نہیں۔ بڑا ہونہار ہے اس کا بخت بیدار ہے۔ پردلکہ دنیا پر حکمرانی کرے گا۔ روئے زمین پر جہانبانی کرے گا۔ دھرم کرم میں فائق۔ بزرگوں سے بھی لائق ہوگا۔ جب قدم زینت سریر ہونگے۔ تو اسمیدھ جگ نوشتہ تقدیر ہونگے ✦

راجہ صاحب آپ کا گیان دھیان کہاں ہے۔ یہ نقل ہے کہ جاننے کا گیان تاکال

ہے۔ یہ آپ کا جان وجگر ہے۔خون کا اصلی جوہر ہے۔ پہلے اکیلے آپ تھے اب بیٹے کے باپ ہوئے بیٹا آتما ہوتا ہے آئینہ ہو رونما ہوتا ہے آپ کو بیٹے کی تعریف افق کی زبان سے سناتی ہوں۔ اس کی تصویر نظم میں کھینچ کر دکھاتی ہوں +

فرزند کی تعریف

فرزند راحتِ جگر والدین ہے آرام ہے قرار ہے تسکین ہے چین ہے
زیبائش اپنے گھر کی ہے زینت ہے زین ہے نورِ نگاہ نورِ بصر نورِ عین ہے
پتلی کہ خالِ دیدہ روشن کہوں اُسے
سُرمہ کہوں کہ آنکھ کا انجن کہوں اُسے
عینک پدر کی آنکھ کا تارا ہے نورعین گودی کا لال جان سے پیارا ہے نورعین
ہر پیر کو عصا کا سہارا ہے نورعین آئینہ حیات کا پارا ہے نورعین
خود و زرہ جلیتہ و بکتر ہے رزم میں
گھر میں چراغ۔ گود میں دل شمع بزم میں
نورنگاہ پنجہ مژگاں کی ہے چھڑی پتلی اسی عصا کے سہارے سے ہے کھڑی
تصویر اسی کی دیدۂ مردم میں ہے جڑی ڈورا اسی سے آنکھ کا موتی کی ہے لڑی
ممتاز یہ عصا ہے عصائے کلیم سے
قدر اس نگیں کی بڑھ کے ہے دُرِ یتیم سے
جب شکل دیکھ لی تو کلیجہ پھڑک اٹھا آنکھوں سے پردہ پلک مردمک اٹھا
فوراً بلائیں لینے کو دست پلک اٹھا مرغِ نظر زبان مژہ سے چھلک اٹھا
بادش بخیر راحت جانم خوش آمدی

کردی شگفتہ دِل میں وہم خوش آمدی

بیٹا ہوا جواں تو یہ قول پیر ہے گرنے کا غم نہیں کہ عصا دستگیر ہے
شر کا نہ دغدغہ نہ غم دار و گیر ہے دشمن گو خود کماں ہیں تو فرزند تیر ہے

ہے ساتھ اگر پسر تو پدر پیل مست ہے
ہاتھ اس کا ہاتھ میں ہے تو خنجر بدست ہے

فرزند سے بلند رہے خانداں کا نام اجداد کا نشان ہے باپ ماں کا نام
تعویذ جان خلق ہے آرام جاں کا نام گر یہ نہیں نشاں کہاں کا کہاں کا نام

توقیر سنگ خاک نہ ہو لعل اگر نہ ہو
یہ لال اگر نہ پائے تو قدر بشر نہ ہو

وہ نخلِ باغ کیا ہے کہ جس میں ثمر نہیں کس کام کی صدف ہے جس میں گہر نہیں
ہالہ وہ کیا ہے جس میں فروغ قمر نہیں وہ پھول بڑھ کے خاک سے ہے جس میں زر نہیں

روشن ہے گھر مکاں میں جو گھر کا چراغ ہے
جس میں نہ بو ہو گل وہ نہیں بلکہ داغ ہے

آئینہ مثل سنگ ہے سیماب اگر نہیں تاریک رات ہے جو فروغ قمر نہیں
اندھا کنواں ہے جس میں ذرا آب تر نہیں پھوٹی ہے آنکھ جس میں ضیائے بصر نہیں

گھر کیا نہ جس میں نورِ نظر کا چراغ ہو
ہے مرغزار پھول سے خالی جو باغ ہو

بیقدر اس کے آگے بدخشاں کا لال ہے ہیچ اس کے سامنے چمنستاں کا لال ہے
پتھر کا وہ ہے لال یہ انساں کا لال ہے وہ آشیاں کا لال ہے یہ ماں کا لال ہے

یہ گھر کی آبرو ہے وہ عزت ہے کان کی
وہ باغ کی بہار یہ راحت ہے جان کی

ہے نیلم سیاہی دل صد قدر پسر　　نقدِ حیات دولتِ جاں سکۂ جگر

فیروزۂ و زمرد و الماس و سیم و زر　　گنج عقیق کانِ طلا معدنِ گہر

بیٹا جو پاس ہے تو ہر اک مال پاس ہے

لعلوں کا رنج کیوں ہو کہ یہ لال پاس ہے

گھر کا چراغ اور ہے شب کا چراغ اور　　یہ نونہال اور ہے شمشاد باغ اور

یہ لال اور ہے گہر شب چراغ اور　　داغ اس کا اور ہے مرے گم دوں کا داغ اور

دیکھی نہ ایسے لال کی تمثال رنگ میں

جنگل میں بوستاں ہیں یہ بدخشاں ہیں سنگ میں

یہ خون وہ ہے جو زندگی والدین ہے　　تشبیہ جس کو آنکھ سے ہے یہ وہ عین ہے

روشن ہے جس سے نام یہ وہ نور عین ہے　　کہتے ہیں جس کو راحت جاں وہ چین ہے

یہ گل افق بڑھائے مکانوں کو باغ سے

روشن ہر ایک گھر رہے گھر کے چراغ سے

پران پتی - پرتھی ناتھ - اُف اوہ اتنی جلدی بھول گئے یہاں آتے ہی ناز ولغمت پر پھول گئے - وہ دن یاد ہے کہ آپ شکار کھیلتے کھیلتے میرے گھر گئے مجھ کو دیکھ کر آپے سے گذر گئے ملاقات ہوئی تو اور ہی بات ہوئی میں نے خاطرداری کی فرمانبرداری کی - آپ نے ہاتھ پر ہاتھ مارے زبان ہارے اب جان پہچان ہی نہیں بات سننے کے لئے گویا کان ہی نہیں - میں بسوامتر کی بیٹی اور اُس مینکا کے آنکھوں کی پتلی ہوں جو جملہ اپسراؤں میں ایک اور سب کی سرتاج ہے - واہ رے میرے نصیب کہ بچپن میں ماں نے بن میں چھوڑ کر ممتا کی آنچ بجھا دی - آپ گوہر عصمت کو سلک محبت میں پرو کر بیچ رہیں چھپاتے ہیں - جب سر میں تو اسرم میں شب بالکہ

آپ کا نام جپتی رہونگی لیکن مجھ سے اور کوڑہ نہ سمیٹا جائیگا لیجئے یہ اپنا فرزند
یہ اپنا جگر بند۔ سپردم بتو مایۂ خویش را
نہیں نہیں مایۂ خویش نہیں بلکہ آپ کی امانت +

راجہ دُشینت۔ بشوامتر کی رشی کماری۔ مینکا کی دُلاری یوں غیرت سے ہاتھ دھوکر بیسواؤں کی طرح میرے سامنے آئے۔ مجھے چکمے سے ڈب میں لائے۔ جاؤ بسوامتر کا نام بدنام نہ کرو۔ مینکا کے نام پر دھبہ نہ لگاؤ میں ایسے فقروں میں آنے والا نہیں۔ ایسے فقرہ باز میری جیب میں پڑے رہتے ہیں۔ بس ہوا کھاؤ یہاں سے تشریف کا ڈگرا لے جاؤ۔ جہاں جی چاہے رہو جہاں مرضی ہو وہاں بسو۔ مجھ سے غرض مجھ سے واسطہ؟ +

شکنتلا۔ ذرا بہت بڑھ نہ چلئے۔ زبان کو روکے رہئے۔ آپ نے کیا کوئی ایسا ویسا سمجھا ہے۔ میں آپ سے ہزار درجہ اچھی ہوں آپ سے گھٹ نہیں۔ آپ یہی نہ ! کہ پرتھی کے راجہ ہیں زمین کے مالک ہیں۔ بس۔ میں وہ ہوں کہ جس لوک میں چاہوں جاؤں جہاں مرضی ہو رہوں۔ نہ مہیندر روک سکتے ہیں نہ جم کوبیر ہوں یا برن۔ سب سر آنکھوں پہ جگہ دیں گستاخی معاف بدصورت آدمی کے سامنے جب تک آئینہ نہیں ہوتا وہ سمجھتا ہے کہ مجھ سے بڑھ کر حسین دُنیا کے پردے پہ نہیں۔ مگر جب آئینہ پہ نظر پڑی تو ساری قلعی کھل گئی نشۂ حسن کرکرا ہوگیا صاحب حسن اپنی صورت پر اترا کر کسی کو بُرا بھلا نہیں کہتے۔ دنیا میں جو بدزبان ہے جسے بات کرنے کی تہذیب نہیں اُس سے بڑھ کر میں کسی کو بُرا نہیں سمجھتی جو کم فہم ہے اُسے ... نیک ... کا ... نہیں ... کی طرف

راغب ہوتا ہے دیکھ نہ لیجئے کہ سؤر ہمہ نعمت چھوڑ کر جب ہو گا غلاظت ہی پر منہ مارے گا - عقلمند اور فراست پسند بُری باتوں سے بھی اچھی باتوں کو اسی طرح چن لیتے ہیں جس طرح ہنس پانی سے دودھ کو نکال لیتا ہے ٭

بدلگام لوگ کسی کو سخت و سست کہہ کر اتنا خوش ہوتے ہیں - جتنا سادھو لوگ کوئی خلاف حرف زبان سے نکل جانے پر رنج محسوس کرتے ہیں دنیا میں اس سے زیادہ ٹھکائی کی بات کیا ہے کہ خراب شخص نیک آدمی کو خراب کہے - عضہ ور اور بدطینت آدمیوں سے لامذہب اور کفر پسند لوگ تک پناہ مانگتے ہیں ایمانداروں اور حق پرستوں کا تو ذکر ہی کیا - جو لوگ اپنے فخر خاندان بیٹے کو ترک کرتے ہیں اُن کے یہاں لکشمی رہ نہیں سکتی سارے دیوتا اس کی جڑ کاٹے بغیر نہیں رہتے ایک دن ساری لٹیا ڈوب جاتی ہے - فرزند سے بقائے نسل ہوتی ہے - اسے حیات جاودان کہتے ہیں - ایسے فرزند کو تلانجلی دینا سراسر خلاف بلکہ خون انصاف ہے - پرلن پتی آپ بے اولاد ہیں کوئی نورِ نظر ضوے بصر - چراغ خاندان راحت جان نہیں - جو بے اولاد ہے وہ ہمیشہ ناشاد ہے اس کی کبھی نجات نہیں عیش و عشرت کی کوئی بات نہیں محل کی زینت فرزند سے ہے تاج و نگین کی عزت جگر بند سے ہے دیکھئے کہنے والوں نے کہا ہے ؎

گھر قبر سے بدتر ہے جو فرزند نہیں ہے

یہ وہ ہے عصا پیر جواں رہتا ہے جس سے ‏ یہ وہ ہے نگیں نام و نشاں رہتا ہے جس سے

وہ شمع ہے پر نور مکاں رہتا ہے جس سے ‏ وہ ہے تقویت جان ..... رہتا ہے جس سے

کھوتے نہیں یہ مال زر و مال کے بدلے
موتی بھی لٹا دیتے ہیں اس لال کے بدلے

سمجھ لیجئے کہ کوئی ہفت اقلیم کا تاجدار ہے۔ تو اس میں اندر کی پریوں کا اکھاڑہ جمع ہے۔ لاؤ لشکر کی انتہا نہیں لیکن اس گھر کا چراغ بڑھاپے کا سہارا نہ ہو تو سب مٹی۔ زندگی کا کچھ لطف نہیں۔ میرے پتا جی کنو رشی فرماتے تھے کہ ہر دو من صاحب دیہیم ہوگا فرمانروائے ہفت اقلیم ہوگا ان کی بات جھوٹ نہیں انھوں نے جو کہا ہے وہ برہما کے اکشر کے برابر ہے۔ یاد رکھئے کہ آپ کے بعد یہی چار دانگ عالم میں حکمرانی کرے گا پر دۂ دنیا پر جہانبانی کرے گا۔ حیرت ہے کہ آپ ایسا دھرماتما یوں آنکھوں پر دیوار اٹھا لے۔ سفید کو سیاہ بتائے۔ میرا ضمیر خالص شاہد صداقت ہے مجھ میں یہ بھی طاقت ہے کہ ابھی کلیجے کے ٹکڑے کو کلیجے سے لگائے مہیندر پربت پر چلی جاؤں اور مینکا ماتا کو ساری رام کہانی سناؤں مگر خیال ہے کہ لاکھ آپ میری ہتک کرتے میری راستی پر شک کرتے ہیں مگر پھر بھی پت پرمیشور ہیں اور میں آپ کی داسی۔ ڈرتی ہوں کہ آپ کو پھر ہاتھ ملنا اور پچھتانا پڑے گا تو مجھے دُکھ ہوگا۔ میں ہر حالت میں استری دھرم کو نباہونگی کبھی آپ کا برا نہ چاہونگی۔ اسی سے بار بار اصرار ہے مطلب دلی کا اظہار ہے کہ سو کنوں سے ایک باولی افضل۔ سو باولیوں سے ایک یگیہ اعلےٰ سو یگیوں سے ایک فرزند ہنر اور سو فرزندوں پر ایک راستی کا شرف اگر ترازو میں سو اسمیدھ یگیہ کے مقابل ایک ستیہ تولا جائے تو ستیہ ہی کا پلہ جھکا ملے گا۔ راستی وہ ہے جس کے مقابلہ میں نہ وید خوانی کی کچھ لحاظ ہے نہ تیرتھوں کے اشنان کی اگر آپ نے ستیہ کو آپ

طاق پر بٹھاتے ہیں میری صداقت پر اعتماد نہیں تو بہت اچھا رخصت۔
میں بھی نہیں چاہتی کہ جسے راستی سے لگاؤ ہی نہیں اُس کے ساتھ رہوں
میں تو چلتی ہوں میرے یہ آخری الفاظ یاد رکھئے کہ آپ کے بعد یہی آپ کا
لخت جگر زینت آرائے اور رنگ جہانبانی اور فخر افزائے اعزاز خاندانی
ہو گا۔ یہ کہہ کر شکنتلا نے قدم اُٹھایا ہی تھا کہ فوراً آکاشش سے آواز
آئی ؎

"شکنتلا جلدی نہ کر۔ ذرا ٹھہر ٹھہر"

اے راجہ وشنبت کدھر خیال ہے۔ سرودمن تیری آنکھ کا تارا جان
سے پیارا ہے۔ ماں کا فرض صرف اتنا ہی ہے کہ بیٹے کو اپنے بطن میں امانت
رکھے پرورش پرداخت کو ماں سے کچھ واسطہ نہیں یہ باپ کا فرض ہے اس
لئے تو سرودمن کو لے اور شکنتلا کی قدر منزلت کر یہ تیری رانی ہے۔
تپت برت میں لاثانی ہے شکنتلا کا کہنا ٹھیک ہے پتھر کی لیک ہے۔
جو بد قسمت ہیں وہ بیٹے کو چھوڑتے ہیں اس کی محبت سے منہ موڑتے ہیں تیرا
یہ چراغ خاندان خاندان کا نام روشن کریگا۔ روئے زمین پر حکومت ہو گی
پرتھوی کو اس کے نام سے شہرت ہو گی"۔

جونہیں یہ آواز آسمانی یعنی آکاش بانی گوش زد ہوئی راجہ اور اہل دربار
کا رنگ بدل گیا سب کے دانت نکل آئے باچھیں کھل گئیں۔ راجہ نے اپنے
پروہت اور وزیر سلطنت سے کہا "کیوں کچھ سنا۔ یہ آواز غیب کا کیا منشا
ہے۔ گو میں جانتا تھا کہ سرودمن میرا فرزند ہے۔ اور شکنتلا میری دلبند
مگر اہل زمانہ کی طعنہ زنی کے لحاظ سے میں کانوں پر ہاتھ رکھتا تھا۔ اب

الہام غیبی نے جو بات تھی بتا دی گتھی سلجھا دی پس اب میں کلیجے کے

ٹکڑے کو سینے سے لگاتا ہوں +

یہ کہہ کر راجہ نے سرودمن کو گود میں بٹھا لیا گلے سے لگا لیا شکنتلا سے بولا معاف کرنا ۔ چونکہ ہماری تمہاری ملاقات خفیہ تھی لوگ واقف اسرار نہ تھے لہٰذا میں نے اپنے چیتے گا ئے ۔ فقرے بنائے ۔ جو تم نے مجھے جوش غضب میں کہا وہ میں سُنی ان سنی کئے دیتا ہوں تم بھی میری باتوں کو دل سے دھوڈالو ۔ القصہ دونوں میں صفائی ہو گئی ۔ شکنتلا سے رنواس کی زینت بڑھی ۔ سولھوں سنگار کے سارے سامان ڈھیر ہو گئے ۔ لونڈی باندیوں کا میلہ لگ گیا جو شکنتلا ایک دن جنگل میں پھل پھول توڑتی پھرتی تھی ۔ وہ مہاراجہ دشنیت کی مہارانی ہوئی ۔ سرودمن کا نام بھرت رکھا گیا ۔ آخر راج تلک ہوا ۔ اورنگ حکومت کی تقدیر چمکی فرمانروایان عالم تابع فرمان ہوئے روے زمین پہ حکومت کا سکہ بیٹھا ۔ راجہ بھرت نے بڑے بڑے عظیم الشان جگ کر کے اندر کی بھی آنکھیں نیچی کیں ۔ صرف کنورشی کو اتنی دولت دی جس کا شمار دس سنکھ تھا یہی رشی ہر امر میں مشیر کار تھے ۔ راجہ بھرت کے زمانہ سے پرتھوی کا نام بھرت کھنڈ یا بھارت ورش ہوا اور ان کی نسل ان کی نیکنامی کے طفیل بھرت بنسی کہلائی +

ادھیا ۔ ۲۵

متسودری اور پاراشرجی کا اتفاقِ ملاقات

ودے پائن عرف بیاس جی کی پیدائش کے حالات

راجہ بھرت کی پیدائش اور کارہائے نمایاں کا تذکرہ سن کر راجہ جنمجے بہت ہی خوش ہوئے اور بیشم پائن سے درخواست کی کہ

مہاراج سری ویاس جی کی پیدائش کے حالات بھی بیان فرما کر ممنون توجہات فرمائیں مجھے سننے کا نہایت اشتیاق ہے ؛

بیشم پائن ۔ سنئے راجہ جنمجے ۔ پرو بنس یعنی چندر بنسی راجاؤں میں ایک راجہ بسو گذرے ہیں جن کے دھرم کرم کی دنیا میں دھوم تھی ۔ بس حد ہے کہ راجہ اندر نے اپنا فلک سیر بوان نذر کیا جس پر راجہ ممدوح گندھرب اور اپسراؤں کے ساتھ محو سیر رہتا تھا ۔ چنانچہ اس لحاظ سے عوام الناس اپرچر کے خطاب سے مخاطب کرتے تھے ۔ اس کے تخم ثمر جوانی سے دو گلبن باغ زندگانی بطن ماہی سے زینت آرائے گلشن دارفانی ہوئے ایک دختر ایک فرزند ۔ فرزند کو راجہ نے نگاہ میں رکھا اور دختر کو ملاح کے حوالے کیا ۔ اس کے جسم سے مچھلی کی تو بو آرہی تھی مگر آفتاب حسن خطِ نصف النہار پر چمکتا تھا اور سب اسے متسودری کہتے تھے ۔ ملاح نے اسے یہ خدمت سپرد کی تھی کہ جو کوئی نیک پاک سیدھا سادہ رشی منی جتی بیراگی آئے اس کو کشتی پر سوار کر کے اس کنارے سے اس کنارے

پہنچا دیا کرے چنانچہ اسی شغل میں بارہ برس کا سن وسال ہؤا نو ید رحسن اور بھی باکمال ہوا کسی روز پاراشر جی جمنا کے گھاٹ پر وارد ہوئے پار جانے کی خواہش ظاہر کی ملاح نے متسودری کو کہا جا پہنچا آ +

پاراشر جی کے سوار ہوتے ہی کشتی روانہ ہوئی متسودری کو دیکھا تو پاراشر جی کے منہ میں پانی بھر آیا دریائے عشق میں غوطہ کھانے لگے کشتی صبر منجدھار میں ڈگمگائی۔ جب تاب ضبط نہ رہی تو متسودری سے بولے:۔

دل اختیار سے باہر ہے۔ صبر و شکیب جواب دے گئے اب ضبط کا یارا نہیں تیرے حسن دلفریب نے بے قابو کر دیا +

متسودری۔ یہ آپ کیا فرماتے ہیں۔ میں ذراسی چھوکری ایسی باتیں کیا جانوں۔ اِدھر اُدھر کے گھاٹوں پہ آدمیوں کا میلہ ہے اس پہ دن کا وقت آپ کو خیال کیا ہے ؟

پاراشر۔ تو فقط ”بہت اچھا جو مرضی“ کہہ دے باقی میں سب انتظام کرلونگا مجال کیا جو کوئی دیکھ بھی سکے +

متسودری۔ مانا کہ اس وقت اونٹ کی چوری نہوڑے نہوڑے ہوگئی گلیھا میں گڑ پھوٹ گیا مگر پاؤں بھاری ہوگیا تب کیا ہوگا اس وقت کسی کے سامنے کیسے آنکھیں ہونگی۔ جو ہوگا تھوکے گا۔ ہنسے گا +

پاراشر جی۔ اس بات سے بھی اطمینان رکھ۔ پیٹ رہ بھی جائے تو تیرے علاوہ اور کسی کو خواب میں بھی علم نہ ہوگا۔ میں ذمہ وار ہوں +

متسودری۔ بھلا سنئے تو کہاں آپ رشی مہاراج ساکشات دیوتا کہاں

میں ایک ملاح کی چھوکری - اس پر تمام بدن میں مچھلی کی بساہند - سب لوگ تو مجھ سے گھناتے ہیں دور بھاگتے ہیں کہ ناک نہ سڑ جائے - دماغ نہ بگڑ جائے آپ کو یہ کیا ہوا سمائی ہے +

پاراشر جی - مجھے سب بھید معلوم ہے تجھے نہ معلوم ہوگا کہ تو کس کی لڑکی ہے مگر یہاں رتی سے ریزہ تک علم ہے - تو کچھ بساہند وساہند کا خیال نہ کر - میرے بدن سے چھُوا اور بس عطر کی لپٹیں آنے لگیں - صندل کی خوشبو پھیل گئی - تو مطلق نہ گھبرا - غنچۂ عصمت بھی مُنہ بندھی کلی بنا رہے گا تاریکی بھی ہو جائیگی خلاصہ یہ کہ کسی بات کے اندیشے کی جگہ نہیں ہے بس کہہ دے وہ کہ سرِ تسلیم خم ہے" +

یہ کہکر رشی نے ادھر نظر اٹھائی تو زمین کو کہرے نے چھا لیا وہ گھٹا ٹوپ تاریکی ہوئی کہ ساحل تو ساحل کشتی پہ ہاتھ کو ہاتھ نہ سجھائی دیتا تھا - ستیوودری نے رشی کا یہ کمال دیکھا تو کانپ اٹھی نازک دل پہ جوڑی سی چڑھ گئی تھرتھراتی ہوئی بولی +

رشی جی مہاراج روح لرز رہی ہے - آپ کا یہ بیج اوپر اوپر جانے والا نہیں ضرور حمل رہیگا اور پھر میں کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہونگی +

پاراشر جی - یقین رکھ کہ حمل ہوگا تو صرف تو ہی جانیگی اور کسی کے فرشتوں کو بھی خبر نہ ہوگی - یہ بھی سمجھ کہ اگر مجھ سے حمل رہا تو وہ لڑکا پیدا ہوگا جس کا سا عالم و فاضل نہ پیدا ہوا نہ اب ہے نہ آیندہ ہوگا - علم و فضل اُس کی ذات پر ختم ہونگے +

ستیوودری - بالکل کمسن بارہ برس کی عمر تھی رشی کے رعب میں

آگئی سراپ سے ڈری - آخر راضی برضا ہو گئی +

پاراشر رشی بہت خوش ہوئے بردان دیا کہ آج سے بدن کی بدبو زائل ہو خوشبو ایک جوجن تک دماغوں کو معطر کرے اور جو فرزند پیدا ہو وہ صاحب فضل وکمال اور فخر کاملین ماضی وحال واستقبال ہو - یہ دعا دے کر رشی تو اس پار سے اس پار اتر گئے متسودری کے رونگٹیں رونگٹیں سے عطر کی لپٹیں آنے لگیں رگ رگ نافہ مشک کا کام کر گئی بس حد ہے کہ کہاں تو متسودری نام تھا کہاں جوجن گندھا (یعنی ایک جوجن تک خوشبو پھیلانے والی) کا خطاب زبانزد خاص وعام ہو گیا +

آخر بیاس کا ظہور ہوا - علمی دنیا میں عالم نور ہوا جونہی بیاس جی زمین پر گرے جنگل کی ہوا سمائی بن کی طرف قدم اٹھا دئے متسودری نے کہا -

وہ جگہ بند جگہ پیوند - بھلا ایک نظر تو دیکھ لیتی کہ کلیجہ میں ٹھنڈک پڑ جاتی +

ویاس جی - ماتا جی اس وقت میں نہیں ٹھہر سکتا - سیدھا جنگل میں جانے دیجئے تپ کے سوا مجھے پل مارنے کی فرصت نہیں ہاں جب کبھی آپ یاد کریگی میں بال باندھا فوراً حاضر ہونگا - جب کوئی ضرورت ہو بے تکلف دھیان کر لیجئے گا میں یہیں ہونگا جو دکھ درد ہوگا اس کے رفع کرنے کا میں ذمہ دار - آپ بے فکر رہیں +

ویاس جی نے یہ کہا اور جنگل کی طرف سیدھیاں بھریں - ویاس جی کا اصل نام دوے پائن تھا - یہ اس لئے کہ وہ جمنا جی کے ٹاپو میں پیرائے ظہور سے آراستہ ہوئے تھے جب انہوں نے اپنا سے روزگار کے فوائد دینی و دنیوی کو مد نظر رکھ کر ویدوں کی تعلیم عام کی وید کی تعلیم کو ضروری حصوں میں منقسم کیا - اٹھارہ پوران تصنیف [illegible] بیان [illegible] نام [illegible] پائی -

ویاس جی وِشن اوتار کے زمانے کے مشہور رشی ہیں۔ مہابھارت میں بھی حالات تاریخی کے سلسلے میں ویدوں کا لب لباب حوالۂ قلم اعجاز رقم کیا ہے +

ادھیائے ۲۶

راجہ مہابُھک اور گنگا جی کی باہمی محبت اور بھیشم پتامہ کی پیدائش کے تمہیدی حالات

لوم ہرشن جی راجہ دیوبرت کی پیدائش کا حال سناتے ہیں جن کو اہل زمانہ بھیشم پتامہ کے خطاب سے ملقب فرماتے ہیں +

رشی جی کی رطب اللسانی ہے کہ راجہ اکشواک سورج بنس کا آفتاب تھے ان کی نسل میں راجہ مہابُھک ایسا ست بادی گذرا ہے کہ باید و شاید۔ رعایا کے مقابلہ میں اولاد کی کچھ حقیقت نہ سمجھتا تھا۔ بندگانِ خلائق کے لئے جان تک چلی جاوے تو باشد۔ اسمید جگوں کا تانتا لگا دیا۔ خیر و حسنات کا دریا بہا دیا۔ جب سرگ کی راہ لی تو اندر اور اور دیوتاؤں نے ہاتھوں ہاتھ لیا خوب آؤ بھگت کی +

ایک روز برہمہ سبھا کا اجلاس ہؤا تمام دیوتا رونق افروز انجمن ہوئے دیوتاؤں کی استریاں بھی جلوہ فگن تھیں۔ جن میں گنگا جی کے حسن و جمال کا نور مہابھک راجہ پر موہنی ڈال گیا۔ آج تک ایسا جمال جہاں افروز نظر سے نہ گذرا تھا پس ٹکٹکی بندھ گئی نظر چہرے پر جمی تو وہیں کی ہو رہی۔ برہمہ سبھا کے رونق افروز بھائے

گئے تاڑنے والوں نے تاڑ لیا کہ یہ ٹکٹکی خالی از علت نہیں۔ برہما برافروختہ ہوئے اور کہا:۔

ہیں یہ گستاخی۔ یہ سوء ادبی۔ نہ کسی کا پاس نہ لحاظ۔ تم اس مجمع پاک میں بیٹھنے کے لائق نہیں۔ بس سزا یہی ہے کہ دنیا میں جا قالب خاکی میں عمر گذارو +

راجہ مہا بھک سخت نادم ہوا شرمندگی سے گردن جھک گئی۔ آخر برہما کا قول صادق ہوا یعنی قالب خاکی پھر گلے پڑا مگر اگلے جنم میں کام نیک کئے تھے اس لئے برہماجی نے فرمایا تھا کہ راجہ پرتیپ کے یہاں ولادت ہوگی اور تاج عالمگیری زینت سر ہوگا +

راجہ مہابھک بھی بڑا شکیل وجمیل تھا گنگاجی اس کی صورت پر فریفتہ ہوگئیں راجہ پر برہماجی کا عتاب ہوا تو ان کے دل پر چوٹ لگی کہ ہائے غریب میری بدولت مارا پڑا۔ اس کے ساتھ رفاقت کرنا فرض ہے اور اس کی مطلب برآری کی کوشش لازمی۔ جب محفل برخاست ہوئی۔ گنگاجی بھی اپنے پتا برہماجی سے اجازت لے کر وہاں سے رخصت ہوئیں۔ راہ میں دیکھا تو آٹھ بسو منہ لٹکائے۔ سر جھکائے بیٹھے ہوئے نظر آئے پوچھا:۔

کیوں کیوں! خیریت تو ہے۔ چہرے پر فکر وتردد کے آثار ہیں کوئی وجہ؟

آٹھ بسو۔ کیا کہیں۔ بڑا قصور ہوگیا۔ بششٹ جی برہماجی کے فرزند ارجمند ہیں وہ اپنی فرائض پرستش میں مشغول تھے۔ ہم نے کچھ خیال نہ کیا۔ آنکھیں بند کئے ... آنندی ... گنگا ...

جوشِ غضب میں فرمایا کہ

کیا اندھے بن کر آنکھوں پر پٹی باندھے گھومتے ہو جیسے کچھ سجھائی ہی نہیں دیتا - اچھا پھر مزہ بھی چکھو - دنیا کے جال میں پھنسو بشسٹھ جی کا سراپ تو تیر بہدف ہے نشانہ بیچ نہیں سکتا - ہم راضی برضا ہیں - لیکن التجا ہے کہ دنیا میں پیدا ہوں تو کس کے بطن سے - اگر آپ منظور فرماویں تو ہم بطن اقدس میں پیدا ہوتے ہیں اگر آپ کی نظر توجہ ہو جائے تو ہماری نجات میں بھی شک نہیں - آپ کے بطن میں جگہ پانے سے ہماری بیڑیاں بہت جلد کٹ جائینگی +

//

گنگا جی - اچھا منظور مگر ہاں ایک بات ہے تم میں سے ایک کو ضرور دنیا میں قیام رکھنا پڑیگا وجہ یہ کہ اگر میں نے سب کو نذرِ آب کر دیا تو مجھے اولاد پیدا کرنے سے حاصل - اولاد پیدا کی اور نام دنیا میں نہ رہا تو فائدہ - جس بسو کا نام دیو تھا اس نے سر قبول جھکا دیا مگر یہ بھی کہا کہ رہنے کو تو دنیا میں رہونگا - لیکن ہستی کا جھنجھٹ نہ ہوسکے گا - نہ شادی بیاہ سے کاٹھ میں پاؤں دینا قبول ہے - زنجیر تعلق سے آزاد رہونگا بھگوان کی یاد کرونگا بس +

گنگا - خیر جو مرضی ہا پیارے دیو - دیکھ لینا میرے بطن سے پیدا ہونے کا کیا پھل ملتا ہے - سنو تو سہی تم ایسے صاحب اقبال صاحب جلال صاحب قدرت و صاحب طاقت ہو گے کہ کوئی بہادر طاقتور سے طاقتور کیا مجال کہ سامنا کر سکے - اور جب تک دنیا قائم ہے تب تک نام رہے +

ادھیائے ۳۷

گنگاجی کی راجہ پرتیب کے یہاں رونق افروزی۔ راجہ شانتنو کا جوش عشق شرائط کے بعد شادی میمنت آبادی

چھتیسویں ادھیائے کے سلسلے سے لوم ہرشن رشی فرماتے ہیں کہ راجہ پرتیب نے برہماجی کی بددعا سے پھر قالب خاکی میں ظہور کیا۔ گنگاجی میں اشنان کرنے کی دھن رہتی تھی۔ چنانچہ کسی روز راجہ موصوف کو سری ہردوار میں اشنان کرنے کا اتفاق ہوا۔ یہ گنگا گھاٹ پہ جا بیٹھے۔ گنگا گھاٹ پر جا بیٹھے اور گنگاجی کی موہنی مورت سوہنی صورت کے تصور میں محو ہو گئے۔ دفعتہً راجہ عالم محویت سے چونک پڑا۔ دیکھا تو ایک حسینہ سولھوں سنگار سے آراستہ اور ہر صفت عروسی سے پیراستہ زانو پہ رونق افروز نظر آئی۔ دل بھڑک اٹھا دل کی کلی کلی کھل گئی۔ دل بے قابو ہو گیا مگر ضبط سے کام لے کر پوچھا اے پیاری تو کون ہے۔ اس موہنی مورت پر قربان۔ سوہنی صورت پر نثار +

جواب! میں گنگا ہوں۔ جس کے دریائے حسن کی لہریں دیکھ کر دیوتاؤں کی کشتی تذبذب بھی گرداب عشق میں ڈگمگاتی ہے۔ دل کی لہر اور اپنی موج سے آئی ہوں کہ دریائے محبت میں ڈوبے ہوؤں کی ڈوبتی ہوئی ناؤ کنارے لگاؤں اور ان کے ارمان نکالوں

راجہ پرتیپ - تم میری لڑکی کے برابر - آنکھ کی پُتلی کے مدمقابل اس پر لطف یہ کہ دائیں زانو کو جلوہ افروزی سے عزت بخشی جو بیٹی کے واسطے موزوں ہے نہ کہ اور کسی کے لئے جس سے اور تعلق ہو اس کی نشست کے لئے بایاں زانو ہے نہ کہ دایاں - پس مجھے لازم ہے کہ تمہاری شادی اپنے فرزند سے کر دوں جو اوصاف میں فائق اور سچ مچ تمہارے لائق ہے *

راجہ مہابھک جس کا ذکر ۲۶ ویں ادھیائے میں آ چکا ہے - اور جس کا دلی تعلق گنگاجی سے ہو چکا تھا - راجہ پرتیپ کے یہاں پیدا ہو چکا تھا راجہ نے اس کو شانتنو کے نام سے ملقب کیا اور یہی وہ صاحب قسمت تھا جس کی آرزو پوری کرنا گنگاجی کو منظور خاطر تھی *

دلوں کی دبی ہوئی محبت عرصے سے کلسی کی آگ بنی شانتنو کی جو ہیں نظر پڑی وہ بے قابو ہو گیا - دبی ہوئی محبت ایک نیم نگاہی کی ادا ہی کے ساتھ ساتھ اُبھر آئی وہ فریفتہ ہی نہیں ہوئے - بلکہ شادی کی گھڑیاں اور راتوں کو ستارے گننے لگے *

لیجئے شادی کی مبارک گھڑی آ گئی - سب ٹھاٹھ باٹ درست ہو گئے - جس وقت گٹھ بندھن کا موقع ہوا - گنگاجی نے فرمایا:-

گڑیوں کا سا بیاہ نہ کیجئے - پہلے ذرا میری سن لیجئے - ورنہ سب آڈمبر بیکار *

شانتنو - نہیں نہیں اشوق سے میری پرن ظاہر کرو دل میں نہ رکھو *

گنگاجی - بشرط شادی کروں گی کہ جو اولاد پیدا ہو اس کو خدا

میں کچھ ہی کروں آپ کو بولنے یا ٹوکنے کا اختیار نہیں۔ نیز جب تک آپ میری نگاہ میں چلینگے کہنا کرینگے تب تک میرا اور آپ کا تعلق۔ اگر کوئی امر میرے خلاف مزاج ظہور میں آیا۔ بس رشتہ شکست۔ رسم وراہ انقطہ میں فوراً ہی تنکے کی طرح تعلق توڑکر چلتی پھرتی نظر آؤنگی۔ مروت محبت کا کچھ لحاظ نہ ہوگا*

شانتنو۔ راجکمار پر حسن وجمال نے وہ طلسم کیا تھا کہ دل پر کسی طرح قابو ہی نہ تھا فوراً سب باتیں منظور کیں اور قصہ کوتاہ شادی ہوگئی سرگ کی پرمھ سبھا میں مہابھک کے دل میں جوش محبت پیدا ہوا تھا اس کا یوں انجام بخیر ہوا۔ شانتنو اور گنگاجی دونو ایسے محبت میں ڈوبے کہ گل وبلبل۔ کبک وقمر۔ سرو قمری۔ شہد ومگس۔ آب وماہی کا جوش عشق مات کر دیا۔ دونو ہر وقت ایک دوسرے کو آنکھوں کے سامنے رکھتے نظر سے اوٹ نہ ہونے دیتے آوازۂ محبت چار دانگ عالم میں گونج رہا تھا*

ادھیاے ۲۸

بھیشم پتامہ کی پیدائش راجہ شانتنو اور گنگاجی سے مفارقت

گنگاجی راجکمار شانتنو کے رنواس کی زینت تھیں آغوش محبت میں جگہ پائی تو آٹھ فرزند تولد ہوئے۔ سات لڑکے جو ہیں پیدا ہوئے۔ گنگاجی نے ایک ایک کو گنگا جل میں ڈبو دیا اور اُف نہ کی۔ شانتنو کا کلیجہ تڑپ جاتا تھا کہ ہائے کلیجے کے ٹکڑوں کا یہ حال ہے ان کی ماتا کا یہ انکا گنگ

مگر شرط کا خیال تھا قول و قسم کی پابندی تھی اس لئے دل ہی دل میں کڑھ کر رہ جاتا تھا زبان سے ایک حرف نہ نکالتا +

جب آٹھواں فرزند عالم شہود میں آیا۔ شانتنو سے نہ رہا گیا۔ بولا اب تحمل کی طاقت نہیں ہر مرتبہ آنکھ کے تارے کو تمہارے ہاتھ سے ڈوبتے دیکھا نہیں جاتا۔ ناگن بھی اپنے بچے کو نہیں ڈستی۔ سخت بے درد ہو۔ ڈائن بھی ایک گھر چھوڑ دیتی ہے تم اپنے کلیجے کے ٹکڑوں ہی کی جان کی پیاسی رہتی ہو۔ اب کے یہ لڑکا نہ ضائع ہونے دونگا۔ سات کو تم موت کے منہ میں جھونک چکیں میں نے دم نہ مارا۔ سانس ڈکار نہ لی۔ جو کچھ گذاری اپنے دل پہ۔ اب پرمیشور کی دین پہ لات نہیں ماری جاتی۔ اولاد کے ہوتے لاولدی کا داغ گوارا نہیں۔ جو بے اولاد ہوتا ہے۔ اس کو جیتے جی بھی نرک مرنے پر بھی نرک۔ پس چاہے خفا ہو چاہے خوش اب کی مرتبہ تمہاری ایک نہ چلنے دونگا۔ خبردار! لڑکے کو پانی میں نہ بہانا +

گنگا جی بولیں کہ بس شرط پوری ہو گئی۔ آپ کو ٹوکنے یا بات روکنے کا مجاز نہ تھا آپ سے زبان نہ دابی گئی۔ خیر۔ بالخیر شما بسلامت۔ یہ لیجئے اپنا بیٹا میں رخصت۔ میں اپنے فرض سے سبکدوش ہوئی۔ اب آپ جائیں اور آپ کا کام مجھے آپ سے کچھ سروکار نہیں +

شانتنو نے یہ بات سنی تو ہوش اڑ گئے حواس جاتے رہے کیسین بادیں ہاتھ جوڑنے لگا۔ قدموں پہ سر رکھ دیا۔ غرض جانبین کے برتاؤ پر شعر ذیل حسب حال تھا۔ ؎

ادھر سے کیا نہیں منت نہیں کہ پیار نہیں
ادھر سے ایک نہیں ہو نہیں طرار نہیں

راجہ کی خوشامد گرم توے کی بُوند ہوگئی ۔عرض و معروض چکنے گھڑے پر کا پانی ہوگیا۔ گنگاجی کے جو دل میں سمائی پتھر کی لیک تھی۔ وہ قول سے نہ پھریں جو کہا تھا کر کے دکھا دیا نظر پھیری تو بس سُرگ میں جا پہنچیں۔ لڑکا شانتنو کے پاس رہا۔ پہلے دیو برت نام تھا پھر بھیشم ہوا۔ اور جب باپ کی رفاقت میں عمر بھر شادی نہ کی تو پتامہ کا خطاب ملا۔ برمہاجی دنیا بھر کے پتامہ کہلاتے ہیں اس لئے کہ وہ بانی کائنات ہیں۔ بھیشم پتامہ ٹرائض سعادتمندی سے کنوارے رہے کوئی اولاد پیدا نہ کی اس وجہ سے ان کو پتامہ کا خطاب ملا۔ ہندو جب بزرگوں کا شرادھ اور ترپن کرتے ہیں تو بھیشم پتامہ کا نام بھی شریک کیا جاتا اور حصہ دیا جاتا ہے۔ ایک طرف برمہا خالق مخلوقات ایک طرف بھیشم لاولد ہر ہندو کا فرض ہے کہ دونو کو پتامہ سمجھ کر عزت کرے +

راجہ شانتنو کے جو آٹھ فرزند ہوئے وہ وہی آٹھ بسو تھے جن کا ذکر اگلے ادھیائے میں آچکا ہے۔ ۷ بشو یعنی ۷ لڑکوں کو تو حسب مرضی خاص گنگاجی نے نذر آب کیا آٹھویں بسو کے لئے انہوں نے فرما دیا تھا کہ دنیا میں رہے چنانچہ اس کا ظہور بھیشم پتامہ کے جامے میں ہوا جن کی شہرت تاریخی دنیا میں جاودانی ہے۔ جس وقت گنگاجی رخصت ہوئیں انہوں نے فرمایا کہ

راجہ شانتنو۔ جن کو تم اپنے فرزند سمجھتے ہو وہ آٹھ بسو تھے میں نے انہیں کی خاطر تمہاری آغوش تنگ کی پروا کی تھی۔ سات بسو تو سرگ میں اپنی راہ لگے گئے۔ آٹھواں بسو تم کو سونپے جاتی ہوں۔ اسے جان کی طرح رکھنا یہ ایسا طاقتور ہوگا کہ زمانہ لوہا مانے گا۔ مجال کیا کہ کوئی آنکھ بھی

اٹھاسکے یہ وہ ہوگا جو تمہارے نام کو تمہارے خاندان کے نام کو روشن کرے گا اور زمانے میں اس کے کارنامے نمایاں یادگار ہی نہ ہونگے بلکہ عوام الناس اپنے بزرگوں کا سرتاج سمجھینگے۔ ایک مرتبہ اس نے بارنی رشی کی گائے اُڑالی تھی۔ اس کی سزا یہ ملی کہ دنیا میں رہنا پڑیگا مگر عذاب و ثواب کچھ ہوں ہر حال میں اُس کا سامر و میدان۔ بہادر۔ جری شجاع نہ ہوا ہے نہ ہوگا۔ ہر موقع پر فتح لبستہ فتراک رہیگی اور اس کے آگے ہمیشہ ظفرمندی کا ڈنکا بجیگا۔ یہ فرماکر گنگا جی تو نو دو گیارہ ہوگئیں اور شانتنو کلیجہ مسوستا ہاتھ ملتا رہ گیا۔

ادھیائے ۲۹

نتسودری اور راجہ شانتنو کی شادی

گنگاجی جب شانتنو کو داغ مفارقت دے گئیں اور دیوبرت دالمعروف بہ بھیشم پتامہ) اپنے لختِ جگر کو یادگار چھوڑ گئیں تو راجہ شانتنو پر جو گذری اُنہیں کا دل جانتا تھا نہ دِن کو چین نہ رات کو آرام ہر وقت بے قراری۔ ہر لحظہ آہ و زاری۔ خواب و خور حرام۔ نہ صورت راحت نہ شکل آرام وزرائے سلطنت و امرائے حکومت نے بہت پاپڑ بیلے خوب کوشش کی تب بمشکل ذرا بے چین دل بہلا۔ اور دل کی تڑپ کلیجے کی ٹیس کم ہوئی۔

راجہ شانتنو اپنے خاندان کا فخر ہوا۔ عقل کلیہ پڑھتی تھی۔ راست گوئی گھٹی میں پڑی تھی۔ رعایا پروری میں نظر نہ رکھتا تھا اور آفتاب اقبال ایسی

بلندی پر تھا کہ بدر کی نگاہ بھی کام نہ کرتی تھی - اوصاف ہمہ صفت موصوف تھے - خصائل و فضائل مشہور و معروف تھے حتے کہ مہاراج ادھراج یعنی شاہنشاہ عالم پناہ کا خطاب حاصل کیا سلاطین زمانہ آستان دولت پہ سر جھکاتے اور اورنگ حکومت کے سامنے تاج جہانبانی اتارتے تھے ہستنا پور بیت الحکومت تھا وہیں پایۂ تخت سلطنت تھا شعاع اقبال سے زمانہ منور - آفتاب جلال کے سامنے خورشید انور بمنزلۂ شرر تھا اتفاق کی بات کہ کسی روز راجہ شانتنو سیر و شکار کی تفریح سے دل بہلاتے گنگا کے کنارے پہنچے ایک تو پانی کمر کمر تک تھا - سوچے کہ کشتی کی کیا ضرورت یوہیں اس پار سے اس پار ہو جائینگے یہ خیال جتنے ہی گنگا جی میں اتر گئے اور دوسرے ساحل کی طرف رخ کر دیا - چلتے چلتے بیچوں بیچ میں پہنچے تو ایک لڑکا کھڑا ہوا نظر آیا - چہرہ مہرہ پر تنویر صورت بدر کامل کی تصویر ہاتھ میں تیر ہے کمان ہے کچھ عجب آن بان کچھ نرالی ہی شان ہے - پانی دیکھا تو تھما ہوا تھا اور رہی رنگ جما ہوا تھا - اس حیرت خیز نظارے سے راجہ گرداب حیرت میں پھنسا تھا کہ یکایک گنگا جی نمودار اور نور افروز پردۂ انوار ہوئیں ؛

راجہ نے دیو برت کو پہچانا نہ گنگا جی کو وہ دونو کو دیکھ کر تصویر حیرت بن گیا اور مطلق خیال نہ گذرا کہ ایک دل کی مالک ہے اور ایک کلیجے کا ٹکڑا آخر گنگا جی نے خود مخاطب کر کے فرمایا کہ

راجہ صاحب یہ وہی آپ کا آٹھواں فرزند ہے جس کی وجہ سے آپ نے مجھے ترک تعلق کیا ہے وہ آپ کا فرزند دلبند آپکے سامنے

اندرجی نے بھی دھنش بان کو ہاتھ سے پھینک دیا۔ صاحب طاقت
ہی نہیں صاحبِ لیاقت ہی نہیں۔ عالمان زمانہ میں فرد یگانہ راج
دھرم میں یکتائے زمانہ ہوگا برہسپت جی اور شکرجی سے تمام علوم
پر عبور حاصل کیا ہے۔ شستر بدیا پرسرام جی نے سکھا کر استاد
زمانہ بنا دیا ہے لیاقت وفراست دانائی وتوانائی ہیں آج اس کا نظیر
وعدیل نہیں ہر علم وفن ہر ہنر وکمال میں اس کی طرح کا کوئی فارغ التحصیل
نہیں +

گنگاجی کی یہ باتیں سن کر جیسے راجہ شانتنو کی آنکھیں کھل گئیں
گویا سوتے سے جاگ اٹھا دیکھا تو ایک وہی گنگاجی ہیں جن کے جوش
عشق میں اس کا دل گرفتار دام محبت رہا تھا اور پھر جن کے ناوک فرقت
کی خلش سے اس وقت بھی کلیجے کی تڑپ بدستور قائم تھی۔ دوسرا
وہ کلیجے کا ٹکڑا۔ جو سات آنکھ کے تاروں کے غروب ہو جانے
پیاس سے آفتاب کی طرح ڈوبنے نہ دیا تھا۔ گنگاجی کو دیکھ کر ان
کا کلیجہ ہاتھوں بڑھ گیا دل کا آنند کیا تھا قابل بیان نہیں۔ خون
کی محبت نے بے قابو کر دیا دوڑ کر راحتِ جاں دیوبرت کو کلیجے
سے لگا لیا اور مکان میں لے گئے۔ دیوبرت بہمہ صفت موصوف تھے
لیاقت کلمہ پڑھتی تھی۔ راجہ نے ولیعہد اور نگین تاج سلطنت بنا لیا۔
امور ملکی میں ان کی مشورت تیر بہدف ہوئی عظیم الشان سلطنت کا ایک
معقول جزو سایۂ دامن دولت میں گلزار ہوا دیوبرت عاقلانِ زمانہ کیا
فائق کاملین لیاقت میں سب سے لائق تھے۔ رحم وکرم میں لاجواب
رعیت پروری وحاجت نوازی میں آپ آفتاب لیاقت ... میں آپ

ہی اپنی نظیر اور حد درجے کے شور بیر تھے۔ اوراق آئندہ میں
ان کے کارنامے نمایاں وادصاف شایاں بہت کچھ جلی قلم اور
آب زر سے لکھے جانے کے مستحق ہونگے۔ اس لئے یہاں صرف اسی
بات پر بخل سخن وکوتہ قلمی سے کام لیا جاتا ہے کہ یہ اوراوصاف کے
علاوہ سعادتمند بھی ایسے تھے کہ نہ کبھی ہوا نہ ہوگا۔ شرون ایسے
سپوت سے بھی سبقت لے گئے۔ بچے سے جوان ہوئے جوان سے
بڈھے ہوئے مگر صرف باپ کی خاطر بیاہ نہ کرنا تھا نہ کیا۔ یہ کیا جیتے جی
جانا ہی نہیں کہ عورت کیا چیز ہوتی ہے۔ عورت میں کیا سرخاب کا
پر ہے قدرت نے عورت کو مرد کے لئے کیوں پیدا کیا۔ مردوں کو
عورت کی کس لئے ضرورت ہوتی ہے۔ ایک طرف تو راج کے سکھ
دوسری طرف بھگونت بھجن نہ گرہست آشرم میں بال بھر خلل نہ الیشر کی
ارادھنا میں خیالات دنیوی کا دخل دعمل۔ صنددین میں وہ کام کرتے
تھے جو دوسرے سے ممکن نہ تھا۔ نفس امارہ کو زیر اور اندریوں پر دل
کو سیر کرکے وہ تپ کیا ایسے برت کئے کہ دیوتاؤں کے جی چھوٹ
گئے مرتاضان عالم کے وضو ٹوٹ گئے +

اتفاق کی بات۔ ایک روز راجہ شانتنو کو سیر وشکار کی ہوا سمائی تو۔
سیدھے جمنا کے کنارے پر پہنچے وہاں عالم ہی اور تھا۔ وہ خوشبو پھیلی
ہوئی وہ مہک آرہی تھی کہ دل پھڑک گیا اسی طرف سمند عزم کو اٹھا دی
جدھر طبلہ عطار کی لپٹیں آرہی تھیں۔ جب ٹھکانے پر پہنچے تو حیرت میں
رہ گئے۔ کہ ہیں ایک نور کی تصویر میں نافہ مشک کی عطر بیزی کیسی۔
راجہ کی جس پر نگاہ پڑی تھی وہی [illegible] تھی جس کا ذکر [illegible]

میں آچکا ہے۔ یہ جمنا کے کنارے پیرایۂ حسن سے آراستہ و پیراستہ کھڑی کشتی پر جمال کا دریا بہا رہی تھی اور ملاح جس نے پالا پوسا تھا پرورش و پرداخت کی تھی۔ چند قدم کے فاصلے پر موج کر رہا تھا۔ راجہ نے جونہی وہ مرقع حسن دیکھا دل ہاتھ سے جاتا رہا۔ بے ساختہ طبیعت آگئی۔ دل بے قابو ہوا۔ ٹکٹکی بندھ گئی۔ بوئے عنبر بیز نے مشام جاں معطر کرتے ہی جوش عشق کے لئے سونا اور سوگندھ کی کہاوت صادق کی۔ ملاح طرز نگاہ سے بھانپ گیا۔ قیافہ سے تاڑ گیا کہ رنگت اور ہے۔ دو ہاتھ جوڑے ہوئے سامنے آیا۔ قدموں پر سر جھکا دئے اور گذارش کی۔ مہاراج! کیا آگیا۔ کیا حکم۔ کیا ارشاد ہے؟

راجہ شانتنو۔ کچھ نہیں صرف ایک +

ملاح۔ آپ جان و مال کے مالک ہیں۔ حکم کے سامنے سر کوئی چیز نہیں جان تک قدموں پر تصدق +

راجہ شانتنو۔ اگر ایسی ہی راج بھگتی ہے تو اس زہرۂ چرخ خوبی و مشتری برج محبوبی کو ہمیں سونپ دو۔ کلیان کا کلیان اور احسان کا احسان +

ملاح۔ مہاراج۔ کہاں آپ راجوں مہاراجوں کے سرتاج۔ کہاں میں ملاح غریب و محتاج مگر یہ آپ کی عاجزنوازی تھی کہ آپ نے میری چھوکری کو شاہنشاہی عظمت کی نظر سے دیکھا۔ تنو دری کے زہے نصیب۔ میرے اہو بھاگ مگر میں خدمت میں گستاخ نہیں ہو سکتا پھر بھی کہونگا کہ میں کملی کا پیوند پھول اور خار سے نسبت کیا معنی۔ کہاں ذرہ کہاں خورشید۔ کہاں ریزۂ خاک کہاں ناہید میں اس تعلق کو جائز نہیں سمجھتا۔ یوں آپ مالک ہیں اگرچہ رضا سے ہو رہے ہے اگر میں ہو سکے حکم کا مگر [illegible]

نہیں ۔ آپ کا سوال آپ کی شان کے خلاف ہے ۔ راجہ شانتنو اس
جواب پر خاموش ہو گئے خاموش ہی نہیں ہوئے بلکہ چُپ چاپ گھر کو
پلٹ پڑے ۔ لیکن محبت کی جو آگ دل میں بھڑک رہی تھی وہ دبانے
سے نہ دبی بلکہ اور تیز ہوتی گئی ۔ دن ہے یا رات صبح ہے یا شام کسی وقت
ستیوتی کی صورت نگاہ سے اوجھل نہیں ہوتی ۔ آنکھ جھپکی اور وہ
تصویر سامنے پلک کھلی اور مرقع جمال آنکھوں کے آگے ۔ عشق کی
رنگت اور ہوتی ہے محبت کے ڈھنگ ہی نرالے ہیں ۔ راجہ نے
لاکھ چھپایا مگر بھانپنے والے قیامت کی نظر رکھتے ہیں +

تاڑ جاتے ہیں تاڑنے والے

دیوبرت (بھیشم پتامہ) سمجھ گئے کہ ضرور کچھ دال میں کالا کالا ہے ۔ یہ چہرے
کی زردی ۔ آنکھوں کی تری بے وجہ نہیں ۔ راجہ شانتنو سے کہا
کہ پتاجی آخر معاملہ کیا ہے ۔ مجھ سے تو فرمائیں ۔ میرے ہوتے آپ
فکرمند ہوں ۔ مجھے طاقت برداشت نہیں ۔ میری موجودگی میں آپ کو
تکلیف ہوئی تو زندگی پر تُف ۔ حیات پر تین حرف +

راجہ شانتنو ۔ لختِ جگر ۔ نورِ نظر کیا کروں ۔ ستیوتی پر طبیعت آ گئی
ہے ۔ دل پر قابو نہیں ۔ جب تک وہ رانی اس کی زینت نہ بنے تب
تک چین نہیں ۔ اسی کوفت میں جان گھل رہی ہے ۔ اسی گپتی چوٹ سے
دل بے قرار رہتا ہے +

دیوبرت ۔ بس اتنی سی بات ۔ واہ میں تو سمجھا تھا کہ ایشور نہ کرے کوئی
مہم عظیم ہے کوئی دور از امکان بات ہے ۔ لیجئے میں ابھی جاتا ہوں اور
ٹھیک ٹھاک کئے آتا ہوں ۔ یہ کہہ کر دیوبرت جی اٹھے چند

مشیران با اخلاص و وزیران خاص کو ہمراہ لیا اور سیدھے ملاح کے پاس پہنچے ۔ تو اِدھر اُدھر کی باتوں کے بعد ذکر چھیڑا کہ کیوٹ جی تمہارے بھاگ جاگ گئے ۔ تمہاری دخترِ نیک اختر کا ستارہ بلند ہو گیا راجہ شانتنو کی اُس پر نظر پڑی ۔ بس تمہاری اقبال مندی اور اس کی سربلندی میں کیا شک ؛

ملاح ۔ آپ کا فرمانا تو درست ۔ مگر غور تو فرمائیے ۔ کہاں راجہ بھوج کہاں گنگوا تیلی ۔ راجہ شانتنو چکرورتی مہاراج ادھیراج ۔ ستودری مجھ رذیل کی بیٹی ۔ ذرہ کو آفتاب سے کیا نسبت ۔ کہاں افلاک ۔ کہاں خاک ؛

دیوبرت ۔ ہم ایسے فقروں میں آنے والے نہیں یہ چیٹکے کسی اور کو سناؤ اگر سیدھی انگلیوں سے گھی نہ نکلیگا تو تم پر وہی مثل صادق ہوگی کہ

آنچہ دانا کند کند ناداں
لیک بعد از خرابی بسیار

ہم کو وہ قوت حاصل ہے کہ تمہاری بساط ہی کیا ۔ تم مال ہی کیا ہو کوئی بڑا راجہ مہاراجہ بھی ہو تو اس کی ایک پیش نہ جائے ۔ ہم وہی کر کے چھوڑیں جو ہماری مرضی ہو ۔ خیریت اسی میں ہے کہ ستودری کو ہمارے حوالے کرو نہیں تو ہم اپنا زور خرچ کر کے دکھائینگے کہ ہم کیا کر سکتے ہیں ۔ پل مارتے ستودری راجہ شانتنو کے محل میں ہوگی اور تم پر وہی کہاوت صادق ہوگی کہ

انگلی سیدھی سے گھی نہ نکلا یا نانا

ملّاح - آپ مالک ہیں آپ کو سب کچھ اختیار ہے۔ مگر ان داتا میں بھی تو حکم سے باہر نہیں۔ جو فرمائیے سر آنکھوں پہ۔ لیکن بیاہ شادی گھر وندا ہیں کہ ابھی بنایا اور ابھی بگاڑ دیا۔ یہ نازک معاملات ہیں من مانی گھر جانی نہیں اگر حکم ہو تو کچھ عرض کروں ٭

دیوبرت - نہیں نہیں جو کچھ کہنا ہو بے تکلف کہو۔ میں ماننے کو تیار ہوں۔ بیوہاریں مروت کیسی ٭

ملّاح - آپ کی مربیانہ نظر عنایت اور انصافانہ خیالات کا شکریہ۔ مجھے صرف یہ عرض کرنا ہے کہ ستسودری کے سرمایۂ عصمت کا کوئی شادیہی معاوضہ چاہئے۔ بس اس کے لئے میری خواہش ہے کہ اس کے بطن سے جو فرزند ہو وہی سریر سلطنت پر قدم رکھے۔ اگر یہ منظور رہے تو فوراً علے نور۔ ورنہ یہ ناچیز مجبور ٭

دیوبرت - بس اتنے ہی کے لئے یہ لیت ولعل۔ یہ چیں چناں۔ ارے اس کا تو میں ذمہ وار ہوتا ہوں۔ یہ بات تو میرے ہاتھ کی ہے۔ جیتے جی اپنا بیاہ نہ کرونگا۔ بس چھٹی اسی پر فیصلہ۔ رہا راج اس کی مجھے ہوس ہی نہیں اس وقت بھی مجھے راج سے سروکار نہیں آیندہ بھی واسطہ نہ رہیگا۔ تمہاری بیٹی سے جو فرزند ہو وہی سلطنت کا مالک بس تو خوش ہوا ہے ٭

ملّاح - اگر آپ یہ شرط کرتے اور قول ہارتے ہیں۔ تو لیجئے ستسودری موجود ہے آپ خوشی سے ساتھ لے جائیں مجھے کچھ عذر نہیں ٭

اس گفتگو کے ختم ہوتے ہی جوجن گندھا عرف ستسودری اسلئے غسل کیا سولھوں سنگار سے قدرتی حسن و جمال کو اور بھی نور کے سانچے میں ڈھال دیا۔ ملبوس زرکار و زیور جواہر نگار سے ایک نور کی تصویر ہیں چاند ستارے سے جڑے معلوم ہوتے تھے ملّاح بھی دل کا بادشاہ تھا حیثیت سے بڑھ کر دہیز دیا اور دیوبرت جوجن گندھا سے بولے آپ آج سے میری ماتا ہوئیں۔ تشریف لے چلئے ٭

جوجن گندھا دیوبرت کے ساتھ ہوئیں۔ دونوں کی مسافت گھنٹوں میں طے ہوئی جونہیں جوجن گندھا پر راجہ شانتنو کی نظر پڑی راجہ کے جسم میں گویا جان آگئی۔ دیوبرت کے کارنامۂ سعادت سے ایسے خوش ہوئے کہ گلے سے لگا لیا اور دعا دی کہ نحنت جگر ہمیشہ شاد و کام رہو۔ جب تک مرضی نہ ہو موت کا وار نہ چلے۔ جس وقت تک چاہو زندگی قائم رہے۔ ملک الموت تمہاری نظریں چلے کوئی دکھ تمہیں نہ کھلے۔

دلیو برت کو تو یہ دعا دے دی جو نقش مقدر ہو گئی اور پھر اپنی رغبت دلی و محبت قلبی سے جوجن گندھا کے ساتھ شادی کر کے زندگی کا آنند اٹھایا۔

ادھیائے ۳۰

ستودری کے بطن سے چترانگد و چتر بیرج کا ظہور اور بھیشم پتامہ کے سایۂ عاطفت میں دونوں کی فرمانروائی

۲۹ ویں ادھیائے میں جوجن گندھا عرف ستودری اور راجہ شانتنو کی شادی کا ذکر آچکا ہے اسی کے سلسلہ سے بیشم پائن جی فرماتے ہیں کہ جن ستودری کا نام جوجن گندھا ہوا تھا وہ راجہ شانتنو کے رنواس میں رانی ستوتی کے نام نامی سے مشہور زمانہ ہوئی۔ ادھر حسن صباحت ادھر بوئے جسم کی مشک پھر راجہ شانتنو بھی دل سے عاشق رہتا جان سے زیادہ پیار کرتا دو طرفین میں وہ محبت و الفت تھی کہ بس یک جان دو قالب ہی معلوم ہوتے تھے۔

ایشور کی دین ستوتی (عرف جوجن گندھا) کے بطن سے دو فرزند تولد ہوئے ایک چترانگد [illegible] کے دودھ کے دانت بھی نہ اکھڑے

تھے کہ راجہ شانتنو رہگرائے عالم جاودانی ہوا دیو برت قول کا پابند۔ بات کا پورا تھا۔ اس نے شرط وفا نباہی چترانگد کو تخت حکومت پر بٹھایا اور خود عنان نظم ونسق اپنے ہاتھ میں لی قرب وجوار کے سرکش راجے اس شیر بیشہ شجاعت کے سامنے بھیڑ بکری بن گئے جنہوں نے سر اٹھایا منہ کی کھائی۔ چند ہی روز میں تمام راجگان عظیم الشان وفرمانروایان جہاں مطیع وفرمانبردار ہو گئے کسی کی ایک پیش نہ گئی۔ ہوتے ہوتے چترانگد جوان ہوا۔ جوانی دیوانی مشہور ہی ہوتی ہے۔ دولت وحکومت کے نشے نے اندھا کر دیا۔ عادات وخصائل بگڑ گئے۔ جب دیکھئے سیر یا شغل شکار سے خوشی سے مغرور وخمار۔ اور تو اور دیوتاؤں کو بھی نظر حقارت سے دیکھتا۔ بزرگوں اور مہاتماؤں سے بھی نفرت کرتا +

ایک دن شکار کی سوجھی تو مٹی کڑ کشیتر میں لے گئے۔ شکار کھیلتے کھیلتے گندھرب راج سے سامنا ہوگیا۔ مزاج عرش پر تھا۔ غرور کے مارے زمین پر پاؤں نہ ٹکتے تھے۔ آخر باہم چل پڑی۔ دو طرفہ تیر وترکش بند ھ گئے میدان کارزار گرم ہوا۔ آخر گندھرب راج کی فتح ہوئی۔ چترانگد کھیت رہا۔ اور اہل خاندان کو داغ فرقت دے کر غرور وخودرائی کا خمیازہ کھینچا +

دیوبرت نے جب سنا تو صدمہ ہوا مگر مجبور۔ آخر رسوم ماتم سے فراغت حاصل کر کے بچترویرج کو تخت سلطنت پر بٹھایا اور خود جان ودل سے محافظ حکومت رہا +

بچترویرج دانا وفہیم تھا ودور اندیش وسلیم تھا۔ جو بھیشم پتامہ کہتے تھے اسی پر عمل کرتا۔ بغیر مرضی تنکا نہ ہلاتا۔ چنانچہ اس کی حکومت چمکی اور سلطنت کا باغ ہرا بھرا ہوا +

ادھیائے ۱۳۱

کاشی کی راجکماریوں کے ساتھ بچتر بیرج کی شادی اور وفات حسرت آیات

راجہ بچتر بیرج جب سن شعور کو پہنچا تو بھیشم پتامہ جی کو شادی کی فکر ہوئی۔ اتفاق سے انہیں دنوں کاشی نریش کی تین مہ جمال و خورشید تمثال لڑکیوں کا سوئمبر تھا۔ بھیشم پتامہ سُن گن پاتے ہی تیر کی طرح وہاں پہنچے سوئمبر میں ہر طرف راجہ ہی راجہ نظر آتے تھے۔ ایک سے ایک شوربیر ایک سے ایک صاحب تقدیر مگر بھیشم پتامہ پہنچے تو ہر ایک نے ان کے لئے آنکھیں بچھا دیں سر آنکھوں پر بٹھایا۔ بہت خاطر تواضع بڑی آؤ بھگت کی +

جس وقت سوئمبر کی کارروائی کا آغاز ہؤا۔ راجہ کاشی کی تینوں راجکماریاں بجواہرات میں غرق زرق برق پوشاکیں پہنے رونق افروز ہوئیں اور راجہ ممدوح کی طرف سے سوئمبر کے اصول گوش گذار کیئے گئے تاکہ شرکائے محفل پابند رہیں۔ یہ سن کر بھیشم پتامہ جی کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ کاشی نریش رونق افروزان محفل شادی کی آٹھ قسمیں ہیں اور ہر ایک کے مختلف اصول +

آٹھ قسم کی شادیوں کی تشریح

(۱) برہمہ بواہ۔ افضل ہے۔ اس کا اصول یہ ہے کہ دختر کو لباس و زیور سے آراستہ و پیراستہ کر کے ہاتھ میں پانی لے کر کنیاں دان کر دیا جائے + (۲) آرش بواہ یہ افضل تو نہیں مگر متوسط درجہ کا ہے۔ اس کا قاعدہ یہ ہے کہ دو گائیں لڑکی کے خاوند سے حاصل کر کے عقد کر دے۔ (۳) اسر بواہ۔ یہ ناقص ہے۔ اس کا

اصول یہ ہے کہ دولت دے کر یا عزیز و اقارب کو طمع میں پھانس کر یا نقد و جنس کے عوض میں کسی کی لڑکی سے شادی کی جائے۔ (۴) راکشس بواہ۔ بہت خراب ہے۔ اس کا اصل اصول یہ ہے کہ زبردستی اور جبر ظلم سے لڑکی کے بزرگان خاندان کو مجبور و معذور کر کے لڑکی کی خلافِ مرضی شادی کر لی جائے۔ (۵) گندھرب بواہ۔ یعنی ادھر مرد عورت پر فریفتہ ہو ادھر وہی عورت اسی مرد پر شیفتہ اور وہ دونو رضامندی اور جوشِ محبت سے شادی کر لیں۔ یہ بواہ بھی افضل مانا گیا ہے (۶) دیو بواہ۔ یہ اعلےٰ درجے کا بواہ ہے۔ اسی کے اصول پر سوئمبر کی کارروائی ہوتی ہے۔ اس کا اصول یہ ہے کہ یگیہ کیا جائے۔ جس میں لڑکی آراستہ و پیراستہ ہو کر جس کو پسند کرے اس کے ساتھ منسوب ہو۔ (۷) پرجاپت بواہ۔ یہ بھی افضل ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ لائق و فائق لڑکا یا کوئی نوجوان تلاش کر کے حسب حیثیت دہیز دے کر کنیاں دان کیا جائے۔ (۸) پشاچ بواہ۔ بہ حد درجہ کا ناقص اور داخل گناہ ہے۔ اس کا قاعدہ یہ ہے کہ کوئی لڑکی خواب غفلت میں سوتی یا کسی قسم کے نشہ سے بیہوش و حواس ہو اس کو موقع پا کر اڑا لے جانا اور ایسے عالم غفلت و بیہوشی میں اس کو زینت آغوش کرنا۔

بھیشم پتامہ کی غرض اور تھی جوشِ طاقت و زعم بہادری قابو میں نہ تھا۔ انہوں نے کہا کہ ان آٹھ قسم کی شادیوں میں گو راچھس بواہ ممنوع ہے مگر نہیں راجاؤں اور ممالک کے فرمانرواؤں کے لئے ایسا بواہ نازیبا نہیں وجہ یہ کہ سوئمبر میں بہادری و شجاعت کا اظہار ضروری ہے پس لازم ہے کہ جس کو اپنے تیر و تفنگ تیغ خدنگ پہ ناز ہو۔ جو قوت آزمائی میں ممتاز ہو وہ بازی جیت سکتا ہے چنانچہ لیجئے میں تو اپنا دم داعیہ دکھاتا ہوں جس کے منہ میں دانت ہوں سامنے آئے۔ یا میری مونچھیں نیچی کرے یا اپنی آنکھ۔ بہرحال لیجئے میں تو رخصت

یہ کہکر بھیشم پتامہ نے راجہ کاسی کے تینوں لڑکیوں کو سوار کر کے رتھ ہانکا تو یہ جا وہ جا۔ راجے پشیمانی کے ساتھ ہی سخت غضبناک ہوئے۔ غیرت نے عرق عرق کر دیا۔ خون کے گھونٹ پی کر دانت پیس پیس کر رہ گئے۔ اکیلے سب کا پتہ پانی پانی ہوتا تھا اب مقابلہ و مجادلہ نہ تھی۔ آخر سب نے گٹھوت کی سب یکدل ہو کر دوڑ پڑے اور بہادروں کے ایک ٹڈی دل نے رتھ کو چھپا لیا بھیشم پتامہ چاروں طرف سے گھر گئے اور ہر جانب سے تیروں کی بوچھاڑ ہونے لگی بھیشم پتامہ کو دست قدرت حاصل تھا نہ بہادران صف شکن کی پروا کی نہ تیروں کے مینہ سے دل اوچھا ہوا انہوں نے کمان کا چلہ چڑھایا ترکش سے تیر نکال کر چٹکی کے وہ جوہر دکھائے کہ جدھر وار ہوا پرے کے پرے خالی صف کی صف میں سناٹا ہوتے ہوتے میدان صاف ہوگیا سب راجے دم دبائے سر پر پاؤں رکھ کر نو دو گیارہ اور تین تیرہ ہوئے کسی کا قدم نہ رکا ساری ہیکڑی گرد شیخی کرکری ہو گئی اور سچے دل سے بھیشم پتامہ کا لوہا مانا۔ شجاعت کو سراہنے لگے بہادری کے قائل ہوئے۔ جب حملہ آوروں سے چھٹی پائی پالا ہاتھ رکھ لیا تو بھیشم جی فتح و نصرت کا ڈنکا بجاتے ظفرمندی کا پھریرا اڑاتے تینوں راجکماریوں کو لئے ہوئے گھر کی طرف لمبے پڑے کچھ دور ہی چلے تھے کہ راجہ شالو نے آکر رتھ گھیر لیا یہ خبر سنتے ہی اور راجے بھی آپہنچے اور گھمسان کی لڑائی شروع ہوئی ادھر بھیشم پتامہ تن تنہا بیک بینی و دو گوش اُدھر فوج کثیر التعداد تیروں کا دونگڑا برس گیا۔ بھیشم پتامہ جس وقت گرمائے شیر کی طرح گرجتے ہوئے دل میں گھسے تو ایک ایک تیر سے صفیں کی صفیں صاف۔ دستے کے دستے ندارد۔ پہلی ہی جھپٹ میں نہ راجہ شالو کا رتھ بان رہا نہ رتھ کے گھوڑے۔ فوج جان چھوڑ کر بھاگی راجہ کو بھیشم پتامہ نے چیر غٹو لیا۔ اب تو راجہ شالو کی آنکھیں کھلیں

جان کے خوف سے قدم پکڑ لیئے اور رو رو کر جان کی امان چاہی +

بھیشم جی کو ترس آگیا سوچے کہ ؎

در عفو لذتے ست کہ در انتقام نیست

از خوردن خطا و از بزرگاں عطا

پس معافی دی جان بخشی کی اور کہا کہ بس ٹھنڈے ٹھنڈے گھر چلے جاؤ

راجہ شالو ادھر جان لیئے اُنہیں پیروں گھر لوٹا اور بقیہ اور راجے تھے وہ

اس سے پہلے ہی کان دبائے ہوئے کھسک گئے +

بھیشم پتامہ سیدھے گھر پہنچے۔ ماتا ستوتی سے عرض کی کہ یہ سوغات لائے

ہیں قبول فرمائیے میں ان راجکماریوں کو اس غرض سے لایا ہوں کہ بچتر بیرج

کے ساتھ بیاہ دوں +

ستوتی بولی۔ دھن ہو بھیشم۔ تمہاری قوت وطاقت دیکھ کر ہاتھ بھر کا کلیجہ

ہو گیا تم شوق سے بچتر بیرج کی شادی کرو۔ مالک مختار ہو +

یہ سن کر راجہ کاشی کی دختر کلاں "انبا" بولی کہ بھیشم جی۔ اس وقت میں آپ

کے اختیار میں ہوں۔ رتی بھر بس نہیں مگر آپ دھرماتما ہیں اس لیئے اتنی

گذارش کی معافی مانگتی ہوں کہ میری شادی راجہ شالو سے قرار پا چکی ہے۔

دل بھی راجہ شالو کو دے چکی ہوں۔ پتاجی کا بھی یہی بچن ہے۔ اب تقدیر

آپ کے سایۂ عاطفت میں لے آئی۔ پریس بندھ ہو گئی ہوں لیکن آپکے عدل

و انصاف دھرم کرم کا آسرا لیے کہ صرف یہ چاہتی ہوں۔ آپ کی نیت خیر جس امر کو

گوارا یا منظور فرمائیے اُس سے عذر و انکار نہیں۔ حکم حاکم مرگ مفاجات +

بھیشم کے دل پر ان باتوں کا اثر ہوا انہوں نے اسی وقت برہمن بُلائے

اور صلاح مشورے کے بعد انبا کی شادی راجہ شالو سے کرکے دونوں کو گرویدہ

احسان و ممنون منت بے پایان کیا اور راجہ کاشی کے یہاں بڑی شان و شوکت کے ساتھ روانہ کر کے دھرم اور ریت کے ڈنکے بجائے۔ اب رہ گئیں انبا کا اور انبکا ان کو شاستر کے احکام کی پابندی کے ساتھ متسک کر کے بچتر بیرج کے محلوں کی زینت بنایا۔ ادھر یہ چندے آفتاب چندے مہتاب اُدھر بچتر بیرج خوش رویان زمانہ میں انتخاب۔ یہ اُن کو دیکھ کر جیتا وہ آنکھوں سے اس کے تلوے سہلاتیں کچھ عرصے تک بڑے عیش و عشرت سے بسر ہوئی رات دن جشن صبح و شام مشغلہ شادمانی مگر افسوس کہ بچتر بیرج کی عمر نے وفا نہ کی اس نے عالم جوانی میں داغ جدائی دیا انبا لکا اور انبا پر جو گذری وہ ایشور کسی دشمن کو بھی نہ دکھلائے۔ اُدھر سہاگ کا غم۔ ادھر لاولدی کا افسوس حالت سخت دردناک تھی۔ بھیشم پتامہ کو سخت صدمہ ہوا۔ رانی ستوتی کے رنج کی حد نہ تھی۔ سب سے زیادہ غم یہ کہ کوئی وارث تخت و تاج نہیں۔ اسی کوفت میں اس کی زندگی حرام رہی اور یہ فکر ہوئی کہ تخت سلطنت کی زینت و زیبائش کے لئے کون تدبیر کی جائے +

ادھیائے ۳۲

رانی ستوتی کو بچتر بیرج مرحوم کی لاولدی کا غم۔

بیاس جی کی طلبی دھرتراشٹ پانڈو اور بدر کی پیدائش

جب بچتر بیرج کا پیچھا ہوا رانی ستوتی صدمۂ ماتم سے سخت بے قرار ہوئی یا تو وہ سامان راحت یا یہ آثار ماتم۔ آخر ایک دن بھیشم پتامہ کو یاد کیا مخلیہ (؟) ستوتی نے کہا بھیشم جی تم دھرم کے رگ و ریشہ سے واقف ہو راج نیت

کی ایک ایک کند تمہیں معلوم ہے تمہیں سمجھانا سورج کے آگے شمع جلانا ہے میری
خواہش ہے کہ بس تم تختِ حکومت پر جلوس کرو سریر سلطنت کا خالی رہنا ناموزوں ❖
بھیشم - مانا آپ کا حکم سر آنکھوں پر - مگر کیا کروں طبیعت کو ادرنگ آرائی کا مذاق
نہیں اگر میں سلطنت کے بھیدے میں پھنسا تو بھگوت بھجن اور ایشور بھگتی سے
ہاتھ دھونا پڑیگا میری یہ عمر بھر کی کمائی ہے اس کو میں تاج سلطنت کے لالچ
میں کھو نہیں سکتا آپ مجھے معاف رکھیں - لالچ کے ساتھ ایشور سے لولگانا کارے
دارد چنے کا چبانا اور شہنائی کا بجانا کبھی ممکن نہیں میں غم نداری بز بخر کو ناپسند کرتا ہوں ❖
ستوتی - اگر راج سے نفرت تاج سے تنفر ہے تو آخر سلطنت آرائی کی کوئی تدبیر
خاندان کے بقائے نام کی کوئی صورت - اور کچھ نہیں مانتے تو پھر بچتر بیرج کی
رانیوں کو فرزند عطا کرو - کسی طرح نام اور کام تو چلے ❖

بھیشم پتامہ (کانوں پر ہاتھ رکھ کر) چھی چھی - یہ ادھرم - مجھ سے ایسی باتوں
کی امید - میں ایسے ارشاد کی تعمیل سے قطعی معذور ہوں - ہاں بیاس جی سے
کہئے تو عجب نہیں کہ نقش مراد کرسی نشیں ہو وہ غالباً شجرہ خاندان کو پھر بار آور کر دینگے
آپ کو معلوم ہوگا جب سری پرسرام جی نے ۱۲ دفعہ کے قتل عام سے چھتریوں
کو بیخ و بنیاد سے نیست و نابود کر دیا تھا تب رشیوں اور کاملین زمانہ کی بدولت
لئے سر سے چھتری قوم کا سلسلہ چلا تھا اسی نظیر پہ سری بیاس جی کی توجہ سے یہ
خزاں رسیدہ درخت بھی ہرا بھرا ہو سکتا ہے ❖

رانی ستوتی کو یہ بات پسند آئی اور بھیشم پتامہ کے پرن اور پرتگیہ کو سچے دل
سے سراہا - پھر بیاس جی کو صدق عقیدت سے یاد کیا وہ گویا وہیں موجود تھے
پلک جھپکنے کی بھی دیر نہ ہوئی ❖

بیاس جی کے آتے ہی ... پر ... جا ... پوچھا کیا حکم

کیا ارشاد ہے۔ کیوں یاد ہوئی؟

رانی ستوتی نے سارا کچا چٹھا کہہ سنایا اور پھر جو خواہش تھی وہ بیان کی بیاس جی گویا ہوئے کہ ماتا جی آپکے حکم سے سرتابی کی مجال نہیں آپ کا ارشاد سرآنکھوں پر دم مارنے کی طاقت نہیں۔ بہت خوب لیجئے تعمیل ارشاد کے لئے حاضر ہوں۔ آپ بچتر بیرج کی رانیوں (انبالکا وانبکا) سے فرما دیں کہ ایک سال نہایت پاکیزگی واحتیاط سے برت کریں جس کی برکت سے قالب عنصری پاک وصاف ہو جائے اور پھر صورت مطلب برآری ہو۔

ستوتی۔ بیاس جی۔ گھڑی میں گھر جلے اڑھائی گھڑی بھدرا۔ تا تریاق ازعراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود۔ راج سونا پڑا ہے بھیشم پتامہ جی بار سلطنت تو سر پر لئے ہیں مگر عبادت وریاضت سے ایسی اہم خدمات کی فرصت کہاں۔ پس اتنے دنوں کیسے بسر ہو۔ اس قدر انتظار اختیاری بات کے لئے اور پھر تمہارے ہوتے۔

بیاس جی۔ تو پھر ماتا جی ایک دوسری بھی تدبیر ہے۔ رانیوں سے کہو خوب سنگار کریں۔ پیرایۂ عروسی سے آراستہ ہوں۔ جب نور کے سانچے میں ڈھل جائیں تو میرے سامنے آئیں مگر یہ خیال رکھیں کہ نہ شرمائیں نہ جھجکیں۔ دل بے خوف رکھیں فکر و تردّد کا خیال بھی نہ ہو مجھے رشی جان کر نفرت نہ کریں۔ اس طرح سے مراد حاصل ہو سکتی ہے کامیابی مدعا میں شک نہیں۔

رانی نے اپنی بہوؤں یعنی بچتر بیرج کی رانیوں سے تذکرہ کیا انھوں نے کانوں پر ہاتھ رکھے کہ ماتا جی معاف کیجئے ہم باز آئیں۔ رانی ستوتی نے سمجھایا بجھایا تو انہوں نے کہا خیر بہتر۔ جو مرضی۔ آخر راضی برضا ہو کر تینوں رانیوں نے سنگار کیا [illegible] کہ بہت ہی [illegible] نظر آنے لگیں اور وہ [illegible] پورنماکا آفتاب

وماہتاب ان چاند کے ٹکڑوں سے شرما گئے +

سب سے پہلے انبکا دیاس جی کے سامنے آئی رات کا وقت تھا دیکھتی کیا ہے کہ ایک عجیب وغریب صورت پیش نظر ہے۔ سر پہ لمبی لمبی جٹائیں۔ مونچھیں بھوری بھوری۔ بدن سرخا سُرخ جسم بھر پہ بھبوت ما تھے پہ گھور۔ جو ایسی صورت شکل ایسے چہرے مہرے ایسی وضع قطع پہ نظر پڑی انبکا جھجکی اور ایسی سہمی کہ آنکھیں کھلی نہ رہ سکیں بند ہو گئیں۔ جب انبکا آنکھیں بند کئے بیاس جی کے سامنے سے گذر گئی نورانی ستوتی نے پوچھا کہو کہئے میری مراد پوری۔ انبکا کے بیٹا ہو تو کیسا؟

بیاس جی۔ جی ہاں سب کام سدھ۔ آپ کا پوتا بڑا بہادر صاحب طاقت اور عقلمند ہوگا لیکن آنکھوں سے محروم بینائی نہ ملیگی +

ستوتی۔ یہ کیوں۔ وجہ؟

بیاس جی۔ جب انبکا سامنے سے گذری مجھ کو دیکھتے ہی آنکھیں بند کرلیں۔ یہ آنکھوں کا بند کرنا بیٹے کی بینائی کا دشمن ہو گیا +

ستوتی۔ یہ تو بڑا غضب ہوئی۔ اندھے کو کورو بنس میں راج مل نہیں سکتا۔ مگر خیر مضائقہ نہیں ابھی امید باقی ہے یہ کہہ کر وہ انبالکا کے پاس گئی سر سے پاؤں تک نور کے سانچے میں ڈھالا اور سمجھا بجھا کر بیاس جی کے سامنے روانہ کیا۔ نو عمر تھی۔ راجوں رانیوں کے شاہانہ و امیرانہ شکل و صورت۔ پوشاک و لباس کے سوا اور کچھ دیکھا ہی نہ تھا جونہیں ویاس جی پہ نظر پڑی چہرے کے ساتھ ہی سارا بدن زرد پڑ گیا ایک تو سونے سے پیلی تھی دوسرے غیرت کے مارے ہولی کے سے رنگ میں رنگ گئی +

جب انبالکا چلی گئی تو ستوتی نے بیاس جی سے پوچھا کہیں کہئے کہ انبالکا کی

گود میں کیسا بیٹا کھیلتے دیکھونگی +

بیاس جی - وہ لڑکا پیدا ہوگا جس کی شجاعت و طاقت ضرب المثل ہوگی - لیکن انبالکا مجھ کو دیکھ کر زرد پڑ گئی شرم وحیا اور جھجک سے دل مٹی کی طرح بدن پیلا ہو گیا اس لئے بیٹے کا رنگ زرد اور نام بھی پنڈو ہوگا

رانی ستوتی کو یہ سننے سے دل ہی دل میں ملال تھا کہ انبکا بڑی بھواندھے بیٹے کی ماں ہوگی اس لئے وہ اس کے پاس گئی اور کہا "بہو جی - ایک مرتبہ اور بیاس جی کے سامنے جاؤ - وہاں سے اٹھ کر ویاس جی کو بھی راضی کیا - انبکا رانی ستوتی کے منہ پر کچھ نہ کہہ سکی سر تسلیم خم کرنا پڑا تھا مگر ایک دفعہ رشی جی کی وضع قطع صورت شکل دیکھ کر سہم چکی تھی وہ چال کھیل گئی اس نے ایک خواص خاص کو سولھوں سنگار سے آراستہ کر کے بیاس کی خدمت میں بھیج دیا - خواص خواص ہی تھی - لونڈیوں میں رانیوں کے خواص کہاں وہ بے تکلفانہ بیاس جی کے حضور میں آئی نہ شرم وحیا اٹھلاتی مسکراتی سامنے کھڑی ہوگئی +

بیاس جی نے کہا - مجھ سے یہ چکمہ - میرے سامنے بہروپ +

بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش — من انداز قدت را مے شناسم

کہاں کاشی کی راجکماری کہاں تو اس کی ایک خواص - مگر دعائے کاملین خالی از اثر نیست +

خورشید داخل برج حمل ہوگیا گوہر زینت درج حمل - وہ فرزند پیدا ہوگا جو کلیجے کو سکھ دیگا - علوم میں کامل - نقش فضل کا عامل - گیان دھیان میں فرد زمانہ ایشور بھگتی میں یگانہ - دھرم میں مشہور عام ہوگا اور بدر نام +

یہ کہتے ہی بیاس جی آنکھوں سے اوجھل ہوگئے ایک کوندا تھا - جو پلک

جھپکتے ہی نظر سے غائب ہوگیا اور راجہ بچتر بیرج مرحوم کے رنواس میں آواز کا

مبارک وسلامت سے خاص چہل پہل شروع ہوئی۔

انبکا رانی کے بطن سے راجہ دھرتراشٹ کی ولادت ہوئی جن کی شکل وصورت پرنور ہی نور برستا تھا دس ہاتھیوں کا جسم میں زور۔ مگر آنکھیں کور۔ عقل گھٹی میں پڑی تھی اقبالمندی ہاتھ باندھے سامنے کھڑی تھی +

انبکا رانی نے بھی ثمر مراد پایا پنڈو نے جلوہ دکھایا۔ حسن وجمال میں بیمثال علوم وفنون میں صاحب کمال۔ طاقت میں لاثانی۔ شجاعت میں ضیغم بیشۂ جہانبانی کل اوصاف میں فرد مگر رنگ بدن زرد +

انبالکا کی خواص بھی دولت اولاد سے مالا مال ہوئی بدرجی کی ولادت سے نہال ہوئی۔ بدر کا نام بشن کی بھگتی میں مشہور عام ہے دھرم کی واقفیت میں نام ہے۔ ماضی وحال (بھوت اور برتمان) سے خبر تھی۔ کیفیت مستقبل (بھوست) پیش نظر تھی قصہ کوتاہ یہ تینوں فرزند دیوتاؤں کی طرح تیجسوی اور ایسے پرتاپی ہوئے کہ حالات طشت از بام ہیں سوانح عہد شہرۂ عام ہیں +

ادھیاے ۳۳

بچتر بیرج کے رنواس میں دھرتراشٹ پنڈو۔ بدر کی ولادت۔ جشن شادیاں

بیشم پائن جی فرماتے ہیں کہ جب بچتر بیرج کی رانیوں کے بطن سے دھرتراشٹ پنڈو اور بدر کا ظہور ہوا۔ بھیشم (دپتامہ) جامے میں پھولے نہ سماتے قبا کے بند ترک گئے بڑے دھوم دھام سے جشن ولادت کیا ہستناپور بند نواردں

سے باغ ہمیشہ بہار اور گلزار بیجار ہو رہا تھا۔ دھجائیں خوشی کا پھریرا اڑاتی

پتا کا ئیں عیش وعشرت کا جھنڈا گاڑے ہوئے تھیں - گلی گلی کوچہ کوچہ میں کیوڑے گلاب کے چھڑکاؤ سے خوشبو ہی خوشبو بسی تھی - ذرے ذرے سے عطر کی لپٹیں آتی تھیں - برہمن دکشنا سے مالا مال ہو گئے رشی نذرانوں سے خوشحال - ہر طرف کنچن برس گیا - ہر ایک کے سامنے ہنڈوں کا ڈھیر تھا روپئے ٹھکری ہو رہے تھے - زر وجواہر کنکری سے زیادہ نہ سمجھے جاتے تھے - مال و دولت لٹنے کا یہ حال تھا کہ بس برسات کے دونگڑے کی سی کیفیت تھی آندھی کا سا جھونکا چل رہا تھا لاکھوں گائیں دان ہو گئیں ہزاروں جاگیریں بنٹ گئیں برمہ بھوج ہوئے ناچ رنگ سے نہ دن کو فرصت تھی نہ رات کو محفلیں راجہ اندر کا پرستان ہو رہی تھیں - ہر وقت شادیانوں سے کان بھرے رہتے تھے +

بھیشم پتامہ نے بڑی محبت سے پالا جان کی طرح حفاظت کی - جب پڑھنے لکھنے کے لائق ہوئے تو بڑے بڑے ودیا دان پنڈتوں کے سپرد کیا - سب ہونہار تھے - ذہن رسا تھا فیض تعلیم سے ویدوں شاستروں میں کامل عبور ہو گیا +

راجہ دھرتراشٹ خوبصورتی میں فرد طاقت وتوانائی میں بے نظیر ہوئے راجہ پانڈو کی تیر اندازی مشہور زمانہ ہوئی - بدرجی دھرم شاستر میں اہل زمانہ سے سبقت لے گئے +

راجہ دھرتراشٹ پیدائشی نابینا تھے اس لئے راج گدی سے محروم رہے اس کی شادی گندھار (قندھار) کے فرمانروا راجہ سوبل کی راجکماری گاندھاری کے ساتھ ہوئی جسے بیاس کی زبان مبارک سے ۱۰۰ بیٹوں کا بردان ملا +

راجہ پنڈ وجدوکل کے سرتاج بسدیوجی کی بہن یعنی راجہ سورسین کی راجکماری کے ساتھ منسوب ہوئے راجکماری کا اصلی نام پرتھا تھا مگر شادی کے بعد مہارانی

کنتی کے نام سے مشہور ہوئی - پرتھا یعنی مہارانی کنتی نے درباسا رشی کی ایسی خدمت کی تھی کہ انہوں نے خوش ہو کر اپنی طاقت غیبی سے وہ منتر سکھا دیا جس سے دیوتا بس میں رہیں اس دیوبسی کرن منتر کی وہ طاقت تھی کہ جب ضرورت ہو جس دیوتا کو چاہے بلائے اور جو خواہش ہو پوری کرائے - مہارانی کنتی کا حسن عالم فریب یکتائے روزگار تھا - چاند سورج تلووں میں منہ دیکھتے تھے اپسرائیں ایڑی چوٹی پر قربان ہوتی تھیں - یہ مہارانی دنیا کی پنج کنیاؤں میں ایک اور شہرت میں آپ اپنی نظیر ہے - ان منتخب زمانہ پنج کنیاؤں کے نام نامی یہ ہیں (۱) مندودری - لنکا کے فرمانروا راون کی پٹ رانی (۲) تارا سگریو کے برادر بزرگ راجہ بالی کی راج رانی - (۳) اہلیا - گوتم رشی کی زوجہ جس کا جسم گوتم جی کے سراپ سے پتھر ہو گیا تھا - اور جو سری رامچندر جی کے خاک قدم کی برکت سے تر گئی (۴) مہارانی کنتی عرف پرتھا - موصوف الصدر سری بسدیو جی کی بہن - راجہ سورسین کی بیٹی سری کرشن جی کی بوآ راجہ پنڈو کی خاص محل - (۵) مہارانی دروپدی - راجہ جدھشٹر - بھیم - ارجن - نکل سہدیو کی رانی +

ادھیاے ۳۴

کرن کی پیدائش

بیشم پائن کہتے ہیں کہ مہاراج جنمیجے اس کرن کی ولادت کا حال بھی سن لیجئے جس کی سخاوت و شجاعت کے ڈنکے بج چکے ہیں +

جس وقت درباسا رشی کنتی کو دیوبسی کرن منتر سکھا کر چلدئے کنتی نے

سوچا کہ نہ جانے منتر صحیح ہو یا غلط ذرا آزمائش تو کر لوں - اس نے اسی خیال سے اشنان کیا - عمدہ سے عمدہ پوشاک پہنی - ۱۲ - ابھوشن اور ۱۶ اسنگار حسن جوانی کو اور بھی بے اثر سے یہ ایک پاک جگہ پر بیٹھ گئی منتر زبان پر تھا اور دل میں سورج بھگوان کا دھیان - منتر تیر بہدف تھا اثر دکھا گیا ذرا ہی دیر میں سورج بھگوان دیوتا روپ ہو کر سامنے آکھڑے ہوئے اور بولے - "کیوں کیوں کیا خواہش کیا ہوس ہے - ابھی پوری ہو جائے +

کنتی ڈنڈوت کر کے "مہاراج تکلیف دہی معاف - کوئی خواہش یا آرزو نہیں صرف یہ دیکھنا تھا کہ منتر میں کچھ تاثیر بھی ہے یا خالی خولی سر کھپی +

سورج نارائن - ہم آئیں اور کچھ کئے جائیں - ناممکن بالکل محال - ہماری نظر تم پر پڑ چکی - جمال دلفریب کا جادو چل چکا - ایک بیٹا مبارک ادر بیٹا بھی وہ جس کی طاقت جس کی شجاعت جس کی سخاوت ہمیشہ یادگار زمانہ رہیگی +

کنتی - آپ کی نظر رحمت کا شکریہ - مگر مہاراج - میں ابھی کنواری بارے ماں باپ حاملہ دیکھینگے تو کیا خیال کرینگے میں منہ دکھلانے کے لائق کیسے رہونگی +

سورج نارائن - تم بے فکر رہو کوئی اندیشہ نہ کرو - ممکن نہیں کہ حمل کی کسی کو خبر بھی ہو یا غنچہ عصمت کو ہوا بھی لگی ہوئی معلوم ہو - دامن عصمت بے داغ رہیگا تب بات سورج نارائن یوں تسکین دے کر نظر سے غائب ہو گئے یہاں میعاد معینہ پر کرن نے پیکر عنصری کا جلوہ دکھایا - چہرہ چاند کا ٹکڑا جس میں سورج کی سی چمک - جسم پر کوچ یعنی سورج کا بخشا ہوا ملبوس - کانوں میں جواہرات سے جڑے ہوئے کنڈل - ہاتھ پاؤں سڈول - عضو عضو سے بہادری نمایاں رگ رگ کے جلال عیاں - کنتی کو خوشی تو ہوئی مگر چار آنکھوں کی شرم و لحاظ نے اٹھائی اپنچ پر پانی ڈال دیا اس نے کرن کو ایک صندوقچے میں مقفل کیا اور

رات ندی کے کنارے پہنچی صندوقچہ دریا میں چھوڑ کر کلیجے کے ٹکڑے کو ایشور کے حوالے کر کے لوٹ آئی۔ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہونے پائی کہ کیا ہوا کیسا معاملہ گذرا۔ کُنتی کرن کو دریا میں تو بہا آئی مگر دل میں روتی تھی کہ ہائے ایسا چاند کا ٹکڑا ایسا کلیجے کا ٹکڑا نظر اور جگر سے جدا ہو گیا۔ گنگا جی کا بہاؤ ہستنا پور کی طرف تھا۔ صندوق پانی کی رو بہتا ہوا ہستنا پور میں ایک جگہ رک گیا۔ راجہ دھرتراشٹ کا رتھ بان سوت نامی اس وقت گنگا جی میں اشنان کر رہا تھا اس کی عورت بھی پانی میں موجیں اڑا رہی تھی۔ سوت نے دفعتہً صندوق آتے دیکھا وہ لپکا اسے باہر نکال قفل توڑا تو آنکھیں کھل گئیں دیکھا کہ ایک سورج کی تصویر آنکھوں میں چکا چوند کر رہی ہے۔ حلیہ بجنسہ وہی تھا جو پیدائش کے وقت حوالہ قلم ہو چکا۔ سوت لاولد تھا مدت سے اولاد کی فکر جان لیتی تھی۔ کرن کو دیکھ کر ہاتھ بھر کا کلیجہ ہو گیا خوشی کی حد نہ تھی بی بی سے کہا۔ لے۔ سری گنگا مائی نے ہمیں تمہیں بیٹا عطا کیا۔ ذرا صورت دیکھو۔ کیسی تیجسوری اور موہنی ہے۔ بھلا کسی آدمی کے کوئی اس صورت شکل کا بیٹا ہو سکتا ہے۔ ضرور یہ کسی دیوتا کی آنکھ کا تارا اور کلیجے کا ٹکڑا ہے۔

عورت نے کرن کو گود میں لے لیا کلیجے سے لگایا۔ پیار کیا۔ جب نہانے دھونے سے فراغت پائی تو دونو جورو خاوند گھر آئے گنگا جی کے بخشے ہوئے آنکھ کے تارے کو بڑی محبت سے پالنا شروع کیا۔

اب کرن نے ہوش سنبھالا۔ ہاتھ پاؤں نکالے۔ ماں باپ کا کلیجہ دیکھ دیکھ کر ہاتھوں بڑھنے لگا ایک دن دھرتراشٹ کے دربار میں لے گئے بیٹے سے نذر دلائی دھرتراشٹ لیاقت سے خوش ہو گیا۔ دریودھن کی کلی کلی کھل گئی۔ ایسا خوش ہوا کہ ہر وقت ساتھ رکھنے لگا۔ کرن آنکھوں سے دم بھر جدا ہوتا قیامت کا سامنا ہوتا۔ جان لڑ گئی بن گئے کرن دریودھن کی ناک کا بال ہو گیا

جتنا یہ پانی پلانے اتنا وہ پیئے اس کے کہے بغیر اس کا تنکا ڈلانا دشوار +

ادھیائے ۳۵

راجہ پانڈو اور بدرجی کی شادیاں

راجہ جنمیجے کی استدعا پر بیشم پائن مائل سحر ہیں کہ کنتھل دیش کا راج بہت مشہور تھا وہاں کا راجہ بھی اپنے ہمعصروں میں سربلند و ممتاز تھا اُس نے اپنی بیٹی "کنتی" کے سومبر کا رنگ جمایا دُور دُور کے راجے مہاراجے تشریف لائے۔ مُلکوں مُلکوں کے فرمانرواؤں نے محفل شاہنشاہی کی رونق بڑھائی۔ بھیشم دیتامہ بھی راجہ پانڈو کو ساتھ لئے ہوئے سومبر میں جا پہنچے بہادروں میں افضل تھے۔ قوت جہانگیری کا شہرہ تھا۔ بڑی عزت ہوئی بہت کچھ خاطر و مدارات۔ حسب قاعدہ کنتی محفل عشرت میں آئی۔ ہر ہفت عروسی حُسن جمال کو چار چاند لگا رہا تھا۔ ہاتھ میں جیمال تھی۔ فوج ناز و کرشمہ جلو میں۔ ایک چکر ادھر۔ دوسرا چکر ادھر سے اُدھر لگایا۔ ایک سے ایک خوش رُو اچھے سے اچھے صاحب جمال دیکھے مگر جی تو کس پہ۔ راجہ پنڈو پر۔ خط و خال پر دل قربان ہو گیا۔ ادائے جوانی کی سچی محبت نے بلائیں لیں۔ آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ بے تکلف جیمال گلے میں ڈال دی۔ تمام راجے مہاراجے مُنہ دیکھ کر رہ گئے۔ بھیشم نے نغمیں بجائیں۔ بڑی دھوم دھام سے شادی ہوئی۔ راجہ کنتھل نے بہت خاطر تواضع کی دان دہیز سے گھر پاٹ دیا۔ راجہ پنڈو اور کنتی بڑے عیش و عشرت سے رہنے لگے خبر ہی نہ تھی کہ رنج و غم کس کا نام ہے +

کچھ دنوں بعد مدر دیش میں سومبر ہُوا۔ بھیشم جی راجہ پانڈو کو لئے ہوئے وہاں بھی جا پہنچے بڑے شاہانہ جلوس جلو میں لاؤ لشکر ہم کاب تھا میزبان

راجہ نے بڑی خاطر داشت کی مراسم مدارات اس خوبی سے ادا کئے کہ بھیشم جی اور راجہ پنڈو کا دل خوش ہوگیا۔ مدر دیش کے راجہ نے راجہ پنڈو کے حسن وجمال قامت وجسامت پر فریفتہ ہو کر انہیں کے ساتھ مادری کی شادی کردی اور بھیشم جی خوشی کے ڈنکے بجاتے دان دہیز سے لدے پھندے وارد ہستناپور ہوئے۔

راجہ دھرتراشٹ اور راجہ پانڈو کی شادیوں سے فراغت پاکر بھیشم جی کو بدرجی کی شادی کی فکر ہوئی خواہش یہ تھی کہ برابر کی جوڑی ہو چنانچہ چار دانگ عالم میں سفیر بھیجے قاصد دوڑائے آخر راجہ دیوک کی بیٹی کی قسمت جیتی اور زائچہ مطابق آیا۔ جس طرح بدرجی شودر عورت سے پیدا ہوئے تھے۔ اسی طرح راجہ دیوک کی اس بیٹی کی ماں بھی شودر تھی۔ اس پہ بڑی حسین بڑی عقلمند۔ بس برات چڑھی اور بیاہ ہوگیا۔ بھیشم جی راجہ دھرتراشٹ۔ راجہ پنڈو اور بدرجی کو جان سے زیادہ چاہتے تھے خود دنیا سے ہاتھ اٹھائے تھے۔ مگر ان سب کی دنیوی بہبود کے لئے جان تک لڑانے سے عار نہ تھا۔ راجہ پنڈو جب سریرآرائے جہانبانی ہوئے تو بڑے بڑے اسومید جگیہ کئے جن کے کرتا دھرتا راجہ دھرتراشٹ رہے۔ تمام دنیا کے تاجدار خراج گذار تھے۔ فرمانروایان عالم آستان عالم پناہی پر فرق اور سر جھکاتے اور جبین ارادت گھستے تھے۔ راجہ پنڈو نے بہت جگیہ کئے اور اوج اقبال کی برکت سے ہمیشہ کے لئے اپنا نام زندہ چھوڑا۔

ادھیائے ۳۶

راجہ پنڈو کا شغل شکار۔ کدنب رشی کی بددعا

راجہ پنڈو کی صحرانوردی وگوشہ گیری۔ رانیوں کی شفا

بیشم پاتن کی تقریر ہے کہ کسی روز راجہ پنڈو کو سیر و شکار کی ہوا سمائی ہوا کے گھوڑے پر سوار ہوئے تو سیدھے جنگل میں جا پہنچے۔ تیر کے دھنی تھے نشانہ کبھی نہ چوکتا تھا بہت سے ہرن چت ہوئے مگر راجہ کی نیت سیر نہ ہوئی۔ شوق روز دونی پر تھا ہوس شکار آگے بڑھائے گئی۔ دھرم شاستر کا تو حکم ہے کہ کسی جاندار کی دلآزاری جائز نہیں۔ دوسرے کی جان لینا بڑا پاپ ہے۔ چنانچہ دانشمندوں نے کہا ہے ؎

میازار موری کہ دانہ کش است | کہ جاں دارد و جان شیریں خوش است
ہمائے بر ہمہ مرغاں ازاں شرف دارد | کہ استخواں خورد و طائرے نیازارد

مگر نہیں راجہ کے دندان ہوس تیز تھے۔ شوق شکار نے اندھا کر دیا شاستر کے احکام نظروں سے اوٹ ہوگئے کچھ اونچ نیچ نہ سجھائی دی ایک ہرنی ہرن پر عین لطف زندگی کے وقت تیر مار دیا پہلا وار خالی ہوا تو تابڑ توڑ چار اور تیر سر کئے نشانے بھرپور تھے جم بیٹھے ہرن اور ہرنی زخمی ہو کر چت ہوگئے راجہ خوش خوش ان کے پاس پہنچا تو دنگ رہ گیا۔ وجہ یہ کہ ہرن کدنب نامی رکھیشر تھا اور ہرنی اس کی استری۔ چونکہ دن کو مرد عورت کو لطف صحبت جائز نہیں اس لیئے رکھ سے انسانی قالبوں کو ہرن اور ہرنی کے چولے سے مبدل کر کے مذاق طبیعت کی صورت نکالی تھی۔ مگر اتفاق کی بات۔ راجہ پنڈو آپہنچے۔ دونو کو تیر ستم کا نشانہ بنایا۔ جوہیں راجہ کو پاس کھڑے ہوئے دیکھا رشی نے دم توڑتے توڑتے کہا کہ پرتھی ناتھ۔ تم چندربنس کے سورج۔ ایسے دھرماتما۔ تمام دنیا کے راجوں مہاراجوں کے سرتاج۔ تم سے ایسا ادھرم ایسی خطا۔ خیر تمہارا تیر چلے خطا تھا تو دیکھو ہمارے تاڑک دعا کا نشانہ بھی کیسا بھرپور رہے۔ تم نے ہمیں لطف زندگی کے وقت رنگ میں بھنگ کر کے ہلاک کیا میں تم کو بد دعا دیتا ہوں ایسے وقت شمع شبستان

خیال سے لذتِ حیات اٹھاؤ اسی وقت پیمانہ حیات چھلک جائے دیر نہ ہو +

رشی نے یہ کہا ہی تھا کہ طائرِ روح پرواز کر گئے راجہ کے بھی حواس جاتے رہے ہوش اڑ گئے جان نہ رہی انہیں پیروں گھر میں آئے تہیہ کیا بس بہت دنوں راج کر لیا۔ دنیا کی جی بھر کے ہوا کھائی۔ اب بس بیاس جی کی طرح عاقبت بنانا چاہئے۔ یہ سوچتے ہی بن کی دھن سمائی۔ جپ تپ کا مستقل ارادہ کر لیا۔ رانیاں دم بھرتی صورت دیکھ کر جیتی تھیں انہوں نے ہمراہی پہ کمر باندھی قسمیں کھا کر کہہ دیا کہ یا تو ساتھ رہینگی یا جان سے ہاتھ دھوئینگی +

راجہ نے لاکھ سمجھایا ہزار فہمائش کی۔ مگر وہاں سنتا کون ہے کسی نے ایک نہ مانی ساتھ جانے کو کمر باندھ کے سامنے کھڑی ہو گئیں +

بھیشم جی راجہ دھرتراشٹ اور بدر جی بددعا کا حال سن کر سخت رنجیدہ ہوئے مگر شدنی سے کسی کا چارہ کیا۔ کلیجہ تھام کر رہ گئے۔ راجہ پنڈو روانۂ صحرا ہوئے رانیاں بھی سائے کی طرح ہمراہ گئیں۔ پہلی منزل میں ہر دوار پہنچے تو بن میں قیام کیا دوسرا پڑاؤ کال کوٹ ہوا۔ پھر ہمالیہ پہاڑ کی طرف سیدھیاں بھریں ہمالیہ سے اندرومن سرودر (تالاب) کی راہ لی آگے چلے تو ہنس کوٹ پہاڑ پر دم لیا وہاں سے گھومتے گھاتے ست سرنگ پہاڑ پر جا براجے یہاں بہار ہی اور ہی تھی۔ رشیوں کا مجمع۔ تپسویوں کا ہجوم تھا۔ راجہ کی آمد سن کر سب نے استقبال کیا بڑی عزت کے ساتھ آشرم میں لے گئے۔ اب دلچسپی کا کیا کہنا۔ آنند کی صورت ہی اور تھی۔ راجہ پنڈو نے بھی وہیں آسن جمائے دھونی رمائی اور جپ تپ میں دل لگا دیا رانیاں بھی پتی سیوا میں مشغول اور ایشور کی یاد میں محو ہو گئیں +

ادھیاے ۳۷

راجہ پنڈو کو سرگ لوک جانے کی ہوس میں اولاد کی فکر

راجہ پنڈو ست سرنگ پر تپ کرنے لگے ایشور سے ایسا دھیان لگایا ایسی تپتیا کی کہ برہمہ رشیوں کو مات کر دیا ۔ اور تپسوی ان کی ذات پاک سے بڑے ہی خوش رہتے تھے دن رات بھگوت چرچا تھا ہر وقت دھرم کی باتیں ۔ راجہ نے ایسی اندریاں بس میں کیں کہ کام کرودھ لوبھ موہ خواب میں بھی دل پر اثر نہ کر پاتے ۔ خلاصہ یہ کہ ان کی عبادت و ریاضت کی دھوم مچ گئی اور ان کے دھرم کی پرتگیا کا آوازہ بلند ہو گیا +

کسی روز تمام رشی برہماجی کے درشنوں کے لئے جانے والے تھے ۔ راجہ پنڈو نے بھی سن گن پائی تو کہا ۔ کیوں صاحبو ہم نے کیا خطا کی جو سب الگ سے الگ برہمہ لوک کو چلے ۔ ہم سے پوچھا تک نہیں +

جواب ۔ معاف کیجئے گا ۔ وہاں وہی جا سکتے ہیں جو مخلوق انسانی میں لائق و فائق ہیں علاوہ بریں جس کے اولاد نہیں اس کی وہاں گذر کہاں +

راجہ پنڈو ۔ اولاد کی فکر میں میں بھی پریشان رہتا ہوں مگر چارہ نہیں مجبور ہوں +

جواب ۔ انسان پہ چار ضروری فرض ہیں جن کو رن کہتے ہیں +

(۱) دیو رن ۔ یعنی وید شاستر پڑھنا ۔ ہوم جگیہ وغیرہ کرنا ۔ (۲) پتر رن سعادتمند اور دھرماتما اولاد پیدا کرنا ۔ (۳) رشی رن ۔ عبادت و ریاضت ۔ شرادھ کرم وغیرہ + (۴) منش رن ۔ سچ بولنا ۔ راست روی اختیار کرنا ادا

۱۵۵ اسکے علاوہ فرائض ادا کرنا۔ جو لوازمۂ ہستی انسانی ہیں ٭

آپ اور فرائض سب ادا کر چکے مگر ایک پتر رن کا فرض باقی رہ گیا ہے۔ اس کے بغیر برہمہ لوک میں جانا محال ٭

راجہ پنڈو۔ ایشور کا شکریہ کہ میں دیو رن۔ رشی رن۔ منش رن سے ادھا ہو گیا اب ایک پتر رن رہ گیا اس کے لئے میرا کچھ اختیار نہیں مہربانی کر کے آپ ہی فرمائیں تو زہے نصیب ٭

جواب۔ ہم گیا اور ہماری رائے گیا مگر چشم باطن اور ضمیر روشن سے دیکھتے ہیں تو آپ کی سرنوشت میں کچھ اور ہی عبارت نظر آتی ہے۔ ہماری جہاں تک فہم و فراست کام کرتی ہے۔ ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ پتر رن سے بھی اپنے کو سبکدوش ہی سمجھیں آپ کے ایسے ایسے فرزند ارجمند ہونگے جن کو دیوتاؤں کی پدوی حاصل ہوگی اور جو آپ کا نام ایسا روشن کرینگے جیسا دوپہر کو آفتاب۔ مگر یہ کام اور کسی کے بس کا نہیں آپ ہی کے اختیار کا ہے پس جائیے اپنی رانی سے کہئے ٭

راجہ فوراً کنتی کے پاس گیا اور کہا کہ پیاری تم نے میرے لئے دنیوی عیش و آرام پر لات ماری۔ باغ و بہار پر صحرائے پر خار کو ترجیح دی اس کا شکریہ۔ مگر لاڈلی رانی اولاد کی فکر مجھے مارے ڈالتی ہے گو جپ تپ میں رات دن دل بہلتا ہے مگر یہ غم نہیں بھولتا وجہ یہ کہ اولاد نہیں تو سب اکارتھ۔ سرگ میں وہی جاتے ہیں جو صاحب اولاد ہیں۔ ہم ایسوں کی وہاں رسائی نہیں اس لئے اس کا علاج تمہارے ہاتھ ہے۔ تم چاہو تو مجھے پتر رن سے بھی سبکدوش کر سکتی ہو مجھے رشی کا سراپ ہے۔ اس سے میں مجبور ہوں اب مکتی تمہارے ہاتھ ہے جیسا ہو کرو ٭

ادھیائے ۳۸

دیوبسی کرن منتر کی برکت۔ دھرم راج سے راجہ جدھشٹر۔ پون جی سے بھیم سائندر سے ارجن کی پیدائش اور رانی مادری کے بطن اور اسونی کمار کے فیض نظر سے سہدیو نکل کی ولادت

جس وقت راجہ پنڈو نے کنتی سے پتر رن کا رونا رویا کنتی کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے ایک دریا سا امنڈ پڑا اس نے بڑے صبر و تحمل سے کام لیکر دل کو روکا اور کہا دو پتی "پرمیشور" آپ نے جو فرمایا بہت ٹھیک۔ بیشک بے اولاد کے تارائن نہیں۔ مگر فرمائیے تو میں کیا کروں آپ کو کدنب رشی کا سراپ ہے پھر جب سواتی بوند نہیں تو موتی کہاں۔ میں پتی برتاؤں کی چرن رج (پاؤں کی خاک) ہوں پرائے مرد کا منہ دیکھوں۔ بالکل محال۔ بغیر مرد کے اولاد پیدا ہو یہ بھی ناممکن۔ یہ فرمائیے کیا کروں۔ جو غیر مرد سے اولاد پیدا کرتی ہے۔ اس عورت کے لئے دنیا میں روسیاہی عقبےٰ میں گھور نرک ہے اور اس کی اولاد قوم اور خاندان کے لئے کلنگ پس اس حالت میں فرمائیے۔ میرا اختیار کیا مگر ہاں خوب یاد آیا جب میں بالکل بچہ تھی جانتی ہی نہ تھی کہ دنیا میں کیا ہوتا ہے۔ اس زمانے میں ایک روز دروباسا جی میرے پتا کے گھر گئے پتا جی نے بہت تعظیم و تکریم کی خاص ... یاد کروں

چاکروں کی کمی کیا تھی۔ ہزاروں آدمی خدمت کے لئے مقرر ہو گئے۔ مگر مجھ کو یہ شرف حاصل ہوا کہ ہر وقت چرنوں میں رہوں سیوا کروں۔ جو رشی جی فرمائیں اسی وقت کر دوں کسی سے پوچھنے گچھنے کی ضرورت نہیں چنانچہ میں بھی خود مختار تھی۔ ایسی سیوا کی ایسا راضی رکھا کہ دریا سیاہی انتہا سے زیادہ خوش ہو گئے مجھ سے حکم ہوا کہ کچھ بردان مانگ۔ اوّل تو ایشور کا دیا ہوا سب کچھ موجود ہی تھا دوسرے اس وقت سمجھ ہی کِسے تھی میں نے بھولی بھولی باتوں میں کہہ دیا کہ مہاراج آپ کی کرپا سے کسی بات کی کمی نہیں کسی چیز کی ضرورت ہو تو مانگوں آپ جو دینا چاہتے ہوں وہ اپنے ہی پاس رکھیں +

رشی جی میری باتوں کو پی گئے مگر ان کی مجھ پر بڑی مہربانی تھی کہا اچھا بیٹی تجھے کچھ خواہش نہیں تو نہ سہی میں اپنی خواہش سے تجھے ایک منتر بتاتا ہوں جس سے اندر برن۔ جم۔ کوبیر۔ اسوفی کمار۔ سورج۔ چندرماں سب تیری نگاہ میں چلینگے جو تو ان سے خواہش کریگی پوری ہو گی۔ رشی جی نے مجھے منتر پڑھایا میں نے یاد کر لیا چنانچہ آپ کی اجازت ہو تو اس منتر کو کام میں لاؤں دیوتاؤں کو بلاؤ آپ کو چہرۂ مقصود دکھاؤں +

راجہ پنڈو کنتی کی ان باتوں سے بہت خوش ہو گئے۔ انہوں نے فوراً کہا کہ واہ گھڑی بھر میں گھر جلے اڑھائی گھڑی بھدرا کیا معنی۔ جو بات امکان میں ہے اُسی کے لئے مایوسی سے نتیجہ۔ تم ابھی ابھی منتر پڑھو دیوتاؤں کو بلاؤ میری فکر دور کر دو میں خوش میرا ایشور خوش +

کُنتی۔ آپ کی اگیا سر آنکھوں پر۔ فرمائے کہ پہلے کس دیوتا کو بلاؤں +

راجہ پنڈو۔ سری دھرم راج جی سے پہل کرو +

کنتی نے کم پا کر منتر پڑھا ... کیا آ... ان کی ... تی آ ... گئیں بون

نمودار ہوا اور دھرم راج جی پل مارتے سامنے آموجود ہوئے +

کنتی نے پہلے ڈنڈوت کی پھر چندن اور پھول چانول سے پوجا کی۔ دھرم راج خوش ہوئے اور بولے :-

مہارانی جی کیا آرزو کیا خواہش ہے کہو کیوں یاد ہوئی +

کنتی (ہاتھ جوڑکر) ایشور کا دیا سب کچھ ہے۔ ایک اولاد نہیں۔ آپ سے بیٹے کی درخواست ہے +

دھرم راج جی نے کنتی کے جمال عالمفریب کو ایک گہری نظر سے دیکھا چبھتی ہوئی نگاہ فیض سے وہ نازنیں سمن فام وحسین گل اندام فوراً باردار ہو گئی دھرم راج جی نے کہا۔ حمل مبارک۔ دیکھنا وہ بیٹا پیدا ہوگا جس کے دھرم اور ست کے تمام عالم میں ڈنکے بجینگے اس کا سا راستی پسند اور ایمان پر ست دنیا کے پردے پر نہ نکلیگا یہ کہتے ہی دھرم راج تو نظر سے اوجھل ہو گئے اور تپوبن میں آ جاسے پاکھ کی پنچمی کو ٹھیک دوپہر کے وقت جدھشٹر کا ظہور ہوا رشی لوگ آنند میں مگن ہو ہو کر راجہ پنڈو کو مبارکباد دینے آئے اتنے ہی میں آکاش بانی نے پردۂ غیب کا اسرار کھولا +

"اے راجہ پنڈو تم بڑے خوش نصیب ہو۔ ایشور نے تمہیں وہ کلیجے کا ٹکڑا عطا کیا جس کا سا دھرماتما صاحب اقبال زور و طاقت میں بے نظیر نہ ہوا ہے نہ ہو گا۔ جدھشٹر کے نام سے اس کی شہرت اور نیکیوں سے خاندان کی عزت ہو گی۔ آکاش بانی کے ساتھ ہی آکاش سے پھولوں کا مینہ برس گیا۔ اور رشیوں نے اشیرباد دے دے کر اس نونہال گلشن اقبال و ہلال سپہر کمال کا نام جدھشٹر رکھا +

راجہ پنڈو اس ولادت باسعادت سے بہت ہی خوش ہوئے ہر وقت

جدھشٹر کو نگاہ میں رکھتے پلکوں پہ سلاتے تھے +

ایک روز مہارانی کنتی سے فرمایا۔ "پران پیاری میں چھتری ہوں۔ چھتریہ کا ایک اولاد سے کلیجہ ٹھنڈا نہیں ہوتا۔ دیوتا تمہارے قابو میں ہیں پس اب کے پون جی کو یاد کر کے ایک بیٹے کی اور درخواست کرو۔ مہارانی کنتی نے بہت اچھا کہہ کر منتر پڑھا۔ پون جی ایک ہرن پہ سوار وارد ہوئے۔ پوچھا کیا آرزو کس چیز کی تمنا ہے +

کنتی ۔ ایک شہزور بیٹے کی ہوس نے آپ کو تکلیف دی۔ نظرِ عنایت کی امیدوار ہوں +

پون جی ۔ اچھا تو نظر ملاؤ۔ آنکھیں سامنے کرو +

جونہیں کُنتی کی چار آنکھیں ہوئیں پون جی کی اعجاز نگاہی اثر دکھا گئی کُنتی کے حمل رہ گیا اور پون جی یہ کہکر غائب ہو گئے کہ لو مراد پوری۔ کامنا سپھل۔ وہ بیٹا دئے جاتا ہوں۔ جس کی طاقت جسمانی و قوت پہلوانی دنیا کو زیر و زبر کریگی پہاڑ بھی سامنے ہوگا تو ذرا سے اشارے میں رل جائیگا۔ درختوں کو تنکوں کی طرح اڑانا تو کچھ بات ہی نہیں +

ولادت کی خبر سن کر سب رشی مہرشی جمع ہو گئے مبارک سلامت کا شور بلند ہو گیا۔ دفعتہً آوازِ غیب کانوں میں گونج گئی۔ کہ یہ لڑکا ایسا طاقتور ایسا شہزور ہوگا کہ دنیا ہمیشہ اس کے نام پر فخر کریگی کوئی نقطہ مُقابل نہ ہوگا۔ آکاس بانی کے بعد اندر لوک سے پھولوں کی بارش ہوئی اور تپوبن ایک عشرت گاہ بن گیا۔ بھیم کنتی کے آغوشِ محبت میں پلنے لگا راجہ پنڈو آنکھ کے تارے کو دیکھ کر جیتے تھے۔ ایک دن کنتی نہ معلوم کس ضرورت سے تپوبن سے دور نکل گئی بھیم گود میں تھا۔ ایک چٹان کے قریب پہنچی تو دیکھا موت سر پہ سوار ہے ایک شیر ڈکارتا

سرہی پر آموجود ہوا۔ کنتی کے اوسان نہ رہے سن سے جان اُڑ گئی بھاگی تو گھبراہٹ میں بھیم ہاتھوں سے چھوٹ پڑا۔ بھیم کے گرتے ہی شیر تو نہ جانے کیا ہو گیا مگر ایک پتھر بالکل چکنا چور بھیم پر ذرا بھی چوٹ کا اثر نہیں۔ کنتی اپنے کلیجے کے ٹکڑے کو کلیجے سے لگا کر وہاں سے گھر آئی راجہ پنڈو سے کیفیت کہی۔ اُنہوں نے ایشور کا شکریہ ادا کیا اور یقین کر لیا کہ بے شک بھیم بڑا ہی صاحب طاقت ہو گا جس کے گرتے ہی پتھر بھی سرمہ ہو گیا اُس کی تاب و توانائی میں کیا شک +

کسی تیسرے موقع پر راجہ پنڈو نے پھر کنتی سے خواہش کی کہ ایک بیٹا راجہ اندر سے بھی حاصل کرے۔ وہ تابع ارشاد تھی بولی۔ جو حکم

دُرباسا رکھی نے اس منتر کے لئے ایک سال کی میعاد مقرر کی تھی چنانچہ کنتی نے تین سو پینسٹھ دن تک برابر برت رکھے پھر پاک و صاف ہو کر اُن کے منتر کو مقصد برآری کا ذریعہ بنایا منتر پر تاثیر تھا راجہ اندر رونق افروز ہوئے اور دریافت کیا۔ کیوں۔ اس قدر برت اور جپ کی تکلیف سے غرض۔ کیا لخت جگر کی ضرورت ہے +

کنتی۔ جی مہاراج۔ ایک فرزند عطا ہو وہاں کیا مشکل تھی۔ سوال ہوتے ہی کنتی حاملہ ہو گئی اور راجہ اندر نے خوشخبری سنائی کہ لے پنچ کنیاؤں کی سرتاج۔ تیرا مطلب سدھ۔ ہوس پوری۔ ایسا بیٹا ہو گا جو بہادران زمانہ میں یگانہ اور جنگ آوران یگانہ میں یکتائے زمانہ۔ صورت شکل وضع قطع دست و بازو۔ زور طاقت میں میری زندہ تصویر ہو گا۔ اس کو کسی سے خوف نہیں۔ سری نارائن جی ہر وقت دست راست رہینگے قوت بازو کا کام دینگے +

یہ فرما کر اندر جی بوئے گل کی طرح نگاہ سے اوٹ ہو گئے اور بعد ایام معینہ

تپوبن میں ارجن کی ولادت کی خوشی چھائی۔ رشیوں مہرشیوں نے آواز الہام

سنی کہ راجہ پنڈو ارجن تمہارے کلیجے کا ٹکڑا اندر کا اوتار ہے - اس کا جلال سورج سے کم نہ ہوگا اس کی طاقتیں شوجی کے دست و بازو کا جوہر دکھائینگی - اس کے آلات جنگ دیوتاؤں کے شستروں کو شرمندہ کرینگے - اس کے تیر عدو شکار ہونگے اور اس کے خنجر ظفر پیکر - جب تک دنیا قائم رہیگی اس کا نام نیک روشن اور کارنامے نمایاں یادگارِ زمانہ رہینگے +

ارجن کی پیدائش کا مژدہ سن کر رشی مہرشی اپسر اگندھرب سب اپنے اپنے گھروں سے روانہ ہوئے - بھاردواج - گوتم - کشیپ - انگرا - پولست - ماریچ وغیرہ سپت رشی آئے - بسوامترجی نے نزول اجلال فرمایا - سب نے ارجن کی بڑی تعظیم سے پرستش کی - گندھربوں میں اگرسین - بھیم سین - چترسین - بسوا نعرۂ مبارکباد بلند کرتے ہوئے وارد ہوئے - کاسوما - انبکا - بینکا - اربسی وغیرہ اپسرائیں ناچتی گاتی آموجود ہوئیں ناچ کا گانا ہوا جنگل میں منگل کا پورا نظارہ تھا +

راجہ پنڈو اور کنتی مارے خوشی کے پھولے نہ سماتے تھے - تمام رشیوں کو جی بھر کے دان دیا - راجہ اندر نے نقارۂ عشرت بجایا اندر لوک میں خوب جشن منائے گئے - ارجن کی ولادت کو زیادہ دن نہ گذرے تھے کہ راجہ پنڈو کو اور بھی آنکھوں کے سکھ کی ہوس ہوئی کنتی سے ارشاد ہوا کہ ایک بیٹے کی اور خواہش ہے - اپنی تدبیر عمل میں لاؤ +

کنتی - مہاراج بس کیجئے - زیادہ لالچ ٹھیک نہیں ؎

طمع را سہ حرف است ہر سہ تہی

آپ کے لئے یہ تین بیٹے کیا کم ہیں - نرکھوں میں اس کا ہمیشہ جش رہیگا میں تو اب ضرورت نہیں سمجھتی +

راجہ پنڈو۔ اچھا تم خود نہ سہی مگر مادری رانی کو تو ایک کلیجے کا ٹکڑا دلادو اب تک اس رانی نے بیٹے کا سکھ نہیں دیکھا۔ مہربانی کرو تو اس کی بھی گود بھری پُری ہو جاوے +

کُنتی۔ آپ کی رضا سر آنکھوں پر۔ بہت اچھا مادری کی بھی کیوں ہوس رہ جائے +

یہ کہہ کر کنتی نے مادری کو وہ منتر یاد کرایا جس کی برکت سے اسونی کمار پر قابو حاصل ہو۔ مادری نے حسب قاعدہ منتر پڑھا اسونی کمار تشریف لے آئے سوال کیا کہ کیا مدعا کیا مطلب ہے۔ کہو کون بردان دوں +

مادری۔ اولاد کی خواہش نے خدمت اقدس میں گستاخ کیا۔ تکلیف دہی معاف +

اسونی کمار نے نظر عاطفت سے مادری کی طرف دیکھا۔ معجزہ نگاہ اثر پذیر ہوا مادری کو نخل مدعا کی باربرداری کے آثار معلوم ہو گئے اسونی کمار نے کہا۔ تم کو ایک بیٹے کی طلب تھی میں دو دیتا ہوں۔ یہ دونو بڑے شکیل وجمیل بڑے عالم و فاضل ہونگے ان کی طاقت و شجاعت کا سکہ اطراف عالم میں بیٹھیگا۔ اچھا لے رخصت +

ایام معہودہ گذر گئے۔ نخل امید گل بار ہوا۔ سہدیو اور نکل کی ولادت کے مژدۂ فرحت انگیز سے راجہ پنڈو کا دل پھڑک اٹھا۔ رشی اشیرباد دیتے دوڑے آئے فرمایا۔ ان فرزندوں کا حسن لیاقت برہسپت جی کے نقطۂ مقابل ہوگا۔ علم و فضل عقل و فراست میں فرد روزگار فنون جنگ میں آپ ہی اپنی نظیر اور حسن و صباحت میں اسونی کماروں کی عکسی تصویر ہونگے +

سہدیو اور نکل کی پیدائش سے بنتو بن میں آنند مٹی چھا گئی۔ جو تھا خوش جو تھا نہال۔ پانچوں بھائی ست سرنگ پہاڑ پر سیل میں سے رہتے کھیلتے مالتے رشیوں منیوں کے کلیجے کو سکھ دیتے اور والدین کے دلوں میں ٹھنڈک پہنچاتے رہتے تھے۔ لیاقتیں [illegible] کی نظر [illegible] پہ بن [illegible]

ادھیائے ۳۹

مہارانی گاندھاری کے بطن سے دریودھن وغیرہ سَو کوروؤں اور ایک دختر کی ولادت۔ دریودھن کی نسبت جوتشیوں کی پیشینگوئی۔ بدر جی کے مشورے سے راجہ دھرتراشٹ کا اختلاف

بیشم پاٹن جی رطب اللسان ہیں کہ راجہ دھرتراشٹ کی رانی گاندھاری کو بھی اولاد کی ہوس تھی وہ چاہتی تھی کہ کسی طرح صاحب اولاد ہوں اور اولاد بھی وہ ہو جسے فخرِ زمانہ کہہ سکیں۔ ایک روز رِشی بیاس جی آ گئے۔ راجہ دھرتراشٹ نے بہت خاطر مدارات کی محل میں ٹکایا۔ گاندھاری کو خاطر تواضع کا موقع ملا اس نے بڑی عزت و تعظیم کے ساتھ فرائض میزبانی ادا کیے۔ بیاس جی پیاسے تھے خواہش تھی کہ اچھا پانی ملے گاندھاری نے پیاس بجھائی اور وہ پانی پلایا کہ بیاس جی کا کلیجہ ٹھنڈا ہو گیا۔ بیاس جی کو سب قدرتیں تھیں کمالوں پر دست قدرت تھا۔ خرقِ عادت گویا کچھ بات ہی نہ تھی جو زبان سے کہہ دیں وہ برہما کا گشر پتھر کی لیک۔ وہ گاندھاری کی خدمت سے نہایت خوش ہو گئے۔ فوراً زبان سے ارشاد ہوا +

"کوئی خواہش؟ کوئی آرزو۔ کوئی تمنا۔ کوئی ہوس؟ ذرا زبان ہلا دیجئے بس سب پوری پائیے +

گاندھاری نے کہا گیانی مہاراج کی عنایت ہے تو مجھے سَو لڑکوں کے

لیئے اجازت ہو۔ مگر وہ ایسے صاحب زور و طاقت ہوں کہ زمانے میں نظیر نہ ہو +

بیاس جی نے استدعا قبول کی اشیرباد دے کر وہاں سے رخصت ہوئے تو گاندھاری کا نخل مراد بارور ہو گیا۔ یہاں کی بات تو یہاں رہی اب تصویر کے دوسرے رخ پر نظر دوڑانے کی ضرورت ہے +

جس وقت راجہ پنڈو راج پاٹ چھوڑ بیٹھے۔ بھیشم پتامہ نے تخت سلطنت کو راجہ دھرتراشٹ کے قدموں سے رونق بخشی۔ راجہ پنڈو اور دھرتراشٹ میں دانت کاٹی روٹی تھی دونو محبت میں یکجان دو قالب تھے دوئی کا نام نہ تھا۔ جس وقت دھرتراشٹ نے خوشخبری سنی کہ بھائی کے بیٹا ہوا۔ بڑا خوبصورت بڑا تیجوان اس کا نام جدھشٹر رکھا گیا تو اس نے خوشی کے شادیانے بجائے مگر گاندھاری (رانی) اس خوشی کی متحمل نہ ہو سکی اس نے فرط الم سے پیٹ پیٹنا شروع کیا ایسی سینہ کوبی کی کہ شکم سے ایک ماس کا لوتھڑا گر پڑا۔ گاندھاری سمجھی کہ حمل ساقط ہو گیا۔ بیاس جی کا بردان غلط۔ محض جھوٹھ۔ مگر اتفاقاً اسی وقت بیاس جی وارد ہوئے فرمایا کہ آپ سب کو کیا خیال ہے گھی کے سو گھڑے منگوا لیئے اور اس لوتھڑے کو سو حصوں میں منقسم کر کے ہر ایک گھڑے میں محفوظ رکھئے سب مطلب حاصل ہے +

راجہ دھرتراشٹ ویاس جی کے کمالوں کے معتقد تھے اس نے حسب ارشاد تعمیل کی گھی کے سو گھڑے موجود ہو گئے بیاس جی نے منتر پڑھے اسی لوتھڑے کے سو ٹکڑے کر کے ہر گھڑے میں ڈھانپ دیئے ایک تھوڑا ٹکڑا بچ رہا اس کو علیحدہ گھڑے میں بند کر دیا اور سب کو زمین میں سونپ کر فرمایا۔ جس وقت ۹ مہینے گذر جائیں تب ان گھڑوں کو کھول لینا تو ایک ایک لڑکا ہوگا

کلیجے کا سکھ ہونگے اور ایک لڑکی کلیجے کی ٹھنڈک +

بیاس جی تو یہ کہہ کر چلے گئے یہاں دن گنتے گنتے نو مہینے گذرے۔ ایام مقررہ کے بعد ترتیب وار گھڑے کھولے گئے تو پہلے پہل دریودھن نمودار ہوا۔ پھر یویتس پھر دوساسن پھر دوسہ پھر دوشل پھر جل سندھ پھر سم سہ پھر بند وپھر انو بند وپھر دردھرشن پھر کرن پھر بکرن پھر شل۔ یونہیں سو فرزند عالم شہود میں آئے۔ ایک دختر نیک اختر نے آخر میں جمال جہاں افروز دکھایا +

راجہ دھرتراشٹ ان سب کی ولادت سے نہایت خوش ہوا۔ ناچ رنگ کا ٹھکانا کیا رات دن جشن تھے۔ جس وقت زائچے (یعنی جنم پتر) تیار ہوئے راجہ نے فرزند اکبر کے واقعات زندگی کی نسبت سوال کیا۔ اہل نجوم کا جواب بس یہی تھا کہ مہاراج لڑکا بڑا اقبالمند ہے۔ جلال شاہنشاہی اس کے قدموں سے بندھا سمجھئے۔ حسن جمال فرد روزگار ہوگا۔ طاقت لاجواب ہوگی مگر ستارے ناقص ہیں گرہوں کی خرابیاں بہت۔ اس کی زندگی میں بڑے بڑے اہم معاملات پیش آئینگے جو خیال میں نہ ہونگے ان نقصانوں سے سامنا ہوگا۔ ایک عالم اس کے جھنڈے کے نیچے ہلاک ہوگا۔ رعایا کی جان مفت جائیگی۔ دھرم کی طرف خیال ہی نہ ہوگا یہ دھرم کی جڑ کاٹیگا اور پھر اس کا پھل بھی چکھیگا۔ اس کی موت بھی کچھ آسان نہیں نیچے کا دھڑ دھات کی طرح مضبوط ہوگا۔ صرف اوپر کا جسم نازک۔ یہ صرف اسی وقت جان سے بے آس ہو سکتا ہے۔ جب ایک ساتھ خوشی و رنج کا دل پر کانٹے کا نلا اثر ہو اور پھر لطف یہ کہ گدا گرز کی لڑائی کے سوا اور کسی جنگ میں مجال کیا کہ رواں بھی میلا ہو سکے +

بو کر نو نجومی انعام واکرام لے کر اپنے اپنے گھروں میں چلے گئے یہاں دھوم دھام

خون سے [illegible]

وقت بدرجی نے کہا۔ آپ نے سنا جوتشیوں نے کیا کہا۔ دریودھن کے
گرہ دشا کہتے ہیں کہ یہ پلّے سرے کا دغاباز مکاروں کا گرو گھنٹال اور چندربنس
کے لئے کلنک لگانے والا ہوگا۔ ذرا بڑا ہونے دیجئے۔ جہاں ہاتھ پاؤں نکالے
بس سمجھ لیجئے کہ خاندان غارت۔ دنیا تباہ۔ ایسا آفت کا پرکالہ عقل کا دشمن
کہ آپ کی ناموری میں وہ بٹہ لگائے کہ قیامت تک داغ نہ مٹے۔ کچھ جوتشیوں
ہی پر منحصر نہیں میں نے جہاں تک ستاروں سے معلوم کیا میرے رونگٹے
کھڑے ہو رہے ہیں کہ ہائے کیا شدنی ہے ایسے دھرم دان کل میں ایسا کپوت
آپ نے بھی سنا ہوگا کہ اس کے پیدا ہوتے ہی سیاروں نے چیخ چیخ کر کانوں
کے پردے پھاڑ ڈالے چیخ کیا تھی کرخت آواز میں رونا تھا۔ یہ بدشگونی یہ
بدفالی اوپر اوپر جانے والی نہیں ضرور اپنا اثر دکھلائے گی۔ ایشور نے آپ کو
سو بیٹے دئے ہیں ایک لڑکی عطا کی ہے ان میں سے یک نہ شد نہ شد ۹۹
لڑکے زندگی کے سکھ کے لئے کیا کم ہیں۔ عقلمند لوگ خون فاسد کو جسم
ہی سے نکلوا ڈالتے ہیں۔ سارے بدن کی حفاظت کے لئے ایک عضو کاٹ
ڈالنا عقلمندوں کا کام ہے۔ درد بٹنے کے لئے آنکھ پھوٹ جانے کا غم نہیں
ہوتا۔ بھاڑ پڑے وہ سونا جس سے ٹوٹیں کان بس میری رائے ہے کہ آپ محبت
پدری کو ڈالیں چولھے بھاڑ میں اور دریودھن کو گنگا جی میں پھنکوا دیں ابھی خیریت
ہے۔ جب دریودھن بڑھا تو آپ کو بھی طاق پہ بٹھا دیگا کسی کی ایک پیش نہ جائیگی
دھرتراشٹ اور گاندھاری نے یہ سن کر دریودھن کی صورت دیکھی تو ما
پھر پھرا ئی خون اوٹ گیا منہ چوم کر بولے۔ اس چاند کے ٹکڑے کو گنگا جی
میں بہادیں ہائے بڑی بیرحمی ہوگی۔ یہ پیاری پیاری صورت۔ یہ دونہی

نظر نہ لگے۔ اہا کیسے بھرے بھرے ہاتھ پاؤں ہیں چاند میں داغ اس میں

نہیں۔ بڑھیگا تو وہ ڈیل ڈول ہو گا کہ لوگ حسد کرینگے۔ ہم ایشور کے دین کی بے قدری نہیں کر سکتے۔ پر سی ہوئی تھالی میں کوئی لات نہیں مارتا۔ بڑے بھاگوں سے یہ صورتیں دیکھنا نصیب ہوئی ہیں اُن میں سے ایسے کلیجے کے ٹکڑے کو دریا میں بہائیں ہم سے نہ ہو سکیگا۔ تقدیر کا حال کس کو معلوم ہے قسمت کا نوشتہ کس نے پڑھ پایا ہے۔ بس وہم ہی وہم ہیں ایسے آنکھ کے تارے کو ہاتھ سے کھونا کون عقلمند پسند کریگا۔ آب نہ دیدہ موزہ از پاکشیدہ۔ قبل از مرگ واویلا۔ ہم تو کبھی روا نہیں سمجھتے۔ ابھی یہ بات کہ شریر ہو گا۔ ننگ خاندان ہو گا ایسا ہو گا ویسا ہو گا اس کی ابھی سے فکر کیا جب ایشور بڑا کریگا عقل و فہم دیگا تب کی بات تب دیکھی جائیگی +

بدرجی اس دو ٹوک جواب سے خاموش ہو گئے اور دل میں کہنے لگے کہ شدنی ٹلنے والی نہیں جو ہونہار ہے جو لکھی بدی ہے وہ ہو کر رہیگی +

قصہ کوتاہ یہ بات رفت و گذشت ہو گئی۔ سب لڑکے آغوش عاطفت میں پلے۔ بڑے ہوئے سن تمیز کو پہنچے۔ لڑکی بہت خوبصورت تھی اُس کا بیاہ پنجاب کے راجہ جیدرتھ کے ساتھ ہوا۔ یہ راجہ بڑا صاحب طاقت اور صاحب شجاعت تھا اس کے واسطے دعا تھی کہ جو مخالف اس کا سر تراشے اس کے سر کے خود سو پرچے ہو جائیں +

بیشم پائن اس قدر فرما کر بولے کہ راجہ دھرتراشٹ کے سو فرزندوں میں دریودھن بڑا خود پرست اور صاحب طاقت ہوا اُدھر راجہ پنڈو کے یہاں سے بھیم ایسے شہزور کی اُسی دن ولادت ہوئی۔ دریودھن نے تخم عداوت بو کر کوروں کی نسل کی نسل تباہ اور منقطع کی کروڑوں بہادران روے زمین کے خون سے گرگیسری کی زمین کو سیراب کیا۔ پانڈو بنسے کے دھرم دان تھے اُن سے

دریودھن کی عداوت کا یہ نتیجہ ہوا کہ آفتاب اقبال گوشۂ مغرب میں جا چھپا ادھرم کا
بیج درخت ہو کر ایسا پھل لایا کہ آخر بھیم سین کی گدا سے جان گئی اور بدنامی کا ٹیکا دنیا میں رہ گیا۔

ادھیاے ۴۰

کدنب رشی کی بددعا کا اثر۔ راجہ پنڈو کی وفات مہارانی مادری کی رفاقت دائمی ماتم عام۔ مہارانی کنتی اور پانچوں پانڈو کی ہستناپور میں رونق افروزی

راجہ پنڈو بڑا دانشمند تھا یہاں حد ہے کہ اس نے برہمہ رشیوں کی طرح تپ کیا۔ مگر شُدنی سے کسی کا بس نہیں۔ جو نوشتۂ تقدیر ہے وہ ضرور ہوتا ہے۔ راجہ جانتا تھا کہ کدنب رشی کا سراپ کیا ہے۔ عورت کی ہمبستری اس کو بستر مرگ پر سلانے والی ہوگی لیکن نہیں موت کو بہانہ ڈھونڈھنا تھا اُس نے آخر ایک آڑ نکالی ہی پر نکالی۔ ایک روز راجہ پنڈو اپنے آشرم میں تشریف فرما تھے کنتی و مادری بھی وہیں رونق افروز تھیں۔ کام دیو نے راجہ کو مادری کے حسن و جمال پر لٹو کر دیا تاب ضبط نہ رہی عنانِ شکیب ہاتھ سے جاتی رہی دل بے قابو ہو گیا۔ مادری سے بولا۔ پیاری۔ طبیعت آپے میں نہیں دل بے اختیار ہے۔ جلدی سے آغوش تنگ میں آکر کلیجے کو ٹھنڈک پہنچا دے +

مادری۔ ہیں ہیں آپ اس وقت ہیں کہاں۔ بس معاف رکھئے۔ دور ہی ہٹے ہاتھ نہ لگائیگا۔ کچھ اونچ نیچ کا بھی خیال ہے +

راجہ پنڈو۔ تم لاکھ کہو میں ایک ماننے کا نہیں۔ سب اونچ نیچ معلوم ہے کچھ ہو جائے تم کو میرا کہنا ماننا پڑیگا +

رانی مادری نے لاکھ ہاتھ مارے ہزار سر پٹکا مگر راجہ کے سر کا بھوت نہ اترنا تھا نہ اترا اس نے بے اختیار ہو کر رانی کو دبوچ لیا اور ہوا نفسانی کے پھیر میں جان دے دی دعا نے عین وقت پر اثر کیا۔ مادری دیکھتی ہے تو بنڈا سرد۔ چولا خاک +

مادری دوہتر پیٹ کر رو پڑی دردناک چیخ سے جنگل گونج اٹھا کنتی سنتے ہی دوڑی آئی دیکھا تو اوہی گل کھلا ہوا ہے سر پٹک دیا۔ پٹ سے زمین پر گر پڑی۔ چلائی کہ ہائے مادری کیا غضب ڈھا دیا۔ میں نے اتنے دنوں معلوم کیسے ٹالا تھا میں بڑی حکمتوں سے کوری بچی رہی تھی۔ افسوس تجھے صبر نہ ہوا تو ساری عمر بھر کا سکھ ایک لمحہ میں کھو دیا +

مادری۔ مہارانی جی کیا کہوں۔ راجہ نے ایک نہ مانی لاکھ سمجھایا۔ نیک و بد سمجھایا مگر ان کے تو دن پورے ہو گئے تھے کسی طرح نہ مانا آخر یہ نتیجہ نظر آیا ہائے اب میں کیا کروں افسوس آسمان سر پر پھٹ پڑا۔ اچھا مہارانی جی نکل وسہدیو کو تمہیں سونپتی ہوں میں اب نہ جیونگی راجہ کا ساتھ دونگی +

سب رشی مہرشی کہرام سن کر جمع ہو گئے کنتی و مادری کو سمجھایا۔ پانچوں لڑکے گود میں بٹھا کر کہا ان کی طرف دیکھو ان سے دل بہلاؤ۔ مادری پر غلبۂ محبت تھا آتش عشق شعلہ زن تھی اس نے ایک نہ مانی کنتی سے کہا کہ سہدیو ونکل تمہارے سپرد ان کو بھی جدھشٹر بھیم ارجن کی طرح سمجھنا۔ میں رخصت ہوتی ہوں یہ کہہ کر وہ راجہ پنڈو کے ساتھ ستی ہو گئی جو جسم بڑی ناز و نعمت سے پلے اور نور کے سانچے میں ڈھلے تھے وہ دیکھتے دیکھتے تودہ خاکستر ہو گئے۔ دنیا ناپائدار و حیات مستعار کا ایک کرشمہ اہل عبرت کے پیش نگاہ تھا +

[illegible] رشیوں نے ... کو بھی ... ہی انھوں نے ... پنڈو ... مادری کے

پھول بیٹے۔ کنتی اور جدھشٹر۔ ارجن نکل۔ سہدیو کو ساتھ لئے وارد ہستناپور ہوئے۔ کنتی کو رنواس میں بھیج دیا۔ دربار میں راجہ دھرتراشٹ بھیشم پتامہ و بدر جی سے ملے سارا واقعہ بیان کیا ماتم انگیز داستان سنائی سانحہ دردناک سے دربار اور رنواس میں کہرام مچ گیا۔ صدائے ماتم سے اہل فلک کے کلیجے ہلتے تھے۔ رشیوں نے اہل ماتم کو ڈھارس دی آنسو پونچھ کر راجہ پنڈ کے پانچوں فرزندوں کو سونپا۔ بھیشم جی نے جب ان میں حواس خمسۂ سعادت مع عہد خمسۂ لیاقت کو دیکھا کلیجے سے لگا لیا پیار کیا آنکھوں سے پٹ پٹ آنسو گرنے لگے تاسف آمیز لہجہ میں بدر جی سے کہا:۔

وہ دیکھو ایشور کی مایا۔ کیسے کیسے چاند کے ٹکڑے۔ کیسے کیسے بھولے بھالے بچے ہستی ناپائدار کے ایک اشارے میں یتیم ہو گئے پل مارتے سر سے سایہ اٹھ گیا ہائے راجہ پنڈو جب سکھ اٹھانے کا زمانہ قریب آیا تو تم دنیا سے رخصت۔ افسوس دیوتاؤں کے پیدا کئے ہوئے بیٹوں پر یہ یتیمی کی مصیبت۔ آہ جن خاندان کے چراغوں کی روشنی آفتاب و ماہتاب کی روشنی کو بھی ماند کریگی جن کے دست و بازو کے سامنے کسی طاقت کی کچھ بساط نہیں وہ یوں بے پدر مگر موت سے چارہ نہیں۔ آئی گھڑی نہیں ٹلتی۔ دنیا کو قرار ہستی موہوم کا اعتبار نہیں۔ ہائے:۔

بھیشم جی دیر تک پانڈوؤں کو گلے لگائے رہے دربار میں ایک عجیب سناٹے کا عالم تھا۔ رشی لوگ پانڈوؤں کا ہاتھ بھیشم اور دھرتراشٹ کے ہاتھ میں دے کر چھلاوے کی طرح نظر سے غائب ہو گئے درباریوں کو اچنبھا ہوا کہ ہیں یہ دیکھتے دیکھتے کیا ہوا جو صورتیں آنکھ کے سامنے تھیں وہ کہاں لوپ ہو گئیں۔ بھیشم پتامہ جی [illegible] سب رشی

گندھ مادن پربت کے تپسوی ہیں انہیں کے تپوبن میں دیوتاؤں سے ان پانچوں پانڈوؤں کا ظہور ہوا - یہ بڑے مہاتما تھے دیوتا ان کی عزت و منزلت کرتے ہیں - ہم آپ سب لوگوں کے بھاگ کچھ اودے ہوئے تھے - کہ ان کے چرن دیکھنا نصیب ہوئے +

دھرتراشٹ اور بھیشم جی نے راجہ پنڈو اور مہارانی مادری کے پھولوں کو بڑی شاہانہ عزت و تعظیم سے زمین کو سونپا عالیشان چھتری تعمیر کی اردگرد سبزہ زار کا نظارہ دکھایا - مرتک سنسکار یعنی فرائض غمی میں شاہانہ اولوالعزمی سے کام لیا گائیں دان دیں - دکشنائیں دیں سب کرم بڑے جوش محبت سے کئے اور کنتی اور پانچوں پانڈوؤں کو بڑی الفت و عزت سے سایہ عاطفت میں جگہ دی +

ادھیاے ۱۴

ہستناپور میں پانچوں پانڈوؤں کی قدر و منزلت

راجہ جدھشٹر وغیرہ ہستناپور میں رہنے لگے جدھشٹر کی لیاقتیں دیکھ دیکھ کر ہر ایک کی روح خوش ہوتی تھی راجہ دھرتراشٹ بہت ہی عزیز رکھتے تھے بھیشم اور بدرجی جب پانچوں بھائیوں کو دیکھتے ہاتھ بھر کا کلیجہ ہو جاتا پانڈو بھی بزرگان موصوف الصدر کی نگاہ دیکھتے رہتے - اشاروں میں چلتے تھے اطاعت و خدمت کا ہر وقت خیال رہتا - رضاجوئی کا دم بھرتے تھے - بھیشم پتامہ جی خیال رکھتے تھے کہ کسی وقت ان یتیم بچوں کا دل نہ دکھنے پائے اہل شہر کیا امیر کیا غریب کیا سیٹھ کیا ساہوکار کیا برہمن کیا سادھو سب ان کو

دیکھنے آتے حسن لیاقت کو سراہتے سعادت و متانت پہ آفرین کہتے تھے حسن و جمال پہ ہر ایک نچھاور ہوتا تھا شکل و صورت پر دل قربان ہوئے جاتے تھے؛

جب جدھشٹر کو دیکھتے خوش ہو جاتے کہ واہ کیا دھرم کی زندہ تصویر ہے چہرے سے شان جہانبانی پیدا پیشانی سے نور اقبال ہویدا؛

بھیم پر نظر پڑتی تو کلیجے پھڑک اٹھتے کہ آہا کیا ہاتھ پاؤں ہیں۔ کیا ڈنڈ بلے شیروں کے سے تیور مست ہاتھی کی سی چال ڈھال؛

ارجن نظر سے گذرتا تو طبیعت حسن صباحت و وجاہت پر واہ واہ کرتی۔ رگ رگ سے پھرتی نمایاں عضو عضو میں خون بہادری کا جوش؛

یوہیں سہدیو و نکل پر سب فدا ہو جاتے تھے دعائیں دیتے تھے۔ راجہ دھرتراشٹ کے بیٹوں میں سے کوئی بھی ان کا کسی بات میں ہمپلہ نہ تھا سب کے سب اہل شہر کی نظروں سے گر گئے تھے؛

شاہی محلوں سے لے کر شاہی دربار تک ان پانچوں کے پرتو اقبال سے جگمگ کرتے تھے۔ جس طرف ان کا گذر ہو جاتا نگاہیں بچھ جائیں۔ ایک عالم نور ہو جاتا سب کی زبان صفت کرتے کرتے گھستی تھی۔ ہر جگہ تعریف کے پل بندھ جاتے تھے؛

ان کا ورد تھا کہ جہاں سویرے آنکھ کھلی بھیشم پتامہ دھرتراشٹ ودرجی رانی کنتی اور گاندھاری کی خدمت میں پہنچے ڈنڈوت کر کے پاؤں چھوئے اور ہر وقت سب بزرگوں کی رضاجوئی سے غرض رکھی جب پڑھنے لکھنے کا سن ہوا تو تعلیم و تربیت کی ضرورت ہوئی بھیشم پتامہ جی نے کرپاچارج کے حوالے کیا راجہ ... ان ... علم ... اور

ہم سبق ہوئے۔ جس وقت تعلیم سے فراغت ملتی پانچوں بھائی دریودھن دوشاشن وغیرہ کے ساتھ کھیلتے سیر کرتے بھیم طاقت وتوانائی میں فائق تھا اس لئے کھیلوں میں وہی بہری رہتا دریودھن وغیرہ ہارتے تو بھیم ان پہ چڑھی لیتا یہ گھوڑے کی طرح کان دبائے سواری دیتے ان سب کی بھیم سے بوٹی بوٹی لرزتی زور و طاقت سے کانپتے تھے۔ اگر کبھی ہار کر کورو درخت پر چڑھتے تو بھیم درخت اکھاڑ کے پھینک دیتا۔ سب اوندھے سیدھے زمین پر چت ہوتے چوٹیں آتیں مگر بس نہ تھا۔ جب کبھی دریا میں چہل پہل سوجھتی تو بھیم دریودھن وغیرہ کو گیند کی طرح اچھال اچھال کر پانی میں غوطے دیتا اور کسی کی ایک نہ پیش جانے پاتی ٭

ادھیاے ۴۲

دریودھن کی دلی عداوت کا اظہار۔ بھیم سین کو زہر خورانی دریا میں گرداب فنا کا سامنا۔ برن جی کی مدد سے بقائے زندگی۔ ناگ لوک میں قیام۔ آخر کار ہستناپور میں واپسی

بھیم سین کھیل مال میں کوروں کو ایسا نیچا دکھاتا تھا کہ ان کے حواس پراگندہ تھے۔ لاکھ کارستانیاں کرتے زور مارتے مگر کبھی دال نہ گلتی تھی دل ہی دل میں پانی پی پی کر کوستے دانت پیس پیس کر خون کے گھونٹ پی پی کر رہ جاتے تھے۔ آخر ایک من سب بھائیوں نے گٹھوت کی کہ بھیم سین کا فیصلہ ہی کر ڈالو یہی ہمارے [illegible] کی جڑ ہے جب [illegible] ہوگا تو کہیں [illegible] بیٹھے گی

سب ایک ٹھیکرے کے سہلائے ہوئے تھے فوراً ٹھہرالی کہ بس بس درست درست

آج ہی یا اِدھر یا اُدھر۔

بھیجے گنگاجی کے کنارے پر خیمے ڈیرے کھڑے ہو گئے نگیروں شامیانوں میں ناچ رنگ کا سامان ہوا۔ دریودھن وغیرہ سب رنگ رلیاں منانے لگے۔ مشہور یہ کہ پانچوں عموزاد بھائیوں کی دعوت ہے۔ جدھشٹر وغیرہ مکر و فریب سے ناواقف عیاری و مکاری سے بے علم سیدھے سبھاؤ پہنچے۔ ناچ رنگ دیکھا دعوت کھائی اور وہیں بستر استراحت پر سو رہے اور بھائیوں کی تو معمولی نیند تھی۔ لیٹے تو آنکھ لگ گئی مگر بھیم سین کو جیسے سچ مچ سانپ ہی سونگھ گیا کھانے کو تو زہر آلودہ کھا لیا مگر جس وقت چارپائی سے پیٹھ لگائی مردہ صد سالہ کے برابر ہو گیا۔ دشمن ہوشیار تھے۔ پانڈو غافل تھے جعلسازوں نے بھیم کے زہر سے جکڑے ہوئے بدن کو خوب کس کس کر باندھا اور گٹھڑی گنگاجی میں پھینک کر بے غل و غش چین سے سو رہے دل میں خوش کہ بس وہ مارا۔ پالا ہمارے ہاتھ۔ بھیم سین اب بھیم سین نہیں ایک رسیوں سے جکڑی ہوئی لاش بہاؤ پر جانے لگی بہتے بہتے پہنچی تو کہاں ناگ لوک میں۔ پون جی نے بھیم کو پہچانا افسوس کیا کہ ہائے کلیجے کے ٹکڑے کی یہ دُردشا۔ صورت سے پہچان گئے کہ سارا زہر کا فساد ہے۔ فوراً سانپوں کو حکم دیا کہ دیر نہ ہو ابھی ابھی سارا زہر کھینچ لیں۔ بات کہنے کی دیر تھی سانپوں نے زہر کھینچنا شروع کر دیا۔ ذرا دیر میں بھیم کو کچھ ہوش آیا آنکھ کھولی تو ہاتھ پاؤں رسیوں سے جکڑے ہوئے پائے اور سارا جسم گٹھری۔ اس پہ طرہ زہریلے سانپوں کی موجودگی فوراً ہی بدن کسمایا ہاتھ پاؤں کو جنبش دی تو سارے بند تڑ تڑ ٹوٹ گئے رسیاں کچے دھاگے کی طرح جگہ جگہ سے الگ ہو گئیں اب بھیم سین سنبھل کر

سانپوں کے سر ہو گئے جس کی طرف لپکے وہ دم دبا کر بھاگا جس کی طرف نگاہ
اٹھائی جان چرا کر ادھر ادھر دبک رہا۔ جو سانپ بھاگے وہ سیدھے باسکی
ناگ کے پاس پہنچے فریاد کی کہ ہوم کرتے ہاتھ جلے بھیم کا زہر کیا کھینچا اپنے
حق میں بس بویا وہ الٹے ہمارا مار آستین بن رہا ہے باسکی کا ایک سردار قوم
اریک تھا دونو بھیم سین کے پاس گئے اریک نے دیکھا تو کلیجہ میں ٹھنڈک
پڑ گئی۔ باسک سے کہا یہ تو میری نواسی کنتی کا منجھلا بیٹا ہے۔ یہ کہہ کر بھیم سین
کو گلے سے لگایا پیار کر کے گھر ساتھ لے گیا وہاں ایک مقوی عرق تھا بھیم سین
کو پلا کر کہا کہ بس اب بے فکر اس سے دس ہزار ہاتھیوں کی طاقت تمہارے جسم
میں پیوست ہو گئی۔ بھیم سین پر زہر کا اثر تھا پیاس سے زبان میں کانٹے پڑ رہے
تھے حلق بالکل خشک۔ خوب پیٹ بھر کے عرق پیا۔ سانپوں نے دیکھا کہ بھیم سین
تو ایک قطرہ بھی نہ چھوڑیگا منت و سماجت کی کہ کچھ ہمارے لئے تو رہنے
دیجئے۔ بھیم سین نے کہا خیر کیا مضائقہ سانپ باقیماندہ ہی کو غنیمت سمجھے اور
بھیم سین نے باسکی کے بستر راحت پر بڑے آرام سے استراحت کی +

اب یہاں کا حال سنئے جس وقت سویرا ہؤا تو پانڈو اور کورو جاگے دیکھتے
ہیں کہ بھیم ندارد۔ پانڈو حیران پریشان اِدھر اُدھر ڈھونڈتے پھرے کوروؤں
نے بھی بناوٹ سے سوئی کی طرح ڈھونڈھا مگر وہاں بھیم کہاں سب روتے
پیٹتے گھر آئے کیفیت سنائی جس نے سنا رو پڑا۔ ایک عجیب کہرام
کا عالم تھا +

بدرجی روشنضمیر تھے وہ معاملہ کی تہ کو پہنچ گئے۔ جد حشٹر سے فرمایا کہ
برخوردار۔ رنج نہ کرو۔ گھبرانے کی کچھ بات نہیں۔ بھیم سین ناگ لوک میں
بھون جی کے یہاں خیریت سے ہے کمبخت دریودھن نے اُسے زہر دیا۔

گنگا جی میں پھینکا جان لینے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی مگر جس کو ایشور رکھے اس کو
کون چکھے دریودھن کی دشمنی سے اس کا ایک رویاں بھی میلا نہ ہوا تم صبر کر دیں
پاتال سے تمہارے قوت بازو کو بلائے لیتا ہوں۔ یہ کہہ کر بدرجی نے قاصد
بھیجے وہ پر لگا کر اڑے تو باسکی ہی کے یہاں تھے۔ پیغام سنایا بھیم سین کی
رخصت چاہی۔ اریک بھی عین موقع پر آگیا دونوں نے قیمتی سے قیمتی زیور عمدہ
سے عمدہ جواہرات نفیس سے نفیس تحائف۔ اعلےٰ سے اعلےٰ سوغاتیں دے کر
بھیم کو ہستناپور میں پہنچا دیا۔

بھیم سین مع الخیر بھیشم پتامہ راجہ دھرتراشٹ بدرجی اور اپنے بھائیوں
سے ملا جس نے تحفہ تحائف دیکھے حیران رہ گیا وہ وہ چیزیں نظر سے گذریں۔
جو کسی نے خواب میں بھی نہ دیکھی تھیں۔ بھیم نے کل زیور و جواہرات اپنی ماتا
مہارانی کنتی کے ہاتھ رکھے اور سب بھائیوں کو اپنی جانبری کا مبارکباد دیا
عوام الناس دریودھن کی نالائقی پر تف کرتے تھے دریودھن دل میں کٹا جاتا
تھا کہ ہائے بدنامی کی بدنامی ہوئی اور پھر ناکامی کی ناکامی۔

ادھیائے ۳۴

کوروؤں پانڈوؤں کی تعلیم کے لئے

درونا چارج کی تقرری

درونا چارج نے کرپی سے شادی کی جس سے استو تھاماں کی
ولادت ہوئی۔ جب اچارج جی گھر گرہستی والے ہو گئے تو روٹیوں کی
فکر پڑی خیال ہوا کہ کچھ روزگار کرنا چاہیئے سوچتے سوچتے کہ پرسرام جی

سے بڑھ کر کوئی مرجع و ماوا نہیں وہ دولت بھی دینگے اور شستر ودیا بھی سکھاوینگے بہرحال روٹیوں کی کمی نہ رہیگی۔ وہ تیر کی طرح پرسرام جی کی خدمت میں پہنچے قدم چھوکر گذارش کی +

مہاراج۔ بھاردواج کا بیٹا قدمبوس ہے +

پرسرام جی نے جونہیں بھاردواج کا نام سنا بڑی عزت وتکریم سے پیش آئے بڑی خاطر سے بٹھلایا مزاج پرسی کے بعد پوچھا۔

"تکلیف کا باعث۔ یادآوری کا سبب۔ کرمفرمائی کی وجہ؟

درونا چارج۔ کیا عرض کروں کہتے شرم آتی ہے۔ شامت کی مار شادی کر بیٹھا۔ شادی کے بعد لڑکا پیدا ہوا۔ روٹیوں کے لالے پڑ گئے۔ گھر گرہستی کی فکر سر پر پڑی۔ بصورت سوال ہے۔ زبان سے کیا کہوں۔ آپ کو سرچشمہ فیض اور دل کا بادشاہ سنا تھا قسمت نے رہبری کی۔ حاضر ہو گیا +

پرسرام۔ افسوس آپ کو آنے میں ذرا دیر ہو گئی۔ میرے پاس جو کچھ سرمایہ اثاث البیت وغیرہ تھا ابھی برہمن لے جا چکے۔ صرف چند آلات حرب وضرب (شستر) یعنی ہتھیار کے سوا کچھ بھی پاس نہیں جو نظر کروں اگر مرضی ہو تو شستر بدیا سکھادوں۔ جو ہر کسی نہ کسی وقت کام ہی آجاتا ہے۔ شاید پھل دے رہے +

درونا چارج۔ آپ تھوڑی دیر پہلے ہاتھ جھاڑ بیٹھے۔ یہ میری قسمت میرے نصیب۔ خیر آپ مہربانی فرماتے ہیں تو شستر ودیا ہی سکھادیجئے۔ محروم تو نہ واپس جاؤں +

پرسرام جی سے بڑھ کر شستر ودیا کا عالم نہ ہوا نہ ہوگا انہوں نے مفلس قلانچ درونا چارج کو بڑے شوق اور بڑی محنت سے فن حرب وضرب

سکھلایا اور تھوڑے ہی دنوں میں ایسا استاد کر دیا کہ دنیا کے پردے پر جواب نہ رہا۔ درونا چارج فنونِ جنگ یعنی تیراندازی وغیرہ میں کمال حاصل کر کے گھر لوٹے تو ایک دن ایک نیا معاملہ پیش ہوا:

استو تھاماں اپنے ہمسنوں کے ساتھ رنگ رلیاں منا رہا تھا اتفاقاً سب کے سب نے دودھ پیا۔ استو تھاماں منہ دیکھتا رہ گیا دل میں خیال گیا ہائے میں ہی بدقسمت جسے دودھ نصیب نہیں۔ وہ اپنے گھر دوڑا گیا۔ ماں سے فریاد کی دودھ کے لئے مچلا۔ وہاں کیا دھرا تھا۔ دودھ کا نام و نشان کہاں ماں کی مامتا پھڑ پھڑائی۔ دل میں رودی کہ ہائے میرا بچہ دودھ کی ایک چھانچھ کو ترسے مگر بس کیا دودھ کہاں سے لائے۔ آخر اس نے چانول پیسے اور پانی میں گھول کر ایک کٹورا اپنے کلیجے کے ٹکڑے کے ہاتھ میں دے کر کہا۔ لو بیٹا دودھ پیو:

استو تھاماں کلگی نہ تھا بھولے پن سے پانی میں گھولے ہوئے چانول پی لئے اور ماں کا شکریہ ادا کیا کہ بڑے مزے کا دودھ پلایا:

بات رفت گذشت ہوگئی مگر کرپی (استو تھاماں کی ماں) کو سخت رنج ہوا کہ ہائے میرا بیٹا دودھ کی ایک بوند کو ترسے وہ رنج و فکر میں بیٹھی ہوئی تھی کہ درونا چارج اِدھر اُدھر سے گھومتے ہوئے گھر آئے کرپی نے جب مزاج ٹھیک دیکھا جو اس ٹھکانے پائے تو کہا پرتیم۔ ہائے ایسا عالم جو ایسا شستر ودیا کا استاد۔ ہائے اسی کا بیٹا دودھ کو ترسے۔ پاس پڑوس میں جس گھر کو دیکھو گایوں کی شمار نہ قطار۔ ہر گھر میں دودھ کی نہریں سی بہتی ہیں جس کے گھر میں گائے نہیں وہاں بکری ہے۔ افسوس میرے ایک ہی لڑکا اور وہ ایسا بدنصیب کہ دودھ کے نام سے بھی آگاہ نہیں۔ بس حد

ہے کہ ہم نے چانول گھول کر پلا دئے اور یہ اس نے سمجھ لیا کہ یہی دودھ ہے ۔ میں کلیجہ پکڑ کے رہ گئی ۔ ماں رے جس کے باپ تم ایسے اس کی یہ درد شا یہ درگت ♦

درونا چارج نے جس وقت اپنی پیاری بیوی کی زبان سے یہ دردناک الفاظ سنے ان کا دل بھر آیا آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے ۔ انہوں نے کہا دھرم پتنی ۔ تمہارا کہنا سب صحیح ۔ بالکل درست ۔ مگر پیاری میں دنیاوی خواہشات سے دور ہوں ۔ دنیا کے ظاہری سامانوں سے مجھے کیا سروکار ہم گوشہ نشینوں کو آرام و آسائش سے کیا واسطہ ۔ اسی لئے گھر میں بھونی بھانگ نہیں ۔ مگر پیاری تمہارے کہنے سے پہلے ہی میں سوچ رہا تھا کہ کچھ پیٹ کے دھندے سے تمہاری اور استوتھاماں کی ہوسیں پوری کروں مگر جب تپ کے خیال نے میرا ہاتھ پکڑا کسی کے سامنے پھیلنے نہ دیا ۔ میرا ہر وقت ارادہ راجہ درو پد کے پاس جاؤں بچپن میں ہم دونو ہم سن ہم مکتب ہم سبق ہم درس تھے جب کبھی بات چیت ہوتی تو وہ کہتے کہ بھائی درون جس وقت مجھے راج ملا آدھی سلطنت تمہاری ہو گی اور آدھی میری ۔ ایشور نے انہیں صاحب تاج کر دیا اگر میں وہاں جاؤں تو ممکن نہیں کہ بات پٹ پڑے ♦

بچپن کی باتیں اور ہوتی ہیں کھیل کود میں نہ جانے آدمی کیا کیا کہہ جاتا ہے اس وقت کا اعتبار ۔ مگر جتنی مجھ سے اور اس سے محبت تھی اس کے لحاظ سے میں کہہ سکتا ہوں کہ آدھا راج نہ سہی تو کوئی نہ کوئی جاگیر ضرور ہی دیگا اس میں فرق نہیں ♦ کرپی ۔ جب یہ بات ہے تو پھر روز روز کی ہائے ہتیا کیوں ۔ جاؤ اور راجہ درو پد سے کچھ اینٹھ لاؤ ۔ لڑکا تو ایک ایک چیز کو ترسے ♦

درونا ۔ پیاری خیر تمہاری مرضی ہے تو چلتا ہوں آؤ تم بھی چلو استوتھاماں

بھی چلے تمہارے ساس کے چلنے سے راجہ کو اور بھی خیال ہوگا +

کرپی گویا تیار بیٹھی تھی استوتھاماں بھی کمر باندھ کے کھڑا ہوگیا تینوں وہاں سے چلے منزل مقصود پر پہنچے - راجہ درو پد کے دربار میں راجہ سے سامنا ہؤا ادھر سے پرنام ادھر سے اشیرباد وغیرہ کے بعد یہ باتیں ہوئیں :-

درونا چارج - متری آپ کو راج پاٹ مبارک - بڑی خوشی کی بات ہے کہ میں اپنے ہم مکتب ہم سبق کو صاحب تخت و تاج دیکھ رہا ہوں - واہ وا کیا زمانہ تھا جب ہم آپ مل جل کے کھیلتے مانتے تھے دوئی نہ تھی ایک تھیلی کے چٹے بٹے کہلاتے تھے - بس دانت کاٹی روٹی تھی اور کیا کہیں - ہم سے بڑھ کر آپ کا کوئی دوست نہ تھا آپ نے ایک دفعہ نہیں سو مرتبہ کہا کہ راج ملیگا تو آدھا راج تمہیں دونگا آپ یک سخن ہیں - آپ کی بات پتھر کی لیک ہوتی ہے اس لئے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہؤا کہ آپ وعدہ پورا نہ کریں تو خیر دوست کی رفاقت ہی کریں +

راجہ درو پد - میں کچھ نہیں سمجھا کہ آپ کیا کہتے ہیں - میرا نہ کبھی کوئی دوست تھا نہ دشمن - آپ کو شاید اس وقت مغالطہ ہؤا ہے +

درونا چارج - نہیں مہاراج آپ نہ پہچانیں تو اور بات ہے میں تو پہچانتا ہوں - آپ نے مجھ سے آدھی سلطنت دینے کا وعدہ کیا تھا مگر مجھے جپ تپ کے ہوتے سلطنت سے واسطہ - برا ہو زندگی کا غم نداری بز بخر کا معاملہ ہؤا - لوگوں سے کہہ سن کر شادی کرلی شادی کے بعد ایک استوتھاماں نام کا لڑکا پیدا ہؤا مفت میں گھر گرہستی کا جھنجٹ گلے پڑا - روٹی کی فکر لازمی ہوئی آپ سے بچپن میں وعدے ہو چکے تھے اس لئے امیدیں ورِ دولت پر گھسیٹ لائیں

بیوی بچے ... ہے کاش کہ اب وعدہ ...

راجہ درو پد- تم کون ہو میں کچھ نہیں جانتا - اس پر یہ گستاخی کہ دوست کہہ کر
پکارنا- میں راجہ میرے ایسے پُچھے دوست- کبھی ممکن نہیں اگر دوست دوست
نہ کہتے تو شاید کچھ الجھ ہو جاتا- اب سیدھے گھر کی ہوا کھاؤ میرے پاس دینے
کو کچھ نہیں- اگر کچھ کھانا پینا ہو تو خیر مضایقہ نہیں دلوا دوں- جورو کو بھی کھلاؤ
بچے کو بھی- درونا چارج نے جو ہیں یہ سوکھا جواب سُنا- بدن پر پسینہ آگیا-
سخت ندامت ہوئی کہا بہت اچھا مہاراج - نہ اپنی نہ اپنے وعدہ کی یاد آئی
خیر یہاں بھی ایشور مالک ہے"۔

یہ کہہ کر درونا چارج سخت مایوسی کی حالت میں وہاں سے واپس آئے
بیوی اور لڑکے سے الگ شرمندگی اپنے آپ سے الگ ندامت- بیوی نے
ٹھیل ٹھیل کے بھیجا تھا ٹھیکرا اسی کی سر پھوٹا کہ ہائے تو نے ناک کھوئی نہیں
تو میں کسی کا کنوڑا ہونا نہیں چاہتا تھا افسوس آج بٹہ لگ گیا۔

درونا چارج کچھ غم کچھ افسوس کچھ بیوقوفی کچھ اپنی حماقت کچھ راجہ دروپد
کے یہاں کی مایوسی کو روتے پیٹتے تو ذرا کچھ دن پھرے اتفاق سے کرپا چارج
ان کے بہنوئی کا گھر راستے میں پڑا تھکے ماندے تھے وہیں ٹھہر گئے۔

کرپا چارج درونا چارج کے سالے تھے اس زمانے میں وہ کوروں پانڈوں
کو پڑھایا لکھایا اور کچھ بان بدیا سکھایا کرتے تھے- ان کے یہاں کا ٹھہرنا درونا چارج
کے لئے اکسیر ہوگیا- یہ بھی کرپا چارج جی کے ساتھ جاتے اور جب وہ کہیں ادھر
ادھر ہوتے تو درونا چارج جی، اہل مکتب کو لکھاتے پڑھاتے اور علوم و فنون سکھاتے
تھے یونہیں چند سے بسر ہوئی کرپا چارج اپنے بہنوئی کی نہایت خاطر داری کرتے
بہن کے تلووں کے نیچے آنکھیں بچھاتے اور بھانجے کو پھولوں پر رکھتے تھے۔
درونا چارج کو معلوم تھا کہ ان کے پہنچنے کی خبر پانڈوں کو پہنچی تو بھیشم پتامہ جی

ہیں بھیشم جی کی طرح قدر دان جوہر و کمالات اس وقت چار کھونٹ میں نہ تھا
فیاض بھی ایسے تھے کہ کسی سائل کا سوال رد نہ ہوتا تھا جو جس نے مانگا بے
اُف کئے دے دیا۔ اس خیال کو مدنظر رکھکر انہوں نے کرپا چارج کے یہاں
کچھ دنوں قیام کیا اور تائید اقبال اور موقع مناسب کے منتظر رہے*

ادھیاے ۴۴

درونا چارج کی بیداری قسمت۔ ہستناپور میں تشریف آوری۔ کرشمۂ تیر اندازی۔ بھیشم پتامہ کی جوہر شناسی۔ کوروں پانڈوؤں کی تعلیم و تربیت کیلئے تقرری

کوروا اور پانڈو طرح طرح کی ورزشوں سے جی بہلاتے اور لڑکپن کے
کھیلوں میں موجیں اڑاتے تھے۔ بھیم سین سب سے بارہ بانٹ تھا اس سے
کسی کی ایک پیش نہ جاتی تھی سب دبے رہتے تھے۔ ایک روز گیند کھیلنے
کی ٹھہری کھیل ہو رہا تھا کہ بھیم سین کے ہاتھ کی ٹھپکی سے اتفاقاً گیند کنوئیں
میں جا گرا سب کو وہ بھیم سین کے سر ہوئے مگر زبردست کا ٹھینگا سر پر کسی
کی ایک پیش نہ گئی آخر سب مجبور۔ کریں تو کیا کریں۔ سب کنوئیں پر جمع ہوئے
کوئی کنوئیں میں بانس ڈالتا ہے کوئی بانسوں میں کنوئیں مگر گیند نہ آج نکلتا
ہے نہ کل۔ راجہ جدھشٹر نے بھی بہت ہاتھ پاؤں مارے لیکن گیند کا پتہ نہیں
گیند تو گیند اپنے ہاتھ کی قیمتی انگوٹھی بھی کھو بیٹھے اور یک نشد دو شد
کا معاملہ ہوگیا۔ یہ انگوٹھی نہایت قیمتی تھی۔ اس کے اوصاف انگشت
سلیمانی سے بھی زیادہ تھے۔ انگوٹھی گری تو سب کے ہوش جو اس

جاتے رہے۔ کوشش ہوئی کہ جس طرح ہو سکے گیند اور انگوٹھی نکال لیں سو کورو اور پانچ پانڈو کنوئیں کے اردگرد جمع تھے۔ ہر ایک اپنی تدبیر لڑا رہا تھا مگر ایک بھی کارگر نہ ہوتی تھی۔ درونا چارج کچھ دور پر یہ تماشا دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے سمجھ لیا کہ سب ہستنا پور کے راجکمار ہیں کنوئیں پر سب کا جمع ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ کچھ کھو بیٹھے ہیں اور چاہتے ہیں کہ کنوئیں سے نکال لیں۔

درونا چارج جی۔ تائید بخت سے ٹہلتے ٹہلتے وہیں آ گئے اور پوچھا کہ "راجکمار کیوں فکر میں ہو اتنا انتشار کیوں"۔

جواب۔ کیا کہیں ایک گیند کنوئیں میں جا پڑا اس کے نکالنے کی فکر ہی تھی کہ انگوٹھی بھی گر پڑی۔ گیند سے تو خیر کھیلنے ہی میں ہرج ہوا تھا انگوٹھی کے کھو جانے سے گھر میں خفگی بھی پڑیگی اس فکر میں پریشان ہیں۔

درونا چارج۔ افسوس راجہ بھرت کی اولاد اور ذرا سے کام سے معذور ہو۔

جواب۔ آپ کا طعنہ دینا صحیح۔ مگر یہ طعنہ اس وقت درست ہو جب آپ گیند اور انگوٹھی لا کر دکھاویں یوں ہمیں بھی بہت فقرے آتے ہیں۔

درونا چارج۔ (ہنسکر) تم سب راجکمار ہو تمہاری باتوں کا میں جواب تو تو دے نہیں سکتا مگر خیر بچہ سمجھ کر ایک کھیل دکھائے دیتا ہوں۔ اچھا وہ سامنے ایک جھاڑو پڑی ہے کوئی اٹھا تو لائے۔ ہستنا پور کے راجکمار کیوں جھاڑو اٹھانے لگے تھے۔ وہ ہنس کر ٹال گئے مگر درونا چارج کو موقع کی تاک تھی اس سے بڑھ کر ان کو اظہار لیاقت کا کوئی موقع نہ تھا وہ وہیں پڑی ہوئی ٹوٹی پھوٹی جھاڑو اٹھا لائے۔ ایک کمان بنائی چلہ چڑھایا اور جھاڑو کی سینک کا تیر بنایا گیند کو سینک ... سینک کی اولاد ... جس

نشانہ لگایا کہ سینک پر سینک جم بیٹھی - یوہیں نشانوں کا تار بندھ گیا سینکوں کا
تانتا لگ گیا - یہاں تک کہ آخری سینک اوپر آگئی اور سب نے کھینچا تو گیند
برآمد - ہر ایک فن تیر اندازی و نشانہ بازی سے حیران ہو گیا تعجب تھا کہ آدمی
میں یہ غیبی طاقت کیسی - جب اس کرشمے کو دیکھ چکے تو بڑی عاجزی بڑی منت
سماجت سے درخواست کی کہ :-

لڑکے "مہاراج گیند کھو بھی جاتا تو کیا بال تھا - مگر ہم چیز انگوٹھی تھی وہ
تو کنوئیں ہی میں پڑی ہے اس کو نکالئے تو آپ کا نقش گائیں ۔

درونا چارج - لیجئے ابھی ابھی آپ ذرا سیر دیکھیں ۔

یہ کہکر درونا چارج جی نے ترکش سے نکال کر ایک تیر مار اپنے پر چڑھایا
جو ہیں چٹکی سے نکلا انگوٹھی پہ جا پہنچا اور انگوٹھی کو چھوتے ہی وہاں سے اُڑا تو بس
باہر ہی تھا بات کہتے دیر لگتی ہے - اس ساری کارروائی کو کچھ دیر نہ ہوئی ۔
راجکمار گیند ہی کے نکلنے سے انگشت بحیرت درد ہاں تھے - انگوٹھی کا
معاملہ سونے میں سوہاگا ہو گیا - اس وقت تو وہ کھیلتے کھاتے گھر کو آ گئے جس
وقت بھیشم پتامہ جی سے سامنا ہوا تو ساری باتیں خود بخود اگل دینا
پڑیں ۔

بھیشم جی نے کل سرگزشت سنی جب سن چکے تو فرمایا کہ درونا چارج
کے سوا کسی میں یہ دست قدرت نہیں کیا وہ یہاں آئے ہیں ۔

جواب - جی ہاں پتا ما وہ یہی بتاتے تھے کہ کرپا چارج مہاراج کے یہاں
ٹھہرے ہوئے ہیں - بڑا اچھا تیر انداز ہیں - بس کیا تعریف کی جائے ۔

بھیشم پتامہ بہت خوش ہوئے اسی وقت عزت و احترام کا دربار لگایا اور بڑی خاطر
تواضع سے درونا چارج کو بلایا [illegible]

پوچھا کہ :-

"مہاراج بھولتے بھٹکتے کہاں یہاں آ گئے۔ زہے نصیب کہ آپ نے مجھ ایسے شخص کو سرفراز کیا جو دنیا میں کسی قابل نہیں*

درونا چارج ۔ میں فقیر آدمی جپ تپ سے مطلب قسمت کا لکھا بدا تھا شادی ہو گئی لڑکا ہوا۔ یہاں بھگوت بھجن سے سروکار۔ روٹیوں کا سہیتا کون کرے۔ راجہ درو پد سے بچپن کی دوستی تھی۔ دوستانہ میں اس نے آدھا راج دینے کے لئے زبان دیدی تھی۔ جب ادھر روٹی کے لالے پڑے کوڑی کوڑی کی محتاجگی ہوئی۔ استھوتھاماں دودھ کے لئے رو دیا تو میں راجہ درو پد کے پاس گیا بچپن کی دوستی یاد دلائی۔ ہم مکتبی کا دھیان دلایا مگر وہاں دماغ عرش پر تھے مزاج ملنا چہ معنی وارد جیسے کبھی کی جان پہچان کسی وقت کی صاحب سلامت ہی نہ تھی۔ میں اپنا سا منہ لئے پھرا دھیان آیا کہ چلو کرپا چارج اپنے بہنوئی کو دیکھتے چلیں آپ دوانہ بہانے بہلانے یہاں لے آیا اب دیکھئے ہمیں کہاں لے جائے کس کس جگہ کی ٹھوکریں قسمت میں ہوں*

بھیشم پتامہ ۔ آپ یہاں تشریف لائے ہستنا پور کی خوش قسمتی استھوتھاماں کو دودھ کا غم اور آپ کو ذرا سی بات کے لئے اتنا قلق ۔ لیجئے کتنا دودھ چاہئے آپ کے بیٹے کو دودھ سے نہ نہلا دوں گھر میں دودھ کا دریا نہ بہ جائے تب کی سند۔ روپیہ پیسہ کی بھی فکر فضول ۔ آپ کی کرپا سے ایشور کا دیا سب کچھ موجود ہے جو ہے سب آپ ہی کا ہے۔ یہ سب راجکمار میرے پوتے ہیں آپ ان کی تعلیم و تربیت کا بیڑا اٹھائیے علوم و فنون سکھائیے شستر ودیا پڑھائیے

یہ فرماکر بھیشم پتامہ جی نے توڑے کے توڑے اٹھا دیئے اور گروگرام (جس کو حال میں گوڑگاؤں کہتے ہیں) رہنے بسنے کو دے دیا۔ درونا چارج بڑے خوش ہو گئے۔ دل میں سراہتے تھے کہ واہ بھیشم پتامہ تمہیں جیسا سنا تھا اس سے زیادہ پایا بڑے دریا دل ہو سخی داتا ہو۔ قدردان ہو۔ شاہی کی نام کو بو نہیں یہ اخلاق یہ مروت ایسی سادہ مزاجی۔ آفرین۔ آفرین۔ درونا چارج نے خوش خوش گروگرام کا راستہ لیا سب کورو اور پانڈو بھی حصول تربیت کی غرض سے ہمراہ ہو لئے۔ جب تعلیم و تربیت کا سلسلہ شروع ہوا درونا چارج نے سب سے مخاطب ہو کر کہا *

راجکمارو۔ میں تمہیں علوم و فنون گھول کر پلا دونگا مگر یاد رکھو ایک بات تم سب کو کرنا ہوگی۔ آج نہیں بلکہ جب میری مرضی ہو *

اس گول مول بات پر سب کے سب بغلیں جھانکنے لگے دریودھن وغیرہ کیا ذکر جدھشٹر جی بھی جی چرا گئے۔ خیال تھا کہ نہ جانے گروجی مہاراج کیا مانگ بیٹھیں کیا دینا پڑ جائے اس سے سب چپ لگا گئے مگر ارجن جیوٹ اور دل گردے کا نوجوان تھا چھاتی ٹھونک کر کھڑا ہو گیا موچھوں پر تاؤ دے کر بولا کہ گروجی مہاراج۔ میں خدمتگزاری کو حاضر ہوں جس وقت جو حکم ہوگا بجا لاؤنگا آپ اطمینان رکھیں *

لہ پہلے اس کا نام یہ نہ تھا درونا چارج کی سکونت کے لحاظ سے گروگرام ہوا یعنی گرو کے رہنے کا گاؤں۔ اب یہ مقام گوڑگاؤں کے نام سے مشہور ہے۔ درونا چارج کی جس مقام پر سکونت تھی وہاں ایک تالاب انہیں کے نام سے موسوم ہے یعنی درونا ساگر۔ ان کی ان کی زوجہ کو سب ماتا جی کہتے ہیں چنانچہ ان کی قیامگاہ پر اب سیتا ماتا کا مندر زیارتگاہ خاص و عام ہے۔ گوڑگاؤں کا ضلع دہلی کی قسمت میں واقع ہے جسے درونا چارج کے نام نامی کی یادگار سمجھنا چاہئے *

درونا چارج نے ارجن کو گلے سے لگا لیا دل میں جان گئے کہ ارجن ہونہار ہے اس کا اقبال ضرور چمکیگا انہوں نے خوش ہو کر کہا +

درونا چارج - شاباش بیٹا شاباش - ہمت پر آفرین - جرأت پر صد رحمت بڑوں کی بات یوں ہی رکھتے ہیں - سعادتمندی اسی کا نام ہے میرے پاس اور کیا ہے جو تمہیں دوں اچھا لو اشیرباد - میں دعا کرتا ہوں کہ تیراندازی میں کوئی تمہارا مقابل ہی نہ ہو کیسا ہی صاحب طاقت ہو تم سے پست ہی رہے +

ارجن نے اشیرباد سے خوش ہو کر درونا چارج جی کے قدموں پر سر جھکا دیا انہوں نے پیٹھ پر ہاتھ پھیر کر اٹھایا اور بڑے پیار سے تربیت آغاز کی - درونا چارج سب کوروں اور پانڈوؤں کو وید شاستر پڑھانے اور شستر ودیا سکھانے لگے مگر نظر عنایت زیادہ ارجن ہی پر تھی کیونکہ اُن کے دل میں سوچی ہوئی خواہش کا دارومدار اسی پر تھا ایک سو کوروں اور پانچ پانڈوؤں میں سے صرف ارجن ہی تھا جس نے حامی بھر لی - کسی ایسا دلاور بھی اس وقت کچھ گیا گیا جرأت نہ پڑی کہ چھاتی ٹھونک دے +

ادھیاے ۴۵

درونا چارج کے فیض تعلیم سے کورو و پانڈو راجکماروں کی تکمیل لیاقت وغیرہ

گورو گرام میں سب کورو پانڈو علوم و فنون حاصل کرتے تھے ایک سے ایک گوے سبقت لے جانا چاہتا تھا مگر نہیں ارجن عقل کا پتلا تھا ذہن کو غضب کی رسائی ہی تھی درونا چارج منہ سے بھی نہ پاتے کہ ارجن اڑتا

کرن بلا کا ہوشیار تھا اُس کی عقل بھی ضرور تیز تھی مگر جو بات ارجن ہی تھا کہ کرن کو وہ بات نصیب نہ تھی جو اسے حاصل تھی تاہم وہ اپنے کو بہت کچھ سمجھتا تھا خصوصًا اس لئے کہ دریودھن سے گہری دوستی تھی وہ اس کا دم بھرتا یہ اس کا پانی بھرتا دانت کاٹی روٹی تھی۔ دریودھن پانڈوؤں سے خار رکھتا تھا ہر وقت بُرا چیتتا تھا کرن بھی دوستی کی وجہ سے سنگ رہو بر اور شغال بہمہ رہتا تھا دریودھن کے سوا سب پانچوں دریودھن کے دو ٹکے ؞

ایک روز درونا چارج جی کے یہاں پانی کا صفایا ہو گیا دیکھتے ہیں تو ایک بوند بھی نہیں کسی سے کہا کہ جاؤ جلد ہی پانی لاؤ۔ وہ گیا تو وہیں کا ہو رہا۔ پتہ ندارد آخر درونا چارج نے شاگردوں سے فرمایا کہ سب کے سب بیٹھے ہو کسی سے ذرا پانی نہیں لایا جاتا استو تھامان وہیں تھا اس نے برتن اٹھایا اور لمبا پڑا ادھر چوٹی چڑھی تھی بے پانی ہرج ہو رہا تھا۔ درونا چارج جی بپھر اٹھے ؛۔

واہ استو تھامان بھی غائب۔ اتنے اتنے بڑے شاگرد اور افسوس کسی سے پانی بھی نہیں لایا جاتا۔ میں ایک ایک چلو کو ترسوں ؞

سب تو منہ دیکھتے رہ گئے کچھ کرنے کی جرأت نہ پڑی۔ ارجن تمک کر اٹھا اور بولا گرو جی مہاراج کتنا پانی لیجئے گا ابھی حکم ہو تو دریا بہا دوں۔ یہ کہہ کر کمان ہاتھ میں لی اور جھٹ پٹ تیر چڑھا کر اس زور سے زمین پہ تیر مارا کہ پانی اُبل پڑا ارجن وہی پانی ایک برتن میں بھر کر گرو جی کی خدمت میں لے گیا انہوں نے دیکھا تو تازہ تازہ پانی سامنے تھا بہت خوش ہو کے پیار کیا کلیجے سے لگایا اور کہا میں سمجھ گیا تمہارے برابر کوئی قوی دست نہ ہوگا۔ تیر اندازی میں لاجواب اور اقبالمندی میں فرزند رہو گے میں بھی تمہیں ایسی تیر اندازی سکھاؤں کہ سب حیران رہ جائیں [illegible] تو یہ ہو

آندھی چلالو۔ ابر نہ ہو اور پانی برس جائے۔ دیکھتے دیکھتے نظر سے غائب ہو جانا کوئی بات نہ ہو۔ چھوٹے سے بڑا بڑے سے چھوٹا ہونا بچوں کا کھیل۔ یہ کیا ایسے ایسے ہزاروں کرتب و ہنر و وِدیا میں یاد کرادوں۔ تب بات۔ فن تیر اندازی میں دنیا کے عجائبات دیکھ لینا +

قصہ مختصر درونا چارج جی نے ارجن کو نیزہ بازی۔ تیر اندازی۔ رتھ بانی وغیرہ وغیرہ میں استاد بنا دیا اور ایسی لیاقت کوٹ کوٹ کے بھر دی کہ سب حیران تھے ارجن کی وجہ سے درونا چارج کے فیض تربیت کا عام شہرہ ہوا دور دور کے راجوں مہاراجوں نے اپنے بیٹے ان کے سایۂ عاطفت وظلّ حمایت میں بھیجے چنانچہ ایک بھیل قوم کے راجہ کا لڑکا بھی حاضر خدمت ہوا۔ درونا چارج اس کو دیکھ کر بولے بھیّا انک لب۔ شاباش کہ تم کو لکھنے کا شوق ہے مگر معاف کرنا تم قوم کے بھیل۔ بھیلوں کے افعال خلاف اس لئے تم کو پڑھا لکھا نہیں سکتا۔ تم سمجھ لو کہ میں نے شاگرد کر لیا۔ مگر جو کچھ سیکھا ہو وہ گھر میں ہی کسی سے سیکھ لو یہاں کچھ مطلب نہ ہوگا +

انک لب درونا چارج کے تنکا توڑ دینے سے مایوس گھر پلٹ گیا دل میں اعتقاد تھا کہ بلا سے درونا چارج جی نہ سکھائیں اگر میں عقیدتمند ہوں تو خود بخود تیر اندازی آجائیگی +

وہ گھر گیا مٹی کی مورت بنائی اُسے درونا چارج فرض کیا اور اس کے سامنے فن تیر اندازی کی مشق شروع کی۔ اعتقاد پکا تھا۔ پیر من خس است اعتقاد من بس است کی کہاوت صادق ہوئی۔ تیر اندازی میں انک لب نے وہ کمال حاصل کیا کہ بس چاروں طرف واہ واہ ہوگئی بڑے بڑے قدر انداز لوہا مان گئے [illegible]

شکار کی فکر میں شکاری کتوں کو ساتھ لئے اس کی بازیگاہ کی طرف نکلے۔ وہ
اُسی وقت درونا چارج کے درشنوں کے لئے مکان سے نکلا تھا کمان
کھنچی ہوئی تھی تیر چلّے پر چڑھا ہوا تھا۔ کالی کالی صورت بھیانک شکل کتے دیکھ کر
چونکتے ہوئے۔ ڈر کے سہم کے بھونکنے لگے۔ انک لب کتوں کی شیطانی پلٹن سے
گھبرایا اس نے چٹکی میں دبا ہوا تیر سر کیا تو تیر سیدھا نشانے پر بیٹھا کتوں کے ماتھے
گئی۔ اور تیر پھر وہاں سے اڑا تو کمان میں۔ درونا چارج کے تمام شاگرد دانگشت
بدنداں رہ گئے تیر انداز کے پاس گئے کہ واہ تم نے ہمارے کتوں پر تیر سر کیا
اور تیر بھی وہ کہ جس کے کرتب سے ہم حیران رہ گئے۔ تم کون ہو کیا نام ہے
تمہارا استاد کون ہے ✢

انک لب۔ میں ناچیز بھیل ہوں۔ میرا باپ بھیلوں کا سردار ہے تیراندازی
میں درونا چارج جی استاد ہیں جو کچھ ہاتھوں میں فن ہے وہ انہیں کا فیض
اور دستِ قدرت کی برکت ہے ✢

یہ بات تو وہیں کی وہیں رہ گئی مگر ارجن کو بہت برا معلوم ہوا اس نے
دل میں خیال کیا کہ واہ درونا چارج بھی عجیب آدمی ہیں۔ مجھ کو استاد وقت کا ہل
زمانہ بنانے کی پرتگیا کی تھی اس کے عوض ایک بھیل کے چھوکرے کو بہمہ
صفت موصوف کر دیا۔ بڑی دغا دی ✢

ارجن نے درونا چارج سے منہ پھوڑ کر شکایت کی انہوں نے کانوں پر
ہاتھ رکھے کہ میں نے بھیل کے لڑکے کو کچھ بھی نہیں سکھایا ✢

ارجن۔ واہ وا۔ دروغ گوئیم بر روئے تو۔ سب کے سامنے اُس نے کہا کہ
میں درونا چارج جی کا شاگرد ہوں جو کچھ ہنر ہاتھ میں ہے وہ انہیں کا طفیل ہے ✢
درونا چارج اس پر کچھ کہہ ... سمجھ میں نہ آیا ممکن ہے کہ اس نے پرکھی

اڑادی ہو۔ وجہ یہ کہ میں اور کسی بھیل کو شاگرد بناتا اور تیر اندازی سکھاتا بالکل محال ہے

ارجن ۔ اتنے گواہ موجود ہیں جو اس نے کہا اس میں ایک حرف اِدھر اُدھر نہیں ہوا مزید تحقیق کی ضرورت ہو تو وہ کالے کوسوں پر نہیں قریب ہی ہے ابھی ابھی سچ جھوٹ معلوم ہو جائیگا +

ارجن کی ردو قدح سے درونا چارج مجبور ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے اور ساتھ ساتھ چلے تو انگ لب کا مکان سامنے تھا وہ منزل مقصود پہ پہنچے دیکھا کہ وہ اپنی بازیگاہ میں ایک مٹی کی مورت کی پوجا کر رہا ہے ۔ اسی وقت کمان ہاتھ میں لی چلے پر تیر چڑھایا اور تیر اندازی کی مشق شروع کر دی ۔ اسی حالت میں درونا چارج اس کے سامنے سے گذرے وہ اپنے گرو کو پہچان کر پیکا قدم چھوئے اور ہاتھ جوڑے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں عرض کی +

مہاراج ۔ آپ دھنیہ ہیں ۔ میری نہایت خوش قسمتی تھی کہ آج میرا مرشد کامل میرے بازیگاہ میں آیا ۔ وہ دیکھئے آپ کی مورت ہے ۔ اسی کے طفیل میں نے فن تیر اندازی میں قدرے مہارت حاصل کر لی ہے +

درونا چارج اعتقاد سے بہت مگن ہوئے ان کی کلی کلی کھل گئی ۔ انہوں نے سوچا کہ اگر یہی حالت رہی تو انگ لب سے بڑھ کر کوئی فن تیر اندازی کا عالم ہی نہ رہیگا ۔ پس انہوں نے کہا کہ بھیل نریش کے راجکمار تمہیں اعتقاد مبارک تمہاری حسن عقیدت تمہیں سپھل ۔ مگر پیارے اگر تم کو میرا سچا اعتقاد ہے تو جس انگلی سے تیر کو چٹکی میں لیتے ہو جس سے شست لگاتے ہو وہ ہم کو دے دو +

انگ لب ۔ صرف ایک انگلی ۔ آپ نے سر کی فرمائش کی ہوتی تو میں اپنے کو زیادہ خوش قسمت سمجھتا ۔ لیجئے یہ انگلی نذر ہے ۔ یہ کہہ کر وہ اپنے ہاتھ سے انگلی کاٹنے لگا ۔ درونا چارج نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ پیارے انگ لب میرا

یہ مطلب نہ تھا کہ تم انگلی کاٹ ڈالو۔ غرض صرف اتنی تھی کہ جس انگلی سے اب شست باندھتے ہو اس کو کام میں نہ لاؤ +

انگ لب نے مرشد کا حکم سر آنکھوں پر مان لیا اور کہا کہ مجال کیا جو کبھی تعمیل ارشاد میں فرق ہو حکم جان کے ساتھ +

درونا چارج۔ اچھا اس انگلی کو چھوڑ کر اور انگلیوں سے تیر مار کر دکھاؤ +

انگ لب۔ مہاراج۔ جو اگیا بہت اچھا یہ دیکھئے تیر جاتا ہے +

انگ لب نے یہ کہہ کر بیچ کی انگلی سے دبا کر تیر مارا نشانہ پوری طرح جم بیٹھا درونا چارج بھڑک اٹھے۔ معتقد کو دعائے خیر دی۔ اور انگ لب کے اس اعتقاد اور فن تیر اندازی کی یہ برکت ہوئی کہ تمام بھیل قوم درمیانی انگلیوں ہی سے تیر کی چٹکی کا کام لینے لگی +

درونا چارج وغیرہ سب گھروں کو پلٹے وہاں ان کو ارجن ایسے فرمانبردار ہونہار راجکمار کی تعلیم و تربیت کے خیال نے اور بھی زیادہ گدگدایا چنانچہ انہوں نے پھر پوری محنت صرف کی۔ تمام تیر اندازی کے فنون ارجن کو سکھائے جدھشٹر کو نیزہ بازی و شہسواری میں فرد زمانہ کر دیا۔ بھیم سین کے ہاتھ پاؤں درست تھے۔ پس فن کشتی اور گرز بازی میں کسی کو نظیر نہ رکھا۔ نکل کو تلوار کا دھنی بنایا۔ سہدیو کو گداجدھ کے سارے اصول سکھا دئے ان کے کلیجے کا ٹکڑا استوتھاماں تھا اُسے بید و شاستر میں عالم و فاضل کیا جوتش بھی ایسی سکھائی کہ تمام ستارے نظروں میں چلنے لگے۔ سہدیو بھی استوتھاماں کا ہم درس تھا وہ بھی ان علوم میں یکتائے روزگار ہو گیا۔ دریودھن کو طاقت وغیرہ تو تھی مگر مٹھا تھا۔ طبیعت گھٹل۔ عقل ٹھس۔ ذہن کند۔ مگر رشک و حسد میں بارہ بانٹ پانڈوؤں سے ناخن بات مارے کا بیر تھا۔ جہاں ان کی کوئی بات دیکھی

بس کلیجہ جل بھن کے خاک آنتیں سوا ہاتھ۔ دل میں یہی ٹھنی کہ جہاں تک ہو
پانڈووں کا نام ونشان نہ رہے ان کا بیج مارا جائے کوئی رونے دھونے
پانی دینے والا نہ رہے۔ ارجن سے خصوصیت کے ساتھ تھا بیر اُس سے
قاطبتاً دشمنی تھی مگر ایک پیش نہ جاتی تھی۔ ایک روز درونا چارج نے سب کا
امتحان لیا درخت پر ایک مصنوعی چڑیا بٹھا دی۔ صنعت یہ تھی کہ چڑیا ادھر سے
اُدھر اڑتی اور نگاہ میں پوری طرح سے جم نہ سکتی تھی درونا چارج جی نے
پہلے جدھشٹر سے کہا کہ ہاں نشانہ لگاؤ۔ دیکھو وار خالی نہ جائے جدھشٹر نے
شست لگائی تو نظر میں چکا چوند چڑیا سجھائی نہ دی انہوں نے گروجی سے
کہا پہلے تو ایک چڑیا اڑتی دکھائی دیتی تھی مگر جس وقت تیر چلّے پر چڑھایا تو
وہاں درخت کے سوا کافی چڑیا نہ تھی +

درونا چارج۔ اچھا تم بیٹھو سمجھ لیا کہ نشانہ بازی کا رہے وار (دریودھن
سے مخاطب ہو کر) جُب راج جی۔ آؤ چلّے پر تیر چڑھاؤ نشانہ لگاؤ دریودھن
کی بھی وہی حالت ہوئی پہلے دیکھا تو ایک چڑیا ادھر سے اُدھر اڑ رہی ہے
مگر جہاں ترکش سے تیر نکالتے نکالتے چٹکی میں تیر لیتے لیتے ذرا نظر اُچٹی تو بس
چڑیا غائب اور درخت سامنے +

دریودھن بھی دل ہار گیا نشانہ نہ لگا سکا۔ دریودھن کے بعد درونا چارج
نے اور شاگردوں سے بھی فرمائش کی مگر سب ناکام۔ جہاں پہلے چڑیا سجھائی
دی وہاں بعد کو درخت کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ آخر میں درونا چارج نے ارجن
سے کہا کہ لے اٹھو تم نشانہ چت کرو +

ارجن تیر کمان سنبھالتا اٹھا پہلی ہی شست میں تیر مارا تو نشانہ بھرپور
درونا چارج اس درمیان میں پوچھتے رہے کہ کیا نظر آرہا ہے مگر ارجن کا

جواب یہی تھا کہ چڑیا۔ جس وقت نشانہ بھرپور پڑا طلسمی چڑیا زمین پر گری ؂
درونا چارج نے پیٹھ ٹھونکی شاباشی دی۔ سب شاگردوں سے کہا ؂

این سعادت بزور بازو نیست یک من علم را دہ من عقل مے باید

دیکھا ارجن کی لیاقت کو :۔

پانڈو تو دل میں خوش ہو رہے تھے مگر کوروبنسیوں کا دل کڑھتا تھا وہ اندر ہی اندر جلے مرتے تھے ؂

اب دوسرا موقعہ پیش آیا درونا چارج گنگا کو گئے سب کورو پانڈو بھی ساتھ تھے جونہیں درونا چارج ہاتھ مارتے ہوئے بیچ دھار میں گئے مگر نے پاؤں دھر لیا۔ درونا چارج چلائے کہ ہائے میں گیا۔ مگر نے ٹانگ پکڑ لی۔ کورو دوڑو۔ پانڈو و لپکو۔ یہاں اس آواز سے سب کا خون خشک ہو گیا اور روح فنا۔ کسی کی جرأت نہ پڑی کہ جائے اور گروجی کی جان بچائے آخر ارجن اٹھا اس نے تاک کر تیر مارا تو مگر چاروں شانے چت۔ پھر سانس بھی نہ آئی درونا چارج صحیح سلامت نکل آئے ارجن کی بہت تعریف کی۔ کورو دل ہی میں کٹ کر کڑھ کے رہ گئے دریودھن کے کلیجے میں آگ سلگتی تھی کہ ہائے ارجن ہم سے بڑھ گیا ہم موچی کے موچی ہی رہے ؂

درونا چارج کی خوشی کی انتہا نہ تھی انہوں نے ارجن کو کلیجے سے لگا لیا اور ایک تیر دے کر کہا کہ پیارے ارجن۔ لو اس تیر کی زمانے میں نظیر نہیں۔ جس وقت یہ چٹکی سے نکلے آگ ہی آگ زمین پر برس جائے۔ مگر اس کے لئے تمہیں یہ احتیاط لازم ہے کہ خبردار خبردار کبھی یوں سر نہ کرنا۔ جب دیکھنا کہ آخری مصیبت ہے جب سمجھنا کہ کسی طرح مفر نہیں جب سوچا کہ دشمن کسی طرح قابو میں نہیں آتا تب اس کو استعمال کرنا ورنہ نہیں۔ چنانچہ یاں دیکھ درونا چارج جی نے انہیں کے تمام کرتب سکھا دئے اور ارجن کا پایہ سب شاگردوں میں بلند ہو گیا ؂

ادھیاے ۴۶

درونا چارج کے فیض تعلیم و تربیت سے کوروؤں اور پانڈوؤں کا کمال لیاقت۔ امتحان۔ ارجن کی خاص جوہر نمائی۔ کرن کی اظہار قابلیت اور ارجن سے مقابلے کا ارمان۔ دریودھن کی عداوت ارجن کی وجہ سے کرن کی پاسداری کرن کو انگدیش کی حکومت سے سرفرازی۔ درونا چارج کا حقوق استاد کے لئے اظہار مدعا کورو پانڈوؤں کا ارشاد استاد پر تعمیل کے لئے عزم بالجزم

راجہ دھرتراشٹ درونا چارج کے فیض تعلیم سے بہت خوش ہوئے ان کو اشتیاق ہوا کہ کسی دن سب کے کرتب دیکھیں۔ انہوں نے درونا چارج سے کہا یہ مہاراج سنا ہے کہ لڑکے سب لائق ہو گئے آپ نے اُن کو خوب دل لگا کر تعلیم دی مگر کبھی اپنی تعلیم کا نمونہ تو دکھائیے کہ چار پایہ برو کتابے جت ۔۔ کا معاملہ تو نہیں

درونا چارج - ان داتا آپ کے فرمانے کی بات ہے میں نے جو کچھ سکھایا ہے اس کا عالم باعمل بنا دیا ہے موقع موقع پر امتحان بھی لے لیا کرتا ہوں +

دھرتراشٹ - بے شک آپ کا جی بھر رہا ہے مگر میں نے اب تک کچھ بھی نہیں دیکھا کہ وہ کیا سیکھے کیا پڑھے +

درونا چارج - آپ کو اختیار ہے جب چاہیں امتحان لے لیں ہمیں میدان ہمیں چوگاں ہمیں گو ہے - نائی نائی بال کتنے - ججمان آگے آئینگے - آپ حکم دیں - سب کر تب معلوم ہو جائیگا +

دھرتراشٹ - تو پھر بس کوئی دن مقرر کیجئے - آزمائش ہو جائے +

درونا چارج - جی ہاں - میری بھی کئی دن سے یہی خواہش ہے جب حکم ہو - میدان دیا جائے +

راجہ دھرتراشٹ تہ دل سے مشتاق تھا اس نے دن دیا +

درونا چارج نے بھی اپنے شاگردان رشید کو راجہ کے منشاء سے خاطر سے اطلاع دی - ادھر شاگرد سب چاق چوبند ہونے لگے ادھر میدان کا انتظام شروع ہوا - ہر طرف خیمے ڈیرے لگ گئے - شاہی نشستگاہ بنائی گئی راجاؤں کے لائق ٹھاٹھ باٹ ہوئے ہی نہیں - رنواس کے لئے بھی تماشہ گاہیں تیار ہوئیں اور میدان میں ایک شہر کا شہر بس گیا راجہ دھرتراشٹ رنواس سمیت وہاں آٹھہرے اطراف و جوانب کے مہان راجے اور سورما راجوں کے بیٹے بھی وہیں آبسے - جس روز کی بدی تھی وہ دن آگیا - سب سے پہلے درونا چارج کی سواری آئی استوتھاماں ان کا فرزند بھی ساتھ تھا - اس وقت ان کے ٹھاٹھ ہی اور تھے رتھ کی سواری تھی اور پوشاک سب پاؤں تک سفید ... سفید ... میں

درونا چارج کا چہرہ جلال کے سبب سے جگمگ جگمگ کر رہا تھا۔ انہوں
نے آتے ہی ایشور کی پرارتھنا کی۔ پھر برہمنوں اور بھوکوں ننگوں کو پیٹ بھر
کے کھلایا۔ راجہ سے دان دلایا۔ جب دان پن سے چھٹی ہوئی تو وہ کھڑے
ہو گئے اور باآواز بلند پکارے کہ ہاں شاگردان رشید، ہوشیار، موقع آزمائش
ہے۔ وقت امتحان ہے۔ بجوشید بخروشید۔ بکوشید۔ اور ساغر نام آوری بنوشید
دیکھیں آج کس کے سر نام وری کا سہرا رہتا ہے کون پالا مارتا ہے۔ وہاں
کہنے کی دیر تھی سب پہلے ہی سے کمر کسے کھڑے ہوئے تھے۔ فن حرب وضرب
کی نمائش شروع ہو گئی۔ کبھی کسی نے گھوڑے پر آسن جما کر بہادری کے کرتب
دکھائے کبھی کسی نے پا پیادہ جوہر نمائی کی۔ کبھی رتھ کی سواری تھی کبھی
گھوڑے کا آسن۔ کسی وقت زمین جولانگاہ تھی کبھی رتھ سے کام تھا۔
خلاصہ یہ کہ ہاتھیوں پر بھی وہ ہاتھ دکھائے کہ سب دیکھتے رہ گئے۔ ہر طرف
سے مرحبا و آفرین کی آواز آتی تھی۔ تیر جب جاتا نشانے پر جم بیٹھتا تلوار جب
ہاتھ میں لیتے کوئی گھائی خالی نہ رہتی۔ ایک آندھی سی آتی اور پھر جیسے کچھ تھا
ہی نہیں۔ گرز جس وقت چکر لگاتا گنبد فلک آگے پیچھے ہٹتا کہ کہیں جھڑپ
نہ آجائے۔ جس وقت گدا کی باری آئی درجودھن اُدھر سے اور بھیم سین
ادھر سے لپکا۔ جوڑ کم و بیش برابر کی تھی۔ چوٹیں چلنے لگیں ہاتھ دکھائے
جانے لگے۔ طمانچہ کمر چپر سر سے آغاز ہوا ہوتے ہوتے مونڈھا پالٹ باہنی
کڑک کی نوبت آئی اور بس اب لاج پر بات آپڑی درجودھن سوچتا تھا کہ
بھیم سین ہتی بوسے بھیم سین کے دل میں تھی کہ دریودھن ہاری مانے
کھیل کھیل میں منہ جوڑ لڑائی ہو پڑی دونو بہادر جھٹ پٹ پڑے اور سب ابھی کی چوٹیں
چل پڑیں بھیم سین کے طرفدار ادھر لگ گئے ادھر دریودھن کے

خیر طلب اپنے خیمے میں آفرین آفرین کی صدا بلند کرتے تھے دونو بھرے ہوئے
شیر تھے نہ وہ اپنے کو رتی بھر کم سمجھتا تھا نہ وہ اپنے کو جو بھر گھٹ۔ مقابلہ دیر تک
قائم رہا اور بس یہی معلوم ہونے لگا کہ ایک نہ ایک کا خاتمہ دھرا ہوا ہے۔ جو ذرا
کمزور اس کے مارے جانے میں کچھ بھی شک نہیں +

درونا چارج اس مقابلے سے گھبرائے انہوں نے اونچ نیچ سوچ کر استوتھاما
کو بھیجا کہ مقابلہ بند کرادے دریودھن اور بھیم سین کو اظہار طاقت سے روک
دے مگر وہاں سنتا کون ہے۔ اس کان سے بات سنی اور اس کان اڑا دی
دونو بدستور گتھے رہے آخر درونا چارج بیچ میں جا کھڑے ہوئے اور دونو
شیروں کو الگ الگ کر دیا +

اس کے بعد ارجن کی باری آئی۔ درونا چارج کا حکم پاتے ہی یہ میدان
میں آیا سب کی آنکھیں کھل گئیں۔ سر پہ جڑاؤ۔ بدن پہ زرکار لباس جو ہیں
اہل تماشا نے دیکھا آنکھوں میں بجلی سی چمک گئی۔ چہرے پر نور برس رہا تھا
لباس میں سورج کی کرنیں ٹکی معلوم ہوتی تھیں اس پر جلال سونا اور سوگندھ
سب کو دھوکا تھا کہ راجہ اندر تو نہیں اتر آئے۔ ہر ایک کے دل میں خیال
تھا کہ گو ارجن راجہ اندر کا بیٹا ہے مگر ایسا جلال نور راجہ اندر کا بھی نہیں اس نے

تو سہ اگر پدر نتواند پسر تمام کند

کا قول صادق کیا۔ مہارانی کنتی اپنے پیارے ارجن کو دیکھ دیکھ کر کھلی جاتی
تھی اس کا کلیجہ ہاتھوں بڑھ رہا تھا کہ میرے لاڈلے کی ایسی پیاری صورت
ہے اور یہ عزت کہ ہر طرف سے مرحبا و آفرین کی صدائیں بلند ہیں۔ ارجن
جس وقت میدان میں آیا شور تحسین بلند ہوا ایک تو خود ہی کامل زمانہ
تھا اس پر دکھانے کا وقت۔ اس نے جان توڑ کے اپنے ہنر دکھانا

شروع کئے اس نے پہلے ایک تیر مارا تیر ہوا پر پہنچا ہی تھا کہ دہکتے ہوئے انگارے برسنے لگے بازیگاہ میں آگ ہی آگ بچھ گئی۔ یہ جوہر دکھا کر دوسرا آسمان دوز تیر مارا تیر چلکی سے نکلا ہی تھا کہ ساون بھادوں کی جھڑی مات ہوگئی اور ساری آگ گل۔ ایسا پانی برسا کہ تماشائی بھاگنے لگے ارجن نے کہا کہ صاحبو گھبراہٹ کیسی ذرا سیر دیکھے لتنے میں تیسرا تیر مارا تو کالی آندھی کے جھونکے چلنے لگے گرد و غبار آسمان پر چھا گیا۔ چوتھے تیر کا کرشمہ دکھایا تو خود سب کی نظر سے غائب۔ خاص و عام گرداب حیرت میں کہ معائنہ کیا ہے پہلے آگ برسی پھر پانی۔ تیسری بار آندھی چلی چوتھی دفعہ آپ ہی الوپ واہ وا کیا کمال ہے۔ واقعی تیر اندازی ارجن پر ختم۔ سب کے سب شور تحسین و آفرین بلند کرتے ہوئے ادھر ادھر آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھتے تھے کہ آخر ارجن گیا کہاں دیکھتے دیکھتے نظر سے اوجھل اسی عالم حیرت میں ارجن دفعتہً نمودار ہوگیا اب سب کی عقل اور چکر میں ہوئی ارجن تو وہی ارجن ہے مگر ڈیل ڈول قد و قامت میں زمین آسمان کا فرق۔ وہ تن و توش وہ ہاتھ پاؤں کہ خورد و کلاں کی عقل رفو چکر تھی مگر ابھی اعجاز کمال ختم نہ ہوا۔ تماشائی تعریف کے پل باندھتے ہی رہ گئے کہ اب ارجن کا رنگ ڈھنگ ہی اور پایا پاؤں زمین پر اور سر آسمان پر سرو قامت ایسا بلند ہوا کہ پگڑیاں گر گئیں ٹوپیوں سے سر ننگے ہو گئے۔ مگر درازی قد کا اور چھور نہیں پیمانہ عقل قد و قامت ناپ نہ سکا اس کے بعد ارجن نے ایک تیر کا اور کمال دکھایا تو پہاڑ سا ڈیل پلک جھپکتے ہی دو چار بالشت کا نظر آنے لگا حیرت پر حیرت طاری تھی تعجب پر تعجب ہو رہا تھا ارجن نے بائیں ہاتھ کے ایسے بہت کھیل دکھائے کبھی غائب کبھی موجود کبھی سر بفلک۔ کبھی کوتاہ

قامت ۔ یہ سارے فن دکھا کر اب وہ رتھ پر سوار ہوا ۔ رتھ چلا تو ہوا بھی گرد نہ پا سکی توسن نظر ہزار قدم پیچھے ۔ اس کا ترکش تیر اگلتا جاتا تھا اور اس کی چٹکی سے تیر نکلتے جاتے تھے ۔ ہوا سے باتیں کرنے والا رتھ اپنے زور میں جا رہا تھا ادھر تیروں کا مینہ برسانے والے وخش سے بانوں کی جھڑی لگ رہی تھی جتنے آہنی جانور نشانہ بازی کے لئے جولانگاہ میں رکھے گئے تھے سب کو ارجن نے چھلنی کر کے رکھ دیا ایک ایک چھید میں دس دس تیر ۔ سب جانور چھید چھید کے مار گرائے اور اپنے جسمانی تغیر و تبدل کے اسی کے ساتھ ہی کمالات بھی دکھائے ۔ رتھ کو چھوڑ کر ارجن نے ہاتھ میں تلوار لی ۔ تلوار بجلی کی طرح چمکی اور ارجن کوندے کی طرح لپکا ۔ ادھر سے ادھر ادھر سے ادھر یوں پینترے بدل بدل کر چکر کاٹتا تھا کہ ایک پھرکی پورے زور میں گھومتی ہوئی معلوم ہوتی تھی ایک بگولا سا چکر کھا رہا تھا اور کچھ نظر نہ آتا تھا ۔ تھوڑی دیر تلوار کے ہاتھ دکھا کر ارجن نے چکر اٹھایا چکر سے بھی سب کی عقل خوب چکر گھنی ہوئی کمند نے بھی سب کے چھکے چھڑا دئے ۔ گرز سے بھی سب انگشت بدنداں ۔ نیزہ بازی سے بھی سب کے سب حیران ۔ خلاصہ یہ کہ کوئی مردانہ اور بہادرانہ جوہر ارجن نے اٹھا نہ رکھا ہر ایک میں وہ دستِ قدرت دکھایا ۔ کہ زمین و آسمان کلمات تحسین سے گونج رہے تھے ارجن نے سب ہتھیار چوم چوم کر رکھ دئے اور درونا چارج کی خدمت میں حاضر ہو کر ڈنڈوت کی ۔ درونا چارج کا کلیجہ ہاتھ بھر کا ہو رہا تھا ارجن کو دیکھتے ہی دوڑ کر گلے سے لگا لیا پیٹھ ٹھونکی زبان معجز بیان سے کمالات سراہنے لگے ۔ ارجن کے اظہار کمالات سے تمام لوگوں نے ایسے زور و شور اور جوش و خروش سے

نعرہٴ مرحبا بلند کئے ۔ باجوں نے وہ اظہار مسرت کیا کہ کان دیے آواز نہ سنائی دیتی تھی ۔ یہ عزت یہ قدر دیکھ کر یہ تعریف اور صفت سن کر کرن کو تاب نہ آئی وہ پیچ و تاب کھا کر شیر کی طرح بپھرا ہوا اٹھا دروناچارج کے قدم چھوئے اور اینٹھتا بر تا تنتا اکڑتا ۔ خم ٹھوکتا ۔ زانوؤں پر تال مارتا میدان میں آکودا ۔ اس وقت اس کے چہرے کا جلال ہی اور تھا سورج کی شعاعیں جھلکتی نظر آتی تھیں ۔ جس وقت خم ٹھونکتا وہ زور کی آواز نکلتی کہ زمین ہل جاتی تھی درجودھن اور جدھشٹر وغیرہ سارے کورو پانڈو اس کے تیور دیکھ کر اچنبے میں ہو گئے ۔ تمام تماشائیوں کا پتا پانی پانی ہو گیا ۔ کرن نے تال ٹھونک کر ارجن کو للکارا اس کی زبان سے یہ الفاظ نکلتے تھے ۔ کہ ارجن اپنے غرور میں مست ہے نہ کچھ آئے نہ جائے اور اس کی یہ تعریف ۔ وہ ابھی جانتا ہی کیا ہے ۔ بالکل طفل نو آموز ہے میں ابھی برسوں سکھا سکتا ہوں ۔ تعریف کرنے والوں پر بھی افسوس کہ اوچھے خیال والے ہیں ۔ یہ دیکھو میں کرتب دکھاتا ہوں ۔ جو کچھ کسر ابھی ہو وہ ارجن مجھ سے سیکھ لے ۔

دریودھن کرن کے کرتب سے خوش ہو رہا تھا ۔ اس کی رگ رگ خوشی سے پھڑک رہی تھی ۔ مگر ارجن تاؤ کھا کھا کر رہتا تھا دل میں ہوس تھی کہ میدان میں پہنچ کر دو دو ہاتھ ہو جائیں تو طرفین کی ہوس نکل جائیں ۔ اس نے اپنی طبیعت کو بہت روکا اور دل ہی دل میں دانت کٹکٹا کر رہ گیا کیونکہ موقع نہ تھا ادھر کرن نے سارے کرتب دکھا ڈالے ۔ آگ برسی پانی کی جھڑی لگی ۔ اندھیرا چلا ۔ غبار چھایا ۔ اور پھر مطلع صاف ۔ کبھی غائب کبھی ظاہر ۔ کبھی پستہ قد کبھی دراز قامت قصہ مختصر ارجن کے دکھائے

ہوئے سارے فن اس خوبی سے دکھائے کہ درجودھن نے دوڑ کر چمٹا لیا اور کہا
کرن۔ میرا سب راج پاٹ تمہارا ہیں تمہارا رضا جو۔ تم سفید و سیاہ کے
مالک ہر امر کے مختار۔ تمام بھائی تم پر قربان۔ سب تمہارے مطیع۔ واہ وا
تم میری سلطنت و حکومت کی سچ مچ جان ہی ہو +

کرن۔ یہ تو آپ کی قدر دانی ہے۔ ورنہ من آنم کہ من دانم۔ اگر آپ ایسی
ہی محبت ظاہر کرتے ہیں تو بے تکلفی معاف۔ دو ٹوک بات کہتا ہوں
آپ ہاتھ مارئے کہ جو برتاؤ آج تک رہے ہیں۔ وہ ہمیشہ قائم رہینگے جو
رشتۂ محبت اس وقت تک ہے۔ اس میں بال بھر کمی نہ ہوگی۔ یہی نہیں
بلکہ گروجی سے اجازت لے کر ایک دفعہ مجھ سے اور ارجن سے مڈبھیڑ
کرادیں۔ دیکھوں وہ بارہ بانٹ ہے یا میں۔ اس کا گھمنڈ میں توڑتا
ہوں یا وہ میرا غرور +

درجودھن۔ میں نے زبان دے دی ہاتھ مار لیا کہ جب تک زندگی
ہے۔ تب تک میں ہونگا اور تم ہوگے اور تم ہوگے اور میری محبت۔ میری
محبت ہوگی اور تمہاری رضا جوئی۔ خوب اطمینان رکھو۔ کہ جو کہہ دیا وہ پتھر کی
لیک ہے۔ مجال کیا جو قول ہٹ پڑے +

ارجن۔ یہ تیز تڑپ باتیں اور دل دکھانے والے کلمات سن رہا تھا
اس کو تاب نہ آئی اور شیر کی طرح گرج کر بجلی کی طرح کڑکا +

"او کرن! بہت ہاتھ پاؤں پر نہ پھول۔ طاقت پر نہ اترا۔ زعم فاسد
فضول۔ بڑے بول کا سر ہمیشہ نیچا۔ تو مجھ پر منہ آتا ہے ملاحیاں سناتا
ہے۔ ابھی میدان میں آجاؤں تو چھکے ڈھیلے کر کے رکھ دوں۔ بوٹیوں کا
پتہ نہ لگے۔ ساری شیخی دھری رہ جائے درجودھن بھی دیکھ لے۔ کہ

بہادر کیسے ہوتے ہیں - تو سہی کرن بھی دیکھے اور میری ہی واہ واہو-
کرن اپنے کو سمجھا ہی کیا ہے - سوت کی اولاد کا یہ مُنہ کہ راجہ پانڈو کے
بیٹوں کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھ سکے کہاں خورشید - کہاں ذرہ - ہم
راجکمار وہ ذلیل وخوار - کرن آگ بگولا تھا مگر ارجن کے حقارت آمیز
الفاظ سے اس کی گردن نیچی ہوگئی - ادھر غصہ ادھر جھیپ - مگر تھا دل
کا شیر پھر کڑک کا کہ

کرن - بیٹھو بھی - چلے ہیں پدرم سلطان بُود پر ناز کرنے - میں سورج نارائن
کا نورِ نظر ہوں - ذاتیات سے کیا فائدہ - لیاقت اور کمالات پر اتراؤ - تب
بات ہے - ہمارے گرو مہاراج درونا چارج ہی درون گے
فرزند ارجمند ہیں بید بیاس کو دیکھئے متسودری ایک ماہی گیر کی دختر نیک
اختر کی آنکھ کے تارے تھے پھر میرے حسب و نسب میں کیا گھن لگ گیا جو
حضرت ارجن اتنا اچھلتے کودتے ہیں - ہنر دیکھو لیاقت دیکھو - اعمال و افعال
دیکھو پھر بات کہو - آج بہادروں کی آزمائش کا دن مقرر تھا سب کار
آزمودہ بلائے گئے تھے کیا ارجن میں سرخاب کا پر لگا ہوا ہے کہ
وہی جو چاہے کرتب دکھائے جو چاہے کمال ظاہر کرے - مجھ کو بھی
ایشور نے دست قدرت دیا ہے میں چاہتا ہوں کہ کوئی جوڑ سامنے
چھوٹے تب مزہ آئے یوں اکیلے تو رنڈیاں بھی ناچ لیتی ہیں تلوار کا
مینہ اور تیروں کی بوچھاڑ ہو تب جوہر کھلے کہ جیالا کون ہے - سوربیر
کون ہے - تیراندازی کسے کہتے ہیں - ہُنر بنکیتی سارے فن
کیا چیز ہیں +

اسی اثنا میں اور ست آپہنچا کمر جھکی ہوئی تھی ہاتھ کو لاٹھی کا سہارا تھا -

ارجن اس چپل بڈھے کو دیکھ کر ہنسا۔ اور بولا کہ ذرا آپ کی بر نرخ ملاحظہ ہو انہیں صاحب کے سپوت تن اکڑ کر مجھ سے مقابلہ کرنے کے لئے اکھاڑے میں اترے ہیں۔ فقرہ چست تھا اور پانڈو بھی کھل کھلا کر ہنس پڑے ہنسی روکے نہ رکی۔ کرن کھسیا گیا کرن کی کھسیاہٹ دیکھ کر دریودھن کے دل پہ ایک تیر جم بیٹھا اس نے اسی وقت کہا۔ کہ راجہ کرن تمہیں انگدیش کی حکومت مبارک۔ آج سے تم وہاں کے راجہ۔ یہ کہتے ہی ملازمان درگاہ کو حکم دیدیا کہ پلک نہ جھپکنے پائے اور سنگھاسن حاضر ہو۔ ایک جواہرات سے جڑا اؤ سنگھاسن زبان ہلاتے ہی موجود ہو گیا۔ درجودھن نے ہاتھ پکڑ کر کرن کو اس پر بٹھلایا اور تلک کر دیا۔ اب تو کرن کے سر پہ مرصع چتر کے ہیرے جواہرات تڑپ دکھانے لگے۔ ہر طرف سے چنور ہونے لگا تمام سامان شاہی لیس گھوڑے ہاتھی سب موجود۔ لاؤ لشکر کی کیا گنتی۔

اس وقت کرن کے مزاج کا کیا پوچھنا دماغ عرش پر تھا اس نے دریودھن کا شکریہ ادا کیا عمر بھر رضا جوئی کا بیڑا اٹھایا نسلاً بعد نسل بطناً بعد بطنٍ فرمانبرداری کے لئے زبان ہاری۔

دریودھن نے دوڑ کر گلے سے لگا لیا اور کہا قول مرداں جان دارد۔ جب تک زندگی ہے۔ ہم تم یک جان دو قالب۔ دانت کاٹی روٹی۔ کرن کا بڈھا باپ سامنے تھا جس پر ارجن نے قہقہ لگایا تھا کرن نے رتن جٹت سنگھاسن سے اتر کر اس کے پاؤں چومے آورت نے اپنے پیارے فرزند کو گلے سے لگایا۔ دعائیں دیں اور انگدیش کی فرمانروائی کا مبارکباد دیا۔ دریودھن ارجن سے ہچکتا تھا کرن کے کارنامے دیکھ کر اس کی جان میں جان آئی۔ لفو بہت ہوئی کہ چلو ایک تو ارجن کی ٹکر لینے والا میرے

ساتھ لگا بندھا ہے۔ پہلے اُسے خیال تھا کہ ارجن کا جوڑی دار کوئی نہیں اب اس کا دل ٹھکانے ہوُا۔ اس کی دلی پریشانی گئی اُس نے یقین کر لیا کہ کرن ارجن کو چٹکیوں پر اڑائیگا اگر ارجن کی گردن توڑنے والا ہے تو صرف کرن۔ اب درجودھن کے چیستے تیز ہو گئے وہ اینٹھنے تننے اکڑنے لگا اور اسے امید ہوئی کہ کھٹکا جاتا رہا +

ان سب باتوں میں دن ڈھل گیا۔ آفتاب نے گوشۂ مغرب میں منہ چھپایا شام کی شفق پھولتے دیکھ کر درونا چارج نے کہا کہ بس محفل برخاست حکم پاتے ہی سب اپنے مکانوں کو پلٹے۔ درجودھن نے اُسی وقت کرن کو عرش پر چڑھا دیا۔ لاؤ لشکر نوبت نقارے گاجے باجے کے ساتھ ہستنا پور لایا اور خوب تعریف کے آلہے گائے +

درونا چارج سرد گرم چشیدہ زمانہ دیدہ تھے۔ سمجھ گئے کہ کیا رنگ ڈھنگ ہیں انہوں نے تخلئے میں پانڈوؤں کو سمجھایا کہ درجودھن اور کرن مارے حسد کے جلے بھنے جاتے ہیں نہ جانے موقع پا کر کیا کچھ کر اٹھائیں بس احتیاط لازم۔ ہوشیاری مقدم۔ ورنہ خطا رکھی ہوئی ہے۔ موت کے سامنے میں فرق نہیں۔ پانڈو۔ ہاں ہوں کر کے چپ ہو رہے اور اس وقت کی بات وہیں کی وہیں رہی دوسرے دن سارا مکتب کا مکتب جمع تھا سب شاگرد اپنے اپنے نشے میں مست تھے۔ کہ درونا چارج جی نے ضروری سبق پڑھا کر کوروؤں سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔ شاگردان رشید تم سب لوگ تمام فضائل میں افضل اور کمالات میں کامل ہو گئے اچھے اچھے استاد فن تمہارے سامنے کان پکڑینگے تمہاری ماہیت ہر علم و فن کے دھنی کو انگلیوں پر نچا دیگی میں نے سب ہنر سکھا دئے اب

جواب نہیں۔ میں نے استادی کا حق ادا کیا۔ تم شاگردی کا حق ادا کرو۔ کام کچھ مشکل نہیں بالکل آسان ہے۔ اگر تم لوگ ذرا بھی اشارہ کردو تو بن جائے +

کورو۔ مہاراج جی۔ آپ بے تکلف فرمائیں۔ ہم لوگوں کا سر تک حاضر ہے خدمت گذاری میں عذر کیا تعمیل ارشاد عین شرف سعادت +

درونا چارج۔ اجی بات ذرا سی ہے۔ جب میں تم سب کے سنوں تھا تب راجہ درو پد میرے ہم مکتب تھے۔ دوستی گہری تھی وہ مجھے شفیق بدل رفیق سمجھتے تھے۔ میں انہیں رفیق بدل شفیق۔ بس حد ہے کہ دانت کاٹی روٹی تھی چولی دامن کا ساتھ تھا انہیں دیکھے بغیر مجھے اور مجھے انہیں دیکھے بغیر چین نہ تھا سگے بھائی سے زیادہ محبت تھی۔ یکجان ودو قالب ہو رہے تھے۔ ایک دن باتوں باتوں میں راج پاٹ کا بھی ذکر آگیا میں نے اپنے منہ سے تو کچھ نہ کہا مگر خود راجہ درو پد بولے کہ جس وقت مجھے راج ملا میں آدھا راج تمہیں بانٹ دونگا فرق ہو تو کیا مجال میں اس وعدے کو دل میں لئے رہا۔ جب راجہ درو پد کی حکومت کا اچھی طرح سکہ بیٹھ لیا تو میں گیا اور راجہ سے درخواست کی کہ وعدہ پورا کیجئے۔ راجہ کا دماغ آسمان پر تھا اب ان کے مزاج کہاں ملتے۔ انہوں نے جیسے پہچانا بھی نہیں کہ کون ہے ایسا سوکھا جواب دیا کہ بس اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔ دل پر وہ چوٹ لگی کہ اس وقت بھی ابھری ہوئی ہے۔ اگر تم سعادتمند ہو تو جاؤ اور راجہ درو پد کو پکڑ کر لے آؤ۔ جس وقت راجہ درو پد نے دماغ کی لی پہچانا تک نہیں کہ کون ہو مجھے اپنے سبے عزتی سے سخت رنج ہوا میں نے ایشور سے کہا کہ اے اہل تکبر کا سر نیچا کرنے والے تو بے لئے کسی کا غرور نہیں رکھا بس اگر راجہ درو پد کا غرور نہ ٹوٹا تو کیا لطف۔ بات اب ہے کہ راجہ درو پد پابزنجیر

میرے سامنے آئے اور دیکھے کہ غرور کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ میری اس روز کی پرتگیا ہیں آج جان آئی تم ایسے لائق وفائق سورویر اتنے شاگرد تیر اندازی میں باکمال تمام فنون حرب وضرب میں آپ ہی اپنی مثال ہو اگر وہ پرتگیا تم لوگوں کے ہوتے پوری نہ ہوئی تو زندگی پر دھرکال +

درجودھن۔ مہاراج آپ کا حکم سرآنکھوں پر۔ درو پد کی بساط ہی کیا ہے ایشور نے چاہا تو ایک نہ ایک دن اُس کو آپ کے پنجوں میں گرفتار دکھا دونگا صرف موقع کا انتظار ہے۔ جب منطقہ لڑ گیا راجہ درو پد آپکے سامنے ہوگا +

دریودھن کی اس بات کو سن کر درونا چارج چپ لگا گئے۔ مگر جب پانڈوؤں کا سامنا ہوا تو انہوں نے کہا کہ بھیا میں نے تم سب کو سکھا یا پڑھایا آخر کچھ استاد کے حقوق بھی ہیں یا نہیں۔ اگر حقوق کا خیال ہے تو راجہ درو پد کو پکڑ لاؤ +

پانڈوؤں نے بہت اچھا۔ جو مرضی۔ حکم جان کے ساتھ ؛، کہہ کر سر جھکا دیا اور ظاہری الفاظ میں وہی نفس مطلب تھا کہ راجہ درو پد خدمت میں حاضر کیا جائیگا +

ادھیائے ۷۸

کوروؤں کی راجہ درو پد پر چڑھائی۔ کوروؤں کی شکست پانڈوؤں کی کمک سے فتح۔ ارجن کے ہاتھ سے راجہ درو پد کی گرفتاری۔ درونا چارج کی خدمت میں

راجہ دروپد کی حاضری عفو تقصیرات اور مع الخیر واپسی

دروناچارج کوروں اور پانڈوؤں سے راجہ دروپد کی گرفتاری کے لئے زبان لے چکے تھے چنانچہ اس کام کے لئے درجودھن اور کرن نے لاؤلشکر کے ساتھ پیشقدمی کی۔ ادھر سے فوج ظفر موج زعم طاقت میں مست اور نشہ خودی میں چور پہنچی تو راجہ دروپد بھی خم ٹھونک کر سامنے آگیا گھمسان لڑائی شروع ہوئی۔ راجہ دروپد کی فوج نے کوروں کے لشکر کو ناکوں چنے چبوائے اور درجودھن کو ایسا نیچا دکھایا کہ جان پر بن رہی تھی قدم اکھڑنے ہی کو تھے کہ پانڈو آپہنچے اور مردہ جسموں میں از سر نو جان آگئی پانڈو و کوروں کے دست راست بنے اور کئی روز تک خون کے دریا بہتے رہے بہادران صف شکن و دلاوران پہلتن کی ناحق خونریزی پر تاسف کر کے ارجن نے راجہ دروپد سے کہا کہ لاکھوں بہادروں کی خونریزی سے کیا نتیجہ۔ آئیے ہم آپ دست بدست دو دو ہاتھ کر لیں جو جیتے وہی میری۔ ہماری آپ کی منہ جوڑ لڑائی پہ ہار جیت و شکست کا فیصلہ +

راجہ دروپد دلا چنانہ تھا اس سے بھی بڑے بڑے سورہیروں کی کور دبتی تھی اُس نے کہا کیا مضائقہ ہے یہی سہی۔ یہاں کسی بات سے انکار نہیں آخر لڑائی شروع ہوئی دروپد اور ارجن دو نو جٹ گئے۔ وار پر وار ہونے داؤں پیچ پر داؤں پیچ۔ آخر ارجن نے نیچا دکھایا راجہ دروپد کی ایک پیش نہ گئی۔ راجہ دروپد ہارا تو ارجن نے باندھ لیا اس کے وزرائے سلطنت اور سپہ سالاران لشکر بھی قابو کئے اور سب کو لاکر دروناچارج کے سامنے کھڑا کر دیا +

جونہی دروناچارج نے دروپد پر ... ارجن

کی کمند میں گرفتار اور زنجیر پابوسی میں اسیر دیکھا اُن کا دل پانی پانی ہو گیا اور اس وقت تو ان کے دل کی کچھ اور ہی کیفیت ہوئی۔ جب راجہ دروپد نے جھک کے ڈنڈوت کی اور پھر آنکھ اوپر نہ اٹھائی۔ درونا چارج اس حالت کو دیکھ کر بولے کہ راجہ دروپد اُف اوہ یہ دولت و سلطنت کا غرور یہ زعم یہ طاقت کا نشہ۔ میں بچپن کا دوست۔ ہم مکتب۔ ہم سبق۔ در دولت پر حاضر ہُوا۔ فقر و فاقہ کی دردناک کہانی سنائی مگر تم اپنے نشۂ سلطنت میں مست اور دولت و ثروت کے غرور میں اندھے ہو رہے تھے۔ گویا پہچانا تک نہیں۔ دیکھ لیا کہ غرور کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ اے راجہ دروپد ہم کو تپسیا سے غرض ہے نہ کہ راج کاج سے۔ ہم دنیا کی سلطنت کو پنج اگن میں تاپ ڈالنے والے ہیں ہم کو راج سے کیا واسطہ۔ مگر بات کی بات تھی۔ ہم آزمانے گئے تھے کہ دیکھیں تم کتنے ہو اچھا ذرا سچ کہنا کہ تم نے ہم مکتبی کے زمانے میں آدھی سلطنت دینے کو زبان دی تھی کہ نہیں۔ راجہ دروپد شرم سے زمین میں گڑا جاتا تھا اس کی گردن نیچی ہوئی جاتی تھی نظر اوپر نہ اٹھتی تھی۔ اس نے منہ پر رومال رکھ کر بہت شرمندگی سے جواب دیا کہ۔

ہاں مہاراج۔ کہا تو ضرور تھا۔ میں منکر نہیں +

درونا چارج۔ اچھا جب تم زبان دے چکے تھے تو اس کی پابندی کرنے نہ کرنے کا تم کو اختیار تھا مگر میری بے عزتی کیوں کی +

راجہ دروپد۔ سب میری غلطی۔ جیسا کیا ویسا پایا بھی تو پہلے آدھی سلطنت کا وعدہ تھا۔ اب پوری سلطنت قدموں پہ نچھاور ہے +

درونا چارج گو راجہ ... پہنچا بنگ ... کہ تم ... میں مدھے

تھے ۔تم جانتے تھے کہ جو کچھ ہیں ہم ہی ہیں مگر ایشور کی بڑی بڑی باہیں ہیں
وہ رائی سے پربت اور پربت سے رائی کرتا ہے ۔جس کو چاہے پل میں
تارے جس کو چاہے بورے ۔میں جب تم سے مایوس پھرا تو ایشور نے مجھے
یہاں پہنچایا ۔بھیشم پتامہ کی آنکھوں میں حقیقت شناسی کا نور تھا انہوں نے
مجھے پہچانا ایسا مالا مال کیا کہ کوئی ہوس باقی نہیں ۔گھر میں دولت پٹی پڑی
ہے ۔گاؤں گراؤں کی کمی نہیں گاؤں بھینسوں کے دودھ کی نہریں
جاری ہیں ۔گھوڑوں کی ہنہناہٹ سے کان کے پردے پھٹے جاتے
ہیں ہاتھیوں کا پرا کا پرا موجود ہے تم مجھے کیا دے سکتے تھے بہت ہوتا
ایک آدھ مقطع یا گاؤں دے دیتے اس وقت ایشور کی کرپا سے میں
تمہارے انگدیش کو مول لے سکتا ہوں ۔مجھے دولت و صولت کی خواہش
نہ تھی صرف تمہیں یہ دکھانا منظور تھا کہ بڑے بول کا ہمیشہ سر نیچا ہوتا
ہے ۔میرے شاگرد کل کے چھوکرے تم کو پکڑ لائے کیا اس وقت میں
ہاتھ پاؤں نہ دکھا سکتا تھا مگر نہیں تمہیں سبق سکھلانا تھا کہ غرور بُرا ہے
اس وقت تم میرے شاگردوں کے اختیار میں ہو وہ جو چاہیں تمہارے
ساتھ کر سکتے ہیں مگر نہیں تم میرے بچپن کے دوست ہو ۔ہم سبق ہو جس
دوستی کا لحاظ تم کو نہ ہوا تھا اس کا پاس میں کرتا ہوں تم کو رہائی دلوا دونگا
مگر جو آدھا راج دینے کو زبان دے چکے ہو اُس کو حلق میں انگلی ڈال کر
اگلوا دونگا ۔مروت ہو چکی +
درو پد ۔مجھے کب عذر ہے ۔آپ کا میں خادم ۔سلطنت آپ پر تصدق اور
جو کچھ ارشاد ہو وہ بھی سر آنکھوں پر +
[illegible]

اور گھر کا رستہ لیجئے سمجھے کہ جان بچی لاکھوں پائے *

راجہ درو پد نے قدموں پر سر جھکایا آدھا راج درونا چارج جی کے نام لکھ کر جان بچائی اور درونا چارج کے حکم سے رہا ہو کر خیر صلاح سے راجدھانی میں گئے *

ادھیائے ۴۸

راجہ دروپد کی راجدھانی میں واپسی ۔ درونا چارج سے پاداش کا خیال ۔ فرزند قاتل درونا چارج کی فکر ۔ جاج رشی کی نظر توجہ ۔ راجہ شانیدپن اور مہارانی دروپدی کی پیدائش

راجہ دروپد درونا چارج سے ہار ہی مان کر راجدھانی میں پہنچے ۔ شکست کی ندامت اور گرفتاری کی غیرت زندگی حرام کئے ہوئے تھی کسی کام میں دل نہ لگتا تھا ۔ سب ٹھاٹھ باٹ ردی معلوم ہوتا تھا ایشور نے ایک لڑکا عطا کیا تھا جس کو سکھنڈی کہتے تھے تھا وہ بہت ہی شوربیر انتہا کا طاقتور مگر ارجن کا سامنا کر سکے یہ دم نہ تھا ۔ سکھنڈی کے بھی کسی طرح اولاد نہ تھی بلکہ اس کے علامات مردی قاطع نسل تھیں ۔ اس لئے راجہ کو فکر ہوئی کہ دوسری اولاد پیدا کرنا چاہئے جب تک کوئی بہادر بیٹا پیدا نہ ہوگا تب تک جس کا جی چاہیگا دبا لیگا

میری ایک نہ چلیگی۔ اور درونا چارج سے میں کسی طرح عوض نہ لے سکونگا۔ اس خیال کو دل میں جما کر راجہ درو پد جنگلوں جنگلوں رشیوں منیوں کے درشن کرتے پھرے ہر ایک سے عرض مدعا کی مگر سب نے باتوں باتوں میں ٹرکا یا۔ آخر جاج رشی کے آشرم میں قسمت لے گئی انہوں نے راجہ کو تشفی دی۔ بہت سمجھا بجھا کر کہا کہ ہم جگیہ کر کے ایسا لڑکا پیدا کر دینگے جس کے ہاتھ درونا چارج کی موت ہی ہو تم جاؤ راجدھانی میں جگیہ کا سامان کرو ہم آتے ہیں اپنے بھائی انجاج کو بھی لئے آتے ہیں دیکھو کیا بہار ہوتی ہے +

راجہ درو پد ہولے گھوڑے پر سوار اپنی راجدھانی میں آ براجے جگیہ کی کارروائی شروع ہوئی پیچھے پیچھے جاج اور انجاج رشی بھی وارد ہوئے اور انہوں نے جگیہ میں اپنی ریاضتِ شاقہ کی اعجاز نمائی شروع کی جس وقت وید منتروں اور ان کے فیض عبادت نے اثر کیا ہون کنڈ سے ایک خوبصورت لڑکا نمودار ہوا۔ چہرہ چندے آفتاب چندے ماہتاب جسم پہ خوشنما زرکار ملبوس۔ ہاتھ میں تیر و کمان۔ کمر میں تلوار۔ اس کے جلوہ افروز ہوتے ہی دفعتہً بجلی کڑکی۔ بادل گرجا اور یہ آکاش بانی ہوئی کہ جگ کی کامیابی مبارک وہ لڑکا پیدا ہوا جو درونا چارج کو بستر مرگ پر سلائیگا +

اس الہام سے راجہ درو پد کے دل کا مرجھایا کنول کھل گیا اس نے خوشی کے شادیانے بجائے تھوڑی دیر بعد دیکھتا ہے تو ہون کنڈ سے ایک دختر نیک اختر بھی برآمد ہوئی یہ لڑکی حسن و جمال میں فرد یگانہ تھی سورج چاند بادل کے دھوئیں بھی نہ تھے۔ اپسرائیں اس کے سایہ کے سامنے بھی منہ نہ کر سکتی تھیں گندھرب سمجھتے تھے کہ آفتاب زمین پر اتر آیا

اس کا جلوہ نظر آتے ہی آکاش سے آواز آئی کہ یہ لڑکی پنج کنیاؤں میں سرفراز و ممتاز ہوگی اس کے سبب سے وہ خونریز لڑائیاں ہونگی کہ ہزاروں راجے میدان میں کھیرے گکڑی کی طرح کٹ جائینگے لاکھوں بہادران صف شکن و دلاوران ضیغم افگن ٹڈیوں کی طرح زمین پر بچھے نظر آئینگے جب آدمیوں کا یہ حال ہوگا تو جانور غریب کس شمار قطار میں ہیں خلاصہ یہ کہ حد درجہ خونریزیاں ہونگی۔ اس لڑکی کی خوشی میں نوبت نقارے بجے اور رجاج رشی نے دونو کو راجہ دروپد کی گود میں دے دیا۔ رشیوں نے اشیرباد دیا پھول برسائے۔ دکشائیں پائیں جھول مراد سے خوش خوش گھر واپس گئے۔ راجہ دروپد کے لڑکے کا نام شتردمن رکھا گیا اور لڑکی کا نام کرشنا مگر جب سن تمیز کو پہنچے تو ان ناموں میں تبدیلی واقع ہوئی جو شتردمن تھا وہ راجہ شانتین کہلایا اور جو کرشنا تھی وہ دنیا میں مہارانی دروپدی پنج کنیاؤں کی سرتاج مشہور ہوئی +

جب شتردمن کسی قدر سن تمیز کو پہنچا تو راجہ دروپد کو تعلیم و تربیت کی فکر ہوئی گو درونا چارج سے دلی عداوت تھی مگر درونا چارج سے بڑھ کر کوئی کامل علوم و فنون بھی نہ تھا۔ راجہ دروپد نے اپنے کلیجے کے ٹکڑے کو بھی انہیں کے پاس بھیج دیا کہ تربیت حاصل کرے۔ شتردمن درونا چارج کی خدمت میں حاضر ہوا ڈنڈوت کی اور اظہار مدعا کیا۔ درونا چارج صورت دیکھتے ہی پہچان گئے کہ یہ صاحبزادے راجہ دروپد کے فرزند ارجمند ہیں اور میرے قاتل۔ چنانچہ ڈنڈوت کے جواب میں اشیرباد دینے کے ساتھ ہی انہوں نے کہا:۔

آؤ۔ درون کی جان کے گاہک۔ درون کے کال +

یہ کہہ کر وہ ہنسے اور پھر خاموش ہوگئے دل میں سوچتے تھے کہ واہ کیا ایشور کی مایا ہے۔ جو مجھے قتل کریگا وہی مجھ سے علم و ہنر سیکھنے آیا ہے۔ یہ خاموشی بالکل تھوڑی دیر رہی آخر کار انہوں نے یہ سمجھ کر کہ جو ایشور اچھا ہو وہ ان ہر چہ رضا ہے ہوئے رہنما

شتروگن کو کلیجہ سے لگا کر داخل مکتب کیا اور اہل مکتب کی طرح اسے بھی استر بدیا
شتر بدیا شاستر بدیا پڑھا کر استاد زمانہ کر دیا بالکل بخل نہ کیا۔ غرض یہ تھی کہ یہ نہ کہے
کہ شتروگن درونا چارج کا شاگرد اور اپنے ہم سبقوں سے لیاقت میں کم صرف اپنی بدنامی
کے خیال سے اسے کامل فن بنا دیا کہ آخر اسی کے ہاتھ سے درونا چارج کی موت
ہوئی اور مہابھارت کے ۱۸ چھوہنی دل والوں میں سے کوئی دوسرا سور بیر بال بیکا نہ
کر سکا۔

ادھیائے ۴۹

دریودھن کی دغابازی۔ بھیم سین کو زہر خورانی نگروالیہ فنا کا سامنا۔ اہل متی دختر راجہ باسک کی وجہ سے جانبری۔ بعدہٗ باہم شادی ہیمنت آبادی

دریودھن کو پانڈوؤں سے عداوت تھی مگر بھیم سین اس کی نگاہوں
میں کانٹے سے زیادہ کھٹکتا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ بھیم سین نہ رہے تو بس پانچوں انگلیاں
گھی میں ہو جائیں اور پانڈو کچھ بھی نہیں کر سکتے رات دن درجودھن کو یہی فکر تھی مگر
کیا بھیم سین اور کیا اس کے بھائی سب محبت برادرانہ کے بھلاوے میں اس
کی شعبدہ بازیوں سے ناواقف تھے۔ کسی دن جب یدھشٹر ارجن سہدیو۔ نکل
کہیں اور رستے۔ قیامگاہ میں صرف بھیم ہی بھیم تھا۔ اس موقع کو تاک کر درجودھن
نے بڑی تعظیم و تکریم کے ساتھ بھیم سین کو مدعو کیا اور دعوت کی ٹھہرا دی۔ بھیم ایک
دفعہ سیکھ چکا تھا مگر اس نے کچھ خیال نہ کیا وہ بلا تکلف شریک دعوت ہوا اور جو کچھ
سامنے حاضر کیا سب بے غل و غش چٹ کر گیا۔ بھنگ پینا آسان ہے مگر موجیں

پیچھے سے خبر لیتی ہیں، بھیم سین کھانے کو تو کھانے کے ساتھ زہر ہلاہل کھا گیا مگر آخر نتیجہ یہ تھا کہ نبض ساقط۔ سانس غائب۔ پنڈا سرد۔ جب صبح ہوئی تو راجہ دھرتراشٹ کو بھیم سین کے حال سے خبر کی گئی راجہ دوڑا ہوا آیا حکیم طبیب سب بلائے پوچھا کیا حال ہے۔ سب کا جواب تھا کہ ابھی سد رمق قدرے قلیل جان باقی معلوم ہوتی ہے مگر دھرتراشٹ نے ٹھنڈا برف کا سا بدن دیکھ کر باور نہ کیا اور یہ تجویز کی کہ لاش کو جل پرواہ کر دینا ضروری ہے بھیم کے بھائیوں کو اس سانحۂ درد انگیز کی مطلق خبر نہ ہوئی اور بھیم سین کی لاش گنگا جی میں بہا دی گئی۔ لاش گنگا جی میں چھوڑی گئی تو بہاؤ پر چلی پون جی لاش کے محافظ تھے انہوں نے بے خوف و خطر پاتال میں پہنچا دیا۔ جس وقت لاش اس مقام پر پہنچی جہاں باسکی ناگ کی کنیاں سیر کر رہی تھی تو جانبری کی صورت ہوئی اہل منی نے دباسکی ناگ کی کنیاں)، اس لاش کو بہاؤ پر دیکھا لونڈیاں باندیاں نوکر چاکر ساتھ تھے۔ اہل منی کے حکم سے دوڑ پڑے اور مردے کو نکال لائے جونہی اہل منی نے بھیم کی صورت دیکھی دل ہاتھ سے جاتا رہا فریفتہ ہو گئی۔ مگر یہ کہاں سے اس میں جان نہیں +

اہل منی باسک ناگ کی دختر نیک اختر تھی۔ اس کے باپ ماں نے اس کو سری گوری پاربتی کی پوجن کی ہدایت کر دی تھی اس غرض سے کہ خاوند عمدہ سے عمدہ ملے اور سہاگ میں کبھی خلل واقع نہ ہو۔ اہل منی صدق دل سے پاربتی جی کی پوجن کرتی تھی اتفاق کی بات کہ ایک روز تازہ پانی دستیاب نہ ہو سکا باسی پانی ہی سے گوری جی کی پرستش کرنا پڑی۔ فرض تو ادا ہو گیا مگر پھل یہ ہوا کہ گوری جی نے ملنے کی دعا دی +

جس وقت بھیم کی لاش اس کے سامنے آئی اس کو معاً پاربتی جی کی

آواز غیب یاد آئی وہ سمجھ گئی کہ بردان کا ظہور اسی پر منحصر ہے - وہ بھیم سین کو لئے ہوئے گھر آئی - ایک پرانے کپڑے کا گیند بنا کر امرت کنڈ میں پھینکا اور پھر نکالنا چاہا - امرت کنڈ کے محافظ مانع ہوئے اُدھر سے انکار تھا ادھر سے اصرار آخر اہل متی سب کے سر ہو گئی کہ گیند نہ نکالا تو خون تمہاری گردن پر محافظ مجبور ہوئے انہوں نے گیند کو خوب نچوڑ نچاڑ کر اس کے حوالے کیا اور گیند اہل متی کے ہاتھ آیا تو کچھ امرت کی تری باقی تھی وہ بھیم سین کے مفید حال ہوئی اس کے اثر سے بھیم سین نے آنکھیں کھولیں - دیکھا تو کچھ اور ہی سماں ہے - نہ دعوت نہ تواضع نہ درجودھن نہ دوشاسن نہ وہ مکان بن نہ وہ محفل حیران کہ دوسری جگہ میں کیونکر آ گیا - اہل متی کو دیکھ کر پوچھا :-

تم کون ؟ اور جہاں میں ہوں - کس کا مکان ہے - اور شہر کا نام - مجھے یہاں کون لایا - آخر لانے کا کوئی سبب ؛

جواب - میرا نام اہل متی ہے - باشک جی میرے پتا اس ملک کے فرمانروا ہیں - اس کا نام ناگ لوک ہے - آپ مردہ حالت میں بہتے ڈوبتے ترتے دریا کے بہاؤ پر آ رہے تھے - کہ میری نظر پڑ گئی - میں نے آپ کو گرداب فنا سے نکالا یہاں لائی امرت کی تاثیر سے زندہ کیا - سری پاربتی جی کی کرپا اور بردان سے مجھے آپ کا درشن نصیب ہوا - اب مزے سے یہاں قیام کیجئے - رہئے بسئے آنند کیجئے

بھیم سین - تمہارا شکر یہ کہ میری جان بچائی - اس کے شکرانہ سے کیونکر سبکدوش ہوں ؛

اہل متی - بس اسی طرح کہ یہیں میرے کلیجے کو ٹھنڈک پہنچاتے رہئے مجھ پر احسان ہوگا - اگر طبیعت سنبھل گئی ہو اور تکلیف نہ ہو تو اپنا نام بتا دیجئے - فرمایئے - کہ وطن کہاں ہے - والد کا نام - آثار اقبال شاہی ہے وجہ نہیں سب

حال کہہ جائے +

بھیم سین - چندر رکھی - سورج کی زندہ موتی - جمبودیپ کے راجہ پنڈو کا لخت جگر ہوں - پانچوں پانڈوؤں میں ایک نام بھیم سین سنا ہوگا - وہی میں ہوں عموزاد بھائیوں کی قلبی عداوت کا یہ دوسرا کرشمہ ہے - میں اپنے نشۂ طاقت میں مست زہر وہر کی پروا نہیں کرتا اسی سے دھوکا کھاجاتا ہوں - تم جانتی ہو کہ تاثیر زہر ابھی تک رگ رگ میں پیوست ہے اس لئے پیاس کا چسکا لگ رہا ہے - زبان میں کانٹے پڑ رہے ہیں - زبان تر کرنے کو کوئی چیز چاہئے کہو تو سامنے والے امرت کنڈوں سے پیاس بجھاؤں +

اہل ہنی - کہیں ایسا غضب نہ کرنا امرت کنڈوں کی محافظت اُن سانپوں کے سپرد ہے - جن کی ایک پھنکار پہاڑ کو پھونک کر راکھ کرے - ان کے کاٹے کا منتر نہیں - ایک امرت کیا ہزار اور تریاق بھی ہوں تو ان کے زہر کے آگے سب مٹی - ذرا پیاس روکو - تھوڑی دیر ضبط کرو +

بھیم سین - مجھ سے تو پیاس نہیں سہی جاتی بلا سے کچھ ہو میں تو امرت کنڈ میں جا گرے گلے کا کانٹا نکالتا ہوں +

اہل ہنی لاکھ روکتی رہی مگر بھیم سین کب مانتا ہے - وہ امرت کنڈ میں کود ہی پڑا - اور امرت پینا شروع کر دیا - سانپ ڈسنے کو دوڑے - کاٹنے کو لپکے - مگر بھیم سین نے ایک لکڑی کا ڈنڈا اٹھا کر جو ہاتھ دکھائے تو بہت سے سانپ فی النار - کچھ زخمی ہوئے - کچھ دم دبا کر بھاگے - راجہ باسک کے پاس دُہائی دیتے روتے پیٹتے پہنچے کہ ہائے غضب ہوگیا - ایک بڑا موٹا تازہ راچھس ناگ لوک میں آگھسا - امرت کا امرت پیا اور سانپ کے سانپ مار کے زمین پر بچھا دئے - راجہ باسک نے ان کو تسکین دی اور کہا کہ وہ راچھس

نہیں پون کا فرزند راجہ جدھشٹر کا قوت بازو ہے۔ تم جاؤ اور جدھشٹر کی دہائی کھینچو۔ اس کے نام کی آن دو۔ پھر کچھ نہ ہوگا +

سانپ دوڑتے ہوئے پھر امرت کُنڈ کے پاس پہنچے۔ جدھشٹر کی دہائی کھینچی۔ گڑگڑا کر بولے کہ بھیم سین تمہیں راجہ جدھشٹر کی آن۔ جواب ستم ڈھایا +

بھیم سین۔ دہائی اور آن سن کر ہنستا ہوا کنڈ سے نکلا ہی تھا کہ راجہ باسک وہاں وارد ہوا۔ بھیم سین کو بڑی محبت سے مکان پر لے گیا۔ اور اہل منتی اپنی راجکماری کے ساتھ شادی کر دی۔ دان دہیز کی کیا کمی تھی۔ سب ایک سے ایک بڑھیا سامان۔ تحفہ تحائف مزید برآں +

ادھیائے ۵۰

سہدیو کی جوتش بدیا کے کمال سے واقفیت حالات ناگ لوک سے اہل منتی اور بھیم سین کی ہستناپور میں آمد درجودھن کا دلی رنج۔ پانڈوؤں کی خوشی

بھیم سین کی کیفیت اوپر بیان ہو چکی ہے۔ وہ گرداب بلا میں پھنسا تھا یہاں جدھشٹر نے بھیم سین کو نہ پایا۔ تو بڑی تشویش ہوئی۔ اس نے تین روز تک برابر تلاش کی مگر بھیم سین کا کہیں پتہ نشان نہ ملا۔ جب سب بھائی مایوس ہو رہے تھے۔ سہدیو نے اپنے فن اخترشناسی کا آسرا لیا۔ نجوم (جوتش) میں سہدیو کو کمال حاصل تھا۔ جو ہیں ستاروں پر نظر جا پڑی۔ کل گرہ کل چھتر سامنے آ گئے اور سہدیو کے

کان میں پھونکنے لگے کہ بھیم سین بخیریت ناگ لوک میں ہے ایک خوبصورت استری بھی ہاتھ آئی۔ دولت کا بھی بڑا لابھ ہوا۔ تین دن امرت جوگ کے تھے۔ وہ موت کے منہ میں کٹ گئے۔ اب کچھ کھٹکا نہیں سب چین ہی چین ہے +

سہدیو ستاروں کی بتائی ہوئی باتیں راجہ جدھشٹر سے کہہ گیا وہ گوش دل سے سنتے گئے۔ آخر میں سہدیو نے کہا کہ ساری کارستانی درجودھن کی تھی۔ اس نے رسوئیے کو سکھا پڑھا کر بھیم سین کے کھانے میں زہر ڈلوایا۔ جب بھیم سین کے جسم میں زہر سرایت کر گیا۔ تو جلدی جلدی گنگاجی میں پھینکوا دیا حالانکہ ایک بید کہتے کہتے مارا گیا۔ کہ بھیم سین مردہ نہیں۔ اس میں جان ہے میں اسے ابھی بھلا چنگا کئے دیتا ہوں۔ مگر درجودھن کب ماننے والا تھا۔ اس کو بھی بیوقوف بنا کر ٹرکا دیا۔ ہر ایک شخص کو دھمکی دے دی۔ کہ اگر ذرا بھی بات پھوٹی تو سمجھ لینا کہ تسمہ نہ لگا رہیگا۔ بال بچوں تک کی خیریت نہ ہوگی +

راجہ جدھشٹر کی جان میں جان آئی کہ بھیم سین صحیح وسلامت ہے۔ بلا سے درجودھن نے اسے ہلاک کرنا چاہا۔ مگر ہمیں کسی کی دشمنی سے کچھ غرض نہیں اپنی سلامتی سے غرض ہے۔ دل نیک تھا درجودھن کی دشمنی کا دل پر کچھ خیال ہی نہ ہوا بھیم سین کی تندرستی کی خوشی نے سب رنج وغم بھلا دئے انہوں نے فوراً قاصد روانہ کئے۔ وہ ہوا کی طرح ناگ لوک پہنچے۔ راجہ باسک کو پیغام دیا راجہ باسک نے بڑی قدر ومنزلت۔ شان وشوکت کے ساتھ بھیم سین اور اہل ہتی کو روانہ ہستناپور کیا بھیم سین ہستناپور میں پہنچا تو جدھشٹر ارجن۔ سہدیو نکل کی خوشی کا کیا پوچھنا۔ جامے میں پھولے نہ سمائے اچھل اچھل پڑے اہل ہتی ناگ کنیاں کو کنتی وغیرہ تمام رانیوں نے کلیجے سے لگایا صورت دیکھ دیکھ کر انہیں نہایت ہی زیادہ خوش ہوئیں یقینی تحائف جن نے دیکھے

حیران رہ گیا۔ درجودھن دل ہی دل میں جل مرا کہ ہائے بھیم سین پھر موت کے منہ سے نکل آیا۔ اور پھر اس پر لطف یہ کہ ناگ لوک کی دولت بٹورلایا۔ اہل متی کی سی خوبصورت عورت کہلاتے ہیں۔ پانڈو خوشیاں مناتے تھے کہ بھیم سین ایسا بھائی صحیح سلامت ملا راجہ باسک کی راجکماری بھی ہتھے چڑھی قیمتی تحفہ تحائف بھی پلے پڑے۔

ادھیائے ۱۵

کرن کی حکمت عملی۔ پرسرام جی کے فیض تربیت سے تکمیل کمالات۔ افشائے راز۔ پرسرام جی کا عتاب۔ کرن کی ہستناپور میں مایوسانہ واپسی

کرن کی عمر پندرہ سال کی تھی۔ جب وہ ارجن کے مقابلے کے لئے خم ٹھونک کر اکھاڑے میں اترا تھا۔ درونا چارج کی شاگردی میں اس نے جو کچھ سیکھا اس کی بساط سے بڑھ کر تھا۔ ارجن کے سوا کسی کی قدرت نہ تھی کہ اس کا سامنا کر سکے گو کرن نشۂ خودی میں چور اور ہاتھ پاؤں پر مغرور تھا۔ مگر پھر بھی ارجن کی طاقتیں اس کی نظر میں جچی ہوئی تھیں۔ اسے معلوم تھا کہ با ایں ہمہ وہ ارجن سے برابر کی ٹکر لینے کے قابل نہیں۔ دل میں جوش تھا طبیعت میں امنگ تھی۔ ایک روز بیٹھے بیٹھے اٹھا اور سیدھا پرسرام جی کی خدمت میں پہنچا اور ڈنڈوت کر کے عرض کی:۔

مہاراج میں برہمن کمار ہوں۔ خدمت کے لئے قسمت لے آئی۔ شستر ودیا سیکھنے کی خواہش ہے۔ پرسرام جی نے کرن کو برہمن کمار جان کر سایۂ عاطفت میں لیا۔ کرن نے خدمت سے عظمت پائی۔ شستر ودیا میں حد درجے کا کمال حاصل ہو گیا۔ ایک روز پرسرام جی

ضرورتاً آشرم سے چلے کرن بھی ہمراہ تھا۔ چلتے چلتے ایک پرفضا مقام پر گذر ہوا۔ سبزہ زار نے طبیعت ہری کر دی۔ خوشرنگ پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو سے دماغ روح معطر ہو گیا۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کے ہلکے ہلکے جھونکے دل کا کنول کھلائے دیتے تھے۔ طائران خوشنوا کی میٹھی میٹھی بولیاں موہنی ڈالتی تھیں۔ بہار دلکش تھی نظارہ نظر فریب تھا۔ پرسرام جی ایک چھتنار سے سایہ دار درخت کے نیچے بیٹھ گئے۔ سبزۂ خوابیدہ نے فرش گل کا مزہ دیا۔ صبا کے جھونکوں نے پھولوں کی پنکھی جھلنا شروع کی تو پرسرام کی آنکھیں جھکنے لگیں۔ کرن نے پرسرام جی کا سر زانو پر رکھ لیا اور پرسرام جی لیٹتے ہی سو گئے۔ تھوڑی ہی دیر گذری تھی۔ کہ ایک جونک کے ہمشکل کیڑا آیا۔ اور کرن کی ران میں چمٹ گیا۔ چمٹتے ہی کاٹنا شروع کیا۔ تو ایک خون کی دھار ران سے بہہ نکلی۔ زخم شدید تھا۔ تکلیف انتہا کی تھی مگر کرن نے اُف تک نہ کی۔ جیسا بیٹھا تھا۔ ویسا ہی بیٹھا رہا۔ جنبش کا نام ندارد کیڑا کاٹنے میں مصروف تھا۔ اور لہو کی دھار بہہ رہی تھی۔ یہاں تک کہ پرسرام جی کی پشت میں گرم گرم خون لگا۔ وہ چونک پڑے۔ دیکھا تو زمین سرخ ہو رہی ہے۔ اور ایک فوارہ سا کرن کی ران سے جاری۔ پرسرام جی کرن کی مضبوطی کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ انہوں نے کرن سے کہا۔ شاباس بیٹا! فرزند ایمان سے کہنا کہ تم ذات کے برہمن ہی ہو مجھے یقین نہیں آتا۔ برہمن ہوتا تو چیخ کر بھاگتا معلوم ہوتا ہے۔ کہ تم برہمن نہیں کشتری ہو۔ اور تم نے مجھ سے شاستر اور شستر ودیا سیکھنے کے لئے یہ بہروپ بھرا ہے۔ بس سچ بتا دو کہ تم کون ہو؟

کرن (قدموں پر گر کر ہاتھ جوڑے ہوئے) مہاراج آپ بشن کا اوتار کیا ساکشات بشن ہی ہیں۔ آپ سے جھوٹ بولنا گیا۔ بے شک میں چھتری ہوں صرف ودیا سیکھنے کے سبب سے جھوٹ بولا۔ آپ معاف فرمائیں۔ اگر میں اپنے کو برہمن نہ ظاہر کرتا۔ تو آپ کبھی خدمت میں سرفراز نہ کرتے اعلیٰ سے اعلیٰ ہنر نہ سکھاتے نہ مجھے شاستر پر عبور حاصل ہوتا۔ نہ شستر ودیا آتی۔ آپ نے کرپا کی۔ تو اب میں تن تنہا بیک بینی و دو گوش بلا شرکت غیرے بذات واحد ایک لشکر عظیم کو ایک دو تیر ... میں کاٹ کر پھینک سکتا ہوں۔ میں اتنا جھوٹ ... ہو ... اگر صرف ودیا

حاصل کرنے کے لئے اب آپ کی نظر عنائت چاہئے۔ پرسرام جی کرن کی اطاعت شعاری۔ سعادتمندی و عقیدت۔ جودت و جدت سے بہت خوش تھے۔ انہوں نے غصہ روکا۔ غیظ و غضب کے دہکتے ہوئے انگارے راکھ میں دبا دئے۔ مگر نظر عتاب پھر بھی نہ سیدھی ہوئی۔ انہوں نے آخر کہا تم نے میرے ساتھ دھوکا کیا۔ خطا تو بڑی تھی۔ مگر خیر طرح دیتا ہوں۔ تجھ کو میرے سکھائے ہوئے فن مبارک۔ یوں تو تیرا کوئی نقطۂ مقابل نہ ہوگا۔ مگر جب میدان جنگ میں اظہار فن کی ضرورت ہوگی تو مجھ سے جو سیکھا پڑھا ہے۔ وہ سب مٹی ہو رہیگا۔

کرن کانپتا تھرتھراتا قدموں پر گر پڑا۔ ناک رگڑی منت سماجت کی کہ مہاراج قصور معاف کیجئے۔ سراپ واپس لیجئے۔ مگر پرسرام جی بات کے دھنی تھے۔ جو زبان سے نکل گیا۔ انہوں نے کہا ایشر کا شکر کر کہ میں نے طرح دی اتنے ہی عذر پر بلا ٹل گئی۔ نہیں تو اور نہ جانے کیا کرتا۔ بس اب جا۔ یہاں ٹھہرنے کی ضرورت نہیں۔

کرن مایوسی کو دل میں لئے ہوئے قدم چھو کر وہاں سے ہستناپور میں واپس آیا اور درونا چارج کی خدمت میں تعلیم حاصل کرنا شروع کی۔ درجودھن کرن کو دیکھ دیکھ کر خوش ہوتا تھا۔ اس کے کمالات فن کے غرور میں اس کے قدم زمین پہ نہ ٹکتے تھے۔ دماغ آسمان پر رکھتا تھا۔ وہ جانتا تھا۔ کہ اس کی سلطنت کی جان ہے تو کرن۔ شان ہے تو کرن۔ کرن درجودھن کی قدر دانیوں سے گردیدہ احسان تھا۔ اس سے ربط و ضبط میں خصوصیت تھی۔ لہذا درجودھن کی طرف داری کے خیال سے اس کو پانڈوؤں کے ساتھ ناحق ناحق کا بیر رہتا تھا۔ اور ان کی صورت سے دلی نفرت تھی۔

ادھیاے ۵۲

ارجن کی طلبی سے اندر کے ایراپت کی آمد۔ پرستش

لوگوں نے ہیں ندیاں کے پاک کی شٹی کو ... میدان

قرب وجوار ہاتھیوں کی پرستش کیا کرتے تھے۔ چنانچہ یہ تیوہار پیش ہوتے ہی ہستناپور میں خاص دھوم ہوئی۔ عورتوں مردوں کا میلہ لگ گیا۔ درجودھن کے فیلخانے کے تمام ہاتھی زرکار جھولوں اور قیمتی زیوروں سے آراستہ کیے گئے۔ سب کورو اور تمام محلات زیور و جواہرات میں غرق نور کی تصویر ہو گئے اتفاقاً ارجن اپنی ماتا مہارانی کنتی کے پاس گیا۔ دیکھا تو وہ پھٹے حالوں بیٹھی ہوئی ہے چہرہ اوداس۔ منہ بالکل چپکی۔ اس نے ہاتھ جوڑ کر پوچھا۔ ماتا جی آج ایسا خوشی کا دن جس کو دیکھئے بادۂ عشرت سے مست ہے۔ سب کی زرق برق پوشاکیں سر سے پاؤں تک زیور ہی زیور۔ آپ کیوں میلے کچیلے کپڑے لادے ہوئے ہیں اٹھئے پوشاک بدلئے۔ زیور پہنئے خوشی منائیے*

مہارانی کنتی۔ بیٹا۔ بھلا میرا منہ ہے۔ کہ میں راگ رنگ میں شامل ہوں تم پانچوں بیٹے یتیم۔ غریب۔ میں دکھیاری آفت کی ماری۔ اگر تمہارے پتا ہوتے تو مجھے بھی راگ رنگ کی سوجھتی۔ تم جاؤ۔ کھیلو مالو۔ مجھے اسی طرح رہنے دو تیوہار خوشی کا ہوتا ہے۔ سو ایشور کی کرپا سے راجہ دھرتراشٹ ان کی لڑکی بیٹے بہوئیں سب منا رہے ہیں۔ میرا بھی راج سہاگ ہوتا۔ تو یہ نوبت کاہے کو ہوتی*

ارجن۔ ماتا جی میرے ہوتے آپ کو یہ خیال۔ آپ کو راج پاٹ کی کیا پروا راج ہمارا ہے۔ یا اور کسی کا۔ جب چاہیں لیں۔ آپ کا ایک بیٹا سو کے سو کوروؤں پر بھاری ہے۔ آپ کو کس بات کی کمی۔ ابھی کہئے۔ تو اندر کے ایراپت کو آپ کے سامنے لا کر کھڑا کر دوں۔ یہ سیٹھے پیٹھے ہاتھی کس شمار قطار میں ہیں*

مہارانی کنتی۔ بیٹا۔ اگر تم میں ایراپت کے لانے کی طاقت ہے۔ تو بس اسی کو لاؤ میں اس کس مپرسی اور غریبی میں اسی کی پوجا کروں گی۔ تم سعادتمند ہو تو لاؤ ایراپت کو*

ارجن۔ یہ کتنی بڑی بات ہے۔ میں ابھی تو ایراپت کو حاضر کرتا ہوں۔ آپ اٹھیں منہ ہاتھ دھوئیں۔ کپڑے بدلیں*

نمایاں ہوگئے۔ وہ ارجن کو دعا دے کر اٹھی اور ارجن اس سے رخصت ہو کر درونا چارج جی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان سے اجازت مانگ کر منتر پڑھتے پڑھتے ایک تیر مارا تو اندرلوک میں ہل چل مچ گئی۔ سب دیوتا راجہ اندر سے پکارے کہ

مہاراج۔ ارجن نے ایراپت کو یاد کیا ہے۔ تیر کی زبانی پیغام آچکا +

راجہ اندر۔ میں ایراپت کو تو نہ بھیجونگا۔ بلانے دو کچھ پروا نہیں +

دیوتا۔ ارجن آپ کا فرزند ہے وہ آپ سے چاہے کچھ نہ بولے۔ مگر ہم لوگوں کے ماتھے جائیگی۔ وہ ضرور ہم پر غصہ اتاریگا +

اندر۔ اگر آپ لوگ اتنا ڈرتے ہیں تو خیر ایراپت کو لے جائیے۔ مگر ایراپت کو مرت لوک سے کیا کام۔ وہ وہاں کی زمین پر پاؤں نہیں رکھ سکتا +

دیوتا۔ اس کا انتظام ہو جائیگا۔ ہم خود اسے جبسٹ پٹ واپس لے آئینگے +

اندر کی اجازت پاکر دیوتا لوگ ایراپت کو ساتھ لئے ہوئے ہستناپور میں آئے تمام شہر میں دھوم مچ گئی۔ کہ ارجن نے اپنی ماتا کی پرستش کے لئے راجہ اندر سے ایراپت ہاتھی منگالیا ساری خلقت دوڑ پڑی مہارانی کنتی خوش خوش آئی درشن کئے۔ پوجا کی۔ ایراپت ہاتھی کے پاؤں زمین پر ٹکے نہ تھے۔ زمین سے دو بالشت اونچے تھے۔ جھول اور عماری کا کیا پوچھنا سورج۔ چاند۔ ستارے چمکتے معلوم ہوتے تھے تمام لوگوں نے اندر کے ہاتھی کی صدق عقیدت سے پوجا کی ہر ایک کی زبان پر ارجن کی تعریف کے ترانے تھے۔ سب کی زبان واہ واہ سے گھس رہی تھی۔ کنتی کا کلیجہ ہاتھوں بڑھ رہا تھا۔ مگر دریودھن اور کورو جلے کڑھے جاتے تھے۔ کہاں اتنی بڑی سلطنت ایسی طاقت موجود ہونے پر بھی ہمارا ان غریب یتیم اور بے دست و پا پانڈوؤں سے آج کے تیوہار میں بھی سرنیچا ہی رہا +

ادھیاے ۵۳

درجودھن کا رشک وحسد۔ راجہ دھرتراشٹ کی مجبوری۔ راجہ جدھشٹر کی ہستناپور سے

رخصت ۔ برناوہ (الہ آباد) میں تشریف بری

لاکھا مندر (رال اور لاکھ کے محل) میں قیام

جس وقت ارجن نے اندر کے ہاتھی ایراوت کو بلاکر اپنی انتہائی طاقت کا ایک ادنے کرشمہ دکھایا ۔ درجودھن کی چھاتی پر سانپ لوٹ گیا اس کے تمام بھائی دل ہی دل میں جلنے لگے ۔ گاندھاری کو بھی پھوٹی آنکھوں پانڈوں کی صورت نہ بھاتی تھی ۔ کرن بھی تاڑ کھاتا تھا ۔ دوساسن اور شکنی بھی پھنکے جاتے تھے ۔ سب میں باہم مشورت ہوئی کہ پانڈوں کا سرتا بھرتا کیونکر کیا جائے ۔ یہ لوگ تو بڑھے ہی چلے جاتے ہیں ۔ چڑیمار کا ٹولا طرح طرح کی بچھی بولا دانعامنڈ ہوا ۔ کسی نے کچھ دے دی کسی نے کچھ ۔ مگر سب کا نچوڑ یہی تھا کہ بزن " قتل موذی قبل از ایذا ۔ گربہ کشتن روز اول ۔

یہاں یہ مشورت ہو رہی تھی ۔ وہاں دوسرا کل کھلا ۔ جدھشٹر کی لیاقتوں کے ڈنکے بج رہے تھے ۔ نیکیوں کا سکہ بیٹھا ہوا تھا ۔ سعادتمندیاں دلوں پر تسخیر کا اثر کر رہی تھیں ۔ عدل و انصاف نے ایک عالم کو گرویدۂ الطاف کر دیا تھا ۔ بچشم پیا مادر بدر کا گیا ذکر ۔ دھرتراشٹ بھی ایسا خوش ہوا کہ اختیارات شاہی جدھشٹر کے دست قدرت میں سونپ دیئے ۔ دریودھن دودھ کی سی مکھی ہو گیا ۔ اب جلن کا کیا کہنا ۔ حسد کی آگ حد سے زیادہ بھڑکی ۔ سارے تھیلی کے چٹے بٹے اکٹھا ہو راجہ دھرتراشٹ سے رونے پیٹنے کہ ہائے یہ آپ کیا غضب کر رہے ہیں ۔ سانپوں کو دودھ پلانا کس نے کہا ہے ۔ آپ ہمیشہ سے مالک تخت و تاج ہیں ۔ صرف نابینائی کی وجہ سے راجہ پنڈو کو راج دیا گیا تھا ۔ اب ایشور کے فضل سے آپ کی سو آنکھیں موجود ہیں ۔ ان کے ہوتے غیر مستحق پانڈوں کو مختار سلطنت کرنا اپنے ہاتھوں اپنے پاؤں میں کلہاڑی مارنا اور شاخ پر بیٹھ کر اسی شاخ کو کاٹنا ہے ۔ اول تو ان کا انگل بھر زمین پر استحقاق ہی نہیں ۔ انصافاً ایک جھنجھی اُن کو نہیں مل سکتی ۔ مگر خیر آپ کی خاص مہربانی ہے مضایقہ کیا پڑے ۔ وارنا بد بوا ۔ کو یہاں کو بھیجے رکھا ۔ تم لوگوں

کی چھاتی سے تو پتھر ہٹ جائے۔ اور رات دن کی کڑھن سے
نجات تو رہے +
کہے سنے دیواریں ٹل جاتی ہیں۔ سکھائے پڑھائے اچھے سے اچھے
عقلمندوں کی عقل ماری جاتی ہے۔ کورو آخر کلیجے کے ٹکڑے ہی تھے اور پانڈو
بھائی کے بیٹے یعنی بھتیجے جگر جگر دگر کا معاملہ۔ دھرتراشٹ پران کی تو بہ تلا ہائے واویلا
کا اثر ہوا۔ اس نے بھیشم پتاما اور بدرجی سے تخلیہ کیا۔ تخلیہ میں بات چھڑی کہ کورو
پانڈوؤں کا فیصلہ آخر کیسے ہو؟ کوئی معقول تجویز ہونی چاہئے +
بھیشم جی۔ فیصلہ کچھ مشکل نہیں۔ نصفا نصفی پر سب معاملہ طے ہے +
بدرجی۔ میری بھی یہی رائے ہے کہ دو حصے کر دئے جائیں۔ دونو اپنے
اپنے حصوں کے مالک +
دھرتراشٹ۔ میرا بھی یہی خیال ہے۔ کہ کسی طرح روز روز کی ہائے ہائے تو
جائے تخلیہ میں اس تجویز پر بلا اختلاف اتفاق ہو گیا۔ دھرتراشٹ محل میں آیا
درجودھن کو بلا کر کہا کہ
دیکھو پانڈو بھی راج کے حقدار ہیں۔ انصاف شرط ہے۔ اور ان کو آدھا
راج دینا لازم۔ میرا ارادہ ہے۔ کہ حصہ بانٹ کر دوں +
درجودھن۔ یوں آپ کو سب کچھ اختیار ہے۔ ہم لوگوں کو لنگوٹی بندھوا دیجئے
تو کیا عذر۔ مگر پانڈوؤں اور ہم لوگوں کی برابری۔ راج کی آدھ بٹائی ہوئی تو میں
بالکل دست بردار۔ آپ کا نام لے کر بھیک مانگ کھاؤنگا۔ مگر راج کی طرف
آنکھ نہ اٹھاؤنگا +
راجہ دھرتراشٹ۔ تو آخر کچھ پانڈوؤں کا بھی حق ہے یا نہیں ؟
درجودھن۔ خیر اس سے کیا مطلب ہو یا نہ ہو۔ آپ کی نظر عنایت ہے تو
بے تکلف تھوڑا بہت دیجئے۔ ہم لوگوں کو کچھ عذر نہیں +
کئی روز تک بڑے ہی خفیہ طور پر آپس میں ردو قدح ہوتی رہی آخر راجہ دھرتراشٹ
کی ایک نہ چلی۔ اس کو ماں لینا پڑا کچھ دے دلا کر پانڈوؤں کا اللہ کا نام ہی اچھا

یہاں روز روز ایک شگوفہ چھوٹتا ہے گل کھلتا ہے۔ اس سے وہ کچھ دنوں

برناوه (موجوده الہ آباد) میں رہیں تو سب سے بہتر +

درجودھن نے راجہ دھرتراشٹ سے خوب پخت و پز کرلی تھی۔ اس لئے اس کو یقین کامل تھا۔ کہ پانڈو برناوه میں بھیجے جاوینگے اس نے منتظم تعمیرات سمے پروجن کو طلب کرکے خاص طور پر فہمائش کی کہ ایک بہت ہی معقول خوشنما نفیس مکان برناوه میں جلدی سے تعمیر کرادے۔ اس کے تمام اینٹ چونے گارے میں لاکھ ہو رال ہو۔ اور وہ مصالحہ جس سے خود بخود آگ بھڑک سکے اس کو لالچ دیا کہ جس وقت اس مکان میں پانڈو جل کر خاک سیاه ہو گئے بس انعام جاگیر۔ خلعت اکرام سامنے ڈھیر ملینگے +

پروجن انعام و اکرام کے لالچ میں برناوه پہنچا۔ چند ہی روز میں ایک نہایت ہی نفیس مکان کھڑا ہو گیا لاکھ اور رال کے مکان کے ساتھ ساتھ اس نے اپنی بھی ایک عالیشان حویلی تیار کرلی اور پانڈوں کے انتظار میں وہیں رہنے لگا +

ادھر یہ کارروائی چوکس ہوگئی۔ ادھر درجودھن وغیره سب کورو راجہ دھرتراشٹ کی خدمت میں برابر حاضر رہنے لگے جتنا دھرتراشٹ پانی پلا پلاٹے پڑیں جو دھرتراشٹ کہہ دے وہی کریں۔ خوب روغن قاز ملا خوب ہاتھ میں دل لیا۔ اور اکساد اکسا کر آخر ایک روز جدھشٹر سے کہلا کر چھوڑا کہ جان سے پیارو تمہاری جدائی کسی طرح گوارا نہیں۔ ایشر گواه ہے۔ کہ میں تم سب کو اپنے خاص بیٹوں سے زیاده عزیز جانتا ہوں۔ مگر تم خود سمجھ دار ہو۔ بھائیوں بھائیوں کی ان بن کا نتیجہ ٹھیک نہیں روز روز کا لڑائی جھگڑا اچھا نہیں ہوتا۔ نہ جانے کس وقت کس کے دل پر چوٹ لگے۔ اور پھر گوشت سے ناخن اور ناخن سے گوشت جدا ہونے لگے تو اس سے عقلمندی یہ ہے۔ کہ تم بالفعل تھوڑا راج لے لو اور چند روز برناوه میں دل بہلاؤ یقین رکھنا کہ میں بہت جلد بلا لونگا۔ ہم ایسے سعادتمندوں کو میں دم بھر بھی آنکھوں سے جدا رکھنا نہیں چاہتا۔ مگر سردست مصلحت وقت یہی ہے +

راجہ جدھشٹر۔ میں اپنے باپ کو نہیں جانتا جو کچھ جانتا ہوں آپ ہی کو بھلا مجال ہے کہ آپ کی مرضی پر نہ چلوں۔ آپ کا حکم سر آنکھوں پر گو آپ کے قدموں کی جدائی کا داغ ... مجھے ... کہ آپ کے

جادۂ اطاعت میں سر کے بل چلوں ÷

دھرتراشٹ نے جدھشٹر کو کلیجے سے لگالیا اور کہا کہ:۔

بیٹا برناوہ کا راج مبارک۔ دیکھو ہنسی خوشی رہنا۔ دل پر کسی طرح کا میل نہ لانا میں بہت ہی جلد بلا بھیجونگا اطمینان رکھو ÷

راجہ جدھشٹر (قدموں پر گر کر) میں تو اس سایہ کو اپنے سر کے لئے نہایت ہی مبارک سمجھتا ہوں ایشر اس سیر کو قایم و دایم رکھے۔ اچھا میں قدموں سے رخصت ہوتا ہوں ÷

راجہ دھرتراشٹ نے دعا دی اور راجہ جدھشٹر اپنی قیامگاہ کو لوٹے۔

سامان سفر بندھنا شروع ہوا۔ چلنے کی تیاریاں ہونے لگیں ÷

راجہ جدھشٹر بھیشم پتامہ سے رخصت ہو آئے۔ تو بدرجی سے ملنے لگے بدرجی نے فرمایا کہ بیٹا ذرا ہوشیاری سے رہنا۔ غفلت نہ کرنا۔ درجودھن نے تم کے رہنے کو لاکھ اور رال کا مکان بنوایا ہے۔ اس کی غرض یہ ہے کہ جب تم سب سوتے ہو سب طرف سے آگ لگا دی جائے اور تمہارے دشمن وہیں راکھ ہو جائیں۔ میں تم کو یہ راز کی بات بتاتا ہوں۔ اپنے ہی تک رکھنا۔ کسی اور کو کانوں کان خبر نہ ہو ÷

مگر یہ بھی خیال رہے کہ میرے یہ کہہ دینے سے تم ایسا نہ ہو کہ اس مکان میں نہ اترو اور دریودھن سنک جائے ÷

جدھشٹر۔ چچا صاحب۔ آپ کی بزرگانہ محبت کا شکریہ کہ آپ نے ایسے راز مخفی سے اطلاع کردی۔ میں اس راز کو دل ہی میں رکھونگا۔ مجال کیا جو زبان پر آجائے میں اس مکان ہی میں ٹکونگا۔ خبرداری بھی رہیگی آپ بے فکر رہیں ÷

بدرجی وغیرہ سے رخصت ہو کر دوسرے روز صبح کو راجہ جدھشٹر ہستناپور سے چلے پانچوں پانڈو و مہارانی کنتی کے ساتھ سواریوں پر جلوہ فروز تھے ایک مختصر فوج جلو میں تھی۔ شہر کے بہت سے رئیس و امیر۔ سیٹھ۔ ساہوکار دور تک ساتھ گئے۔ آخر جدھشٹر کے اصرار اور منت و سماجت سے سب اپنے گھروں کو واپس آئے ... [illegible]

کئی منزلوں کے بعد راجہ جدھشٹر برناوہ میں داخل ہوئے برناوہ کے تمام رؤسائے عظام و امرائے ذی اکرام نے بڑی تزک و احتشام سے پیشوائی کی شہر میں لائے شہر کی آئینہ بندی کی نوبت نقارے بجوائے۔ ناچ رنگ کیا۔ شب کو دیپ مالا کی۔ خلاصہ یہ کہ شہر میں خاص دھوم تھی۔ کہیں ناچ کہیں رنگ۔ کہیں جشن کہیں جلسہ ✦

راجہ جدھشٹر اس مکان کے دروازے پر آئے جس میں درجودھن نے اُن کی قیام کا انتظام کیا تھا۔ جونہی جدھشٹر نے چوکھٹ لانگھی اندر قدم رکھا پٹ سے چھینک ہوئی۔ سہدیو فوراً بول اٹھا کہ خیریت نہیں۔ شگون تو پہلے ہی نیک ہوا۔ درجودھن نے اس مقام کو اس نفاست اور ایسی کاریگری سے بنوایا تھا کہ دیکھ کر طبیعت پھڑک جاتی تھی راجہ جدھشٹر بھی رو کار ہی دیکھ کر غش غش کر گئے۔ صدر پھاٹک پر طلائی اور نقرئی بڑے ہی خوشنما نقش و نگار۔ اعلےٰ صنعت کی مصوری راجہ جدھشٹر دروازے کی کارروائی دیکھ کر اندر داخل ہوئے اور آنکھیں کھل گئیں۔ کیا صحن کیا دالان کیا سقف کیا دیوار کیا بام کیا دریچے سب میں حد درجے کی صناعی۔ جگہ جگہ شیشہ آلات۔ جھاڑ۔ فانوس۔ سامان آرائش۔ اسباب زیبائش پٹا پڑا تھا۔ مطلا تصاویر و ریشمی فرش فروش سے سارا محل چوتھی کی دلہن بنا ہوا تھا سب پانڈوؤں نے مکان کی نفاست پر آفرین و تحسین کہی۔ پروجن ایک ایک گوشہ دکھاتا پھرتا تھا اور اس طرح خدمت کو حاضر تھا۔ گویا سچا جان نثار ہے۔ جدھشٹر کو ادھر ادھر گھومتے گھومتے لاکھ کی بو آئی اب انہیں بدرجی کی بات کا یقین ہوا اور وہیں ٹھیر گئے۔ پروجن نے تمام سامان آسائش اور عمدہ کھانے بہم پہنچا دیئے۔ کسی چیز کی کمی نہ تھی۔ دن مکان کی سیر میں گذرا اور رات ناچ رنگ میں ✦

ادھیائے ۵۴

بدر کے قاصد کی رفاقت۔ سرنگ کی تیاری

پانڈوؤں کی مکان سے خفیہ روانگی - ان کے عوض پانچ فقیروں اور ان کی ماں کا نقصان جان - درجودھن کو پانڈوؤں کی ہلاکت سننے سے خوشی

پانڈوؤں نے وہ رات راگ رنگ میں کاٹی - صبح ہوئی - تو بدرجی کا قاصد پہنچا وہ تخلیہ میں ملا - پیغام دیا کہ ذرا خبردار - لاکھ اور رال کا مکان ہے - جان جوکھوں سے مفر نہیں - یہ کہہ کر اس نے کہا مجھ کو ایسا ویسا نہ سمجھئے - فن تعمیرات میں وہ دستگاہ رکھتا ہوں کہ باید و شاید - اس مکان کے رگ و ریشہ کا حال میرے خیال میں ہے - پروچن رنگا سیار اور مار آستین ہے - اس کی خاطر مدارات کا اعتبار نہیں ؎

بر تواضعہائے دشمن تکیہ کردن ابلہی است   پائے بوس سیل از پا افگند دیوار را

یہ صرف موقع کا منتظر ہے - جس وقت ذراسی چلتی دیکھیگا - سب کو بھون بھان کر رکھ دیگا +

جدھشٹر - پہلے مجھے شک تھا - مگر چاروں طرف پھر کر کوٹلے کی سیر کی تو ہر جگہ لاکھ ہی لاکھ کی بو معلوم ہوئی - دوسرے جو ہیں چوکھٹ کے اندر قدم رکھا پٹ سے چھینک ہوئی - مجھے بھی وحشت ہے - مگر کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں +

قاصد - بے شک اندیشے کی بات ہے - مگر ایشور نے فن عمارت میں ید طولےٰ عطا کیا ہے - جو ارشاد ہو ابھی ممکن ہے +

جدھشٹر - جان کی حفاظت تو مقدم ہی ہے - پس کوئی تدبیر لازم - میری رائے ہے کہ مکان کے نیچے نیچے ایک سرنگ دوڑا دی جائے - جس میں ایک آدمی کا گذر آسانی سے ہو سکے - یہ کام بہت چپ چپاتے کیا جائے - کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو +

قاصد - سرنگ کھود دینا کچھ مشکل نہیں آپ کے اقبال سے شام تک تیار

ہو سکتی ہے +
جدھشٹر - خیراندیشی سے خوش ہوئے بھیم سین کی نگرانی میں سرنگ کھدوانا شروع کردی +
اب شام ہوئی - اُدھر سرنگ ہر طرح ٹھیک ٹھاک ہو گئی - اِدھر پانچ فقیر اپنی ماں کے ساتھ راجہ جدھشٹر کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور صدا لگائی +
تین چار روز سے چھ جانیں بے دانہ پانی ہیں - رات دن پیٹ میں تو ادے دے گئے ہیں - آپ ایسے دھرم مورت مہاراج کا جش سن کر حاضر ہوئے پیٹ کی آگ کا ایندھن ملے - اگر اجازت ہو تو یہیں ٹھیر کر توے کی چاند ٹھونک لیں +
جدھشٹر دانی تھا - اس نے سوال سن کر حکم دیا کہ ٹھیرنے کی جگہ اور کھانے پینے کی ہر ایک چیز دی جائے حکم کی دیر تھی - ہمہ نعمتیں ڈھیر - فقیروں نے رسوئیں تیار کی - چھپن بھوگ موجود ہو گئے - جب کھانے کو بیٹھے - تو اور ڈڈیا ہوئی - مہاراج جدھشٹر سے کہا - کہ جہاں یہ سب نعمتیں دی ہیں - تو شراب بھی دیجئے - کیا یاد کرینگے کہ کبھی مہاراجہ جدھشٹر کے یہاں بھوجن کیا تھا +
جدھشٹر کو رد سوال معلوم ہی تھا کہ کیا چیز ہے - اس نے شراب بھی بہم پہنچا دی - شراب پائی - تو فقیر دعائیں دینے لگے - جش گانے لگے - بوتلوں کی ڈاٹیں کھلیں پیالے لبالب بھرے گئے - دَور پہ دَور چلنے لگے یہاں تک کہ سب کو کچے گھڑے کی چڑھ گئی - سب کے سب چلّو میں الو ہو گئے - اور اوندھے سیدھے گرے تو مردۂ صد سالہ کے برابر - ایسے سوئے کہ بس ہمیشہ کے لئے قسمت نے آنکھیں ہی بند کر دیں - ان کو کھاتے پیتے سوتے آدھی رات گذر گئی - اور ہر طرف سناٹا چھا گیا - پروجن دو راتوں کا جاگا ہُوا تھا - اس کی بھی آنکھ لگ گئی پانڈوؤں کے رت جگے سے فتنۂ بیدار بخت خفتہ کی طرح سو گیا +
سب طرف سناٹا اور خواب غفلت کا عالم دیکھ کر راجہ جدھشٹر نے وہاں سے کھسکنے کی ٹھیرائی - بھیم سے کہا - مکان میں تو ایک بتی لگا دو اور چلو ہم سب سرنگ سے نکل چلیں +
پانچوں پانڈو اپنی ماتا کنتی سمیت سرنگ کی راہ سے نو دو گیارہ ہوئے اور

مکان سے شعلے بلند ہونے لگے۔ آگ کی لپٹیں آسمان سے باتیں کرنے لگیں آناً فاناً میں پانچوں فقیراں کے ساتھ بھٹا ہو کر رہ گئے۔ پروچن بھی فی النار والسقر ہو گیا۔ شہر میں دہائی پڑ گئی۔ کہ شاہی محل جل رہا ہے۔ لوگ سر پیٹتے دوڑے کہ ہائے پانچوں پانڈو جل کر راکھ ہو گئے۔ سب کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے ایک عجیب ماتم نظر آتا تھا۔ ہر زبان درجودھن کو کوستی تھی کہ اس کمبخت نے راجہ پنڈو کے کلیجے کے ٹکڑوں کو یوں دھوکے سے ہلاک کر ڈالا۔ مگر دراصل یہ بات تھی کہ راجہ جدھشٹر اپنے بھائیوں اور ماتا کنتی کو لئے ہوئے راتوں رات منزل مارتے کہیں سے کہیں پہنچ گئے۔ جنگل تک جاتے جاتے کنتی تھک گئی۔ قدم اٹھائے نہ اٹھتا تھا۔ بھیم سین کے سوا اور چار پانڈوؤں کے بھی پاؤں بھر گئے۔ ایک ایک قدم من من بھر کا معلوم ہوتا تھا۔ بھیم سین نے ماں کو تو کاندھے پر چڑھا لیا اور تھکے ماندے چاروں بھائیوں کو پیٹھ پر لادا اور پھول کی طرح اٹھاتے ہوئے لپکا تو دس کوس کٹتے معلوم ہی نہ ہوتے۔ اتنی لمبی چوڑی منزل مارنے میں صبح ہو گئی۔ بھیم سین نے ایک درخت کے نیچے سب کو اتار کر ذرا ستانے کا موقع دیا +

وہاں صبح ہوئی تو جلے بھنے مکان کے اردگرد ساری خلقت کا ہجوم سا ایک عالم کا مجمع۔ دیکھا تو پانچ مردوں اور ایک عورت کی ہڈیوں کی ڈھیریاں پڑی ہیں سب نے افسوس کیا کہ ہائے کل جو پانڈو یہاں ناچ رنگ دیکھ رہے تھے جو مہارانی کنتی اپنے بیٹوں کو برنا میں دیکھ دیکھ کر جیتی تھی۔ آج راکھ کا ڈھیر نظر آ رہی ہے +

اس سانحہ دردانگیز و واقعہ قیامت خیز کی خبر ہستناپور پہنچائی گئی۔ درجودھن مارے خوشی کے جامے میں پھولا نہ سمایا۔ لیکن جب سنا کہ اس کا رفیق پروچن بھی سواہا ہو گیا تو اس کو تھوڑا رنج بھی ہوا۔ لیکن یہ رنج اس خوشی کے سامنے کچھ بھی نہ تھا جو اس وقت اس کو جوبی قسمت سے حاصل ہوئی تھی +

دھرتراشٹ بھی سمجھا کہ وہ خس کم جہاں پاک،، مگر دنیا دکھاوے کو اس نے بہت ہی رنج و غم کیا۔ بھیشم پتامہ اور بدرجی بھی یہ حال سن کر رو پڑے۔ ان کے کلیجے میں غضب کی گہری چوٹ لگی اور ہستناپور بین گیا +

دوسرے روز بدرجی کا قاصد واپس آیا۔ بدرجی سے ساری کیفیت بیان کر رہے

پانڈوؤں کی صحت وسلامتی کا مژدہ سنایا۔ بدرجی نے بھیشم پتامہ کو بھی اس راز سے خفیہ طور پر اطلاع دے کر کہا کہ اب پانڈو کچھ دنوں روپوش رہینگے ظاہر نہ ہونگے وہ اچھی طرح ہیں آپ فکر و تردد نہ کریں۔ بھیشم پتامہ کا بیقرار دل سنبھلا۔ انہوں نے بدرجی کو چھاتی سے لگا کر کہا۔ بھائی تم نے بڑا عمدہ کام کیا۔ خوش رہو*

ادھیائے ۵۵

پانڈوؤں کی آوارہ وطنی۔ بھیم سین کی ہڈمبا راکشسنی سے شادی۔ گھٹوت کچ کی ولادت

پانچوں پانڈو جس وقت علے الصباح بڑ کے نیچے ستانے کو ٹھہرے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ رات بھر کے تھکے ماندے تھے وہیں زمین پر سو گئے صرف بھیم سین بیدار رہا۔ ہائے کیا زمانہ کا انقلاب ہے۔ جو پانڈو سونے کی پلنگڑیوں اور مخمل کے فرش کے سوا کہیں پلک نہ جھپکاتے تھے۔ جن کے نازو نعم سے پلے ہوئے جسموں میں فرش گل پر بچھے ہوئے پھولوں کی پنکھڑیاں کھٹکتی تھیں۔ آہ آج ان کی قسمت میں جنگل کی اونچی نیچی زمین ہے اور بالش سر کے عوض الشر کا تکیہ۔ وہ مہارانی کنتی جس کے قدموں کے نیچے راجہ پنڈو ایسا چکرورتی راجہ اپنی آنکھیں بچھائے رہتا تھا۔ جس کے سر کو خاوند کا زانو پھولوں کے تکئے کی طرح جگہ دیتا تھا۔ حیف وہ درخت کے سائے میں اپنی قسمت کے ساتھ سو رہی ہے۔ اور یہ شعر حسب حال ہے

یادِ مژگاں میں میری آنکھ لگی جاتی ہے
لوگ سچ کہتے ہیں سولی پہ بھی نیند آتی ہے

سب سو رہے تھے۔ بھیم سین جاگ رہا تھا۔ دفعتہً سامنے سے ایک راکشسنی لپکتی ہوئی آئی اور بھیم سین پر ہاتھ صاف کرنا چاہا۔ بھیم سین اٹھ کھڑا ہوا۔ ایک درخت اکھاڑا اور وہ ہاتھ دکھائے کہ اس کے جی چھوٹ گئے۔ وہ ہاتھ

جوڑ کر کھڑی ہو گئی اور بولی:۔

تمہاری جیوٹ تمہاری جرأت تمہاری شکل تمہاری صورت نے مجھے اپنا بنا لیا۔ اب میں تمہاری ہو چکی۔ خدمت میں قبول ہو۔ میں راچھسنی نہیں دیکھو کون ہوں +

یہ کہہ کر اس نے صورت بدلی تو ایک نور کی تصویر سامنے کھڑی ہو گئی۔ چاند سا مکھڑا آنکھوں میں چکاچوندھ پیدا کرنے لگا۔ یہ جمال دل افروز دکھا کر اس نے کہا:۔

دیکھی آپ نے میری صورت۔ میرا نام ہڈمبا ہے۔ اب سمجھ لو کہ تمہاری لونڈی ہوں کسی طرح اطاعت سے باہر نہیں۔ یہ بھی خیال رہے کہ میرا بھائی ہڈمب آتا ہی ہو گا۔ وہ بڑا شہزور ہے۔ تم سے مقابلہ کریگا۔ تم اس سے خم ٹھونک کر مقابلہ کرو۔ اور وہ تمہارے ہاتھ سے قتل بھی ہو جائیگا۔ تو میں تمہاری لونڈی ہی بنی رہونگی +

بھیم سین ۔ مجھے تیری بات کا کیا اعتبار ہے کہ ابھی لڑتی تھی۔ ابھی لونڈی بننے کو تیار ہو گئی +

ہڈمبا ۔ سونا جانئے کسے۔ آدمی جانئے بسے

تا مرد سخن نہ گفتہ باشد   عیب و ہنرش نہفتہ باشد

پہلے میں آپ سے ناواقف تھی۔ جب آپ کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ آپ ایسے ہیں اسی سے دل آ گیا اب آغوش محبت میں جگہ دیجئے +

یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ہڈمب راچھس شیر کی طرح ڈکارتا بادل کی طرح گرجتا سر پر آ پہنچا۔ بھیم سین وہی درخت لئے ہوئے سامنے جا ڈٹا۔ پہلے خوب بنکیتی کے ہاتھ ہوئے۔ آخر کار کشتی کی بہتیری داؤں پیچ ہوتے ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی۔ کہ ایک دفعہ بھیم سین نے اٹھایا اور گد سے زمین پر چت کر دیا۔ ادھر ہڈمب کی پیٹھ زمین پر لگی۔ ادھر بھیم سین چھاتی پر۔ وہ کسمساتا ہی رہا۔ اور بھیم سین نے پران نکال دئے۔ گدم گد کی آواز سے جدھشٹر وغیرہ بھی چونک پڑے۔ دیکھا تو بھیم سین راچھس کی چھاتی پر سوار ہے۔ اور راچھس بے دم +

ہڈمبا آ کر بھیم سین کے قدموں پر گر پڑی۔ بھیم سین لے سے ماتا کنتی کی خدمت

میں لے گیا۔ اس نے صورت دیکھی ۔ تو خوش ہوگئی ۔ بھیم سین سے کہا کہ اس کے
ساتھ گندھرب بواہ کرلو ۔ بھیم سین نے شادی کرلی اور ہڈمبا پانڈوؤں کی خدمت
میں سرگرم رہنے لگی آخر گھٹوتکچ پیدا ہوا ۔ پیدائش کے وقت ہی سے اس
کی شجاعت وطاقت کے آثار نمایاں تھے ۔ چنانچہ مہابھارت کی جنگ وجدال
اور تیرتھ جاترا کے زمانے میں جو کار نمایاں گھٹوتکچ نے کر دکھائے ۔ وہ
دوسروں سے ممکن نہ تھے ۔

پانڈوؤں نے چھتریوں کا بانا اُوتار ڈالا تھا ۔ اب وہ برہمن کے بھیس میں
تھے ان کا قیام ایک جگہ نہ تھا ۔ آج اس جنگل میں ہیں تو کل اس پہاڑ پر ۔ یہ روز روز
کی نقل وحرکت کچھ مصلحتاً تھی ۔ کچھ بدرجی کے حسب منشا ۔ کیونکہ اُن کی غرض تھی کہ
نت نیا دانہ پانی ہو ایک جگہ قیام نہ رہے ۔

ادھیائے ۵۶

ویاس جی کی ہدایت سے پانڈوؤں کا اکچکر پور میں قیام بھیم سین کے ہاتھ سے بک راچھس کا قتل اہل شہر کی بلائے جانستاں سے نجات

جب پانڈو صحرا نورد تھے ۔ بیاس جی نے ایک روز اُن کو درشن دئے پانچوں
بھائیوں نے بڑی تعظیم وتکریم کی آنکھوں پر بٹھایا ۔ بیاس جی نے کہا :۔
آج تک جو کچھ گذرا تی سے ریزہ تک مجھے معلوم ہے تم لوگوں نے بڑی
تکلیف اٹھائی ۔ مگر دیکھو بڑے تحمل سے مصیبتیں جھیلنا نیش کے بعد نوش
رنج کے بعد راحت لازمی ہے ۔ میری بات یاد رکھو ۔ عنقریب راجہ جدھشٹر
کے سر پر شاہنشاہی چتر سایہ فگن ہوگا ۔ رانی کنتی سے مخاطب ہوکر آپ کچھ فکر نہ
کریں جلدی دن پھریں گے ۔ آج جو پانڈو آوارہ وطنی کے مصائب جھیلتے ہوئے

جنگلوں کے کانٹوں پر چلتے پھرتے دکھائی دیتے ہیں۔ ان کے قدموں کے نیچے تاجداران زمانہ کی آنکھیں بچھی ہوئی دیکھ لیجئے گا۔ بہتر ہے کہ اب آپ اپنے پیارے بچوں کو لے کر اکچکر پور میں قیام پذیر ہوں وہی جگہ آفتاب اقبال کے لئے مشرق انوار ہوگی ✦

بیاس جی یہ کہہ کر چلتے پھرتے نظر آئے۔ یہاں پانڈوؤں نے اکچکر پور کا رستہ لیا۔ جب پوری میں پہنچے۔ تو ایک برہمن کے گھر جا ٹکے ✦

اکچکر پوری میں عرصے سے ایک آشوب اٹھ رہا تھا۔ کوئی بک راچھس نامی ہر روز ایک نہ ایک برہمن کو چٹ کر جاتا۔ اور اس سبب سے روز ہر گھر میں ماتم کا سامنا رہتا۔ پوری کے رہنے والے سخت تنگ آئے۔ آخر انہوں نے متفق الرائے ہو کر راچھس کی خوراک کے لئے اپنی جماعت میں سے ایک ایک کی باری مقرر کر دی اور اس طرح ہر وقت کے اندیشۂ موت سے جان بچائی۔ اور باشندگان مقامی چھکڑے مٹھائی اور کھچڑی لدوا کر راچھس کی خدمت میں حاضر ہوتے اس شخص کو پیش کرتے۔ جس کی اس روز باری ہوتی۔ راچھس مزے سے مٹھائی کھچڑی اڑاتا اور آدمی کو ڈکار جاتا تھا۔ لوگ اپنی جان کی خیر مناتے "ٹک جیے سو امر ما ہو ئے" کے مصداق اسی جانبری کو غنیمت سمجھتے تھے۔ ہاں جس کی دوسرے روز باری ہوتی۔ اس کے دل سے پوچھنا چاہئے۔ رات کیونکر کٹتی تھی اس کے رشتہ داروں کے کلیجے میں کیسے نشتر چبھتے تھے ✦

جس روز پانڈوؤں نے برہمن کے یہاں ٹکاسر کیا اس روز اسی برہمن کی باری تھی۔ اور سب سامان لیس تھا۔ دیر صرف اتنی تھی کہ باپ کہتا تھا کہ میں طعمۂ قضا ہونگا۔ بیٹا جھگڑتا تھا کہ نہیں لقمۂ اجل ہونے کے لئے میری باری ہے۔ وہ کہتا تھا کہ میں بڈھا ہو چکا۔ دنیا کی بہت سیر کر لی۔ آخر ایک دن مرنا ہی گا۔ پس جیسے آج ویسے کل مجھ سے اب دنیا بسنے والی نہیں۔ یہ کہتا تھا کہ واہ پالا پوسا گود موت کیا نہ دن کو دن جانا نہ رات کو رات۔ میں ایسے باپ کو اپنے جیتے جی دو روزہ زندگی کے واسطے اپنے ہوتے موت کے منہ میں جھونکوں ممکن نہیں۔ یہ دونوں یوں حجتیں کر رہے تھے۔ ادھر برہمنی کی جان اڑی

جاتی تھی۔ کہ خاوند جاتا ہے۔ تب بھی زندگی حرام بیٹا جاتا ہے۔ تب بھی مرن دونو طرح سے خرابی ہے۔ وہ اس وقت زار زار رو رہی تھی۔ بھیم سین نے جو ہائے واویلا سنی تو پوچھا +

"ماتاجی۔ کیوں معاملہ کیا ہے۔ یہ رونا دھونا کیسا؟

برہمنی۔ بیٹا کیا کہوں۔ ہائے آج گھر اجڑ نے لگا ہے۔ تم مہمان ہو۔ جاؤ بیٹھو تمہیں ان باتوں سے کیا کام +

بھیم سین۔ ماتاجی بتانے میں بھی کچھ ہرج ہے +

برہمنی۔ نہیں۔ بتانے سے میرا کیا جاتا ہے۔ خیال فقط یہ ہے کہ میں تو کڑھ رہی ہوں۔ تم کو بھی مفت رنج ہوگا۔ کسی کے رنگ میں بھنگ کرنے سے مطلب +

بھیم سین۔ ہمارے رنگ میں بھنگ نہ ہوگا۔ آپ مہربانی کر کے بتا دیں تو میری دلجمعی ہو جائے اور بس +

برہمن نے راچھس کی خلق آزاری۔ مردم خواری وغیرہ کی ساری سرگذشت بیان کر کے کہا کہ آج میرے گھر کی باری ہے اسی لئے باپ بیٹا جھگڑ رہے ہیں۔ باپ کہتا ہے کہ میں جاؤنگا بیٹا کہتا ہے کہ نہیں ہیں۔ میری دونو طرح سے مشکل ہے یہ آنکھ پھوٹے تو پیڑ وہ آنکھ پھوٹے تو درد۔ کون سی انگلی کٹواؤں اور کونسی نہیں +

بھیم سین۔ بس اتنی بات کے لئے یہ ہائے ہتیا۔ آپ نہ کوئی آنکھ پھوٹنے دیں نہ انگلی کٹوائیں۔ آج سب کی طرف سے میں راچھس کے لئے حلوا بے دود بنوں گا +

برہمنی اور برہمن۔ نہیں یہ نہیں۔ ہم لوگوں کا چاہے جو کچھ ہو جائے اپنے مہمانوں کا ایک رواں میلا ہونے دینا منظور نہیں۔ جاؤ بیٹا بھائیوں کے ساتھ جی بہلاؤ +

بھیم سین۔ ماتاجی۔ آپ کو فکر کیا ایشر کی کرپا سے ہم پانچ بھائی ہیں اگر ان میں سے ایک نہ رہا تو کیا ہماری ماتا اور روں سے دل بہلا نہیں سکتی ہیں۔ تمہارا تو

ایک ہی پتر اس پر کچھ گذری - تب تو تمہارے پران ہی نہ رہینگے - اس سے کہتا ہوں کہ مجھے اپنے بیٹے کے عوض بھیج دو ؂

برہمنی - بیٹا - بک راچھس ایسا ویسا نہیں - کال کو بھی پا لے تو کھا جائے ہاتھی کی ہڈیاں دانت سے چبا ڈالے - بس حد ہے کہ اس نے سارے گاؤں والے منہ میں جھونک لئے - ہم لوگوں کے لئے کہیں بھاگنے کا راستہ بھی نہیں کہ اندھیرے اُجالے یہاں سے پر لگا کر اڑ جائیں - میں بڑھاپے میں اپنے ماتھے پر کلنک لگانا نہیں چاہتی تم جاؤ اور باتوں میں دل لگاؤ - ان باتوں سے تمہیں کیا کام ؂

بھیم سین - ماتاجی - یہ تو اب ہونے کا نہیں کہ میں کل سویرے نہ جاؤں آپ اجازت دیدیں - اور پھر دیکھیں کہ کیا مزہ ہوتا ہے - راچھس کے سامنے آنے بھر کی دیر ہے - ایشر چاہیگا - تو ہڈیاں پسلیاں چور چور دیکھ لیجئے گا - آپ کا بال بھی بیکا نہ ہو تو میں ذمہ وار سمجھ لیجئے - کہ میری اور اس کی مڈبھیڑ ہوئی اور پھر ہمیشہ کے لئے چھٹی ؂

برہمنی اور برہمن نے لاکھ سمجھایا دھمکایا - ڈرایا - مگر بھیم سین کوئی ڈبڑو گھسڑو تو تھا ہی نہیں - اس نے کہا کہ اب دنیا ادھر کی ادھر ہو جائے ماننے کا نہیں آپکے بیٹے کے بدلے ضرور جاؤنگا اور دیکھونگا - کہ وہ کیسے سب کو چٹنی کر جاتا ہے ؂

دونو جورو خاوندوں کی رات بھر نیند حرام رہی تھی - یا تو انہیں اپنی ہی فکر تھی یا بھیم سین کی ایک تیسری ہی فکر ہو گئی ؂

رات بھر آنکھ نہ جھپکی پو پھٹے سوچ گئے - جس وقت صبح ہونے کو ہوئی بھیم سین برہمن کے پاس آیا اور کہا کہ مٹھائی اور کھچڑی لے کر چلئے - آپ بھی سوار ہو لیجئے - کیونکہ آج آپ کی باری ہے - میں پیچھے سے آکر سب کھایا پیا نکال کے چھوڑونگا - آپ بے فکر رہیں - کچھ خوف نہ کریں - جب تک جان میں جان ہے مجال کیا جو کوئی رواں بھی میلا کر سکے ؂

ابھی منہ اندھیرا ہی تھا کہ بھیم سین اٹھا - نہایا دھویا - پوجا پاٹ سے فراغت کی اور جوہیں نور کا تڑکا ہوا - چندرماں جی کا دھیان اور سورج بھگوان کو ڈنڈوت کرکے گدا لئے ہوئے شہر میں پہنچا - اہل شہر مٹھائی اور کھچڑی کا چھکڑا لادے

پھاندے کھڑے تھے۔ اور انتظار تھا کہ برہمن آئے۔ برہمن اور بھیم سین سے کہی بدی
تھی۔ وہاں لوگ پوچھنے گئے۔ تو برہمن کا پتہ نہیں۔ بھیم سین نے کہا اچھا جی برہمن
نہیں تو جانے دو آج ہماری ہی باری سہی۔ یہ کہہ کر وہ چھکڑے پر لد بیٹھا ایسے
ایسے لمبے لمبے ہاتھ مارے کہ ذرا دیر میں مٹھائی کی چورا اور کھچڑی کا ایک دانہ بھی باقی
نہ بچا۔ بھیم سین اب پیٹ پر ہاتھ پھیر کر اٹھا۔ اور ادھر ادھر سے گوبر اور مٹی لاکر چھکڑے
کو جیوں کا تیوں بھر دیا۔ اب بک راچھس اپنے حسب معمول ڈکارتا۔ گرجتا ہوا آپہنچا
چھکڑا دیکھا تو نہ مٹھائی نہ کھچڑی۔ گوبر ہی گوبر ہے یا مٹی۔ وہ جل اٹھا۔ آنکھیں غصے سے
خون کبوتر ہوگئیں بجلی کی طرح تڑپ کر بھیم سین کی طرف دانت کٹکٹاتا ہوا لپکا۔
بھیم سین ایشر سے چاہتا تھا۔ کہ راچھس پہل کرے۔ جونہیں وہ نابکار قریب آیا۔
تال ٹھونک کر سر پر جا پہنچا ادھر سے اس نے اسے اور ادھر سے اس نے اسے
دبوچا اور رگھسے پر گھسے چلنے لگے۔ وہ بھی طاقتور۔ یہ بھی شہزور۔ دیر تک کشتی ہوتی
رہی۔ آخر راچھس کا دم پھول گیا۔ اور بھیم سین نے داؤں کر کے جو پھینکا۔ تو گھم سے
زمین پر چاروں شانے چت۔ بھیم سین اس وقت بجلی ہو رہا تھا۔ راچھس کی پیٹھ
زمین سے لگنے ہی نہ پائی کہ یہ چھاتی پر جا پہنچا۔ اور ایسے رگڑے تبائے کہ ہڈیاں
چرمر ہوگئیں اور پنجرے کا پنچھی پھر سے اڑ گیا۔ بھیم سین نے اس کا سر تراشا
اور دروازہ شہر پر لٹکا دیا کہ ظالموں کو عبرت ہو۔ بک راچھس کے مرتے ہی
اس کے بھائی بندوں کی بھی نانی مر گئی وہ بھیم سین کی خدمت میں حاضر ہوئے
قدموں پر سر رکھ دیا۔ اپنی بیگناہی کا اظہار کیا۔ معافی چاہی۔ امیدوار نظر عاطفت
ہوئے۔ بھیم سین نے سب سے احتیاط آئندہ کی قسمیں لے کر معافی دی
اور برہمن کے قیامگاہ سے واپس آکر سب کو ساری واردات سنائی۔ سب
بہت خوش ہوئے۔ برہمنی کی خوشی کا کیا پوچھنا اس نے ہزاروں اسیسیں دیں
بھیم سین کی طاقت کو سراہا پانڈوؤں کا احسان مانا +

پانڈوؤں نے اس واقعہ کی شہرت کے لحاظ سے یہاں زیادہ قیام
کرنا مناسب نہ جانا۔ برہمنی سے رخصت ہوکر اسی وقت دوسری طرف کو
چل [illegible] جب اہل شہر نے راچھس کا سر دروازہ شہر پر دیکھا تو

نہایت ہی حیرت ہوئی کہ یہاں ایسے کال کا کال کونسا پیدا ہوگیا۔ پوچھتے پچھتے خبر لگی۔ کہ فلاں برہمن کے ایک مہمان نے تمام شہر کی جان بچائی۔ تو سب کے سب وہاں دوڑ پڑے۔ دیکھا تو وہاں کوئی بھی نہیں۔ برہمن اور برہمنی نے کہہ دیا کہ پانچ بھائی اپنی ماں کو لئے ہوئے رات بھر یہاں رہے تھے سویرے ایک بھائی نے راچھس کو مارا اور سب اپنی راہ لگے۔ یہ نہیں معلوم کدھر گئے۔ لوگوں نے لاکھ ادھر ادھر پاؤں توڑے۔ چراغ لیکر ڈھونڈا۔ مگر پتہ نہ ملا ❖

ادھیائے ۵۷

ویاس جی کی ہدایت سے پانڈوؤں کا کنھتل نگر میں گذر۔ انگارن گندھرب سے جنگ و صلح

جس وقت بک راچھس جہنم واصل ہوچکا۔ پانڈو اپنی راہ لگے۔ راستے میں بیاس جی نمودار ہوئے۔ بھیم سین کو شاباشی دی۔ شکر گذار ہوئے۔ کہ اس نے اپنی طاقت وجرأت سے بک راچھس کو مار کر برہمنوں کو امان دی۔ جدھشٹر سے کہا۔ کہ تم کو اس نیک کام کا مبارکباد۔ اب میری صلاح ہے۔ کہ کنھتل نگر میں بود وباش کرو۔ وہاں تم سب کا ستارہ اوج پر ہوگا۔ بے انتہا دولت ملے گی۔ وہ وہ چیزیں ہاتھ آئینگی۔ جو کسی نے نہ دیکھی ہوں۔ اس کے بعد تم ہوگے۔ اور راج سنگاسن راج مکٹ ہوگا اور تم ❖

بیاس جی تو یہ کہہ کر چلتے ہوئے پانڈوں نے کنھتل نگر کی طرف قدم بڑھایا پانچال دیش (پنجاب) راستے میں تھا۔ اس کی سیر کرتے وقت دو برہمنوں سے ملاقات ہوگئی۔ انہوں نے اِدھر اُدھر کی باتیں کرکے دروپدی کے سوئمبر کی خوشخبری سنائی۔ پانڈو سن کے چپ ہو رہے۔ منزل پر پہنچتے پہنچتے رات ہوگئی رات کے وقت اجنبی افراد کی ... گندھرب کے ... انہوں نے للکارا

کہ کہاں بے وقت گھوم رہے ہو۔ پانڈوؤں نے کہہ دیا کہ ہم مسافر ہیں یہ ہیں وہ ہیں۔ مگر اپنی گلی میں کتا بھی شیر ہوتا ہے۔ گندھرب کے ہمراہیوں کی گیدڑ بھبکیاں تیز ہی رہیں۔ جب وہ کسی طرح سیدھے نہ ہوئے۔ اینٹھتے ہی رہے تو ارجن نے چلے پر تیر چڑھایا اور لڑائی شروع ہو گئی۔ ارجن نے ایسے تیر برسائے کہ سارے مخالفوں کے جی چھوٹ گئے۔ راجہ گندھرب اپنی رانی کو لئے ہوئے ارجن کی خدمت میں حاضر ہؤا۔ معافی مانگی اور گندھرب لوک کے وہ اعلےٰ سے اعلےٰ گھوڑے نذر کئے۔ جن کی گرد اشہبِ صبا اور سمندِ نظر بھی نہ پا سکتا تھا۔

ارجن نے عفو تقصیرات کی سگھوڑے قبول کئے اور کہا:۔

"اس وقت ہم مسافرانہ حالت میں ہیں۔ ابھی کچھ دنوں اور غریب الوطنی رہیگی اس لئے گھوڑے اپنے ہی یہاں رکھئے۔ جب ہم واپس پھرینگے۔ تو طلب کر لینگے۔

گندھرب راج۔ آپ نے ہم سب کی جان بخشی کی۔ بڑا احسان کیا مجھ پر کوئی نہ کوئی خدمت کرنا ضرور فرض ہے۔ اس لئے اگر خلاف نہ ہو تو ایک منتر سکھا دوں جس سے آپ ایک جگہ بیٹھے بیٹھے دنیا بھر کا حال دیکھ اور معلوم کر سکتے ہیں۔

ارجن۔ کیا مضائقہ۔ آپ مجھے یہ منتر سکھا دیں۔ اور آپ کو میں وہ منتر بتا دونگا جس سے ایک تیر میں چاروں طرف آگ ہی آگ بھڑک اٹھے۔

دونوں میں باہم صلح ہو گئی اور باہم منتر سیکھے سکھائے گئے۔ جب اس سے فراغت ہوئی۔ تو راجہ گندھرب بولا کہ:۔

"گو سورج کو چراغ دکھانا ہے تاہم بمصداق ورکر مہاے تو مار اگر دگستاخ" یہ استدعا کرنے کی جرأت کرتا ہوں کہ آپ آیندہ سے شب کے وقت جب کسی عورت کو ساتھ لے کر چلیں تو برہمن کو آگے لے جایا کریں۔

ارجن۔ یہ کیوں؟

راجہ گندھرب۔ میں آپ سے نیت کی بات کہتا ہوں کیوں کا جواب نیت والے جانیں۔ مگر ذرا سا شگوفہ میں بتلائے دیتا ہوں کہ اگر یہ نہ ہوتا۔ تو میرے ہمراہی آپ کی منزل کھوٹی نہ کرتے۔ رات کے وقت آپ پانچوں صاحب

جارہے تھے - ایک عورت ساتھ تھی - اور سب کے پیچھے دو برہمن تھے - یہ حالت ٹوکنے کے قابل تھی - چنانچہ وہی بات پیش آئی - اور اس کی نحوست کا بھی تھوڑا بہت ظہور ہوگیا - برہمن کو پیچھے لے چلنے میں نرادر ہوتا ہے - اور اس نرادر کا نتیجہ خرابی ؂

ارجن - اور بشسٹ ایسے برہم گیانی شاکشات برہما کے پتر کے سو بیٹے بسوامتر جی نے جو مار ڈالے ؂

راجہ گندھرب اُس کا حال میں بیان کرتا ہوں - آپ نتیجہ نکال لیں ؂

ادھیائے ۵۸

بشسٹ منی اور بسوامتر رشی کی باہمی مخالفت ساس کے نتائج - پاراسر جی کی ولادت - راچھسوں کا قلع قمع

انگار برن گندھرب ارجن سے مخاطب ہے کہ بشسٹ جی برہما جی کے فرزند عبادت و ریاضت میں سرتاج زمانہ ہوئے - ان کے فضائل و کمالات کا ثبوت یہی ہے کہ مہاراجہ اکشواک ایسے چکرورتی یعنے روئے زمین کے فرمانروا اور ان کے ایک سے ایک باقبال جانشین کے گرو اور پروہت کی پدوی صرف انہیں کے حصے میں رہی - بشسٹ جی برمہ گیانی تھے - اُن کو پروہتائی سے کیا سروکار - مگر چونکہ اسی خاندان میں بھگوان بشن سری رامچندر جی کے نام نامی و اسم گرامی سے جلوۂ نور حقیقی دکھانے کو تھے - لہٰذا انہوں نے سری برہما جی کے حکم سے پروہتائی کی پدوی کو ذات بابرکات سے عزت دینا منظور کیا -

بشسٹ جی اپنی استری ارُن دھتی کے ساتھ تپوبن میں تپسیا سے زندگی کا آنند لوٹ رہے تھے کہ ایک دن کانیکبج (گادھپور عرف قنوج) کا راجہ گادھ صید و شکار سے دل بہلاتا ان کی کٹی کی طرف نکل آیا - بشسٹ جی نے راجہ کی بڑی خاطر و مدارات کی زبانی ہی نہیں عملی - راجہ سے لے کر تمام فوج حتےٰ کہ نوکر چاکر سب کی دعوت

کر دی۔ کٹی میں بھونی بھانگ نہ تھی۔ مگر جس وقت دعوت ہوئی دنیا کی کون نعمت تھی جو مہمانوں کے ساتھ ڈھیر نہ تھی۔ اوڑھنے بچھونے۔ فرش فروش کی بھی کمی کا کیا ذکر۔

تمام چیزوں کا انبار رکھا ہوا تھا۔ آناً فاناً میں وہ وہ عالیشان محل تیار ہو گئے جو راجہ گادھ نے خواب میں بھی نہ دیکھے تھے۔

گادھ کو حیرت ہوئی کہ میں اتنا بڑا راجہ میرے پاس ایسا کوئی سامان نہیں ایسے کھانے زندگی بھر میں نہیں کھائے۔ ضرور اس میں کچھ بھید ہے پشسٹ جی ظاہر میں تو فقیر بنا ہوا ہے۔ مگر اس کے پاس وہ دولت ہے۔ کہ راجوں مہاراجوں کو بھی نصیب نہیں۔ بشسٹ نے تپشیا کر کے ساری دولت اپنی کٹی ہی میں بٹور رکھی ہے۔ ہم لوگوں کی قسمت میں پھونک ہی پھونک چھوڑ دیا تپسوی بڑا مزہ کرتے ہیں۔ راجوں کی زندگی اکارتھ۔ آج آہ ذرا سی کٹی میں یہ ساز و سامان یہ دولت و ثروت۔

راجہ گادھ کی عقل چکر کھا ہی رہی تھی کہ معلوم ہوا یہ بشسٹ جی کی دولت و ثروت کا پرکاش نہیں۔ ساری کرامات صرف ایک گئو کی ہے۔ اس نے سوچا کہ بس کسی نہ کسی طرح کامدھین گو ہتیانا چاہئے۔ ایسی چیز چھوڑنا محض بیوقوفی راجہ گادھ اس خیال کو دل میں لئے ہوئے بشسٹ جی کے پاس پہنچے اور عرض کی:۔

مہاراج۔ آپ کو دنیا دی دولتوں سے کیا کام۔ آپ تپسوی ہیں مگر پھر بھی میں ایک ہزار گائیں نذر کرتا ہوں۔ آپ مجھے اپنی گئو دیدیجئے۔

بشسٹ۔ آپ اور جو مانگیں میں خوشی سے دے دونگا۔ مگر گئو پر میرا قابو نہیں یہ اُن لوگوں کا مال ہے۔ جو ایشور ستا نند کی یاد میں چھٹے گوشہ کر رہے ہیں۔

راجہ گادھ۔ اگر آپ سیدھی طرح نہ دینگے۔ تو شکایت نہ کریں میں پھر طاقت سے کام لونگا۔

بشسٹ۔ آپ کا اختیار ہے آپ کا اختیار نہیں کیا کر سکتا ہوں۔

راجہ گادھ نے طیش میں آکر فوج کو حکم دیا۔ کہ وہ لے چلو اس گائے کو۔ خبردار کوئی روک نے نہ پائے"۔

یہ کہہ کر وہ خود اٹھا۔ گائے کی رسی کھولی اور وہاں سے چلانے کے لئے ایک کوڑا رسید کیا۔ کہاں کامدھین کہاں کوڑا۔ کامدھین چیخ پڑی اور رسی تڑا کر سیدھی بشسٹ جی کی خدمت میں حاضر ہو کر انسانی آواز میں بولی:۔

"کیوں مہاتمی۔ برہم پتر۔ مجھ سے کوئی خطا کہ آپ قدموں سے جدا کرتے ہیں

بشسٹ جی۔ بھلا مجھے تمہارے قدموں سے چھوٹنا گوارا ہو سکتا ہے۔ مگر اس وقت میرا بس نہیں۔ راجہ راج ہٹ پر اوتارو ہے۔ تمہاری غیبی طاقتیں دیکھ کر اس کے منہ میں پانی بھر آیا۔ میں نے لاکھ سمجھایا۔ ایک نہیں مانتا اور تمہیں اپنی شاہی طاقت سے گھسیٹے لئے جاتا ہے۔ میں ایک تپسوی ہوں۔ مجھ میں یہ قوت کہاں کہ تم کو راجہ سے چھین سکوں۔ ہاں تم میں سب کچھ قدرت ہے مرضی ہو۔ تو جاؤ۔ نہ مرضی ہو تو تمہارا کوئی کچھ نہیں بنا سکتا۔ تم مختار ہو۔ مالک ہو۔ جانا تمہاری خوشی پر منحصر ہے۔

کامدھین۔ ہاں یہی بات ہے لیجئے ذرا مزہ دیکھو۔

یہ کہتے ہی اس نے کان کھڑے کرتے ہی دُم پھٹکاری۔ ستو راچھسوں کا ایک ٹڈی دل جمع ہو گیا۔ سب راچھس ادھر شاہی فوج پر ٹوٹ پڑے ادھر کامدھین اپنے سینگوں سے تیغ و تفنگ کا کام لینے لگی۔ دم بھر بھی نہ گذری تھی کہ سارا لشکر کھیت۔ میدان صاف لاشوں پہ لاشے پڑے ہوئے تھے خون کا دریا بہہ رہا تھا۔ جو زخمی تھے وہ سسک رہے تھے۔ راجہ کو جان بچانا دو بھر ہوئی وہ نو کرم بھاگا اور ایک جنگل میں چھپ کر جان بچائی۔ کامدھین سب کا صفایا بول کر بشسٹ جی کے پاس لوٹ آئی اور کٹی میں قیام کیا۔

راجہ گادھ دل میں کٹ گیا۔ کسی کو منہ دکھلانے کی صورت نہ رہی۔ آخر اس نے تہیہ کیا کہ بس جب تپ سے بشسٹ جی کی خبر لی جائیگی تو سہی وہ تپسیا کروں کہ بشسٹ کو طاق پر بٹھا دوں۔

بولا پھر دھن کے پکے تھے۔ مزاج میں ہٹ تھی۔ جس طرف جُھک پڑے

جھک پڑے ۔ جو خیال جم گیا جم گیا ۔ بس جپ تپ میں دل لگا دیا ۔ جان توڑ کر ایسی تپسیا کی کہ دیوتاؤں کے جی چھوٹ گئے ۔ بس حد ہے ۔ کہ جس وقت بسوامتر جی نے جگیہ کیا تو راجہ اندر اور رُدر اور دیوتا سوم پان کرنے کے لئے مال باندھے دوڑے آئے ۔ ذرا بھی میں میکھ نہ کر سکے ۔ جب تک راجگی کی راجگی کی راجہ گادھ نام رہا جب تپ کے زمانے سے بسوامتر بسوامتر کہلانے لگے ۔ وہ طاقت اور قدرت حاصل کر لی کہ دوسری سرشٹی ہی رچنا شروع کر دی اپنی قدرت سے نئے ستارے اور نچھتر پیدا کر دیئے اور بہت سے جانداروں کو قالب عنصری پہنا دیا چنانچہ مشہور ہے کہ گائے کی ایک ٹکر پر بھیس پیدا کی ایک جانور کے جواب میں دوسرا جانور ایک اناج کے مقابلے میں دوسرا اناج پیدا کر دیا اور ناریل سے آدمی پیدا کرنے کی آرزو تھی کہ دیوتاؤں نے منت وسماجت کر کے باز رکھا بسوامتر راجہ تھے تپ کی طاقتوں سے راج رشی ہوئے ۔ اور آخر کار برہم رشی کی بھی پدوی حاصل کر لی ایک راجہ کلماکھ پاد رہا تھا ۔ اس کو سراپ سے راچھس کا قالب مل گیا تھا ۔ بسوامتر نے اس کو ابھارا دیا وہ ایک تو کڑوا کریلا تھا ۔ جب بسوامتر نے نیب پر چڑھا دیا تو اور بھی کڑوا ہو گیا ۔ شمشیر ظلم وستم بے باڑہ رکھی اور بششٹ جی کے سو بیٹے تہ خاک کئے ۔ بششٹ جی کو سخت صدمہ ہوا ۔ مگر غصہ پی گئے ۔ بسوامتر سے عوض لینے کی نہ ٹھانی ۔ دل پر غضب کی گہری چوٹ لگی تھی ۔ زندگی سے بیزار ہو گئے اس لئے جان دے دینے پر کمر باندھی پہلے سومیر پربت کی چوٹی پر سے پھاند پڑے ۔ پھر جلتی آگ میں کود ے ۔ چھاتی پر پتھر باندھ کر سمندر میں غوطہ لگایا مگر ذرا بھی صدمہ نہ ہوا ۔ آگ برف ہو گئی ۔ پہاڑ سے گرتے ہی جیسے کسی نے گود میں لے لیا ۔ آخر ہاتھ پاؤں باندھ کر دریائے بیاس کی تہ میں جا بیٹھے ۔ مگر رشی کا بند بند خود بخود کھل گیا ۔ اور دریا کی لہروں نے ساحل پر اچھال دیا ۔ دریائے بیاس کی مہماں اس روز سے کچھ اور کی اور ہو گئی ۔ مگر بششٹ جی کی دھن بندھی رہی انہوں نے پھر شتدرندی یعنی ستلج میں جان دینے کا ارادہ کیا ۔ اس کی تیز دھاروں میں ڈبکی لگا گئے ۔ لیکن ایشر کی کرپا سے اس دریائے ذخار کی ادھر ادھر

ادھر ادھر ہو نکلی ۔۔۔ گیا لیکن ۔۔۔ جی

کرتے کرتے تھک گئے۔ مگر اُن کا رداں بھی نہ میلا ہوا آخر ہاری مان کر جنگلوں کی خاک چھاننا شروع کی۔ اگر آج اس صحرا میں ہیں تو کل اُس بیابان میں۔ ایک روز یہ یونہی پاؤں کا سنیچر مٹا رہے تھے۔ کہ ایک عورت اُن کے پاس آئی اور قدموں پر جھکا کر یوں کہا:-

مہاراج میں آپ کی بہو ہوں۔ آدرشتی نام ہے +

بشسٹ جی کچھ پوچھنے بھی نہ پائے تھے کہ وید منتروں کی آواز کانوں میں گونجنے لگی اور آدرشتی قدم پکڑ کے بیٹھ گئی۔ بشسٹ جی کو سخت حیرت ہوئی کہ یہاں میں اور اس عورت کے سوا تیسرا آدمی نہیں۔ یہ وید منتروں کی آواز کیسی۔ انہوں نے پوچھا:-

معاملہ کیا ہے۔ وید منتروں کی آواز میں کہاں سے سن رہا ہوں +

آدرشتی۔ آپ کے فرزند کلاں شکر سے میں حاملہ ہوں اور یہ آواز حمل کی ہے۔

بشسٹ جی کو سخت حیرت ہوئی۔ مگر اس حیرت پر اس بات کی خوشی نے پردہ ڈال دیا۔ کہ میری بہو کی اولاد کوئی معمولی نہیں۔ جب ابھی سے وید پاٹھ کا یہ حال ہے۔ تو جب ظہور ہوگا۔ تو نہ جانے فضائل و خصائل کی کیا کیفیت ہوگی انہوں نے آدرشتی کی بڑی خاطر تواضع کی اور فرمایا:-

اچھا بیٹی تم یہیں رہو میں تمہاری ساس اُرن دھتی کو بھی بلائے لیتا ہوں۔ کہ اکیلی سے دو کیلی ہو جاؤ +

ادھر یہ باتیں ختم نہ ہوئی تھیں کہ سامنے سے ایک مہیب صورت راچھس آتے نظر آیا آدرشتی نے کہا:-

پتاجی مہاراج بچیے غضب ہوگیا۔ وہ سامنے راچھس آرہا ہے۔ اب آپ کی اور میری خیر نہیں +

بشسٹ جی۔ تم بے فکر رہو۔ یہ اصل میں راچھس نہیں کلماکھ پاد راجہ ہے۔ فقط سراپ سے راچھس کا قالب نصیب ہوگیا۔

یہ کہا ہی تھا کہ راچھس پاس پہنچ گیا۔ کچھ ہاتھ پاؤں نہ نکالنے پایا تھا کہ بشسٹ جی ... کہا ... گئی راچھس کا نام

ونشان نہیں دیکھا تو کلماکھ پاد راجہ ہاتھ جوڑے ہوئے کہہ رہا ہے - کہ ا-
جگت گرو - مہامنی خطا معاف کیجئے - پاد راجہ بھو درش کا بیٹا میں ہوں جو
کلماکھپاد کے نام سے بدنام ہے - ہائے اس زندگی میں میں نے بڑے عذاب
کئے اب آپ سب پاپ دور کریں +

بشسٹ جی - بس ایک بات یاد رکھو - خبردار خبردار کبھی کسی برہمن کی حقارت
نہ کرنا - تب تو نجات ہے نہیں تو تم جانو اور تمہارا کام +

کلماکھ پاد - مہاراج کبھی ایسی خطا نہ ہوگی - جان و دل سے خدمت نہ کروں تو گنہگار
جو سزا چاہئے دیجئے - مگر اب یہ فرمائیے کہ اکشواک بنس کی بیل کیسے بڑھیگی خاندان
میں کوئی چراغ نہیں +

بشسٹ جی - اچھا تم جاؤ اچھی طرح راج کرو - وارث تخت و تاج بھی ہو رہیگا -
فکر کی بات نہیں +

راجہ کلماکھ پاد اپنے راج سنگاسن پر بیٹھا اور یہاں کچھ دنوں کے بعد آدرشتی
کی امید بر آئی نور نظر نے صورت دکھائی - لڑکا بڑا خوبصورت بڑا تیجسوی اور پرتاپی
تھا چہرے پر وہ مذہبی جلال کہ بس معلوم ہوتا تھا کہ کوئی بڑا بھاری تپشیری ہے +

بشسٹ جی سو بیٹوں کے غم میں جان دینے پر آتارو تھے - مگر جان نکالے
نہ نکلتی تھی - آخر پوتے کی امید پر انہوں نے صبر کیا اور جس وقت پوتے کی صورت
دیکھی آنند ہو گئے اور پاراشر اس لئے نام رکھا کہ انہوں نے اس کے لئے جان
دینے سے ہاتھ اٹھایا تھا - سو بیٹوں میں سے ایک کی یادگار دیکھ کر بشسٹ جی
کا کلیجہ ہاتھوں بڑھتا تھا - انہوں نے بڑی محنت سے پالا - پرورش کی - ایسا
پڑھایا یا لکھایا کہ علامۂ عصر کر دیا +

پاراشر بشسٹ جی کو پتا پتا کہہ کر پکارتے تھے - اور سمجھتے تھے کہ انہیں سے
میرا جنم ہوا - ایک روز آدرشتی گود میں بٹھلائے ہوئے تھی - اس کو غم ہوا کہ ہائے
میرے پتی پرمیشر نے یہ آنکھوں کا سکھ نہ دیکھا - وہ آنکھوں میں آنسو بھر لائی اور
بیٹے کو کلیجے سے لگا کر کہا :-

بیٹا ... کلیجے کی ٹھنڈک ... تمہارے ... نہیں ... چھوڑ گئے ہیں

جن کو تم پتا پتا کہتے ہو وہ میرے سسر ہیں۔ اور تمہارے دادا تمہارے پتا جوانی ہی میں گذر گئے۔ انہیں راچھسوں نے قتل کر دیا ÷

پاراشر گو بچے تھے مگر اس دردناک سرگذشت سے اُن کے دل پر سخت چوٹ لگی غصے سے تاؤ کھا گئے۔ اور قسم کھائی کہ تو سہی ایک راچھس بھی جو میرے ہاتھ سے بچ کے زندہ رہ سکے۔ بچپن کا یہ بن ہوش سنبھالتے ہی رنگ دکھا گیا تپشیا گھٹی ہی میں پڑی تھی۔ ایسا تپ کیا۔ کہ غیبی طاقتیں دن دونی رات چوگنی بڑھتی گئیں۔ آخر کار ایک جگیہ کیا اور آپ منتر پڑھنے بیٹھ گئے تپ کا تیج الگ منتروں کی تاثیر جدا ہزار ہا راچھس آپ سے آپ آگر ہون میں سوا ئے ہو گئے۔ جو تھا پر بندھا چلا آتا تھا۔ رشیوں منیوں کو راچھسوں پر رحم آیا۔ چنانچہ اگست۔ پولست کرت مہاکرت دیول اترے وغیرہ جگیہ میں تشریف لائے پاراشر جی کی خوشامد درآمد کی۔ منت و سماجت کے ساتھ عرض پرداز ہوئے ÷

کہ بس اب غصہ تھوک ڈالئے۔ راچھس اپنے کئے کا بہت ہی پھل پا چکے آپ کو بے شک سب کچھ طاقت ہے۔ مگر سوچئے کہ ایشر کی سرشٹی ایک سرے سے ندارد نہیں ہوسکتی۔ کبھی کسی کا بیج ناس ہُوا ہے نہ ہو سکتا ہے۔ اس لئے خونریزی سے فائدہ پاراشر جی نے فوراً انتظام کائنات کا لحاظ کر کے اسی وقت جگیہ ملتوی کر دیا

ادھیائے ۵۹

راجہ کلماکھ پاد کی سرگذشت انگاربرن گندھرب کی زبانی پانڈوؤں کی ہمہ و ہتائی کے لئے دھوم رشی کی منظوری۔ دروپدی سوئمبر کے لئے پانڈوؤں کا دروپد نگر میں داخلہ

انگاربرن گندھرب ارجن سے مخاطب ہوا کہ بسشٹ جی کے پوتے پاراشر جی ہمیں ... شی ... ائے ... استقبل

کی تمام باتیں گویا پیش نظر تھیں۔ یہی پاراشر جی ہیں جنھوں نے ستیہ وتی عرف جوجن گندھا کے بطن سے بیاس جی کو پیرایۂ ہستی پہنایا تھا +

ارجن اتنا سن کر بولے کہ آپ نے قبل میں ذکر کیا ہے۔ کہ بشسٹ جی نے راجہ کلماکھ پاد کو ایک بیٹے کے واسطے بر دکرن دیا تھا۔ وہ اس کی بات تو ادھوری ہی رہ گئی +

انگابرن۔ نہیں نہیں میں سناتا ہوں سنئے +

راجہ کلماکھپاد کسی روز جنگل میں محو گلگشت تھا۔ سیر کرتے کرتے دیکھتا کیا ہے کہ درختوں کے کنج میں ایک تپسوی برہمن اپنی عورت کے ساتھ کلیل کر رہا ہے راجہ سراپ کے اثر سے راچھس ہو چکا تھا۔ وہ دیکھتے ہی لپکا اور برہمن پر جا ٹوٹا۔ چاہتا تھا کہ منہ میں رکھ لے کہ اس کی عورت بول اٹھی :-

ورقیوں کیوں۔ یہ کیا۔ مانا کہ سراپ سے راچھس کا چولا پہننا پڑا۔ مگر دراصل ہیں تو آپ راجہ کلماکھ پادہی ہو۔ اکشواک ایسے دھرموان راجہ کی نسل میں ہو کر آپ کو یہ حرکت زیبا نہیں۔ آخر غریب برہمن کا قصور ہ؟ بہتر ہے کہ بزرگوں کے دھرم کی طرف جائیے۔ اور میرے خاوند کی جان بخشی فرمائیے +

راجہ کلماکھ پاد کب سننے والا تھا۔ اس نے یہ گذارش اس کان سے سنی اس سے اڑادی۔ اور برہمن کو حلوائے نرم کی طرح ڈکار گیا +

برہمنی کے تن بدن میں آگ لگ اٹھی۔ اس نے فوراً ہی سراپ دیدیا کہ راجہ جس وقت تو اپنی رانی سے ہمبستر ہو۔ اسی وقت بستر مرگ پر دم ٹوٹے

سراپ کو مدتیں گذر گئیں۔ راجہ کلماکھ پاد بھی راچھس کے چولے میں مست تھا۔ نیک و بد کی تمیز ہی نہ تھی۔ آخر جب بشسٹ جی نے اپنے تپوبن ہی سے راچھس سے انسان بنا کر ایک بیٹے کے لئے اشیرباد دیا۔ تو اب اس کی آنکھیں کھلیں اور برہمنی کا سراپ یاد آنے سے وہ بہت ہی متفکر ہوا۔ اپنے فعال قبیحہ پر سخت لعنت ملامت کی راجہ کلماکھ پاد رانی کے پاس جاتا ہے۔ تو جان سے ہاتھ دھونے کا اندیشہ آخر سوچتے سوچتے سوچا کہ جنھوں نے بردان دیا ہے ... ہی ... کر ... پہنچی

رانی کو بششٹ جی کی خدمت میں روانہ کیا۔ درشنوں کی دیر تھی۔ کہ نخل آرزو بار دار ہو گیا اور ایام مقررہ کے بعد دیدار فرزند سے آنکھیں شاد ہوئیں۔ راجہ کلماکھ پاد کے بعد اسی کو سورج بنسی سنگاسن حاصل ہوا اور خاندانی شجرے کا سلسلہ منقطع نہ ہونے پایا ÷

ارجن نے راجہ کلماکھ پاد کی سرگذشت گوش ہوش سے سنی۔ اس کے بعد دریافت کیا کہ یہاں کوئی لائق وفائق رشی ہے۔ جس کو میں اپنا پروہت مقرر کر سکوں۔ بغیر پروہت کے بڑا ہرج ہے ÷

انگابرن گندھرب۔ یہاں دھوم رشی ایک بڑے مہاتما اور گیانی تپشوی ہیں۔ ان کا سا پروہت آپ کو دوسرا نہ ملیگا۔ بہتر ہے۔ کہ آپ انہیں سے عرض کریں ÷

راجہ گندھرب اتنا کہہ کر گندھرب دیش کے گھوڑوں کو لئے ہوئے اپنے دارالحکومت کو چل دیا۔ یہاں پانڈو دھوم رشی کی خدمت میں پہنچے۔ انہوں نے ان کی اوج اقبال وطاقت جہانگیری کا خیال کر کے پروہتائی منظور کر لی اس کے بعد پانچوں بھائیوں نے سوئمبر کا عزم کیا۔ راستے میں بہت سے رشی منی برہمن پنڈت ملے۔ سب کی پانچوں پانڈوؤں نے خدمت اور خاطر تواضع کی آخر بیاس جی بھی رونق افروز ہوئے۔ اور اپنے ساتھ پانڈوؤں کو دروپد نگر میں لے گئے۔ وہاں ایک گاؤں کے آشرم میں دو تین روز تک قیام کیا پھر راجدھانی کی ایک دھرم سالہ میں سب کے سب جا ٹکے۔ خاص وعام جانتے تھے کہ سب سادھو سنت برہمن ابھیاگت ہیں۔ کسی کو خبر نہ تھی کہ راجہ پنڈو کے جگر بند بھی دروپدی کی قسمت کے جگانے کے لئے دروپد نگر میں وارد ہیں ÷

راجہ دروپد کی دلی خواہش تھی کہ اس کی دروپدی ارجن ایسے فخر زمانہ کے ساتھ منسوب ہو۔ مگر جس وقت اس نے سنا کہ پانچوں پانڈوں لاکھا مندر میں جل بھنک گئے وہ کلیجہ پکڑ کر رہ گیا۔ اس کی امیدیں ٹوٹ گئیں۔ لیکن ناردجی نے آکر آس دی کہ گھبرائے نہیں پانڈو صحیح سلامت ہیں۔ چونکہ غرض یہ تھی کہ ارجن ہی داماد بنے اس لئے سوئمبر کی شرط رکھی تھی کہ جو کوئی جل طرح

گھومتا تھا کہ کسی کی نظر نہ جمتی تھی ۔ دروپد نگر میں اس وقت تل رکھنے کی جگہ نہ تھی شہر کے چاروں طرف راجہ ہی راجہ نظر آتے تھے ۔ خیموں سے زمین چھپی ہوئی تھی سوئمبر کا مکان بہت ہی نفیس تعمیر کیا گیا تھا ۔ راجاؤں رشیوں منیوں اور اہل شہر کے لئے حسب لیاقت اونچی اونچی نشست گاہیں آراستہ کی گئی تھیں ۔ اور سب کے وسط میں تیر اندازی کے لئے بھرمک جنتر قائم تھا ۔

ادھیائے ۶۰

دروپدی کا سوئمبر ۔ راجگان زمانہ کی ناکامی ۔ ارجن کی کامیابی

بشیم پائن راجہ جنمیجے سے کہتے ہیں ۔ کہ جس روز دروپدی کا سوئمبر تھا اس روز دروپد نگر میں کچھ اور ہی چہل پہل تھی ۔ صبح ہی سے باجے گاجے بجنے لگے اندھیرے منہ ہی گلی گلی میں کیوڑے ۔ گلاب سے چھڑکاؤ ہو گیا ۔ سڑکیں تماشائیوں سے اٹی تھیں ۔ راجوں مہاراجوں کی سواریوں کا تانتا لگا ہوا تھا ۔ کثرت ہجوم سے پیک صبا کو راستہ نہ ملتا شانے سے شانہ چھلتا تھا ۔ سوئمبر کے مکان کی رونق چوتھی کی دلہن کے سنگار کو مات کر رہی تھی ۔ چاروں طرف کھائیں ارد گرد سر بفلک فصیل ۔ جس پہ موقع موقع پر طلائی برجیاں ۔ ایک خوشنما پھاٹک بندنواروں سے آراستہ ۔ محراب زرق برق ۔ منقش جھالریں ۔ نورنگا علے نور پھولوں کی سجاوٹ سب پر طرہ ۔ سب اسی طرف سے مکان سوئمبر میں جاتے تھے انہیں میں پانچوں پانڈو بھی برہمن کی وضع بنائے رونق افروز محفل ہوئے ۔ دیکھا تو ایک وسیع میدان کے بیچوں بیچ ایک نفیس چبوترے پر دو زرکار ستون آسمان آسمان سے باتیں کر رہے ہیں ۔ ان کی بلندی کے درمیانی حصے میں ایک چکر شن شن چکر کھا رہا ہے ۔ چکر کے بیچ میں ایک بہت ہی بڑی خوشنما جواہرات سے جڑی ہوئی مچھلی لٹک رہی ہے اور نیچے ایک اُس کے ایک ... نی

کمان کے ساتھ کچھ تیر رکھے ہوئے ہیں۔ چکر اس زور سے گھومتا تھا کہ نظر جمنا محال۔ سوئمبر میں شرط تھی کہ جس میں دم ہو۔ قوس گراں کو تان کر بھرے ہوئے کڑاہ میں مچھلی کے عکس پر نظر جمائے۔ شست باندھے مچھلی کو ہدف تیر کر دے جو اس معرکے میں سرخرو رہیگا۔ اسی کو دروپدی نصیب ہوگی۔ دوسرے کو نہیں تمام محفل سامان آرائش سے آراستہ تھی۔ اطلس و کمخواب کے فرش نظر کا قدم نہ جمنے دیتے تھے۔ پہلے رشیوں منیوں کی صف تھی بعدہ راجوں مہاراجوں کی نشستگاہیں۔ سب کے آخر میں خاص و عام کی بیٹھکیں۔ والیان ملک میں دور دور کے راجے مہاراجے آئے تھے۔ مثلاً

درجودھن اور اس کے ۹۹ بھائی

شکنی راجہ قندھار۔ درجودھن کا ماموں

مہاراجہ شل فرمانروائے کابل و قندھار وغیرہ والد شکنی

راجہ جراسندھ والی ولایت بہار عرف مگدھ۔ اور اس کے دو بھائی +

مہاراجہ ملک بیراٹ۔

راجہ بکدنت۔ والی ملک بنگالہ +

مہاراجہ سال فرمانروائے ملک یمن و بدخشاں۔+

راجہ سوبت حاکم دوآب

راجہ برہدبل تاجدار کوہستان

مہاراجہ جیدرتھ سرپرآرائے ولایت پنجاب (عرف پنچالکا)

راجہ سہپال راجہ ملک چندیری

مہاراجہ پرسرام والی ملک اودھ + راجہ کرن۔ اسوتھاماں فرزند درونا چارج سری کرشن چندرجی مہاراج۔ سری بلبھدرجی۔ پردومن جی +

ساتکی جی۔ سانب۔ کرت برما۔ اکرور وغیرہ جدوبنسی بڑے تزک و احتشام سے رونق افروز ہوئے۔ جس وقت تمام راجے مہاراجے آگئے۔ خوشی کے شادیانے بجے اور سہیلیاں دروپدی کو لئے ہوئے محفل میں آئیں۔ دروپدی اس [illegible] کو آفتاب

کر رہی تھی ایک تو قدرتی رنگ روپ اس پر سولھوں سنگار۔ سر سے پاؤں تک مرصع زیور۔ زرق برق لباس۔ اہل نظر کی آنکھوں میں ایک نور کی تصویر کے رونگٹیں سے بجلیاں کوندھ رہی تھیں۔ لاکھ آنکھ بھر دیکھنا چاہتے تھے لیکن نظر میں چکا چوند پیدا ہو جاتی تھی +

رمبھا اور رینکا اس کے پاؤں کی دھوون بھی نہ تھی۔ رتی (کامدیو کی استری) یا اندرانی کی بھی اس کے سامنے آنکھ نیچی تھی۔ جس نے دروپدی کی طرف آنکھ اٹھائی۔ بس تصویر حیرت بن گیا۔ آنکھوں کی پتلیاں قطب از جا نجنبد ہو گئیں +

دروپدی کے آتے ہی ورشٹ دمن اپنی بہن کے پاس آ کھڑا ہوا اور سب کو مخاطب کر کے بلند آواز سے بولا کہ :-

"تاجداران زمانہ! موقع ننگ و ناموس ہے اور قسمت آزمائی کا وقت۔ ادھر دیکھئے چکر میں جواہرات سے جڑی سونے کی مچھلی پھرکی کی طرح گھوم رہی ہے اس کے نیچے زمین پر تیل سے بھرا کڑاہ رکھا ہوا ہے۔ جس میں مچھلی عکس افگن ہے۔ جن صاحب کو دم داعیہ ہو تیل کے کڑاہ میں عکس دیکھ کر چکر کی مچھلی پر تیر سے نشانہ لگائیں۔ تب شاید مقصود ہمبغل ہو گا۔ میری بہن راجکماری دروپدی جیمال لئے موجود ہے۔ اس کو ایشر نے اگنی کنڈ سے پیدا کیا ہے۔ جس کا ستارہ بلند ہو۔ اس کے ہاتھ سے جیمال پہنے۔ ہاں بہادران پیل افگن و دلاوران کوہ شکن اٹھئے۔ لیجئے دھنش بان کے جوہر دکھائیے +

دھنش وزنی تھا۔ بہت سے لوگ تو دیکھتے ہی ہمت ہار بیٹھے۔ بہتوں نے زور لگایا۔ تو جنبش ندارد۔ کسی نے اٹھایا تو چلہ چڑھانا محال۔ آخر سب نے جی چھوڑ دیا۔ سب تھرتھرا کے اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔ یا تو محفل گونج رہی تھی یا تو بالکل سناٹا ہر طرف سکوت کا عالم +

یہ رنگت دیکھ کر درشٹدمن اپنی جگہ سے اٹھا اور افسوسناک لہجے میں کہا :-

"شرم! شرم!! شرم!!! ایسے مکٹ دھاری ایسے ایسے جرے مہرے کے راجے موجود اور پھر بھی دروپدی کنواری۔ نشانہ لگانا کیا۔ قوس بھی چڑھائے نہ چڑھ سکی +

آہ - آج ارجن اور بھیم سین ہوتے تو میرے پتاجی کا پرن کیوں اکارتھ جاتا افسوس، ناالائقوں نے دغا فریب سے ایسے شہزور اور سور بیر پانڈؤں کو لاکھ اور رال میں پھونک کر بہادروں سے دنیا سونی کر دی +

یہ الفاظ کوروؤں کے واسطے تیر سے بڑھ کر تھے - دریودھن کرن اور شکنی تلملا کر رہ گئے - مگر کرن تڑپ کر اٹھا اور گرج کر بولا :-

درشٹ دمن، زبان سے ایسے کلمے - کوروؤں پہ ناحق ناحق کا الزام - پانڈو اپنے اعمال سے اس موت مرے - اُن کو اُن کے افعال کی سزا ملی گرہ وشلنے پھل دکھایا - کسی اور کا کیا قصور - یہ دھنش چیز ہی کیا ہے - ابھی ابھی مچھلی کو چھید چھاؤ کر دھنش کے بھی پرخچے اڑائے دیتا ہوں - اچھا لے آنکھیں کھولو میری بھی طاقت دیکھ لو +

یہ کہہ کر کرن لپکا اور چوہیں کمان اٹھانے کو جھکا دروپدی بول اٹھی +

دور جائے جائیے آپ بیٹھئے - میری جیمال ناقص البطنوں کے لائق نہیں +

کرن اس فقرے سے دل میں کٹ گیا - آنکھیں نیچی ہو گئیں - اتنے میں سری کرشن جی بول اٹھے کہ کرن تم کیوں تکلیف کرو - آؤ بیٹھو +

کرن دل میں کھسیانا ہو کر دریودھن کے قریب جا بیٹھا اور برہمنوں کی صف سے یہ آواز آتے سنائی دی کہ :-

او برہمن کمار کیا بیوقوفی کرتا ہے جب ایسے ایسے صاحب طاقت تیر تلوار کے دھنی جی چھوڑ بیٹھے - تو تو کیا بنائیگا - ناحق برہمنوں کی ذلت کرانا چاہتا ہے +

یہ آواز بڑے زور شور سے محفل میں گونج گئی - سب چونکنے ہوئے تھے کہ ایک نوجوان برہمن جھپٹ کر چبوترے پر جا پہنچا - دھنگ اٹھایا - چلہ چڑھاتے ہی تیر چٹکی سے نکلا - تو مچھلی تیل کے کڑاہ میں تھی اور ہر طرف سے واہ واکی صدا بلند +

دروپدی نے بڑھ کر گلے میں جیمال پہنادی - وہ دل ہی دل میں حسن صورت پر غش ہو گئی - جدھشٹر وغیرہ کی خوشی کا کیا پوچھنا اچھل اچھل پڑے - سری کرشن جی نے بجدھی کے کان میں کہا ذات شریف ہمارے ارجن

ادھیائے ۶۱

سوئمبر میں کرن اور درجودھن کا حسد۔ ارجن اور بھیم سین کی جنگ۔ کوروؤں کی شکست۔ پانڈوؤں کی فتح۔ سری کرشن جی کی فہمائش سے مخالفوں کا سکوت

جس وقت ارجن کے گلے میں جیمال پڑی۔ تمام راجے آتش حسد سے جل اٹھے۔ غل مچ گیا کہ اس برہمن کی کیا مجال کہ جو دروپدی کو لے جاسکے ہمارے جیتے جی کبھی یہ ممکن نہیں۔ سب آستینیں چڑھا کر کھڑے ہو گئے۔ تلواریں میان سے اگل پڑیں۔ تیر چلے پر چڑھ گئے۔ دروپدی کا نازک دل اس ہنگامہ عظیم سے گھبرا اٹھا۔ اس کے چہرے پر اداسی چھا گئی۔ ارجن نے کہا۔ پیاری گھبراؤ نہیں۔ ذرا سامنے تو آنے دو میں ایک ایک کو زمین پر سلا کے چھوڑونگا میں اکیلا سب پر بھاری ہوں۔ اور پھر چار بھائی اور بھی جو سانکا لینے کو موجود ہیں کسی کا تم نہ لگا رہ پائیگا +

یہ کہکر ارجن نے دروپدی کو اپنے قریب بلا لیا اور تن کے کھڑا ہو گیا۔ کہ دیکھیں کون سامنے آتا ہے۔ درجودھن نے کرن کو ابھارا وا کڑتا ہوا اٹھا اور للکارا۔

کہ برہمن دیوتا۔ کھڑے کیا ہو۔ ذرا ایک ایک پانی تو کر لو۔ اور آخر جو جیتے دروپدی اس کی +

ارجن۔ جاؤ گھر واسے میں بیٹھو سچلے ہیں دو دو ہاتھ کرنے۔ میں نے راجہ دروپد کا پن بنایا۔ سب کی ناک رکھی۔ میرے ہوتے دروپدی کو کون پاسکتا ہے ارجن کا بھیس بدلا ہوا تھا۔ کرن نے مطلق نہ پہچانا کہ کون ہے۔ وہ ارجن کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ سنتے ہی جھپٹ پڑا۔ ارجن نے اسے تھپکی دی کہ

دس قدم پر جا پڑا۔ اور سنبھل کر لگا تیر برسانے۔ ارجن نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ تیروں کی ایک جھڑی سی لگ گئی۔ درجودھن کو تاب کہاں تھی تاؤ کھا کر اٹھا اور تیار تھا کہ کرن کی مدد کرے۔ فوراً بھیم سین نے اسے ڈپٹا اور رگی پکڑ ہے لیتے۔ ارجن نے کرن کو پھر ایسے تیر گے جوہر دکھائے کہ غش آنے لگا چپکے سے ڈنڈوت کی اور ایک کونے میں جا کھڑا ہوا بھیم سین نے گدا اٹھایا تو درجودھن کے بھی حواس غائب۔ دل میں خیال کہ برہمن ہے۔ یا بھیم سین۔ کرن اور دریودھن تو یوں ہاری مان کر چپ لگا گئے۔ اور دو چار راجے بگڑے تو ارجن اور بھیم نے رگ سبدھی کر دی۔ سب محفل سے بھاگنے لگے۔ اور یقین ہو گیا کہ ان کے برابر طاقتور اور کون ہو گا۔ جنہوں نے کرن اور درجودھن کی بھی ہابی کچائی نکال دی +

ابھی کچھ راجے سرگوشیاں کر رہے تھے کہ ان برہمنوں کو نیچا دکھانا ضروری ہے ورنہ ہیٹی اور کرکری میں کیا شک۔ اتنے میں مہاراج سری کرشن چندر اٹھ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے کہا بڑے شرم کی بات ہے۔ کہ خود تو سوئمبر جیتا نہ گیا اب ایک سور بیر نے بالا مارا تو کھسیانی بلی کھمبا نوچے والی کہاوت۔ دروپدی دارجن کی طرف اشارہ کر کے) اس برہمن کا مال ہے۔ اگر اب کسی نے اسے چھیڑا تو کہتا ہوں کہ مجھ سے بگڑ جائیگی۔ میں سب کو مار لتار دونگا۔ سری کرشن جی کی یہ ڈانٹ تیر بہدف ہوئی۔ ہر طرف سے آواز آنے لگی جی ہاں بہت ٹھیک۔ ٹھیک +

سب راجے محفل سوئمبر سے رخصت ہوئے۔ اور راجہ دروپد خوش خوش ارجن اور دروپدی کو رنواس میں لے گیا۔ درگا جی کی پوجا کرائی۔ بعدہٗ پانچوں پانڈو دروپدی کو لے کر ماتا کنتی کے پاس چلے۔ رانی کنتی دھرم شالہ میں نہایت تشویش میں تھی اسے اندیشہ تھا کہ درجودھن و کرن وغیرہ بھی سوئمبر میں آئے ہیں۔ کہیں مڈبھیڑ ہو جائے۔ یا بھروپ کھل جائے۔ تو وہ ضرور میرے کلیجے کے ٹکڑوں کو آزار پہنچائینگے۔ وھوم رشی اسے تشفی دیتے تھے۔ اور سمجھاتے تھے کہ اول تو یہ ممکن ہی نہیں کہ راز فاش ہو۔ بالفرض ہو بھی جائے تو پانڈوؤں کا کوئی بال بیکا نہیں کر سکتا +

یہاں یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ پانچوں پانڈو آ پہنچے خوش خوش

ماتا کنتی سے کہا کہ:۔

"ماتا جی آج تو بڑے گہرے ہوئے خوب مال مارا۔ بڑی ہی عمدہ چیز لائے +

ماتا۔ اچھا بیٹا مبارک۔ بڑے پیار سے پانچوں بھائی بانٹ لو +

دروپدی کو رانی کنتی کی یہ بات سخت ناگوار ہوئی اور پانچوں بھائی ایک دوسرے کا منہ دیکھ کر رہ گئے۔ جدھشٹر کی زبان سے نکلا:۔

جو شدنی تھا وہ ایشر نے ماتا جی کی زبان سے نکلوا دیا۔ پھر ہم لوگوں کو کیا عذر

ارجن نے دروپدی سے ماتا کے قدم چھونے کو کہا۔ وہ قدموں پر جھکی۔ معلوم ہوا کہ ارجن دروپدی کو جیت کر لایا ہے۔ اب تو اس کے ہوش اڑ گئے۔ کہ ہائے بے سمجھے سوچے کیا بک دیا۔ مگر اب کیا ہوتا تھا۔ سخن از زباں رفتہ و تیر از کماں جستہ باز بدست نمے آید +

رانی نے بڑے پیار سے دروپدی کو گلے سے لگایا ساتھ کی سہیلیوں کی خاطر تواضع کی۔ پانڈو خوش خوش باتیں کر رہے تھے کہ سری کرشن جی و بلدیو جی بھی وارد ہوئے۔ پانڈوں سے ملے۔ ارجن و بھیم کی فتحیابیوں کا مبارکباد دیا۔ رانی کنتی سے فرمایا کہ پھوپھی "دروپدی نہیں لکھشمی ہے۔ دیوتاؤں نے اسے اگنی کنڈ سے پیدا کیا۔ دیکھنا خوب اچھی طرح خاطر داشت کرتی رہنا۔ اس کا رویاں نہ دکھنے پائے +

وہاں راجہ دروپد ارجن و بھیم کی اعلےٰ طاقتوں سے حیران ہر ایک سے کہتا تھا کہ یہ مجھے آدمی نہیں معلوم ہوتے ضرور دیوتا ہیں۔ جنہوں نے کرن شل درجودھن ایسے کو ہ پیکر۔ پیل انگن بہادروں کو دو دو ادھجڑوں میں سیدھا کر دیا مگر اسے یہ نہ معلوم ہوا کہ آخر یہ ہیں کون؟ اس امر کے دریافت کرنے کی غرض سے اس نے اپنے بیٹے ورشٹ دمن کو دھرمسالہ میں روانہ کیا۔ ورشٹ دمن وہاں پہنچا۔ تو سری کرشن جی بلبھلا جی رونق افروز ملے۔ کچھ ادھر ادھر کی باتیں کیں۔ کچھ گفتگو سنی اور الٹے ہیں پیروں راجہ دروپد کی خدمت میں واپس آیا۔ سری کرشن جی و بلدیو جی کی موجودگی۔ برادرانہ بزناؤ وغیرہ کی سب چشم دید کیفیت بیان کی۔ راجہ دروپد بہت ہی خوش ہوا کہ جب ان لوگوں کو سری کرشن

بھائی بھائی کہتے ہیں تو ان سے بڑھ کر اور خاندانی لوگ کون ہونگے شکر ہے کہ میری دروپدی کا سوئمبر ہو گیا۔ وہ اونچے گھرانے میں ہی بیاہی گئی +

ادھر دروپدی کی ماں نے بھی اپنی طرف سے پروہت کو بھیجا تھا کہ حالات حسب و نسب دریافت کر آئے۔ چنانچہ اس نے بھی واپس آکر دھشٹدومن کے بیان کی تائید کی اور رنواس میں آنند مچ چھا گئی +

ادھیائے ۶۲

پانڈوں کی راجہ دروپد کے یہاں دعوت۔ راجہ دروپد کو ان کے حسب و نسب سے آگاہی۔ دروپدی کے پانچ شوہروں کے تعلقات پر بحث۔ بیاس جی کا فیصلہ

راجہ دروپد کو ابھی تک کامل یقین نہ تھا کہ پانڈو در اصل پانڈو ہی ہیں اس لئے انہوں نے تجویز کی کہ ان کی دعوت کر کے روش و طریق سے شک رفع کر لیا جائے۔ اس نے راج محل کو خوب آراستہ کیا۔ تمام قسم کے ہتھیار تیر کمان ڈھال تلوار برچھی بھالے وغیرہ سج دئے۔ اور ارد گرد کے وسیع احاطے میں رتھوں گھوڑوں۔ ہاتھیوں کا میلہ لگا دیا۔ پانچوں پانڈو بڑے اعزاز سے بلائے گئے بڑی تعظیم و تکریم سے استقبال ہوا۔ راجہ دروپد بنفس نفیس تمام ہتھیار اور ہاتھی گھوڑے دکھانے بھلانے لگا۔ پانڈو عقلمند تھے صورت سے دل کی بات تاڑ جاتے تھے۔ انہوں نے ہر چیز کو دیکھ دیکھ کر اپنے وسیع معلومات کے دفتر کھول دئے۔ جدھشٹر نے دور سے ہاتھی گھوڑوں کو دیکھ کر سب کے حسن و قبح ظاہر کر دئے۔ بھیم سین نے ہاتھیوں کے نقص و عمدگی کا خاکا کھینچ دیا۔ ارجن نے نظر سے دھنش بانوں کی دیکھ بھال کی۔ سہدیو نے تلواروں کے جوہر پرکھے نکل نے گھوڑوں کے عیب و صواب کی تصویر کھینچ دی۔ راجہ دروپد ان کی واقفیت و معلومات سے سمجھ گیا کہ ہاں واقعی یہ چھتری ہیں ان

کی فہم و فراست ان کے اوج اقبال کا پتہ دیتی ہے۔ مگر یہ وضع یہ لباس
کیسا۔ راجوں کے بیٹوں کو فقیری سے کیا سروکار۔ اس لئے مودبانہ
لہجے میں پوچھا:۔

سچ سچ فرمائیگا کہ آپ لوگ کون ہیں۔ دیوتا ہوں یا جکش۔ گندھرب ہوں
یا کنھر۔ مجھے برہمنوں کے بھیس سے حیرت ہوتی ہے +

راجہ جدھشٹر۔ راجہ پنڈو کے بدنصیب بیٹے ہیں۔ چچیرے بھائیوں نے
اس قدر تنگ کیا۔ کہ بس عاجز آ گئے۔ لاکھ اور رال کی شعلہ زنی سے جان بچا کر
صحرا نوردی پر کمر باندھ لی ہے۔ اب تک کوروؤں کو ہمارا پتہ نہیں۔ سوئمبر میں
بھی ان کی آنکھیں اندھی ہیں حالانکہ ارجن نے کرن کو اور درجودھن کو بھیم سین
نے نیچا دکھایا۔ سری کرشن جی کی ماں ہماری حقیقی پھوپھی ہیں۔ صرف انہوں نے ہم لوگوں
کو پہچانا یا ان کے بڑے بھائی سری بلدیوجی نے باقی رہیں +

راجہ دروپد یہ سنکر بہت ہی خوش ہو گئے۔ پانڈوؤں کو عمدہ طور سے شاہانہ
پوشاکیں پہنائیں۔ مہارانی کنتی دروپدی کے ساتھ رنواس میں گئیں وہاں
دروپد کی رانیوں نے بڑی خاطر مدارات کی۔ بڑی دھوم دھام سے دعوت
ہوئی۔ بہرے اور خدا نقتے کے پکوان ڈھیر تھے۔ ناچ رنگ دعوت تواضع
سے فراغت پا کر راجہ دروپد نے ارجن سے کہا:۔

"اب آئیے چلئے کچھ مراسم شادی بھی ادا ہو جائیں سو فرائض کی انجام دہی مقدم تھے"

ارجن۔ میں حاضر ہوں مگر ایک عجیب گتھی پڑ گئی ہے۔ اور پھر مزہ یہ کہ نہ جس کو
کہے بغیر بنتا ہے۔ نہ الجھی رکھنے سے مفر ہے یعنی معاملہ کہتے بنتا ہے نہ چھپاتے

راجہ دروپد۔ نہیں نہیں آپ بے تکلف کہیں اگر تخلیہ کی ضرورت ہو تو جہاں
کہئے چلوں +

ارجن۔ یہاں بھی تو یہ پانچوں بھائیوں اور آپ دو باپ بیٹوں کے سوا کوئی غیر نہیں
جس سے بڑھ کر تخلیہ اور کون ہوگا مگر بات ہی کچھ عجیب پیچیدہ ہے +

راجہ دروپد۔ آپ جتنا تامل کرتے ہیں۔ اتنی ہی زیادہ میری طبیعت اور الجھتی
ہے رائے شریف کے واسطے جلد صاف صاف کہئے +

ارجن۔ کیا عرض کروں۔ جب میں سوئمبر سے گیا۔ آپ کی راجکماری بھی ہمراہ تھی ہم سب ماتا کے پاس پہنچے۔ تو خوشی میں مست ہو کر صرف اتنی خوشخبری سنائی کہ ایک بڑی عمدہ چیز لائے ہیں۔ یہ زبان سے نہ نکلا کہ کیا لائے ہیں۔ ماتا جی انتظار میں بیچین تھیں۔ انہوں نے بھی کچھ پوچھا نہ گچھا۔ پٹ سے کہہ دیا۔ کہ پانچوں بھائی بانٹ لو۔ اب مشکل یہ آپڑی ہے۔ کہ کوئی چیز ہو تو تقسیم کر لیں۔ عورت کا حصہ بخرہ کیسے ہو۔ ہمارے برادر بزرگوار دھرم کا روپ ہیں۔ وہ ماتا جی کا بچن جان کے ساتھ سمجھتے ہیں۔ ہم سب ان کی باپ سے زیادہ تعظیم کرتے ہیں۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ بٹوارا کیسے ہو +

راجہ دروپد (فکرمند ہو کر) یہ تو آپ نے عجیب بات سنائی۔ بڑے بھائی کی بی بی ماں کے برابر۔ چھوٹے بھائی کی عورت بیٹی کے نقطۂ مقابل۔ اور پھر یہ کیا واہیات کہ ایک عورت کے پانچ پانچ خاوند۔ ایسا تو دیکھنا کیا کبھی کانوں سے بھی نہ سنا +

راجہ دروپد کو اس فکر میں سخت پریشانی ہوئی۔ انہوں نے فوراً پروہت اور عالم و فاصل برہمن طلب کئے۔ مگر معاملہ جیوں کا تیوں ہی رہا۔ کسی نے کچھ صلاح مشورہ نہ دیا +

راجہ جدھشٹر نے فرمایا:۔

"تو اچھا جلدی کیا ہے۔ گھبراہٹ کی کیا ضرورت۔ وید بیاس جی کو طلب فرمائیے۔ وہ دو ٹوک فیصلہ کر دینگے +

بیاس جی کی طلبی کو آدمی دوڑے۔ ہوا کی چال گئے۔ نظر کی چال آئے۔ بیاس جی نے قدم رنجہ فرمایا اور معاملہ پیش ہوا۔ بیاس جی تھوڑی دیر غوطے میں رہے آخر فرمایا کہ:۔

کچھ ہو۔ شدنی جو تھی وہ ہو چکی۔ جو لکھا بدا تھا ہو چکا۔ رانی کنتی کی زبان سے جو نکلا وہ ایشر ہی کی زبان سے تھا۔ اب رد و بدل کی گنجائش نہیں +

اے راجہ دروپد آپ فکرمند نہ ہوں۔ جب میں پانڈوؤں اور دروپدی کے پچھلے جنم کا حال سناؤنگا۔ تو آپ کے موجودہ خیالات کچھ اور ہی ہو جاینگے +

ادھیائے ۶۳

دروپدی اور پانڈوؤں کے پچھلے جنم کا حال

بیاس جی کی زبانی اور شادی میمنت آبادی

بیاس جی مائل سخن سنجی ہیں کہ اے راجہ دروپد تمہاری راجکماری دروپدی کوئی معمولی لڑکی نہیں۔ یہ پنچ کنیاؤں میں سے ایک کنیاں ہے۔ جسے یاج رشی نے اگنی کنڈ سے پیدا کیا تھا۔ پچھلے جنم میں یہ ایک برہمن کی عورت تھی مگر جورو خاوند میں ان بن تھی۔ یہ نیک تھی۔ اور وہ بداعمال۔ آخر اس نے مہادیو جی کو اپنی تپشیا سے اتنا خوش کیا۔ کہ خود بنفس نفیس سامنے آموجود ہوئے اور کہا کیا خواہش ہے مانگ لو۔ برہمنی بر مانگنے لگی۔ تو پانچ مرتبہ زبان سے بر ہی کا لفظ نکلا۔ شیو جی مسکرائے۔ اور بردان دیا کہ اچھا خواہش قبول پانچ بر ملیں گے اطمینان رکھ +

دروپدی کی پیدائش اور پانچ شوہروں کے بردان کا حال سنا کر بیاس جی نے کہا کہ یہی نہیں۔ ایک دوسرا معاملہ اور ہے۔ سنئے کہ آپ کا وسواس دور ہو جائے +

ایک زمانہ کا ذکر ہے۔ کہ راجہ اندر کیلاش پہاڑ پر موسم خوشگوار سے دل بہلاتے ہوئے خراماں خراماں گنگا جی کے تٹ پر جا پہنچے وہاں دیکھا کہ ایک عورت کھڑی ہوئی زار زار رو رہی ہے اور آنسو کے ٹپکے ہوئے قطرے دریائے گنگ میں کنول کے پھول بن کر تیرتے جاتے ہیں۔ اندر کو حیرانی ہوئی کہ کہاں آنسو کہاں کنول کے پھول۔ اس میں ضرور کچھ بھید ہے۔ انہوں نے عورت سے بڑھ کر پوچھا۔

"اس طرح رونے کی وجہ؟"

عورت۔ نہ کیا بتاؤں ساتھ آپ اپنے جو کچھ ہو گا آنکھوں سے

دیکھ لیجئے گا +

عورت اندر کو لئے ہوئے ایک ایسے پرفضا مقام پر پہنچی جہاں مہادیو اور پاربتی جی بڑے راجسی ٹھاٹھ سے آنند میں مگن باہم چوسر سے جی بہلا رہے تھے اس وقت مہادیو پاربتی جی کی وضع ایسی شاہانہ تھی کہ اندر بالکل نہ پہچان سکے۔ دل کو زعم تھا کہ دیوتاؤں کا راجہ ہوں یہ خود مجھے تعظیم دیں۔ اس خودی کے خیال نے انہیں بڑی بے تکلفی سے وہاں کھڑا کر دیا۔ مگر وہ دونوں سرچشمۂ قدرت متوجہ بھی نہ ہوئے نظر بدستور چوسر کی طرف رہی۔ عورت جا کر ہاتھ باندھے بڑے ادب سے کھڑی رہی۔ جس وقت نظر اٹھی تو ڈنڈوت کی مگر اندر کھونٹی کی طرح کھڑے ہی رہے۔ مہادیو جی نے ان کی طرف دیکھ کر کہا کہ اف اوہ اتنا غرور۔ اچھا جاؤ۔ پہاڑ کی اس کھوہ کو دیکھ آؤ +

نظر اٹھنے کی دیر تھی کہ اندر کی رنگت بدل گئی۔ مہادیو جی کے تیج کے سامنے چہرہ ہلکی ہو گیا۔ کانپتے ہوئے کھوہ میں گئے۔ دیکھا تو اپنی صورت شکل اور وضع قطع کے چار شخص بیٹھے پائے۔ اندر کو حیرت ہوئی کہ یہ معاملہ کیا ہے مہادیو نے فوراً ہی جمال اصلی دکھا کر کہا۔ کہ :-

تمہاری طرح یہ چاروں بھی اندر تھے۔ آخر غرور نے اس نتیجے کو پہنچایا۔ کہ یہاں قید کئے گئے۔ تم بھی مارے غرور کے زمین پر پاؤں نہیں رکھتے۔ تو تم بھی اس کا خمیازہ بھگتو۔ اب تک چار اندر تھے۔ اب پانچ ہو گئے۔ میں اس غرور کی سزا سناتا ہوں کہ تم پانچوں کے پانچوں دنیا میں پیدا ہو اور قالب خاکی میں خاک سے خاکساری کا سبق سیکھو۔ پانچوں اندر ہاتھ جوڑ کر زمیں بوس ہوئے۔ کہ آپ کی مرضی میں دخل کیا۔ مگر مہاراج اتنی مہربانی کیجئے۔ کہ ہم دنیا میں پیدا ہوں۔ تو دیوتاؤں سے پیدا ہوں۔ انسان سے نہیں +

شبوجی۔ اچھا کیا مضائقہ۔ اتنی تمہاری بھی مرضی سہی +

یہ کہکر ویاس جی بولے کہ اے راجہ درپد۔ پانچوں اندر تو یہی پانچوں پانڈو ہیں۔ اور دروپدی وہ عورت ہے۔ جو گنگا جی کے کنارے کھڑی رو رہی تھی اور پھر اندر کو مہادیو پاربتی جی کی خدمت میں لائی۔ یہ مہابھاگی لچھمی ہے۔ کہ

پانچوں پانڈوں سے دروپدی کی شادی ہو۔ اس میں انسانی عقل کو دخل نہیں دروپدی اُن پنچ کنیاؤں میں سے ایک کنیاں ہے۔ جن کے نام ہیں۔ مندودری تارا۔ اہلیا۔ کنتی۔ دروپدی۔ دنیا کی کوئی عورت حسن وجمال۔ دھرم کرم میں ان پنچ کنیاؤں کے سامنے سر اونچا نہیں کر سکتی۔ بس آپ کچھ مین میکھ نہ کریں بے تکلف ہاتھ پیلے کر لیں +

بیاس جی راجہ درو پد کو سمجھا بجھا کر تشریف لے گئے۔ یہاں محل میں شادی کی رسمیات ادا ہونا شروع ہوئیں +

ایک بہت ہی عالیشان اور نہایت ہی نفیس منڈوا پہلے سے تیار تھا۔ جس کی ساخت اعلےٰ صناعی کا ایک قابل دید نمونہ تھی۔ جواہرات سے جڑے۔ طلائی ستون۔ چاندی سونے کے مینا کار مصنوعی کیلے۔ چاروں طرف خوشنما بندواریں جن میں مقیشی جھالریں۔ منڈوے کے نیچے دولھا دلھن کی بھانور کے لئے بہت ہی معقول بیدی۔ اس کے قریب رتن جٹت سنگاسن۔ جس پہ داہنی طرف جدھشٹر۔ بھیم سین۔ سہدیو و نکل جھلائے گئے اور بائیں طرف راجکماری دروپدی۔ دیوتاؤں کی پوجا پاٹ کے بعد مراسم شادی ادا ہوئے۔ اور دروپدی کی رخصت عمل میں آئی۔ راجہ دروپد نے خوب دل کھول کر دان جہیز دیا۔ رتھ۔ ہاتھی۔ گھوڑے۔ پالکی نالکی۔ لونڈی غلام۔ نوکر چاکر۔ زر و جواہر زیور و ملبوس سے دھرم شالا میں جگہ نہ رہی۔ سری کرشن جی نے رشتۂ محبت نباہا۔ کروڑوں روپیہ نقد۔ جواہرات۔ زرکار پوشاکیں ہر قسم کی سواریاں بہم پہنچا کر ایسا ٹھاٹھ نہ ٹھاٹھ باٹھ کر دیا کہ بڑے بڑے مہاراجوں کو نصیب نہ تھا۔ کرشن جی کے اس برتاؤ کی غایت اصلی یہ تھی کہ مغرور درجودھن کا دل کڑھے اور اس کی یہ خام خیالی دور ہو جائے کہ پانڈوؤں کو جاہ و حشم مال و دولت کی کمی ہے۔ درجودھن اور کرن وغیرہ کو دروپدی کی شادی اور پانڈوؤں کی دولتمندی کا حال سن کر بڑی جلن ہوئی وہ مارے حسد کے انگاروں پر لوٹے۔ پانڈوؤں کے خیرخواہ راجے مہاراجے جان کی سلامتی اور عروج اقبال سے بہت خوش ہوئے مبارکبادیں بھیجے گئے۔ تحفے تحائف بھیجے کہ کرٹ نگر میں پانڈوؤں کے فروغ اقبال کا اچھی طرح ڈنکا بجنے لگا +

ادھیائے ۶۴

درجودھن کا پانڈؤں پر حملہ آوری کے لئے عزم۔ راجہ دھرتراشٹ کی ممانعت۔ بھیشم پتامہ کے مشورے سے پانڈؤں کی طلبی۔ تقسیم سلطنت کا تصفیہ۔ بدرجی کی روانگی راجہ درو پد سے پانڈؤں کی رخصت۔ اور سری کرشن جی کے ہمراہ ہستنا پور میں آمد۔ باہم ملاقات

جس وقت درجودھن و کرن وغیرہ نے پانڈؤں کی صحیح سلامتی اور بیدار بختی کا حال سنا سخت متحیر ہوئے۔ کہ کیونکر جلتی ہوئی آگ سے جان بچا گئے۔ ان لوگوں کو ناکامی کا بہت ہی رنج ہوا۔ اس پر درویدی سے شادی اور دولت وصولت کی ہمسری سے ان کے کلیجے پر ایسی چوٹ لگی۔ گویا ان کی گرہ سے کچھ گر پڑا اور جان پر پہاڑ ٹوٹا۔ کرن بولا:۔

اجی مہاراج غضب ہو گیا۔ مستوں کے ہاتھ کو تلوار مل گئی۔ بھلا پانڈو ہم لوگوں کو چین سے بھی رہنے دینگے فقط۔ یہاں آنے کی دیر ہے۔ ہر موقع پر بلو بچ گئے ایک روپیاں بھی میلا نہ ہوا۔ لاکھا مندر میں غریب پروجن ہمارا رفیق تو جل کے راکھ ہو جائے۔ یہ ہٹے کٹے نکل بھاگیں اور منتھے جائے بیچارے فقیروں کے بھلا کچھ چالاکی کی حد ہے۔ بڑی آفت کے پرکالے اور عقل کے پتلے ہیں۔

اجی درجودھن مہاراج وہ یہاں آئے۔ اور خون خرابہ کی ٹھیر گئی جلے ہوئے دل کے پھپھولے بغیر پھوٹے رہیں۔ ممکن نہیں۔ میں علاج واقعہ پیش از وقوع باید کرد۔ خیریت اسی میں ہے کہ ان کو ابھرنے اور سر اٹھانے کی مہلت ہی نہ دی جائے

اب ہم آپ چلیں ۔ اچانک حملہ کردیں ۔ چاروں طرف سے گھیر کر دہیں بدیں کے رکھ دیں چلئے چھٹی ہے ۔ پھر مزے سے پاؤں پھیلا کر سوئے نہ کتے کا کھٹکا نہ بلی کا غم ۔ نے غم درزد نے غم کالا +

درجودھن ۔ بھائی کہتے تو ٹھیک ہو ۔ جب ان کے ہاتھ پاؤں میں جان آجانے لگی رتب تو اور بھی دو بامیاں ہو جائینگے ۔ نہ مارے مرینگے نہ کاٹے کٹینگے لوہا لگ جائیگا ۔ اچھا دیکھو ابھی میں پتاجی کے پاس جاتا ہوں اور دھرتراشٹر ان پر زور ڈالتا ہوں ۔ کہ فوراً فوج کشی کی اجازت دیدیں +

درجودھن اسی وقت راجہ دھرتراشٹ کی خدمت میں پہنچا ۔ خوب تو بہ تلا مچائی دہائی کھینچی ۔ بھٹ پن کٹے کہ ہائے پتاجی آپ کے ہوتے پانڈوؤں کی وجہ سے ہماری یہ ذلت ۔ یہ دُرگت ۔ جب دیکھئے دہی میری ۔ انہیں کا سر اونچا ۔ وہی بارہ بانٹ ۔ میری اور کرن کی رائے ہے ۔ کہ ان کو بھننے نہ دیا جائے دبیں کسما کے رکھ دئے جائیں ۔ ہماری فوجیں لیس ہیں ۔ لشکر چاق چو بند ۔ صرف آپ کے اشارے کی دیر ہے +

راجہ دھرتراشٹ ۔ میں اس رائے کی تائید کرنے کے لئے تیار نہیں یہ محض خیال خام ہے ۔ تم اپنی طرف سے پہل کرو ۔ سوتی بھڑیں جگاؤ ۔ میں کبھی منظور نہیں کر سکتا ۔ ہاں اگر وہ پیشقدمی کریں تو کچھ مضایقہ نہیں ؎

ہمیں میداں ہمیں چوگاں ہمیں گوے

مگر بیٹھے بٹھائے آپ ہی درد سر مول لینا کس عقلمند نے کہا ہے تم کو صرف اپنی ہوشیاری کی ضرورت ہے ۔ جس وقت وہ ادھر کا رخ کریں سمجھ لینا وہاں تم لڑنے گئے ۔ تو ندامت کے سوا اور کچھ حاصل نہیں ۔ راجہ دروپد کو تم کیا ایسا ویسا جانتے ہو ۔ اس کی کمک ہی پانڈوؤں کے لئے کیا کم ہوگی ۔ اتنی خیال کرو ۔ کہ سری کرشن جی کیا کان میں تیل ڈالے بیٹھے رہینگے ۔ ان کی فوج ظفر موج کا قدم پانڈوؤں سے ہزار قدم آگے ہوگا ۔ اس صورت میں تم کیا پانڈوؤں سے بھڑ سکو گے ۔ ہاں یہ ہوگا کہ جہاں ایک اتنا کلنک لگ چکا ہے وہاں تھوڑے اور منہ پر سیاہی لگیگی ۔ میرا پانڈوؤں کی طرف سے دل صاف ہے ۔ وہ تو بے ضابطہ کے

بردبار۔ بڑے تحمل اور بڑے سنجیدہ ہیں وہ کبھی تم سے بدسلوکی نہ کرینگے۔ کئی موقع ہو چکے۔ مگر انہوں نے اف تک نہ کی۔ خیال ہی نہ کیا کہ کیا ہوا۔ اگر ان کا دل سیاہ ہوتا عوض لینے کی خواہش کرتے۔ تو ہزار دفعہ خون خرابے ہو چکے ہوتے۔ مگر نہیں انہوں نے لیاقت خرچ کی اور ہر معاملے کو رفت وگذشت کر دیا۔ پچھلی باتوں پر وہ بدستور خاک ڈالے ہوئے ہیں تم ان سے برائی کی امید نہ رکھو۔ اور اسی سے کہتا ہوں کہ کچھ نہ لو نہ چالو۔ گھر میں چپ بیٹھے رہو۔ دنیا میں اور ہنسی نہ کراؤ۔ اچھا میں نے اپنی ٹھیک ٹھیک رائے بتا دی۔ اب جاؤ کرن کو بھی یہی سمجھا دو۔ سوتے ہوئے سانپ کو جگانے کی کوئی عقلمند رائے نہیں دے سکتا +

راجہ دھرتراشٹ کا یہ دو ٹوک جواب سن کر دریودھن اپنا سا منہ لئے ہوئے ہواشیوں کے پاس پہنچا۔ پتاجی کے منشائے دلی سے اطلاع دی اور کرن کی تجویز پر پانی پڑ گیا +

اس کے بعد بھیشم پتامہ اور بدر جی راجہ دھرتراشٹ سے ملے۔ اور امور مملکت و رموز سلطنت کے متعلق دس بیس باتیں ہو چکیں۔ تو بھیشم جی نے پانڈوؤں کا ذکر چھیڑ کر فرمایا:۔

"مہاراج خبر ہے۔ کہ پانڈو پانچال دیش (پنجاب) میں بخیر و عافیت ہیں سوئمبر میں راجہ دروپد کی بیٹی دروپدی کو آپ کے بھتیجے بڑی عظمت و شان سے جیت کے سب راجوں مہاراجوں کی گردن جھکا چکے۔ سنا ہے۔ کہ درجودھن اور کرن ارجن اور بھیم سین سے خاص سوئمبر میں لڑے۔ مگر انہوں نے مار کے بھگا دیا۔ اب ان کے لاؤ لشکر کا کیا ٹھکانا۔ راجہ دروپد اور سری کرشن چندر نے دولت سے پاٹ دیا ہے۔ فوجوں کے ٹڈی دل جمع ہو گئے ہیں۔ واہ کیا ایشر کی مایا ہے۔ جن پانڈوؤں کو سب سمجھتے تھے کہ لاکھا مندر میں جل کے خاک سیاہ ہو گئے ہیں ان پر آنچ تک ذرا بھی آنچ نہ آئی۔ اور صحرا نوردی کی حالت میں ان کا اب اقبال چمکا کہ اور راجوں مہاراجوں کی آنکھیں چوندھیا رہی ہیں۔ سچ ہے۔ جس کو ایشر رکھے اسے کون چکھے ؎

دشمن اگر قوی است نگہبان قوی تر است

مہاراج اب مصلحت وقت اور ہے۔ ورنہ نتیجہ اچھا نہیں۔ بھیم سین کو دو مرتبہ زہر دیا گیا۔ مرنے میں رہ ہی کیا گیا تھا۔ مگر حافظ حقیقی نگہبان تھا۔ موت ہی زندگی کا کام کر گئی۔ لاکھا مندر کی کیفیت اظہر من الشمس ہے۔ اس لئے مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں ہوا پا کر دلوں کی دبی ہوئی آگ سلگ نہ اٹھے۔ تو پھر پانی کی فکر کرنا پڑے اس سے میری رائے ہے کہ لائق بھتیجوں کو بڑے پیار سے بلائیے اور آدھا راج بانٹ کر وہ کلنک مٹائیے۔ جو آپ کے ماتھے پر آپ کے بیٹوں نے لگا رکھا ہے +

راجہ دھرتراشٹ (دست بستہ) آپ میرے بزرگ ہیں۔ مربی ہیں سایۂ سر ہیں۔ میں اپنی خوش قسمتی سمجھتا ہوں۔ جب آپ کوئی ہدایت فرماتے ہیں۔ میں اپنے آتما کو ساکشی کر کے کہتا ہوں کہ میری تو زندگی حرام ہو رہی ہے۔ درجودھن نے میرے منہ میں سیاہی لگا دی وہ وہ نالائق حرکتیں کی ہیں۔ کہ اور ہوتا تو نہ جانے کتنا زمین و آسمان ایک کرتا۔ مگر واہ رے میرے پیارے لائق بھتیجے۔ ایشر عمر دراز کرے۔ ہمیشہ پھولیں پھلیں۔ انہوں نے باوجود لیاقت و طاقت ذرا بھی کینے کو دل میں نہ رکھا۔ اور آئینے کی طرح صاف رہے۔ بدلا لینے کا خیال چہ معنی دارد +

بدرجی۔ مہاراج پانڈو سمجھ لیجئے۔ کہ چندر بنس کی ناک ہیں اندو بنس کا انہوں نے سر اونچا کر دیا۔ واقعی یہ آوارہ وطنی کے سزاوار نہیں۔ آپ کی اسی میں عزت و منزلت ہے۔ کہ اب انہیں آدھا راج دے کر روز روز کی ہائے ہتیا سے چھٹی کر لیں +

دھرتراشٹ۔ ہاں بھائی مجھ سے اپنے پیارے بھتیجوں کی جدائی سہی نہیں جاتی۔ میری تو رائے یہ ہے۔ کہ تم خود جاؤ اور بڑے پیار سے لے آؤ۔ اور کسی کو بھیجوں تو وہ اثر نہ ہوگا۔ جو تمہارے جانے سے ہوگا تم جاؤگے تو فوراً چلے آئیں گے گلے سے لگ کر کلیجے میں ٹھنڈک پہنچائینگے +

بدرجی رخصت ہو کر روانہ ہوئے۔ مارول مار چلے۔ اور ہفتوں کے عوض دنوں میں داخل پنچاب ہوئے۔ راجہ درو پد لوان کے آنے کی خبر لگ

گئی تھی۔ اس نے بڑے تزک واحتشام سے پیشوائی کی۔ پانڈوؤں نے بھی آگے قدم لیئے۔ بڑی خاطر مدارات بڑی تواضع وتکریم ہوئی۔ موقع پاکر بدر جی نے راجہ دروپد سے کہا مہاراج۔ اب بھتیجوں کو گھر چھوڑے ہوئے بہت دن ہو گئے۔ ہم لوگ جدائی سے پریشان ہیں اور راجہ دھرتراشٹر بیچین۔ چنانچہ جوش محبت مجھے خود گھسیٹ لایا۔ آپ مہربانی کرکے اجازت دیں +

راجہ دروپد۔ یہ تو آپ نے خوب کہی۔ میں اپنے عزیزوں سے کہوں کہ جاؤ گھر سے بلاوا آیا ہے۔ آپ پہلے بھتیجوں سے فرمایئے۔ پھر جو رضا ہوگی اس کا میں پابند ہو سکونگا +

راجہ بدرجی (راجہ جدھشٹر سے) آپ کو میں لینے آیا ہوں۔ بھیشم پتامہ جی نے یاد کیا ہے۔ اور راجہ دھرتراشٹر کی تاکید ہے۔ کہ کھانا وہاں کھائیں پانی یہاں پیئیں +

راجہ یدھشٹر۔ میں اس معاملے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ سری کرشن چند جی موجود ہیں جو ان کی رائے وہی میری +

آخر سری کرشن جی سے مشورہ لیا گیا۔ ان کی رائے ہوئی کہ بلاتامل جانا چاہیئے چنانچہ وہ خود تیار ہوئے۔ اور پانڈوؤں کو ساتھ لے کر بدرجی کے ہمراہ ہستناپور روانہ ہوئے۔ راجہ دروپد نے اس موقع پر بڑی فراخ حوصلگی اور دریا دلی سے کام لیا۔ خزانہ فوج جلوس دے کر دروجودھن پر ثابت کر دیا کہ او مغرور تو اپنی شان وشوکت پر اتراتا ہے۔ دیکھ پانڈوؤں کو کہیں کسی بات کی پرواہ نہیں۔ پانڈو چلے تو ہستناپور پہنچے۔ رؤسا وامرائے دارالحکومت نے منزلوں آگے جا کر شرف پابوسی حاصل کیا اور خوشی کے شادیانے بجائے۔ پھر راجہ دھرتراشٹر بھیشم پتامہ امرائے خاندان اراکین سلطنت کو ساتھ لئے ہوئے پہنچے۔ بڑے تپاک اور محبت سے ملاقات ہوئی۔ راجہ دھرتراشٹر اور بھیشم پتامہ جی نے پہلے سری کرشن جی کا بڑے اعزاز کے ساتھ استقبال کیا پھر بھائی کے کلیجے کے ٹکڑوں کو کلیجے سے لگایا۔ جوش محبت میں آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے۔ زبان یوں اظہار الفت کرنے لگی +

کہ پیارے بھتیجو - برناوہ کے واقعہ سے میں تو مردہ ہی ہو گیا تھا۔ ہر وقت موت کی آرزو تھی - مگر ایشور نے میرے بڑھاپے کی لاج رکھی - میرا یہ جانکاہ صدمہ اس روز دائمی عشرت سے مبدل ہوا جب سوئمبر کے کارہائے نمایاں کی کیفیت معلوم ہوئی - بعدہٗ ملنے کی خوشخبری سن کر میرا جنم ہی سپھل ہوا - ایشر کا ہزار ہزار شکر کہ اتنے دنوں کی جدائی کا زمانہ خیریت سے کٹ گیا - اور ہم سب بچھڑے ہوئے ہنسی خوشی ملے - اب شوق سے راج کا کام سنبھالو میں نے راج آدھم آدھ بانٹ دیا ہے - اس کے بعد سب رنواس میں گئے - مہارانی کنتی اور دروپدی مہارانی گاندھاری اور کوروں کی استریوں سے ملیں جس نے دیکھا دروپدی کے چاند سے مکھڑے کی بلائیں لیں - کسی کی آنکھ چمکتے ہوئے چہرے پر نہ ٹھیرتی تھی - محل میں خوشی کے راگ چھڑے - دربار میں ناچ رنگ ہوا - اہل شہر نے محفلیں سجائیں - جشن کئے - شادیانے بجائے - سری کرشن جی نے مہاراجہ دھرتراشٹ اور بھیشم پتامہ وغیرہ کو سوئمبر کے کارنامے نمایاں کی ایک ایک بات سنائی - سب نے صدائے احسنت و مرحبا بلند کی اور کئی روز تک جشن اور جلسے ہوتے رہے ؎

ادھیائے ۶۵

راجہ جدھشٹر کا آدھے راج پر قبض و دخل اور کھانڈو بن میں اندرپرست شہر کی آبادی

تقسیم سلطنت کا مشورہ طے ہی پا چکا تھا - چنانچہ راجہ دھرتراشٹ نے فرمایا: پیارے جدھشٹر - آدھا راج تمہارا حصہ ہے - تم مجھے بیٹوں سے زیادہ عزیز ہو - تمہارے دھرم کرم نیک اعمال و خوش افعالی سے میں نہایت خوش ہوں جو پچھلی باتیں رفت و گذشت ہو گئیں - اب ان کا دھیان بھی نہ لانا - درجودھن تمہارا چھوٹا بھائی ہے کبھی غیریت ... [illegible]

خطا بھی کرے۔ تو بزرگانہ عنایت سے محروم نہ رکھنا۔ از خورداں خطا واز بزرگاں عطا میری خواہش ہے۔ کہ میں پانڈوؤں اور کوروؤں کو شیر و شکر دیکھوں۔ اسی لئے "دو بادشاہ در اقلیمے نہ گنجند" کا دو ٹوک فیصلہ کر دیا۔ اب بشوق سے کھانڈو بن میں تخت پر جلوس کرو۔ یہ بڑی ہی پر فضا جگہ ہے۔ جمنا کا کنارہ۔ سبزہ زار کا نظارہ اور پھر جہاں تمہاری راجدھانی ہو گئی۔ وہاں کی رونق کا کیا پوچھنا سے

اگر فردوس بر روے زمین است ہمیں است وہمیں است وہمیں است

کا قول صادق آئیگا ✦

راجہ جدھشٹر نے قدموں پر سر جھکا دیا۔ اور راجہ دھرتراشٹ نے سینے سے لگا کر رخصت کیا۔ پانڈو سری کرشن جی کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جلو میں ایک قلیل فوج اور مختصر لشکر تھا۔ کھانڈو بن میں پہنچ کر سارے بن کی سیر کی۔ اور آبادی شہر کے لئے دیاس جی کا دھیان کیا۔ وہاں کیا دیر تھی بیاس جی پل مارتے ہوئے آپہنچے۔ انہوں نے قطعہ زمین کی پیمائش کرا کے مجوزہ وسعت کے اردگرد خندقیں کھدوائیں۔ وسط میں سر بفلک قلعہ تعمیر کرا کے راجدھانی کو اندرپرست کے نام سے موسوم کیا۔ زمانہ تعمیر میں بیاس جی۔ دیول۔ آترہی۔ اگست پلست کرہت۔ مہاکرت۔ مہرشی اپنی کشف و کرامات کے کمالات دکھا رہے ہے۔ بس حد ہے کہ راجہ اندر بھی دیوتاؤں کو لئے موجود ہوئے۔ اور شہر کی نفاست و دلبستگی دیکھی۔ قلعہ بہت رفیع و وسیع تھا۔ اس کے آس پاس فوجی پڑاؤ قائم کئے گئے چھاؤنیاں چھائی گئیں۔ ہر طرف عمارتوں سے ساری زمین ڈھپ گئی۔ خندق کے چاروں طرف فصیل تھی۔ جگہ جگہ کنوئیں اور باولیاں چپے چپے پر باغ و بوستان خلاصہ یہ کہ تھوڑے دنوں پیشتر جو جنگل خارزار بنا ہوا تھا۔ دیکھتے دیکھتے باغ ہمیشہ بہار اور شہر یکتائے روزگار ہو گیا۔ مہاراجہ جدھشٹر اور ان کے بھائیوں کے ایوانوں کا کیا پوچھنا۔ ہر قصر جواہر نگار تھا۔ ہر محل طلا کار ریاس پر سفیشہ آلات فرش فروش کی خوبیاں طرہ۔ نقاش عقل میں یہ دستگاہ نہیں کہ ان کی عجیب وغریب نفاستوں کی تصویر حرفوں میں کھینچ سکے۔ ہر محل میں جا بجا تالاب تھے۔ حوضوں کا فرش ... پانی وحیں ... باغ

کی بہار تعمیرات کی خوبیوں کو داد بھی لئے اڑتی تھی کہیں نرپ لیلا کی تعمیر جس میں مہاراجہ جدھشٹر اور پانڈویامہمان تاجداروں کے لئے تفریح طبع اور کھیل تماشے کے لئے عمدہ سے عمدہ سامان تیار تھے۔ کہیں چترگرھ یعنی تصویر خانہ جس میں دیوتاؤں اور تاجداران زمانہ کی تصویروں اور شبیہوں سے نقاشان روزگار و مصوران فخر دیار کے جوہر و کمالات آئینہ ہوتے تھے*

اسی طرح آئینہ خانہ آبدارخانہ وغیرہ کی عجیب ہی دلاویز کیفیت نظر آتی تھی باغوں کی آراستگی کا کیا کہنا۔ ہر طرف سبزہ زار غنچہ گل کی بہار۔ طیور خوش لحان کی نغمہ خوانی مرغان نواسنج کی خوش الحانی۔ فصیل آسمان سے باتیں کر رہی تھی اور طلائی برج دوازدہ آسمان سے ٹکر لیتے تھے۔ جدھر دیکھئے طرح طرح کے استر قسم قسم کے شستر۔ کہیں چکر ہیں کہیں بھالے کہیں تیر کے دھنی رسالے ایک جگہ برچھیاں بجلی کی سی چمک دمک دکھلا رہی ہیں تو دوسری طرف بندوقیں چھتیائی جا رہی ہیں۔ موقع موقع پر لوہے کی بھاری بھرکم شتگنی یعنی توپیں نصب قدم قدم پر چوکی پہرے قائم۔ راج کی طرف سے مسافروں کے لئے سرائیں تعمیر ہوئیں۔ سادھوؤں۔ برہمنوں کے لئے دھرم سالے بنے اطراف و جوانب کے سیٹھ ساہوکاروں۔ تاجروں۔ سوداگروں نے اونچے اونچے مکانات بنا کر کھانڈوبن سے راجہ اندر کی راجدھانی بھوگ وتی کو مات کر دیا۔ راجہ جدھشٹر نے راج سنگاسن پر قدم رکھا۔ اور اندرپرست کو میمنت اقبال سے وہ رونق حاصل ہوئی۔ کہ ہستناپور سب کی نظروں سے گر گیا*

ادھیائے ۶۶

نارد منی کی اندرپرستھ میں تشریف آوری اور دروپدی کے شبستان کے لئے پانچوں پانڈوؤں کی میعاد خلوت کی تقرری

شہر اندر پرست آباد ہو گیا۔ اس کی رونق و عظمت کے تمام دنیا میں ڈنکے بج گئے۔ ایک روز پانچوں بھائی بڑی محبت کے ساتھ ادھر ادھر کی گپ شپ ہانک رہے تھے۔ کہ خبر ہوئی "رسری نارد من جی تشریف لائے ہیں" سب دوڑ پڑے۔ بڑی تعظیم سے لائے۔ بٹھلایا۔ خاطر تواضع کی اور پوچھا:۔

"مہاراج۔ آج ہم لوگوں کا کیا بھاگیہ اود ے ہوا کہ آپ نے درشن دیئے"۔

نارد من۔ آپ جانتے ہیں کہ میں جہانیاں جہاں گرد ہوں۔ دنیا جہان کی خبریں مجھ سے سن لیجئے۔ میں نے دروپدی کی خبر سنی۔ تو آپ کو مبارکباد دینے آپہنچا ہوں۔ اس کے علاوہ مجھے سند اور مسند کی چشم دید کیفیت کا تجربہ بھی یہاں گھسیٹ لایا

راجہ جدھشٹر۔ میں کچھ نہ سمجھا کہ آپ نے کیا فرمایا۔ کون سند اور کون مسند۔ اور کیسی ان کی کیفیت؟

نارد من۔ میں اکاش پرتھی پاتال کا گز ہوں۔ دن رات گھومنا ہی کام ٹھہرا۔ ایک مرتبہ ایک واقعہ نظر سے گذرا۔ یعنی سند اور مسند دو بھائی ایک عورت پر دل و جان سے فریفتہ ہوئے۔ وہ چاہتا تھا کہ میں یہ نور کی تصویر اپنے دل کے چوکھٹے میں جڑ دوں۔ یہ چاہتا تھا کہ میں آنکھ کی پتلی بنا دوں۔ رقابت بری ہوتی ہے۔ آخر دونو میں چل پڑی۔ مار دھاڑ ہوئی اور نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اُدھر راہی ملک عدم یہ ادھر لقمہ اجل۔ نہ اس کا مطلب ہوا۔ نہ اس کا۔ مجھے آپ کی شادیوں سے اندیشہ ہوا۔ کہ ایشر نہ کرے۔ کبھی کسی کے دل پر میل آجائے۔ اور گوشت سے ناخن۔ اور لاٹھی مارے پانی جدا ہو۔ اس لئے میں ایک تجویز کرنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ کی مرضی ہو۔ تو کہوں:۔

راجہ جدھشٹر۔ آپ جو فرمائینگے ہماری بہتری کے لئے ہو گا۔ جو دل میں ہو۔ شوق سے کہہ دیجئے۔ ہم لوگ تعمیل ارشاد کے لئے حاضر ہیں؟

نارد من۔ میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ آپ پانچوں بھائی اوقات خلوت کی میعاد مقرر کرلیں۔ اس میں کبھی رنج و ملال کی صورت ہی نہیں ہو سکتی کیا خوب ہو کہ ایک ایک بھائی کے لئے ایک ایک سال کی راتیں مقرر ہو جائیں۔ اس

درمیان ہیں جس کی یکجائی سے دروپدی حاملہ ہو۔ اسی کی ولدیت اولاد کے نام کے سامنے لکھی جائے۔ اس ایک سال کی میعاد کے اندر جو کوئی رات کے وقت دروپدی کی خوابگاہ میں چلا جائے۔ اس کی سزا یہ کہ بارہ برس تک صحرانوردی کرے۔ اس طرح میری رائے میں اصول کی پابندی سے کبھی کوئی نقص نہ واقع ہوگا۔ اور سب بھائی بڑے میل میں سے رہ سکیں گے رقابت خواہ کسی قسم کی ہو۔ تباہ کن ہوتی ہے۔ اس میں بھائی کے دل میں بھائی کا جوش خون قائم نہیں رہتا۔ اور وہی فطرتیں پیش نظر ہوتی ہیں جیسی سند اور مسند نے قائم کی ٭

پانڈوؤں نے سر آنکھوں سے ہدایت مانی اور نارد من چلتے پھرتے نظر آئے

ادھیائے ۶۷

ارجن کا بارہ برس کے لئے بن باس۔ راجہ باسک کی ناگ کنیاں سے شادی۔ پرسرام جی سے فن تیر اندازی کی تکمیل

پانچوں پانڈو نے نارد من کے ارشاد کی تعمیل کی اور باریاں مقرر کرلیں۔ راجہ جدھشٹر سب سے بڑے تھے۔ اس سے پیشتر ان کے شبستان لطف حیات میں دروپدی نے شمع حسن وجمال کی روشنی پھیلائی۔ ایک روز رات کا وقت تھا۔ راجہ جدھشٹر دروپدی کے ساتھ خوابگاہ میں تھے کہ در دولت پر ایک شخص فریادی آیا۔ فریاد یہ تھی۔ کہ ہائے گئوکو سنڈے مسنڈے چور چرائے لئے جاتے ہیں۔ کسی کی نہیں سنتے۔ اے دھرم دان پانڈو گئو کی رکھشیا کرو اور چور کو کٹے کی سزا دو ٭

ارجن فریاد سنتے ہی اس کے پاس آیا اور کہا :-

مہاراجہ جدھشٹر تو آرامگاہ میں ہیں۔ میں چلنے کو حاضر ہوں۔ ابھی چور کو مزہ چکھاتا ہوں۔ مگر ہتھیار تو اندر رہ گئے ہیں۔ [illegible] آرامگاہ

میں ہیں - جہاں کسی کو جانے کی اجازت نہیں - میں بھی جاؤں تو بارہ برس کا
بن باس نصیب ہو - اس سے ونا دم لو - میں چوروں کو زمین سے کھود کر نکال
لونگا +

فریادی - واہ مہاراج واہ - گھڑی میں گھر جلے اڑھائی گھڑی بھدرا - تا تریاق
از عراق آوردہ شود - مار گزیدہ مردہ شود - یہ آپ نے خوب کہی - چور گئو لیکر
بھاگا جا رہا ہے - آپ فرماتے ہیں کہ ٹھیرو - کیا خوب +

ارجن نے لاکھ تسکین دی ہزار سمجھایا - مگر فریادی برہمن نے ایک نہ سنی
حجت پر حجت کئے گیا - اور ایسی کھری کھوٹی سنائیں کہ آخر کار ارجن نے بن باس
قبول کیا - اور برہمن کی دادرسی اور گئو کی حفاظت سے جان نہ چرائی - وہ اسی
وقت چادر سے منہ لپیٹ کر جدھشٹر اور دروپدی کی خوابگاہ میں گیا - اپنے
ہتھیار اٹھا لایا - برہمن کی رفاقت کی چوروں کو پکڑا - گئو چھین کر حوالے کی
اور گھر آ کر ۱۲ برس کے بن باس کی ٹھان لی +

راجہ جدھشٹر اور دوسرے بھائیوں نے لاکھ سمجھایا کہ برہمن اور گئو کی
حفاظت کر کے جو تم نے دھرم کیا - اس کے مقابلے میں اس بات کی کیا بساط
ہے - دوسرے تم منہ ڈھانپ کر گئے - پھر مضائقہ کیا +

ارجن کچھ ہو - جو بات نارد منی جی کے سامنے طے ہو چکی ہے - میرا عمل
کچھ ہی کیوں نہ ہو - اسی پر رہیگا - بھائی صاحب آپ کیوں فکر کرتے ہیں - بارہ
برس کس شمار قطار میں ہیں - باتوں میں کٹ جائینگے - اور پھر لطف یہ کہ ان
ایام میں مجھے تیرتھ جاترا سے جنم سپھل کرنے کا بھی شرف حاصل ہو جائیگا +

راجہ جدھشٹر اور بھیم سین وغیرہ نے ارجن کو بہت سمجھایا - مگر اس نے ایک
کی نہ سنی اور چل کھڑا ہوا - پہلا مقام ہردوار میں ہوا - وہاں اشنان کرتے وقت
کہیں اولوپی نامی راجہ باسک کی راجکماری کی آنکھ لڑ گئی - وہ ایسے جوان رعنا
کو دیکھ کر از خود رفتہ ہو گئی - دل اچکا تھا - آنکھوں سے صورت ہٹنا ناگوار تھی
وہ ارجن کو لئے سیدھی پاتال لوک میں پہنچی اور منشائے خاطر ظاہر کیا +

ارجن نے [illegible]

مجھے بیاہ شادی سے کیا واسطہ۔

الوپی۔ اچھا تو پھر آپ تیرتھ جاترا کریں میں یہاں ہیرا چیاٹے لیتی ہوں۔ گلے پر تلوار پھیرتی ہوں۔ ہتیا آپ کے سر۔ جہاں تیرتھ جاترا کے اور پھل ہیں وہاں ایک یہ بھی سہی۔ خیر یہاں سے بھی ثواب لوٹ کے جائیے۔

ارجن۔ اس کی سچی محبت دیکھ کر دل پر قابو نہ رکھ سکا۔ اس کو شادی قبول کرنا پڑی اور لگے ہاتھوں گندھرب بواہ پر کفایت کی۔ ارجن کے ہر وقت قدم اُٹھتے تھے۔ مگر الوپی کا اصرار جنبش نہ کرنے دیتا تھا۔ آخر ایک چاند کا ٹکڑا پیدا ہوا جو ارجن اور الوپی دونوں کی آنکھوں کا تارا تھا۔ ارجن کو تیرتھ کرنا تھا اس لئے اس نے بمشکل اپنی سے دامن چھڑایا اور وعدہ عید کر کے اچھی طرح تشفی دے کر الوپی کی سچی محبت کو دل سے ہٹا کر پرسرام جی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انھوں نے بڑی خاطر داشت کی فنون تیر اندازی سکھلائے اور ارجن معلومات قدر اندازی میں کمال حاصل کر کے پھر تیرتھ جاترا کے لئے عازم ہوا۔

ادھیائے ۶۸

ارجن کی تیرتھ جاترا۔ منی پور میں راج کماری چترانگدا سے شادی۔ ببر باہن کی ولادت۔ پانچ اپسراؤں کی تارائن چترانگدا کی دوسری بہن سے بھی ارجن کا عقد

ارجن جب پرسرام جی سے رخصت ہوا تو سیدھا انوپ دیش پہنچا سمندر کے ساحل پر تمام تیرتھوں کے درشن کئے۔ پھر منی پور کی راہ لی۔ وہاں ایک باغ میں مکاسرا کیا۔ اتفاقاً چترانگدا راجہ منی پور کی راج کماری سکھیوں سہیلیوں کے جھمگھٹے میں وہاں آئی ارجن پر نظر پڑ گئی۔ دل ہاتھ سے جاتا رہا بگڑ خیال ... کی ... نے

فی الفور شادی کردی۔ ارجن ایک سال تک اس آفتاب حسن و جمال کے کلیجے میں ٹھنڈک پہنچاتا رہا۔ اور اپنے نورِ نظر ور بیر باہن ۱۱کا سکھ دیکھ کر وہاں سے نیمیارن تیرتھ میں گیا۔ اور وہاں سے سوبھدر تیرتھ میں۔ یہ تیرتھ بڑا ہی متبرک و مقدس تھا۔ سیرِ گل و گلزار الگ۔ آب وہوا کی بہار الگ۔ دلچسپی مزے کی تھی۔ نظارہ دلفریب تھا۔ ارجن وہاں ٹھیرا اور کہا میں یہاں کے پانچوں کنڈوں میں ضرور اشنان کرونگا۔ وہاں کے لوگوں نے ممانعت کی کہ تیرتھ جاترا کرنے آئے ہو یا جان دینے۔ ان کنڈوں میں ایسے ایسے مگرمچھ ہیں کہ ہاتھی کو بھی نگل جائیں۔ پھر تم کس کھیت کی مولی ہو۔ بس بہت اشنان کر چکے کنڈوں سے ہاتھ دھوؤ+

ارجن۔ بھلا میں۔ اگنت۔ سوبھدر۔ پھوسلوم۔ کارندھم۔ بھردواج کنڈوں میں اشنان نہ کروں۔ ممکن نہیں۔ مگرمچھ ہیں تو کیا مضایقہ۔ آپ مجھے نہ روکیں نہ ٹوکیں۔ فقط سیر دیکھیں +

یہ کہہ کر ارجن سوبھدر کنڈ میں اترا۔ اترتے ہی ایک مگرمچھ نے ٹانگ پکڑلی اور پانی میں لے جانا چاہا۔ ارجن طاقتور۔ اس نے ایک جھٹکا دے کر جو دوڑ لگائی۔ تو خود بھی پانی سے باہر اور مگرمچھ بھی کنارے پر۔ اب تو سب لوگ حیرت میں ہو گئے۔ مگر یہ حیرت ایک چھلاوہ سی تھی۔ اس وقت کا عالم تعجب قابل دید تھا۔ جب دیکھتے دیکھتے وہ خونخوار جانور ایک خوبصورت عورت کی شکل میں نظر آنے لگا۔ اور کانوں میں یہ آواز آئی کہ :۔

اے راجہ ارجن ہم پانچ اپسرائیں ان پانچ کنڈوں میں زندگی کے دن پورے کرتی اور اعمال بھگت رہی ہیں۔ برہما اطہر مین کا ایک رشی کو دیکھ کر یہ دھن سمائی۔ کہ بڑا اگلا بھگت بنا ہے تو ہمی اس کا تپ کھنڈل نہ کر دیا۔ غرور حسن نے کانوں میں پھونک دیا۔ کہ ہاں ہاں ضرور ضرور۔ چنانچہ ہم رشی کے پاس ناز و انداز سے پہنچیں۔ خوب نخرے تلّے بگھارے۔ ناز و کرشمے دکھائے مگر پتھر میں کہیں جونک لگتی ہے۔ رشی جیوں کے تیوں آنکھیں بند کئے بیٹھے رہے۔ ہم چڑچڑ بدلی کا ... طرح

ان کو خاموش پاکر ہاتھوں سے چھیڑ خانی بھی شروع کر دی اور ایسا نچ گیا کہ آخر
رشی جی آگ ہو گئے ۔ اور جل کر یہ دعا دی کہ:۔
ہے ایشری یہ پانچوں کی پانچوں نگر مچھ ہو جائیں +
اب تو ہم لوگوں کے اوسان خطا ہوئے ۔ حواس چھوٹ گئے ۔ قدموں پر گر
پڑیں ۔ کہ مہاراج معاف کیجئے ۔ ہم ابھی ناسمجھ ہیں آپ نے سراپ دے ڈالا
آخر ہمارے ادھار کی سبیل ۔ مہارشی بولے کہ اچھا تو صبر کرو ۔ جس وقت پانڈو
کا قدم چھو جائیگا ۔ اس وقت نجات ہو جائیگی +
چنانچہ شکر ہے ۔ کہ آپ نے آج درشن دئے مجھے تو نجات مل گئی ۔ اب
چار میری ہمجولیاں اور باقی ہیں ان پر نظر عنایت ہو جائے ۔ یہ کہہ کر وہ جوانی
تو بس کاش پر تھی یہاں ارجن چاروں کنڈوں میں نہایا ۔ چاروں اپسراؤں
کو دام مصیبت سے آزاد کیا ۔ خاص و عام کے نعرۂ مرحبا سنے ۔ اور پھر چترانگدا
کے جو تخت بخت ہیں منی پور کی راہ لی وہاں دیکھا تو آنکھ کا تارا بیر باہن سب کی
آنکھوں کو سکھ دے رہا ہے ۔ دل کی کلی کلی کھل گئی +
راجہ منی پور کے کوئی اولاد نرینہ نہ تھی ۔ اس نے بیر باہن کو گود لے لیا اور
اپنی دوسری بیٹی کی شادی بھی ارجن ہی کے ساتھ کر کے دوسرے نور سے بھی
منہ دیکھا +

ادھیائے ۶۹

ارجن کے ساتھ سری کرشن چندر جی کی بہن سوبھدرا کی شادی ۔ اور بعدہٗ واپسی اندر پرستھ

ارجن منی پور سے روانہ ہوا تو سیدھا دوارکا جی پہنچا ۔ کرشن جی کو خبر لگ
چکی تھی ... ... استقبال کیا ... گئی تھی
نئی دلھن کی طرح سج گئی ۔ ارجن راج محل میں ٹھیرایا گیا ۔ رکمنی جی جاموتی وغیرہ کرشن

جی کی پٹ رانیوں نے بڑی آؤ بھگت کی۔ مہاراج کرشن دیوکی بہن سوبھدرا نے جوںہیں ارجن کی دلفریب صورت دیکھی۔ دل ہاتھ سے جاتا رہا۔ اور چن پر بھی حسن گلوسوز نے موہنی ڈالی۔ یک نشد دو شد کا معاملہ ہوا۔ دونو طرف آگ برابر لگی ہوئی۔ آخر بھوس کا سامنا ہوا۔ گندھرب بواہ میں پروانہ و شمع سی بے تکلفیاں بھی ہو گئیں۔ سری کرشن جی دانائے اسرار تھے۔ ان سے بھید کہاں چھپ سکتا تھا۔ سارا راز ان پر فاش ہو گیا۔ انہوں نے ارجن سے کہا کہ:۔

بس اب یہاں ٹھیرنے کا موقع نہیں تم سوبھدرا کو لے کر چلتا دھندا کرو۔ نہیں تو بری ہوگی۔ مصلحت کھسک کر جانے ہی میں ہے +

ارجن نے اس مشورت پر عمل کیا اور وہاں سے سیدھیاں بھریں۔ تو بھگر میں دم لیا + بلرام جی کو اب تک کچھ خبر نہ تھی۔ انہوں نے جوںہیں سنا آپے سے گذر گئے۔ فرمایا کہ ارجن جائیگا کہاں۔ تو سہی بوٹی بوٹی قیمہ کر کے نہ رکھدوں +

بلرام جی کی آتش غضب کے شعلے چہرے سے لپکنے لگے۔ آنکھوں سے چنگاریاں نکلنے لگیں۔ کسی کی مجال نہ تھی کہ جلتی ہوئی آگ پر پانی کا ایک چھینٹا بھی ڈال سکے۔ مگر مہاراج کرشن جی نے فرمایا:۔

بھائی صاحب۔ خیال تو فرمائیے۔ جو ہونا تھا۔ ہو چکا۔ اب ملال کی کیا ضرورت آپ کو خواہش تھی کہ سوبھدرا در جودھن کے ساتھ بیاہی جائے۔ سوبھدرا نے ارجن ایسا لائق و فائق شوہر تلاش کر لیا۔ جیسے رشتہ میں در جودھن ویسے ارجن۔ اب رہے اوصاف وہ ظاہر ہیں۔ اور زیادہ کیا کہوں ایک زمانہ جانتا ہے کہ در جودھن سے بڑھ کر کوئی بیہودہ آدمی ہی نہیں۔ بس اس سے خاک ڈالئے جس کے ساتھ جس کا سمبندھ ہوتا ہے اس سے ہو جاتا ہے +

بلدیو جی کا غصہ تو فرو نہ ہوا۔ مگر ہاں یہ سمجھ کر چپ رہے۔ کہ یہ سب کرشن جی ہی کی کارستانی تھی +

ارجن اس وقت تک بھگ ہی میں تھا جس کے بارہ برس پورے ہو چکے تھے۔ لہٰذا اس نے ... گی کے حکم کی تعمیل کر کے وطن ... اندر پرست کی راہ لی۔ وہاں پہنچا تو بھائیوں نے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ ان کی خوشی کی انتہا نہ تھی کیا گنتی کہ بادروپدی

گیا اور رانیاں جس نے دیکھا سوبھدرا پر نچھاور ہوگئیں اور آنند میں آنند بڑھ گیا +

ادھیائے ۷۰

دروپدی کے بطن سے پانچ فرزندوں کی پیدائش اور سوبھدرا سے ابھمنو کی ولادت

جب ارجن سوبھدرا کو لے کر چمپت ہؤا۔ تو سری کرشن جی نے اپنے پتا بسدیو جی سے تذکرۃً الا کہا سمبندھ جس سے ہونا تھا ہو گیا۔ دونو دام محبت میں اسیر تھے دونوں گرفتار الفت ہو گئے۔ مگر ہمارا فرض جو ہے۔ اس سے ہم کیوں چوکیں مناسب ہے کہ باضابطہ و باقاعدہ شادی کرلی جائے۔ بسدیو جی کو مشورہ پسند آیا سانہوں نے تمام دان جہیز۔ ہاتھی۔ گھوڑے۔ لونڈیاں۔ باندیاں دے کر کرشن جی اور بلدیو جی کو ہستناپور کی طرف روانہ کر دیا۔ پانڈوؤں نے آمد آمد کی خبر سنی۔ تو بڑے شاہی انتظام سے استقبال کیا۔ سب کو شاہی ایوانوں میں ٹھہرایا۔ کرشن چندر اور بلرام جی کے ارشاد سے ارجن اور سبھدرا کی باقاعدہ شادی ہوئی۔ جہیز میں دس ہزار ہاتھی دئے گئے۔ جن پر زرلفت کی جھولیں پڑی ہوئی تھیں۔ اتنے ہی گھوڑے مع ساز و براق زریں مرصع زیورات سے آراستہ پیشکش کئے گئے۔ پالکیوں نالکیوں لونڈی باندیوں کا شمار ہی کیا بلدیو جی تو فرائض شادی ادا کر کے دوارکا سے کھسک گئے سری کرشن چند جی کو پانڈوؤں سے خاص محبت تھی۔ انہوں نے قیام کیا کچھ دنوں کے بعد سوبھدرا کے بطن سے ابھمنو کا ظہور ہؤا۔ خوب جشن اور جلسے ہوئے۔ ابھمنو کو دیکھ دیکھ کر کرشن جی بہت ہی خوش ہوتے تھے اس کا چاند سا مکھڑا سب کے دلوں پر موہنی ڈالتا تھا +

مہارانی دروپدی پنچ گنیاؤں کی سرتاج کا مرتبہ سب رانیوں سے افضل تھا۔ ایشر نے اسے بھی پانچ آنکھ کے تارے دئے +

(۱) ...

(۳) سرت کرت سارجن سے + (۴) ستانیک ۔ نکل سے + (۵) سرت کرما ۔ سہدیو سے +
یہ پانچوں حصہ نظم جہانداری و حواس خمسہ شہریاری بڑے صاحب لیاقت
بڑے صاحب طاقت ہوئے ۔ ان کے کارنامے نمایاں کا نظارہ اس وقت
ناظرین کی نگاہوں میں پھر جائیگا ۔ جب مہابھارت کے موقع پر یہ میدان کرکشتر
میں سر بکف و خنجر بکف ہونگے +

ادھیائے ۱۷

اگن دیوتا کی حاضری ۔ کھانڈو بن کے جلانے کی درخواست سری کرشن جی کی منظوری اور ارجن کے ساتھ روانگی

جمنا کا کنارہ ہے اور لب ساحل ایک عالیشان ایوان شاہی ۔ بلندی وہ
کہ آسمان دیکھے تو آفتاب کی پگڑی زمین پر آرہے ۔ وسعت وہ کہ پیک قیاس تھک
جائے ۔ نقش و نگار سے باغوں کے گل بوٹے مات ۔ در و بام سے برج فلک
شرمندہ ۔ آرائشگی نور اعلےٰ نور ۔ ہر ہفت عروسی گرد ۔ شیشہ آلات سے دن کو بھی
تاروں بھری رات کا عالم تھا فرش وہ جس پر پاؤں نظر پھسلے ۔ ایسا محل اور ایسی آرائش و زیبائش
اسی میں ایک روز سری کرشن جی مہاراج ارجن کے ساتھ چوسر کھیل رہے تھے ادھر
بیٹھک کی دلچسپی اور ساودھ دریائے جمن (جمنا) کا دلفریب نظارہ ۔ کچھ آنند ہی اور
تھا ۔ دفعتہ دیکھتے کیا ہیں کہ ایک برہمن سامنے کھڑا ہوا ہے ۔ کرشن جی انتر جامی
تھے فوراً اصلیت جان گئے ۔ پوچھا ۔ کیوں کر اگن دیوتا جی ۔ اس وقت چاند کدھر
نکلا ؟ تکلیف کا باعث +

اگن دیو ۔ کیا کہوں ۔ ایک عرض ہے گرفتار ہوں بھوک بالکل مر گئی ہے کھایا نہیں جاتا
سری کرشن جی ۔ یہ تو بڑی اچھی بات ہے ۔ اہل دنیا اسی پیٹ کی آگ کو روتے
ہیں ۔ پیٹ ہوتا ۔ نہ بھوک لگتی ۔ تو یہ سارا دھندا کچھ بھی نہ ہوتا ۔ آپ ڈبھوک
[illegible]

اگن دیو۔ آپ مضحکہ میں اڑاتے ہیں۔ یہاں جان سوکھی جاتی ہے کہ نتیجہ کیا ہوگا
آپ مذاق میں نہ ٹالیں میرا علاج دھنتر سے نہ ہوگا۔ بلکہ اس سے جس نے دھنتر
کو پیدا کیا ہے۔ ایشر کے لئے ذرا پوری بات تو سن لیجئے +

سری کرشن جی۔ شوق سے فرمائیے میں ذوق سے سنونگا۔ یہ تو کہئے کہ معاملہ کیا
ہے پہیلی بجھانے کی ضرورت نہیں +

اگن دیو۔ مہاراج۔ راجہ سینک کے یہاں جگیہ تھا۔ جگیہ تھا یا آفت۔ مہادیو جی
نے بارہ برس تک ہون کی آگ میں گھی ہی کی مار کرادی۔ ۱۲ برس تک گھی
ہی گھی پیتے پیتے آخر بیماری اٹھ کھڑی ہوگئی اور دل سخت پریشاں ہؤا پہلے
میں برہما جی کی خدمت میں پہنچا کہ مہاراج کچھ علاج بتائیے۔ انہوں نے سنتے ہی
کہا کہ اس کا علاج اور کوئی نہیں کھانڈوبن کو سواہا کرو۔ تب تندرستی حاصل ہونا ممکن ہے
کھانڈوبن وہ جنگل ہے۔ جہاں قدرتی طور پر آپ سے آپ سجیون کی سی تاثیر
کی جڑی بوٹیاں پیدا ہوتی ہیں۔ ان کے استعمال سے عارضے کی جڑ تک جاتی رہیگی
برہما کے اس کہنے پر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہؤا ہوں۔ کہ آپ کھانڈوبن
کے جلانے میں مدد دیں۔ ورنہ جان کی خیر نہیں +

مگر ہاں خوب یاد آیا ذرا یہ بھی خیال رہے۔ وہاں راجہ اندر کے رفیق وشفیق
تکشک ناگ کی سکونت ہے اور جب کبھی آگ گرمی دکھاتی ہے۔ تو میگھ راج
پانی کے دو ٹکڑے برسا کر انگاروں کو راکھ کر دیتے ہیں۔ سری کرشن جی نے ایک
قہقہہ لگایا اور ارجن کے زانو پر ہاتھ دے مارا اور کہا ارجن کچھ سنا کیا دل لگی کی آتی ہے

ارجن۔ آخر مرضی مقدس کیا ہے۔ ارادہ ہو تو کہئے اٹھوں +

سری کرشن جی ہنستے ہی رہے۔ آخر اگن دیو نے بڑی عاجزی کے ساتھ کہا۔
مہاراج آپ کو سب قوت ہے۔ کہاں گرڑ کہاں دیوتاؤں کا راجہ اندر مگر آپ نے
گرڑ کے سامنے اندر کا سر نیچا ہی کر کے دکھا دیا۔ بس حد ہے کہ گرڑ جی کی پوجا کرنا
پڑی۔ اس وقت میں بھی چشم ترحم کا مستحق ہوں کرپا کیجئے +

سری کرشن جی (ارجن سے) کہو۔ کچھ جرأت ہے +

ارجن۔ آپ کے [illegible] تو جگ [illegible] کا کیا پوچھنا

سارے کھانڈو اک ہاتھ سے چکر دوں میں
جلنے اٹھے۔ ناچیز ارجن کا قدم کبھی آپ کے اقبال سے پیچھے نہیں پڑتا۔ ہاں
اس وقت شرف ہے۔ کہ آپ کے پیچھے پیچھے چلوں۔

سری کرشن جی فوراً ہی اٹھ کھڑے ہوئے۔ ارجن بھی ساتھ ہو لیا۔ دائرہ حکومت
سے باہر آئے۔ تو ارجن کو کچھ اور خیال آیا۔ اس نے اگن دیو سے کہا کہ آپ تے
تو جاتے ہیں خصوصاً اس کام کے لئے جس میں دانتوں پسینہ آجائے۔ پھوکٹ
میں یہ کام ہوتے نظر نہیں آتا۔ آپ تو لانے اپنا اگنئے تیر۔ برن دیوتا سے منگوائے
گانڈیو دھنش بشوکرماں سے بیجئے۔ کپی دھیاوالا رتھ تب کارج سدھ سمجھے
ورنہ جاؤ۔ کہ ہم بھی پاؤں کے لچھن چھڑا آئے۔

اگن دیوتا۔ بس اتنی بات۔ ابھی ابھی لیجئے۔ مجال کیا جو دیر ہو۔
یہ کہہ کر اگن دیوتا نے سب کا دھیان کیا۔ فوراً برن دیوتا نمودار ہوئے۔ اپنا
گانڈیو دھنش دیا۔ راجہ سوم دت کا وہ ترکش پیش کیا جس کی یہ تعریف تھی۔ کہ کبھی
تیروں سے خالی نہ ہو۔ اس کے بعد بسوکرماں بھی رتھ لئے ہوئے آموجود ہوئے
رتھ کیا تھا جواہرات اور سونے کا ایک آسمانی برج تھا۔ جس پر سب سوار ہو کر کھانڈو ون
کی طرف چل پڑے۔ رتھ کے گھوڑے سفید نقرہ تھے۔ وہ اُڑے تو پھر سمند
خیال بھی پیچھے رہ گیا۔

ادھیائے ۲

کھانڈوبن میں آتشزدگی اندر کی حفاظت میں ناکامیابی

کھانڈوبن چاروں طرف سے گھر گیا۔ پچھم کی طرف سری کرشن جی چکر لئے ہوئے کھڑے ہو گئے
دکھن کی طرف ارجن گانڈیو دھنش لے کر ڈٹ گیا۔ اگن دیو نے پورب کا ناکا روکا پون دیوتے اتر کی
طرف کا مہرہ لیا۔ یہ کھڑا ہو دیکھ کر تکشک ناگ تو سری کرشن جی کا درشن کر کے لٹ گون بالوں
کو لئے ہوئے پہلے پڑا۔ آنچ نہ آنے پائی۔ ادھر ارجن نے تیروں کا چھپر چھا دیا۔ ہوا کو بھی آنے
جانے کی [illegible] اگر [illegible] گئی [illegible] اور ہوا

دی اب شعلہ زنی کا کیا ٹھکانا۔ ہر طرف آگ ہی آگ تھی اور شعلے ہی شعلے۔ جو پشو پکشی (چرند و پرند) تھے سب جان بچانے کے لئے ادھر ادھر بھاگے۔ مگر وہاں راستہ کہاں۔ آخر اندر کو خبر ہوئی۔ اس نے آگ ببولا ہو کر ۹ کروڑ میگھ مالاؤں کو موسلا دھار پانی برسانے کا حکم دیا۔ بن میں مینہ کی جھڑی لگی۔ پھٹ پھٹ کر پانی برسا۔ مگر ارجن کے تیروں نے وہ چھپر چھا رکھا کہ زمین پر ایک بوند کا بھی نام ونشان نہیں۔ پس یہی معلوم ہوتا تھا کہ گرم توے پہ بوند پڑ رہی ہے۔ اور پڑتے ہی غائب۔ راجہ اندر کی طرف سے گندھرب ارجن کے چھائے ہوئے تیر کے چھپروں کو تحس نحس کرتے تھے۔ مگر ارجن پھر جیسا کا تیسا کر دیتا تھا۔ جب گندھربوں کی ایک نہ چلی کچھ دال نہ گلی تو دانت کھٹکٹا کر مقابلے کو آئے۔ مگر ارجن نے وہ ہاتھ دکھائے کہ سب لوگ دم بھاگ نکلے۔ کھانڈو بن میں ایک دانو کی بھی سکونت تھی۔ اس کا نام تھا میا سر۔ اس نے جو یہ رنگ ڈھنگ دیکھا تو زمیں بوس ہوتا ہوا ارجن کی خدمت میں حاضر ہوا اور جان بخشی چاہی۔ ارجن نے سایۂ عاطفت میں لیا۔ اس کی بیڑی گرد بر د ہو گئی۔ جس وقت ارجن کی طاقتوں کا ایک شمہ نظر سے گذرا وہ حیران تھا کہ اکیلا ارجن اور اس نے گندھربوں کی عظیم طاقت کو پیس کر رکھ دیا۔ گندھرب جان توڑ کر لڑے۔ مگر آخر سر پہ پاؤں رکھ کر بھاگے۔ کسی کی بھی پیش نہ گئی۔

ادھیائے ۳۷

کھانڈو بن کے جلنے کے بعد کے متفرق حالات

جب کھانڈو بن سے جان بچا کر گندھرب وغیرہ بھاگے تو سیدھے راجہ اندر کے پاس پہنچے۔ آتش زدگی اور بربادی کا حال سنایا۔ اندر انگاروں پر لوٹنے لگے آگ ہو گئے۔ کہا کہ دیکھو ابھی میں خود جاتا ہوں اور فساد کی جڑ ہی میں آگ لگاتا ہوں۔

یہ کہہ کر اندر جی بڑے زعم وغرور میں مست غصے میں بھرے ہوئے ارادہ

ہاتھی پر سوار کھانڈو بن کی طرف چلے۔ جونہی قدم اٹھا کہ آکاش بانی ہوئی:-

راجہ اندر کس خیال میں ہو۔ سری کرشن جی اور ارجن نارائن ہیں۔ اُن سے تم کو تاب مقابلہ؟ مجال کیا جو کبھی سر بر ہو۔ ایسا نیچا دیکھو کہ عمر بھر سینکتے نہ بنے +

راجہ اندر اس آکاش بانی سے چوکنے ہوئے۔ ان کے غرور و تکبر زعم و طاقت کا نشہ اتر گیا۔ سری کرشن جی کی خدمت میں حاضر ہوئے سامنے ارجن تھا۔ اس کی توتوں کی بڑی تعریف کی اور سری کرشن جی مہاراج کا درشن کر کے جن پیروں سے آئے تھے انہیں سے واپس چلے گئے +

کھانڈو بن کی آتش زدگی وہ تھی۔ جس نے راجہ اندر کے ہاتھوں کے طوطے اڑا دئے لاکھ زور لگایا مگر ایک نہ چلی۔ تمام ذی روح کیا پرند سب راکھ ہو گئے صرف سری کرشن جی کے درشنوں کے طفیل تکشک ناگ بال بچوں سمیت بچ نکلا یا باقی اور جو بھگوان کرشن دیو کی کرپا سے بچ رہے۔ وہ چار پرند تھے۔ باقی سب سواہا تکشک ناگ کا بیٹا اندر سین کبھی نہ بچتا۔ مگر نہیں اس کی ماں اپنے کلیجے کے ٹکڑے کو کلیجے سے لگا کر بھاگی کہ اتنے میں ارجن کا بان پہنچا۔ ماں تو وہیں ٹھنڈی ہو گئی۔ اندر سین نلوہ بچ گیا اور ہوش سنبھالا تو ارجن کے خون ہی کا پیاسا بن بیٹھا۔ پہلے کچھ پیش نہ گئی مگر ہاں جب ہاتھ پاؤں ہو گئے تو مہابھارت میں ارجن کے سامنے خم ٹھونک کر بہادران زمانہ کو ناکوں چنے چبوا دئے +

کھانڈو بن میں پندرہ دن تک آگ سلگتی رہی سب درخت راکھ کے ڈھیر ہو گئے ذی روحوں میں سے کوئی جانبر نہ ہو سکا۔ سارا جنگل کا جنگل صفایا۔ مے دانو راچھس ارجن کی پناہ میں جان بخشی کا شکر گذار تھا۔ اس نے جنگل کو صفا چٹ دیکھ کر کہا کہ آپ نے میری جان بچائی۔ آپ کے اقبال سے دانو کے گروہ کی سرغنائی حاصل ہے فن تعمیرات میں بسوکرما کا نقطۂ مقابل ہوں۔ جیسی تعمیر کا حکم ہو اس سے اچھی تیار کر دوں۔ سری کرشن جی اور ارجن مے دانو کو لئے ہوئے اندر پرستھ میں واپس آئے راجہ جدھشٹر اس کارنمایاں سے بہت خوش ہوئے۔ مے دانو کی قدر دانی کی اس کے انتظام میں نئی نئی تعمیرات سے راجدھانی کو اور رونق حاصل ہوئی اور مہابھارت کے آدی پرب کے آخری زمانے کا ہنسی خوشی سے خاتمہ ہوا + آدی پرب ختم

مہابھارت

حصہ دوم

سبھا پرب

پہلا ادھیائے

سری کرشن جی کا مے دانو کو اندر پرست کی

تعمیرات کے لئے ارشاد

آدپرب ختم کر کے بیشم پائن جی نے سبھا پرب کا آغاز کیا۔ اُن کی زبان سے جو گل فشانی ہوئی۔ اِس کا سلسلہ حسب ذیل تھا۔ یعنی

جب کھانڈو بن میں سری کرشن جی کی نظر ترحم اور ارجن کی چشم کرم سے مے دانو کی جان بچ گئی۔ تو وہ نہایت ہی شکر گذار و احسان مند ہوا۔ اِس نے دست بستہ درخواست کی کہ کبھی کسی خدمت لائقہ کا ارشاد ہو کہ جس میں جان بخشی کے عوض کچھ تو خدمت سے عظمت حاصل کروں۔

ارجن۔ مجھے کسی چیز کی خواہش نہیں۔ ایشر کا دیا سب کچھ موجود ہے۔ تجھے فضول کیا تکلیف دوں۔ تم عوض معاوضے کی فکر نہ کرو۔ یہاں معاوضے کی

نہ کبھی خواہش ہوئی اور نہ ایشر کرے ۔ کبھی ہو ۔

مے دانو ۔ ایشر آپ کی اس نیت خیر کو برکت دے ۔ مگر اس میں مضائقہ کیا ہے ۔ اگر آپ کوئی کام مجھ سے لے لیں ۔ بھلا میں اپنی جان کا معاوضہ کیا دے سکتا ہوں مجھ میں یہ لیاقت و دستگاہ کہاں ۔ مگر ہاں خواہش یہ ہے کہ کچھ اپنا جوہر ہی دکھادوں ۔ آخر جو فن حاصل کیا ہے ۔ وہ کس دن کام آئے گا ۔

ارجن ۔ تجھے کس فن میں کمال ہے ۔ کون جوہر دکھانے کی خواہش ہے ؟

مے دانو ۔ یوں تو میں محض ناچیز ہوں ۔ لیکن جس طرح دیوتاؤں میں بسو کرمان شلپ بدیا (فن تعمیرات) میں کامل ہیں ۔ اسی طرح مجھے بھی اس فن میں مہارت حاصل ہے ۔ راچھسوں کی عمدہ عمارتیں انہیں ہاتھوں کی بنائی ہوئی ہیں ۔ جو آپ کے چرن چھونے سے ممتاز ہو رہے ہیں ۔

ارجن ۔ مجھے تمہارے کمالات سننے سے بڑی خوشی ہوئی ۔ مگر میں کوئی فرمائش نہیں کر سکتا ۔ ہاں سری کرشن جی کی جو مرضی مقدس ہو وہ مقدم ۔

مے دانو (سری کرشن جی سے) مہاراج کچھ ضرور ارشاد ہو ۔ خدمت گذاری کے بغیر میں اپنی زندگی کو ہیچ سمجھوں گا ۔

سری کرشن جی ۔ تمہاری ایسی ہی مرضی ہے تو خیر مہاراجہ جدھشٹر کے لئے ایسی راج سبھا (دربار شاہنشاہی) تعمیر کر دو ۔ جس کا دنیا کے پردے پر جواب نہ نکلے ۔ اور فن عمارت یادگار زمانہ ہو ۔

مے دانو نے قدموں پر سر جھکایا ۔ ارشاد اقدس کی تہ دل سے شکر گزاری کر کے عرض کی ۔

وہ عالیشان عمارت بنے کہ آدمی تو آدمی دیوتا تک دیکھ کر حیران رہ جائیں کہیں ایسا شاہی دربار کسی نے خواب میں بھی نہ دیکھا ہو ۔

بات طے ہو گئی سلسلہ کلام منقطع ہو گیا ۔ اب سری کرشن جی اُٹھے اور سب کو لئے ہوئے سیدھے راجہ جدھشٹر کے پاس پہنچے ۔ راجہ جدھشٹر نے سری کرشن جی کا بڑے تپاک سے استقبال کیا ۔ انکھیں فرش کر دیں

پلکیں بچھاویں۔ پتلیوں نے سر پر بٹھا دیا۔ گردن قدموں پر جھک گئی۔ مزاج پرسی وغیرہ کے بعد مے دانو کے کمال اور تجویز تعمیر کی بات چھڑی۔ راجہ جدھشٹر بہت خوش ہوئے اور مے دانو سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اچھا کیا مضائقہ ہے ۔

تجویز پختہ ہونے پر راجہ جدھشٹر نے برہمنوں کو کھیر کھلائی اور مے دانو نے ایک بہت ہی پر فضا اور وسیع مقام پر دس دس ہزار ہاتھ کی پیمائش سے درباری نشستگاہ بنانے کا آغاز کر دیا ۔

یہ قطعہ زمین جمنا جی کے کنارے پر واقع تھا۔ جب اندر پرستھ (عرف دلّی) کا لقب حاصل ہوا۔ ادھر تعمیر ایوانات کا کام شروع ہوا۔ ادھر سری کرشن جی دوارکا جی کی طرف عازم ہوئے۔ وہاں خیر و عافیت سے پہنچے اور اتنے دنوں کے بچھڑوں سے ہنسی خوشی ملے ۔

ادھیائے ۲۰

مے دانو کے ہاتھ سے اندر پرستھ کی تعمیر

مے دانو درخواست منظور ہونے سے نہایت خوش ہوا۔ اس نے ارجن سے اجازت مانگی۔ کہ میں ضروری سامان لینے جاتا ہوں۔ آپ حکم دیں۔ میں نے عرصہ گذرا کہ برکھ پرداویت کے لئے کیلاش کے اتر کی طرف میناک پہاڑ پر ایک راج دربار تعمیر کیا تھا۔ جس کی نظیر زمانہ میں نہیں۔ اس میں بہت جواہر والماس صرف ہوئے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ کے دربار کو بھی جواہر غانہ بنا دوں۔ چنانچہ بندوسر کا خزانہ الماس و جواہر سے اب بھی بھرا پڑا ہے۔ تمام دنیا کی نفائسات اس کے قبضے میں ہیں۔ یہی نہیں بلکہ ایک بہت ہی وزنی اور دشمن کش گدا بھی اس کے پاس ہے۔ جس کی چوٹ سہنا تو درکنار کوئی سامنے ٹھہر نہیں سکتا۔ جس طرح دھنشوں میں گانڈیو دھنش ہے جو تمام

استروں اور ششتروں سے اوصاف میں فائق مانا گیا ہے۔ جس پر مخالف کے ہتھیار کارگری نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح وہ گدا بھی ہے۔ اس کو برکھ پر وادیت سے لاکر بھیم سین کے ہاتھ میں دوں گا۔ کہ اس کی زینت ہو۔ آپ کی نظر کے لیئے میں نے ایک سنکھ بجویز کیا ہے۔ جو اُسی ادیت کے پاس ہے۔ چنانچہ میں جاتا ہوں اور سب چیزیں ڈھوئے لاتا ہوں ٭

ارجن نے خوشی سے اجازت دی اور مے دانو وہاں سے ہوا ہوا۔ سیدھا کیلاش پربت کی طرف چلا۔ اور آندھی کی طرح وہیں جا پہنچا جس جگہ راجہ بھاگرتھ نے گنگا جی کے اکاش سے لانے کو مہادیو جی کی تپشیا میں مدتیں گزاری تھیں۔ اور جہاں دکش مہاجاپت کا وہ عظیم الشان جگیہ ہُوا تھا۔ جس کی یادگار ستی جی کے واقعہ نے صفحۂ روزگار پر قائم کردی ہے مے دانو نے وہاں سے گدا حاصل کیا۔ سنگھ ہتیا یا جواہرات کے انبار ڈب میں کیئے اور انہیں پیروں واپس آکر گدا بھیم سین کو نذر کر دیا۔ سنکھ ارجن کے پیشکش کیا۔ اور فن تعمیرات کا کمال دکھانے کے لیئے ہتھیلی پر سرسوں جما کر ایسی عمارتیں کھڑی کر دیں کہ سری کرشن جی کی سو دھریاں سبھا کی اخوبیاں گرد برد ہو گئیں۔ عالیشان عمارت عجیب و غریب اور اعلےٰ صناعی کا نمونہ تھی۔ دالان کے اندر ایک سے ایک خوبصورت دالان۔ در و بام میں انتہا سے زیادہ نفاست صحن میں باغ و بہار کی کیفیت۔ جا بجا صاف و شفاف حوض اور نہریں جن میں چاندی کی طرح چمکتے ہوئے پانی پر کنولوں کا مستوں کی طرح جھومنا عجیب لطف دکھاتا تھا۔ اور جن کی سیڑھیاں جواہرات کی پچیکاری اور الماس و عقیق کے نقش و نگار سے آنکھوں میں چکا چوندھ پیدا کر کے پاے نظر کو جمنے نہ دیتی تھیں۔ حوضوں میں رنگ رنگ کی مچھلیاں چھوٹی ہوئی تھیں۔ جن کی شوخیاں نازنینان پری جمال و مہوشان مہر تمثال کی چہلوں کو شرماتی تھیں۔ کیا در و دیوار کیا سقف و بام سب جواہرات سے جڑے ہوئے تھے۔ دن کو آفتاب کی کرنیں عقیق و الماس پر نظر ٹھہرنے نہ دیتی تھیں رات کو ان کے نور کی تڑپ چاندنی رات کا مرقع کھینچتی [illegible]

تھیں جن کے فواروں کا چمکتا ہوا پانی اچھلتا اور گرتا ایسا بھلا معلوم ہوتا تھا۔ کہ کلیجہ تر ہو جاتا تھا۔ باغوں کی بہار کا کیا کہنا۔ چمن بندیوں میں خاص نفاست روشوں پر غیر معمولی لطافت۔ جگہ جگہ سنگ مرمر کی چٹانیں بموقع موقع پر رنگ رنگ کے پتھروں کا فرش۔ حسب ضرورت روش پٹڑیوں میں بہت بہی نست کا کام۔ جڑاؤ کا سا رنگ ڈھنگ۔ جواہرات ہی جواہرات زمین پر بچھے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ درختوں کے ہجوم کا کیا کہنا۔ زمین چھپی ہوئی تھی۔ مرغان خوش الحان ہری بھری پھولی پھلی شاخوں پر چہکتے اور رنگ رنگ کے پھول مہکتے تھے کہیں مور حسن صورت کے غرور میں زمین پر پاؤں نہ رکھتے۔ ادھر سے ادھر ادھر سے ادھر تھرکتے تھے۔ مینائیں میٹھی میٹھی بولیوں سے دلوں کو رجھاتی تھیں۔ طوطیاں رس بھری آواز سے نغمہ دلفزا سناتی تھیں۔ سارس حسینان کبک خرام کی طرح ناز و انداز سے چلتے تھے۔ ہنس نازنینان گل اندام کی طرح اٹھلاتے ہوئے روشوں پر ٹہلتے تھے۔ چکوروں کا خرام ناز دلوں کو لبھاتا تھا۔ لالوں کی ترانہ سنجی پر دل لوٹ ہوا جاتا تھا ادھر کبکوں کے قہقہے ادھر بلبلوں کے چہچہے۔ کچھ عجیب ہی دل خوش کن بہار تھی۔ اہل شہر کی طبیعت گلزار تھی۔ راج سبھا کی زینت و آرائش سے صناع خرد کی عقل دنگ تھی۔ صنعت کیا تھی۔ طلسم و نیرنگ تھی۔ چاروں گوشوں پر برج فلک سے بڑھیا طلائی برج جن پر خوش نما گنگا جمنی کلس آسمان سے باتیں کرتے اور آفتاب عالم تاب کو چمک دمک سے نیچا دکھاتے تھے۔ ہر کنگرہ جواہرات سے ایک کرۂ نور نظر آتا تھا۔ کوسوں تک آنکھوں میں چکا چوند۔ پیدا کرنے والی روشنی پھیلی رہتی تھی۔ دروازے سر بفلک۔ محرابیں سنہری نقش و نگار اور نیلم والماس لعل اور پکھراج کے رنگا رنگ جواہرات سے دوج کے چاند کی ہمشکل اور ماہ دو ہفتہ کی طرح روشن والانوں سے شیش محل گرد تصویر خانے مات۔ محرابوں میں رنگ رنگ کی خوش نمایاں۔ شیشہ آلات مطلا و مرصع آویزاں۔ جھاڑ فانوس سردنگ وغیرہ سے ہر جگہ عالم نور۔ کہیں اطلس کہیں مخمل کا فرش۔ کہیں خوبصورت قالین کہیں زر کا مسندیں ...

چبوترے جواہر نگار سونے کے کٹہروں میں مہین مہین جالیاں جن میں موقع موقع پر یاقوت و الماس کے بیل بوٹے۔ جا بجا مرصع فوارے۔ جن کے چمکتے ہوئے پانی کا ننھے ننھے ہرے بھرے پودوں کی طرف جھکاؤ۔ درخت تمام ثمردار و بار۔ آور جامن انار کھجور۔ ناریل۔ سیب۔ انگور وغیرہ۔ ہزارہا اقسام کے درختوں کے بوجھ سے زمین دبی جاتی تھی باغ میں میوہ ٹپا پڑا تھا۔ باغوں کے وسط میں اعلےٰ سے اعلےٰ صناعیاں دکھائی گئی تھیں۔ روشوں میں وہ طلسم کیا تھا کہ موجیں مارتے لہراتے ہوئے پانی کی چادر کا دھوکھا ہوتا تھا۔ یوں بالکل زمین خشک کہیں روش پڑی بالکل خشک نظر آتی تھی۔ مگر جہاں پاؤں رکھا جلد مٹی پہ گیئے کسی مقام پر ایسی کاریگری سے دروازے کی ہیئت دکھائی گئی کہ اہل سیر دھوکا کھا کر اس سے گذرنا چاہے۔ مگر وہاں دراصل دروازے کا نام و نشان نہیں۔ ہاتھ سے ٹٹولا تو دیوار کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ غرض کہ ایسی ایسی نہ معلوم کتنی صنعتوں سے راج دربار فردوس گار بنایا گیا۔ اور نہ جانے کتنی نیرنگ و طلسمات اس کی نفاست کے کام میں لائے گئے۔ دروازوں پر زرکار چلمنیں موتی کی جھالروں کی چھتیں سامنے کی رخ زرکار مقیشی شامیانے۔ دیواروں پر یا موقع کا ندار ریشمی جھنڈیاں۔ خلاصہ یہ کہ مے دانوں نے اس عمدگی سے عجیب وغریب عمارت کھڑی کر دی۔ اور گوشے گوشے کو ایسی خوبی سے آراستہ کر دیا کہ اندر بن متی ہو گیا نندن بن کی خوبیاں گرد برد ہو گئیں۔ پانچوں پانڈو ایوانات شاہی اور راج سبھا کی خوبیوں پر عش عش کر گئے۔ مے دانو کے کمالوں کو ہزار زبان سے سراہا۔ بود و باش کے لئے اپنی اپنی پسند کے موافق ایوان کے لئے اور وہیں بڑی ٹھاٹھ باٹھ سے رہنے سہنے لگے۔ مہارانی کنتی بہوں کا سکھ دیکھتی تھی۔ اور پانچوں بیٹوں کی سعادت۔ شاہی شان و شوکت اور نیک خصلتی سے اس کا کلیجہ ہاتھ بھر کا تھا +

ادھیائے ۔ ۳

اندر پرستھ میں نارد منی کی تشریف آوری راجہ جدھشٹر کی راج سبھا کی نفاست پر اظہار مسرت ۔ دیوتاؤں کی راج سبھاؤں کا تذکرہ راجہ پنڈو کا پیغام ۔ راجسو یہ جگیہ کی ہدایت

ایک سری نارد جی گھومتے گھامتے راجہ جدھشٹر کے یہاں رونق افروز ہوئے نارد من تشریف لائیں تو تعظیم وتکریم کا کیا پوچھنا ۔ جدھشٹر نے قدموں پر سر جھکا دیا ۔ ہاتھوں ہاتھ لائے ۔ جواہرات سے جڑے ہوئے سنگاسن پر جگہ دی ۔ اور بڑے ادب سے ہاتھ باندھے ہوئے سامنے کھڑے ہو گئے نارد من نے راج سبھا اور آس پاس کے شاہی محلوں کی زیب وزینت رونق وآرائش دیکھی تو آنکھیں کھل گئیں ۔ ایک ایک چیز کو نظر حیرت سے دیکھنے لگے ۔ جس طرف نظر جاتی تھی ہٹنے کا نام نہ لیتی تھی ۔ اُن کا دل خوش ہو گیا طبیعت پھڑک گئی بولے کہ ۔

مہاراجہ جدھشٹر آپ نے عمارتیں تو ایسی بنوائیں ۔ کہ آج تک دیکھنے میں نہ آئیں ۔ کیا سرگ لوک کیا اندر لوک کیا برن لوک سب جگہ گھومتے گھامتے سب کی سیر دیکھتے دیکھتے اتنی عمر ہوئی مگر ایسی عجیب وغریب عمارتیں آج ہی دیکھنا نصیب ہوئیں ۔ راجہ اندر کی سبھا جسے پشکر مالنی اور سودھرماں کہتے ہیں ۔ بسوکرماں نے بڑی عمدگی سے بنائی سو جوجن عرض ڈیڑھ سو جوجن طول اس کی نفاست کا کیا کہنا

اندر جہاں چاہیں بے غل و غش لے جائیں - عیش و عشرت کے سوا اس میں رنج و غم کا گذر ہی نہیں - بڑے بڑے خوبصورت درختوں کا باغ لگا ہوٗا ہے شاخیں پھولوں پھلوں سے لدی نظر پر مدہنی ڈالتی معلوم ہوتی ہیں - جا بجا نہریں جاری - موقع موقع پر حوض لبریز رنگ رنگ کے مرغان خوش نوا کی چہلوں سے طبیعت باغ باغ ہوتی ہے - میٹھی میٹھی بولیوں سے پژمردہ دل بھی ہرا ہو جاتا ہے در و دیوار میں سونا ہی سونا - نقش و نگار میں جواہر ہی جواہر - نیلم و الماس عقیق و یاقوت کے بیل بوٹوں سے ایک باغ کھلا ہوٗا نظر آتا ہے - خوبی عمارت لفظوں میں بیاں نہیں ہو سکتی - دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے - راج دربار میں سونے کا جڑاؤ سنگھاسن جگمگ جگمگ کرتا ہے - جس پر راجہ اندر ہا کا ترچھا مکٹ دیئے زیور و جواہرات میں غرق بڑے ٹھاٹھ باٹھ سے اپنی رانی کے ساتھ جلوہ افروز رہتے ہیں - سامنے کے رُخ بڑے بڑے سدھ - مہاتما رشی مہرشی منی مہامنی سادھو سنت اور دیوتا لوگ بڑے دبدبے بڑے جاہ و جلال سے رونق صف بڑھاتے اور چمکتے ہوئے چہروں سے در و دیوار پر نور ہی نور برساتے ہیں ٭

سورج کے فرزند دھرم راج کی سبھا بھی بسوکرماں نے ایسی نفیس تعمیر کی ہے کہ باید و شاید - لمبائی چوڑائی سو سو جوجن نہ گرمی میں گرمی نہ سردی میں سردی سورج ہمیشہ روشن - دیوتاؤں اور باشندگاں شہر کے لئے ہمہ نعمتیں مہیا - کسی کو کسی بات کی کمی نہیں - باغ ہمیشہ بہار - درخت میوہ دار - شاخیں پر بار پھل خوشگوار - جس چیز کی خواہش ہو - فوراً موجود - رنج و غم کا ہمیشہ نام و نشاں مفقود - جن چکروتی راجاؤں نے سو سوا سو میدھ جگیہ کئے ہیں سب سب وہاں کا انند لوٹتے ہیں - چنانچہ راجہ ججات - راجہ شانتنو راجہ ماندھاتا وغیرہ تمام کے تمام دھارمک اور پرتاپی تاجداروں کا وہیں مقام ہے - بڑے بڑے رشی منی اپنے اپنے فضائل و کمالات اور مرتبہ و اعزاز کے موافق وہاں قیام گاہ ہوں میں فروکش ہیں ٭

برن دیوتا کی شاہی عمارات کی بھی یہی صورت ہے - یہ عمارتیں پانی میں تعمیر

دن کی روشنی کو مات کرتی ہے ۔ در و دیوار کی سفیدی میں عالم نور ہے ۔ صفائی پر نگاہ نہیں ٹھہرتی ۔ تمام دریا اور کل سمندر اپنی اصلی ہیئت میں یہاں جلوہ افروز رہتے ہیں ۔ اودی کالی ہر رنگ کی گھٹاؤں کا نظارہ ہر وقت نظر کو اپنی دلفریبی سے لبھاتا رہتا ہے ؛

کوبیر جی کی راج سبھا کی نفاست ہی اور ہے ۔ سونے چاندی کی عمارتیں سر بفلک کھڑی ہیں ۔ صدہا من قیمتی سے قیمتی جواہرات سے در و دیوار جگمگ جگمگ کرتے کیلاش پہاڑ کی بلند چوٹی سے نظر آتے ہیں ۔ یہاں والوں کو رات دن ناچ رنگ سے مطلب ۔ ہر وقت نغمہ و ساز سے کام ہے کیا انبا کیا کرشی کیا دھرماچی کیا لبواچی کیا اربسی کیا اور رقص ناز دکھاتی ہیں ۔ گندھربوں کنروں کی نغمہ سنجیاں دلوں کو رجھاتی ہیں ۔ غرض ایسی ہی رنگ رلیاں رہتی ہیں ۔ ایسی موجوں کے سوا اور کسی بات سے کام نہیں ۔ رنج و غم کا ذرا نام نہیں ؛

برہماجی کی سبھا کا کیا کہنا آخر برہماجی کی سبھا ہے اندر برن کبیر سب کی سبھائیں اس کی خوبیوں کے سامنے گرد ہیں ۔ لمبائی چوڑائی بے حد و حساب بلندی وہ کہ کہ سرگ اور امراوتی کو بھی نصیب نہیں ۔ چاند سورج کی روشنی بھی نہیں پہنچ سکتی قدرتی ہی نور برستا رہتا ہے ۔ مہادیوجی بڑے بڑے دیوتا بڑے بڑے پہنچے ہوئے رشی بلند مرتبہ پچھتر وہاں برہماجی کی پرستش میں مصروف رہتے ہیں ۔ دیوتاؤں کی سبھاؤں کا ذکر کر کے نارد جی مہاراجہ جدھشٹر سے بولے کہ

گو ایسی ایسی سبھائیں میں نے دیکھیں ۔ مگر سچ کہتا ہوں کہ آپ کی سی مہاراج سبھا عالم موجودات میں دوسری نہیں ۔ دیوتاؤں کی سبھا اور آپ کی سبھا میں اگر کچھ فرق ہے تو صرف اتنا کہ وہ عالم بالا پر ہیں اور وہاں دیوتاؤں کی چہل پہل رہتی ہے آپ کی سبھا دار فانی میں روئے زمین پر ہے اور یہاں آدمی مقیم ہیں ۔ میں آپ کی سبھا دیکھ کر نہایت ہی خوش ہوا ۔ آپ کو یہ شان و شوکت مبارک ؛

اس کے بعد کچھ اور معمولی ذکر و اذکار کے بعد سری کرشن جی کے دوارکا تشریف لے جانے اور کھانڈو بن کے جلنے کی بات چھڑی اور اس آخری گفتگو پر ختم کلام ہوا

راجہ یدھشٹر مہان منی آپ تو جہانیاں جہاں گشت ہیں۔ رات دن اِس لوک سے اِس لوک میں اس لوک سے اِس لوک میں جانے کا اتفاق رہتا ہے۔ فرمائیے کہیں میرے والد ماجد مہاراجہ پنڈو بھی نظر آئے ؟

نارد منی۔ جی ہاں جب وقت میں نے روئے زمین کی سیر کا عزم کیا اُن سے ملاقات ہوئی تھی۔ میرا عزم سن کر انہوں نے آپ کو یہ پیغام دیا کہ اگر راجہ یدھشٹر راجسویہ جگیہ کر دیں تو میں بھی راجہ ہرسچندر کی طرح اندر لوک کا آنند لوٹوں اس لئے آپ ضرور جگیہ کریں۔ ایک پنتھ دو کاج بیک کرشمہ دو کار کا معاملہ ہے ادھر راجہ پنڈو کو اندر لوک مل جائے اور ادھر آپ بھی اس کے مستحق ہو جائیں ؟

نارد جی کو دوارکا جی کی سیر کا اشتیاق تھا۔ اس لئے جگیہ کے واسطے ہدایت فرما کر رخصت ہو گئے۔ اور یہاں راجہ یدھشٹر کو جگیہ کی فکر ہوئی ؟

ادھیائے ۴

سری کرشن جی۔ ارجن و بھیم کی مگدھ دیش میں تشریف بری۔ معرکہ جنگ۔ بھیم سین کی فتح۔ جراسندھ کا قتل۔ قیدی راجاؤں کی رہائی۔ دراسندھ کی تخت نشینی سری کرشن جی کی اندر پرستھ سے دوارکا واپسی

مہاراجہ یدھشٹر نے [illegible] جگیہ [illegible]

رات دن لپسینہ آئیگا - چنانچہ انہوں نے اندر سین کو دوارکا میں بھیجا - مہاراج کرشن چند قاصد کے ہمراہ اندر پرستھ میں رونق افروز ہوئے راج سبھا کی عجیب وغریب عمارتیں دیکھ کر اظہار مسرت فرمایا - زیب و آرائش خوبی و زیبائش سے باغ باغ ہو گئے جب راج سبھا کی سیر سے یکسوئی حاصل ہوئی - تو مہاراجہ جدھشٹر نے نارد جی کی تشریف آوری راجہ پنڈو کے پیغام اور راجسویہ جگیہ کی ہدایت کا تذکرہ کر کے گذارش کی کہ

"مہاراج - اِس جگیہ کی مشکلات سے آپ واقف ہیں بیان کرنا فضول ہے آپ کی نظر عاطفت لازمی ہے - آپ کی توجہ کے بغیر کامیابی معلوم +

سری کرشن جی - جگیہ کی تجویز پر میرا بھی صاد ہے - آپ انتظام شروع کریں کھٹکا ہے تو صرف جراسندہ سے - وہ ضرور خلل انداز ہوگا - آپ جانتے ہیں کہ اُس نے نرمید جگیہ کے لئے ہزارہا تاجدار گرفتار بلا کر رکھے ہیں - ان کو قید مصیبت سے آزاد کرنا میرا پہلا فرض ہے - چنانچہ ارجن اور بھیم میرے ساتھ چلیں - تو سب کام بن جائے ؛

باہم مشورہ طے پا گیا - اور سری کرشن جی ارجن اور بھیم کو لے کر برہمن کے بلانے میں جراسندھ کے دارالحکومت میں پہنچے - دیکھا تو بڑے ہی ٹھاٹھ باٹ ہیں دھوم دھام کی حد نہیں ؛ بازار آراستہ کوچے صاف و شفاف - گلی گلی میں کیوڑے گلاب کا چھڑکاؤ - گوشے گوشے میں سامان تفریح - گھر گھر میں ناچ رنگ محلے محلے میں جشن عشرت - ہر جگہ آدمیوں کا میلہ - ہر مقام پر عورتوں مردوں کا ریلا - چار طرف سواروں کے پرے - صف بصف پیادوں کا ہجوم - کہیں کھیل کہیں تماشے کہیں ناچ - کہیں باجے - غرض عجیب ہی کیفیت - عجیب ہی دلچسپ نظارہ تھا آنکھیں سیر نہ ہوتی تھیں - دل سیر تماشے سے نہ بھرتا تھا - وہیں در دولت پر پہنچے بے تکلف چوکھٹ لانگھنا چاہی - مگر روک ٹوک سخت تھی پہرا کڑا تھا - ایک راکھشس نے بھیم سین کے موٹے موٹے پاؤں دیکھ کر روکا - بھیم کچھ کھٹکے تو راکھشس بگڑ کھڑا ہوا - آخر پکڑ ہو گئی - دونو گتھ گئے - کتا اپنی گلی میں شیر - اِس پر ہاتھ پاؤں کا جوان - مگدر مارتا ہے - تو بھیم سین چار دل شاہے جست - ارجن نے لپک کر راکھشس کو جا لیا - کہیں اوپر مگدر نہ پہنچ

کر دے۔ اِس مہلت میں بھیم سین سنبھلے اٹھے اور ایسی بے ٹخنی دی۔ کہ پھر سانس نہ آئی۔ دروازے پر ایک نقارہ دیکھا۔ جو آپ سے آپ بج کر دوسروں کے عزم جنگ سے جراسندھ کو خبر دار کر دیتا تھا۔ اِس لئے تینوں صاحب وہاں سے کھسکے اور ایک دیوار پھاند کر جراسندھ کے محل میں جا اترے۔ نقارے کو بجنے کا موقع نہ دیا۔ جونہی جراسندھ کی نظر پڑی دہ ڈنڈوت کو جھک گیا۔ اور صورت شکل دیکھ کر بولا:

ٹھیک ٹھیک کہئے گا۔ آپ سچ مچ برہمن ہی ہیں یا دیوتا یا آپ کا گندھرب میں شمار ہے۔ بہرحال جو خواہش ہو بے تکلف ظاہر کیجئے۔ ابھی پوری کروں:

سری کرشن جی۔ راجن روپیہ پیسہ ہاتھ کا میل ہے۔ اُس کی خواہش نہیں ہاں آرزو یہ ہے کہ آپ ہم تینوں میں سے جس کے ساتھ چاہیں کشتی لڑیں جراسندھ اِس سوال پر ہنس پڑا اور بولا:

بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش
من اندازہ قدرت را مے شناسم

برہمن کا روپ بھر کر کشتی لڑنے چلے۔ یہ کیوں نہ کہئے کہ ذات شریف کرشن جی ہیں اٹھارہ مرتبہ پکڑ ہوئی تو پیٹھ دکھلانے کے سوا کیا کھنا لیا۔ آخر وطن سے بھاگ کر دوار کا میں منہ چھپانا پڑا۔ جو لڑائی میں پیٹھ دکھا چکا۔ اُس سے لڑنا ہی کیا رہا یہ دوسرا برہمن ارجن اِس کے ہاتھ پاؤں ہی کیسے دیتے ہیں۔ کہ میرے سامنے کیا غم ٹھونکے گا۔ بدن میں ہاتھ لگا دوں تو ننھا سا ڈیل چرم ہو جائے ہاں بہ الفرض خواہ مخواہ مرد آدمی یعنی بھیم سین خیر دو ایک گدے سہ سکتا ہے اس کا جی چاہے تو دو دو ہاتھ کرے۔ دیکھو ابھی ہڈیاں پسلیاں چور کئے رکھے دیتا ہوں تم بھی کیا کہو گے کہ سوال نہ پورا کیا:

یہ کہتے ہی اس کا چہرہ تمتما اٹھا۔ آنکھیں سرخ ہو گئیں۔ اُس نے اسی وقت اپنے بیٹے سہدیو کو راج سنگاسن پر بٹھا کر وزیروں کو ضروری ہدایتیں کر کے لنگوٹ کسا۔ بھیم سین کو للکارا۔ تال ٹھونکتے ہوئے دونو ہاتھی کے پاٹھے اکھاڑے میں اترے برابر کا زور ہونے لگا۔ خوب داؤ پیچ خوب ڈنڈ بلوں سے

طاقت آزمائی ہوئی - مگر نہ کوئی جیت ہوئی اور نہ کوئی ہٹ - جوڑ بنی تلی تھی ۱۳ روز تک تصفیہ کی نوبت نہ آئی - آخر ۱۴ ویں روز کرشن جی نے کہا کہ آج ضرور فیصلہ ہو جائے - دن بڑھنے کی ضرورت نہیں - بھیم سین آج ہوشیار ÷

بھیم سین "بہت اچھا - ایشر مالک" کہہ کر اکھاڑے پر پہنچا - جراسندھ بھی شیر کی طرح تنتا اکڑتا آیا اور پینترے بدل کر بھیم سین سے بھڑ گیا - جراسندھ گرجا -

"او بھیم سین - میں درجودھن نہیں جو تجھ سے دب جاؤں گا - اب تیرا وقت پورا ہو گیا - کچھ دیر اور ہوس نکال لے - موت سر پہ آ پہنچی - میرے ہاتھ خون سے رنگا ہی چاہتے ہیں ÷

بھیم سین - جنگ دو سرداروں - دو لڑتے ہیں - تو ایک گرتا ہی ہے اس کا اندیشہ ہی کیا - نائی نائی بال کتنے ججمان آگے آئیں گے - تم لڑتے جاؤ جو بچھڑے گا خود خاک و خون میں لوٹے گا - آپ سے آپ معلوم کر لے گا کہ کون ہارا کون جیتا ÷

تھوڑی دیر کشتی ہوتی رہی - مگر ہنوز روز اول - ہار جیت کا کوسوں پتہ نہیں آخر گدا کی نوبت آئی دو طرفہ چوٹیں چلنے لگیں - کھٹا کھٹ کی آواز سے میدان جنگ میں تھر تھری پڑ گئی - معلوم ہوتا تھا کہ دو پہاڑ باہم ٹکرا رہے ہیں جب بھیم سین گر ما گیا تو اس زور سے گدا تان کر مارا کہ جراسندھ دور جا پڑا - اور آنکھیں پتھرا گئیں یہ دیکھ کر سری کرشن جی نے ایک تنکا اٹھایا اور بھیم سین کو دکھا کر ہاتھ سے چیر ڈالا بھیم سین اشارہ سمجھ گیا - لپک کر پہنچا - اور جراسندھ کی چھاتی پر چڑھ کر دونوں ٹانگیں تنکے کی طرح چیر ڈالیں - میدان میں ایک شور مچ گیا - جراسندھ کے تمام ارکان سلطنت اور سرداران فوج سری کرشن جی کی خدمت میں زمین بوس ہوئے - جراسندھ کے فرزند نے دوڑ کر قدم چومے - سری کرشن جی نے گلے سے لگا لیا اور ہر ایک کو کلام تشفی سے امن و تسلط کا اطمینان دلایا پھر خود بدولت بنفس نفیس گرفتاران بلا کے پاس پہنچے - بیس ہزار آٹھ سو راجہ دار ان

سلطنت و فرمانروایان حکومت کو رہائی بخشی - سب راجوں نے قدموں پر سر جھکا دیا - قدموں کی خاک ہاتھوں میں ملی - بڑے ادب سے استت کرنے لگے کہ

"مہاراج آپ دھن ہیں - اگر آپ کی نظر عنایت نہ ہوتی - تو ہم لوگ قید مصیبت میں پڑے سڑا کرتے - کوئی جان بچانے والا نہ ہوتا - آپ کا جشن کون گا سکتا ہے - قدرتیں بیان ہو سکیں - ممکن نہیں پہلاد کو آپ نے امان دی - بھبھیکن کو راون کے جور و ظلم سے محفوظ کر کے صاحب تخت و تاج کر دیا - دھرو پر وہ نظر عافطت فرمائی کہ آج سب سے مرتبہ زیادہ ہے - جراسندھ کو سترہ دفعہ ناکوں چنے چبوائے مگر مصلحت کچھ اور تھی اٹھارویں مرتبہ آپ طرح دے گئے - اور خود ہی میدان چھوڑ کر رن چھوڑ کا خطاب قبول کیا - ورنہ جراسندھ میں فتحمندی کی کیا طاقت تھی کال جون کو گندھاون پربت کی کندرا میں راجہ مچکند کی نظر سے خاک سیاہ کر ڈالا - یہی نہیں بلکہ تین کروڑ فوج بھی بستر اجل پر سلادی - جب جراسندھ نے پر برکھن پہاڑ پھونکا - تو آپ نے آنچ نہ آنے دی نہ انگارے کی طرح دہکتے ہوئے پہاڑ کو سبز و شاداب کر دکھایا - اگر آپ رن سے نہ ہٹتے تو مچکند کی مکت - گندھاون کی زینت - پر برکھن کی رونق - دوارکا جی کی عظمت - پاپیوں کی نجات اور مظلوموں کی قید غم - سے کیوں کر رہائی ہوتی ؟

سری کرشن جی استتی سن کر خوش ہوئے اور سب سے فرمایا کہ

اب آپ لوگ اپنی راجدھانیوں میں جائیں - چین سے راج کریں - اور جب راجہ جدھشٹر یاد فرمائیں راجسویہ جگیہ میں شریک ہوں ؟

سب لوگوں نے تعمیل ارشاد سے سر جھکا دیا - اور سری کرشن جی نے جراسندھ کے بیٹے دراسندھ کو تخت سلطنت پر بیٹھا کر راج نیت سکھلانے کے بعد اندر پرستھ کی راہ لی - راجہ جدھشٹر چشم براہ تھے - نوید آمد آمد سن کر سر کے بل دوڑے مزاج پرسی کی ماجرا دریافت کیا ؟

سری کرشن جی نے سب کیفیت کہہ کر فرمایا کہ

بس اب میدان صاف ہو گیا۔ کسی کا ڈر باقی نہیں۔ اور جو کوئی سرکشی کرے گا۔ اُسے وقت آپ کے بھائی چٹنی کر ڈالیں گے۔ آپ جگیہ کا سازوسامان کیجئے۔ میں عین وقت پر آجاؤنگا۔ اطمینان رکھئے یہ کہتے ہی سری کرشن جی نے رخصت طلب کی اور دفعتہً نظر سے غائب ہو گئے +

ادھیائے۔ ۵

راجہ برہدرتھ والئے مگدھ دیش کو لاولدی کا رنج۔ ایک رشی کی نظر عاطفت۔ جراسندھ کی ولادت کے حیرت انگیز حالات

راجہ جنمیجے نے سوال کیا کہ سری کرشن جی نے تنکا کو توڑ کر جو اشارہ کیا اس کی غایت کیا تھی۔ بیان فرمایئے اس کے جواب میں۔ بیشم پاین نے یوں سلسلۂ تقریر جاری کیا +

مگدھ دیش (موجودہ ملک بہار) کا تاجدار نہایت ہی قوی بازو و شہزور تھا اس کو برہدرتھ کے نام سے شہرت حاصل تھی۔ راجہ برہدرتھ کی شادی فرمانروائے کاشی کی دو جڑواں لڑکیوں کے ساتھ ہوئی جو توام پیدا ہوئی تھیں۔ مگر نخل مراد بے ثمر و درج مدعا بے گہر رہا۔ تاج کی زینت نگیں کے بغیر کہاں۔ چاند نہ ہو تو ہالے کا لطف کیا۔ راجہ برہدرتھ آنکھ کے تارے اور بڑھاپے کے سہارے کی فکر میں پریشان رہنے لگے۔ لیکن ناوک مندنشانے پر جم کر نہ بیٹھا۔ آخر سوچتے سوچتے ٹھہرائی کہ بس اور کچھ نہیں کسی رشی مہرشی کا سہارا لینا چاہیئے۔ ان کی نظر عنایت ہو گئی۔ تو کامیابیٔ مقصد کچھ مشکل نہیں۔ یہ خیال دل پر جمائے ہوئے وہ جنگلوں جنگلوں پھرنے لگے۔ گھومتے گھومتے قسمت ایک مقام پر لے گئی جہاں آم کے درخت کے سائے میں کوئی تپسوی تپسیا میں مشغول

تھے۔ راجہ نے وہیں زانوئے ادب تہ کیا اور بیٹھے بیٹھے انتظار کرنے لگے کہ کب منی جی آنکھ کھولتے ہیں۔ تھوڑی دیر گذری تھی کہ منی جی دھیان سے فارغ ہو گئے۔ جوں ہی آنکھ کھولی راجہ کو سامنے پاکر دریافت کیا کہ

یہاں کہاں۔ کوئی غرض۔ کچھ خواہش ؟

راجہ برہدرتھ نے قدم چھوکر عرض کی

"مہامنی" گھر بے چراغ ہے۔ لاولدی کا داغ ہے۔ لخت جگر کی خواہش نور نظر کی آرزو چرنوں میں لائی ہے۔ نظر عاطفت کا محتاج ہوں۔ طالب وارث تخت وتاج ہوں ؛

مہاراج منی نے خواہش سن کر آنکھیں بند کر لیں۔ اور دھیان میں مصروف ہو گئے۔ اتفاقاً ایک آم ٹپکا۔ اور آغوش مبارک میں آگرا۔ منی جی نے آنکھیں کھول دیں اور راجہ سے کہا ؛

بڑے خوش نصیب معلوم ہوتے ہو۔ دیکھو قدرت کی طرف سے خود بخود یہ آم میرے ہاتھ آگیا۔ سمجھو یہ آم نہیں امر پھل ہے۔ لو لے جاؤ۔ رانی سے کہو کھائے گود میں بیٹا کھلائے۔ مگر خیال رہے کہ یہ کوئی معمولی پھل نہیں اس کے رس میں امرت ہی امرت بھرا ہے۔ جب رانی خوب "پاک وصاف ہو تب ہی اسے کھا جائے ؛

راجہ نے پھل لیا۔ قدم چومے۔ شکریہ ادا کیا اور رخصت ہو کر گھر آیا تو عجیب پس و پیش۔ کہ رانیاں دو دو۔ وہ بھی ایک پیٹ سے پیدا سگی بہنیں۔ آم صرف ایک کس کو دوں کس کو نہ دوں۔ ایک کو دیتا ہوں دوسری بُرا مانتی ہے اس خلجان میں خیال کیا کہ دونو کو راضی رکھنا چاہیئے۔ کسی کا دل کڑھانا ٹھیک نہیں۔ پس اس نے چاقو لیا۔ آم کو بیچوں بیچ سے تراشا۔ اور ایک ایک قاش دونو رانیوں کو کھلا دی۔ پھل میں تاثیر تھی منی جی کا قول تیر بہدف تھا۔ دونو رانیاں باردار ہو گئیں۔ آثار حمل نے خوشی کی نوبتیں بجانا شروع کیں۔ ہوتے ہوتے وضع کا وقت آیا تو رانیوں کے بطن سے دو آدھے پردھے بچے پیدا ہوئے۔ جن میں نہ ذرا سا بھی زندگی کے نشانات ... نے

سنا تو دوڑا آیا ادھورے جسم کے بچوں کو دیکھ کر رو پڑا اور پچھتانے لگا کہ آم کے ناحق دو ٹکڑے کئے۔ بڑا غضب ہوا۔ میں نے خود ہی اپنے ہاتھ سے پاؤں میں کلہاڑی ماری۔ راجہ نے ہاتھ مل مل کر حکم دیا کہ بچے کسی کپڑے میں لپیٹ کر دریا یا کسی جنگل میں پھینک دئے جائیں۔ مردوں کا گھر میں گھنا کیا۔ وہ افسوس کرتا تھا۔ کہ ہائے کھیل بن کر بگڑ گیا۔ قسمت جاگ کر سو گئی۔

رانیوں نے راجہ کے حکم کی تعمیل کی۔ لونڈیوں باندیوں کے ہاتھ بچوں کو کپڑے میں لپیٹ کر شہر سے دور ایک جنگل میں پھنکوا دیا اور چھاتی پر پتھر رکھ کر بیٹھ رہیں۔

ایشر کی قدرت جرا نام راکشسنی اس وقت سیر گشت کرتی ہوئی وہیں سے گذری۔ جہاں وہ بچے کپڑے میں لپٹے ہوئے پڑے تھے۔ اس نے گٹھڑی کھولی اور دونو ٹکڑوں کو ملا کر لٹا دیا۔ جونہی یہ کاروائی ہوئی۔ اس زور سے ایک آواز گونج گئی۔ جس نے بجلی کی کڑک اور بادل کی گرج سے زیادہ دل ہلا دئے۔ اب تو وہ دونو ٹکڑے ایک جسم ہو کر راچھنسی کے آغوش میں ہاتھ پاؤں مارنے اور کھیلنے لگے۔ راجہ برہدرتھ محل میں تھے رات کے وقت ایسی خوفناک آواز سن کر چونک پڑے۔ حیرت ہوئی کہ معاملہ کیا ہے۔ گھبرا کر رانی اور وزیروں کو لئے ہوئے آواز کے رخ جنگل میں پہنچے جرا راکشسنی نے آتے دیکھ کر سوچا کہ راجہ بے اولاد ہے۔ کوئی کلیجے کا ٹکڑا نہیں۔ لاؤ یہ لڑکا اسی کو دے دیں۔ کہ اندھیرے گھر میں اجالا ہو جائے۔ ادھر سے راجہ آ رہا تھا۔ ادھر سے یہ بڑھی۔ جب سامنا ہوا تو جرا راکشسنی نے بیٹا پیش کیا اور عرض کی کہ

ایشور کی مرضی سے میں یہ گودی کا لال آپ کی نذر کرتی ہوں۔ دیکھئے کیسا گورا گورا چاند سا مکھڑا ہے۔ یہ بڑھے گا تو دیکھئے گا۔ کہ کیسا طاقتور اور قوی بازو ہوتا ہے۔ اس کے جسم کے دو ٹکڑے باہم پیوست ہیں۔ اور چونکہ میں آپ کو دیتی ہوں اس لئے میرے نام پر اس کا نام جراسندھ رکھئے۔

راجہ نے دیکھا تو چاند کا ٹکڑا سامنے تھا۔ کلیجے سے لگا کر بڑی رانی کی گود میں دے دیا اور ہنسی خوشی گھر آیا۔ راجہ ایشر کی قدرت کو سراہتا تھا کہ واہ مرد

ٹکڑوں کو مجسم زندگی عطا کرنا تیرا ہی کام ہے۔ میں اندھی کھوپڑی کا آدمی کیا جانتا تھا کہ جسے میں پھینکتا ہوں۔ وہ میرا وارث تاج و نگین ہوگا۔ مگر تیرے کارخانے کچھ اور ہیں۔ رانی کو پریت کرے پریت کورانی؛

غرض راجہ نے اس خوشی میں شادیانے بجائے۔ تاج نگ کئے۔ اور لاڈلے دلارے بیٹے کو جان سے زیادہ عزیز رکھنے لگا۔ راجہ کے بعد اسی نے مگدھ کی حکومت پائی اور راجہ جراسندھ کے نام سے اوج و اقبال کے ڈنکے بجائے جراسندھ نے زبردست سے زبردست اجاروں کو خونخوار اژدہوں میں پکڑ پکڑ کر نرمیدہ جگیہ کا سرانجام کیا۔ تو سترہ دفعہ کرشن جی سے معرکہ آرائیاں ہوئیں جن میں جراسندھ مغلوب رہا۔ اٹھارویں دفعہ سری کرشن جی نے دیوتاؤں کی رضاجوئی کی اور جراسندھ کے مقابلے سے ہٹ کر ادھر ادھر چھپے رہے۔ بھیم سین اور جراسندھ کی لڑائی میں کرشن جی کا تنکا چیرنا بھیم سین کے لئے اس بات کا اشارہ تھا۔ کہ یونہی جراسندھ کے جڑے ہوئے بدن کو چیر کے پھینکدو اس کے مارنے کی کوئی تدبیر تھی تو صرف یہی۔ اور کسی ہتھیار سے کام تمام ہونا غیر ممکن تھا؛

ادھیائے - ۲

سری کرشن جی کے مشورے سے راجسویہ جگیہ کا انتظام۔ بھیم سین۔ ارجن۔ سہدیو۔ نکل کی چار اطراف میں روانگی۔ تاجداران زمانہ سے مہاراجہ پانڈوؤں کی فتح یابی۔ حصول خزائن

بیشمار۔ زر و جواہر کثیر المقدار۔ ہر ایک کی کامیابی کے ساتھ واپسی۔ انتظام جگیہ

بیشم پاین جی یوں مائل گفتار ہیں کہ اے راجہ جنمیجے جراسندھ کی وہ دسائی تھی۔ کہ تمام راجے مہاراجے نام سے کانپتے تھے۔ اس کی تیغ فتح جب میان سے نکلی۔ چمک دمک سے آنکھوں میں چکا چوندھ پیدا کر دی۔ راجہ جدھشٹر ایسے بااقبال ایسے صاحب جاہ و جلال تھے۔ جن کو خود بھی طاقت تھی۔ لشکر کا بھی برتاؤ۔ اور بھیم سین۔ ارجن نکل ایسے بھائیوں کا بھی زور تھا۔ مگر نہیں جراسندھ سے بوٹی بوٹی کانپتی تھی جس وقت سری کرشن جی نے ان سب کے جی چھوٹے ہوئے دیکھے تو بات کی بات اور آن کی آن میں ایسے موت مجسم کو موت کے منہ پھونک دیا۔ اور بیس ہزار آٹھ سو راجے جراسندھ کو لقمۂ اجل بناتے ہی موت کے پنجے سے چھڑا لئے۔ جراسندھ کی قید میں جو راجے مہاراجے بہادر صاحب شمشیر تھے سب کا طوطی بولتا تھا۔ سب کی طاقت اور شجاعت کے سکے بیٹھے ہوئے تھے۔ مگر جس وقت جراسندھ نے تلوار کھینچی۔ سب مری چھپا ہو گئے۔ کسی کا ہو اور نہ پڑا کہ دو چار ہاتھ کرے۔ یہ سب بہادر ٹڈی دل کی طرح سمٹ لیے گئے۔ اور اس طرح دام بلا میں گرفتار ہو کر جان سے عاجز ہوئے جیسے شہد میں مکھیاں ؛

جب جراسندھ کی طرف سے دلجمعی ہو گئی۔ جب بیس ہزار آٹھ سو راجے اس کی قید بلا سے آزاد ہو کر اپنی اپنی راجدھانیوں کو واپس جا چکے۔ اور جس وقت سری کرشن جی نے فکروں سے آزادی دیکر دوارکا کی راہ لی۔ تب راجہ جدھشٹر نے ایک مجلس مشورت منعقد کی۔ جس میں ان کے چاروں لائق و فائق بھائی تھے اور گنے گنے راز دار چیدہ ارکان۔ اس میں راجسویہ جگیہ کا معاملہ چھیڑا گیا اور یہ تجویز پیش ہوئی کہ سرکشوں کو مطیع اور لشکر کشوں کو زیر کرنا لازمی امر ہے اس لیے راجہ جدھشٹر نے فرمایا

"دنیا کی چار متیں ہیں۔ مجھ کو بھی ایشر نے چار بازو دیئے ہیں۔ پس جو کام اپنے قوت بازو سے ہو۔ اس کا کیا کہنا۔ میرے بھائی میرے ہاتھ پاؤں پس یہ طے ہونا چاہیئے۔ کہ ان میں سے کون کون کس کس طرف کے عزم کو پسند کرتا ہے"

ارجن۔ سائیں سر۔ آپ کو اس کے لئے فکرو کیا۔ آخر مہاراج کرشن چندر جی سب معاملات طے کر ہی چکے تھے۔ پھر مزید غور و فکر کی کیا ضرورت ہے۔ ہم لوگ حاضر ہیں۔ جدھر کا حکم ہو۔ اسی طرف فتح کے پھریرے اڑاتے جائیں۔ اور نقارۂ نصرت بجاتے لوٹ آئیں۔

جدھشٹر۔ تو اچھا۔ بھیم سین پورب رخ جائیں۔ ارجن اترا کھنڈ کا عزم کریں سہدیو کی عنان عزم دکن طرف ہو۔ نکل پچھم کی سمت سمند عزیمت کو اڑا دیں۔

حکم ہو گیا۔ تعمیل ارشاد کے لئے سر جھک گئے۔ فوجیں ہمرکاب ہوئیں سپاہ نے جاں نثاری کے لئے ہمراہی کا شرف حاصل کیا۔

جس وقت کوچ کے ڈنکے بجنا شروع ہوئے راجہ جدھشٹر تشریف لائے بھائیوں کو کلیجے سے لگایا۔ فوج کو رخصتی تقریریں کلمات آفرین سنائے اور سب کو سمجھایا کہ دیکھو جو اپنے سے جھکے۔ اس سے جھکنا جو سر اٹھائے۔ اس کا سر کچلنا۔ جو سمجھانے سے سمجھ جائے۔ اس سے تہتک کی ضرورت نہیں۔ جس کی رگ سیدھی ہو جائے۔ اس کے میل کرنے میں تامل فضول۔ بہر حال جہاں تک حتی الامکان سیدھی انگلیوں گھی نکالو۔ لطف تب ہی ہے کہ نکسیر نہ پھوٹے اور کام بن جائے۔ مگر ہاں جب تیغ و تفنگ کے بغیر کام نہ چلے طرح دینے اور دبنے کی ضرورت نہیں۔

چاروں بھائی نصائح دلاویز پند دانش آمیز سن کر لاؤ۔ لشکر کے ساتھ چاروں طرف راہی ہوئے۔ کوس شاہی اقبال مندی کے ڈنکے بجاتا۔ اور دامن دولت فتح کے پھریرے اڑاتا تھا۔

چاروں بھائیوں میں سے بھیم سین نے مگدھ دیس کی راہ لی وہاں کا فرمانروا

جراسندھ کا فرزند راجہ سہدیو تھا۔ جونہی بھیم سین پہنچے۔ اِس نے سرنیاز جھکایا خاطر مدارات کی اور جگیہ میں حاضری اور شرکت کا بڑی خوشی سے وعدہ کیا۔ یہاں سے چل کر بھیم سین کاشی جی میں گئے۔ کاشی نریش نے بھی جوہر نیاز مندی دکھائی اور جگیہ سے اظہار مسرت کیا۔ اِس کے بعد بھیم سین آگے بڑھے تو ملک بنگالہ ترہت۔ بہار اوڑیسہ سب کو زورِ بازو سے مطیع اور فرمانبردار بنایا۔ اِس دوران سفر میں سارن کے راجہ سے دو چار ہاتھ ہوئے۔ مگر آخر گردن اطاعت جھکانا پڑی۔ چندیری میں بھی فرزند راجہ سسپال کی کچھ رگ ٹیڑھی ہوئی تھی مگر بھیم سین کی ایک ہی اودھڑ میں چھکے ڈھیلے پڑ گئے۔ آخر بھیم سین نے کورومادی اور عہدنامۂ اطاعت تحریر کرایا۔ یونہی ہر جگہ فتح ونصرت کا آواز بلند کرتے خوشی کے ڈنکے بجاتے مع الخیر واپس آئے۔ تمام فرمانروایان ملک نے اتنے زر و جوہر۔ تحفہ تحائف نفائسات وعجائبات پیشکش کئے۔ کہ اٹھاتے رکھتے نہ بنتے تھے۔ اندرپرست معدنیات عالم کو مات کرتا تھا۔ گھوڑوں کی ٹاپوں سے زمین دبی جاتی تھی ہاتھیوں سے شہر کجلی بن نظر آتا تھا۔

ارجن اتر کی طرف چلے تو کلند۔ کال کونٹ کے راجاؤں کو سر کرتے ہوئے شاکل دیپ میں جا براجے وہاں کے راجہ کی چولیں ڈھیلی کر کے کامروپ دیش میں پہنچے تو وہاں کا راجہ بھگونت اکڑ گیا۔ ارجن کو نظر میں بھی نہ لایا کہ کیا چیز ہے۔ آخر تلواریں کھنچ لیں۔ تیر ترکش سے نکل پڑے اور مار دھاڑ شروع ہوئی آٹھ روز تک ہنگامۂ جدال وقتال کا بازار کارزار گرم رہا۔ راجہ بھگدنت مارا نہ ارجن کی جیت ہوئی۔ مگر نویں روز ارجن کے سر فتح کا سہرا رہا۔ راجہ بھگدنت ہاری مان کر کان دبائے ہوئے پابوس ہوا۔ نظر عاطفت چاہی اور یوں باہم میل ملاپ ہو گیا۔ اب ارجن لاؤ لشکر لئے ہوئے آگے بڑھا۔ تو چین ماچین خطا ختن سب جگہ کے اورنگ آراؤں کو نیچا دکھایا۔ اور تمام پہاڑی راجاؤں کی مونچھیں نیچی کر کے ملک پنجاب کے تاجداروں کی بھی گردنیں نیچے کیں۔ ان فتوحات میں بے شمار دولت ہاتھ چڑھی زر و جواہر اتنا حاصل ہوا کہ محاسب خیال

اندازہ نہیں کرسکتا یہی نہیں۔ ہاتھی گھوڑے رتھ اتنے دستیاب ہوئے کہ
اندر پرست خوش قسمتی سے اتراتا اور زمین پر پاؤں نہ رکھتا تھا۔

سہدیو چلے تو متھرا ہوتے ہوئے گوالیار پہنچے۔ وہاں سے بیجانگر کا عزم
کیا تو وہاں کے راجہ نے مزاحمت کی۔ سہدیو بپھرے ہوئے شیر تھے۔ ان کو
کون ٹوک سکتا تھا۔

بپھرے ہوئے شیروں کو بھی ٹوکا ہے کسی نے
طوفان کے تھپیڑے کو بھی روکا ہے کسی نے

یہ راجہ بیجانگر کے سر ہو گئے۔ اور آخر بائی کچائی نکال کر چھوڑی۔ یا تو راجہ
بیجانگر اپنی گلی میں شیر ہو رہا تھا۔ یا بھیڑ بکری بن گیا۔ بیچارے نے کر اطاعت قبول
کی اور سر عبودیت قدموں پر جھکایا۔ سہدیو یہاں سب معاملہ ٹھیک ٹھاک کر کے
آگے چلے۔ تو رکمنی جی کے بھائیوں یعنی بھیشم کے بہادر بیٹوں سے مڈبھیڑ ہوئی
دو طرفہ مورچے سجے۔ لڑائی ہوئی مردان کارزار نے داد شجاعت دی
مگر سہدیو نے سب کے خوب دانت کھٹے کئے۔ اچھی طرح ناکوں چنے چبوائے
یہاں سے نقارۂ نصرت بجاتے ہوئے بندروں کے دیس میں نزول اجلال
کیا۔ تو دوید اور میند کے راجاؤں نے مہرہ روکا۔ محاربۂ عظیم وقوع میں آیا
جنگ خونخوار پیش آئی۔ مگر نتیجہ وہی راجہ جدھشٹر کی فتح اور سہدیو کی کامیابی رہی
دوید اور میند اسی فوج کے سرداروں میں سے تھے۔ جس نے سری رامچندر جی کی
رفاقت اختیار کر کے لنکا کی تباہی میں حصہ لیا تھا۔ بندروں کے مجادلۂ خونریز کے
بعد راجہ نیل سے مقابلے کی نوبت آئی۔ جس وقت دونوں فریق جوہر بہادری
دکھا رہے تھے۔ اتفاقاً سہدیو کے لشکر میں آگ لگ گئی۔ اس وقت کی ہل
چل کا کیا ٹھکانا۔ ایک ایک کی جان کے لالے پڑ گئے۔ مگر سہدیو رمز شناس
تھے انہوں نے سمجھ لیا کہ ساری مایا اگنی دیوتا کی تھی۔ جو راجہ نیل کی کنیاں
کی آتش الفت سے خود جل رہے ہیں۔ اور زبان دے چکے ہیں
کہ جو راجہ نیل کا مخالف ہوگا۔ وہ ان کے آتشکدۂ قہر و غضب کے لئے ایندھن
کا کام دیگا۔

سہدیو اسی وقت نہائے اور بڑی پاکیزگی باطن سے پرارتھنا کرنے لگے کہ اے اگن دیو۔ آپ جو چاہیں کریں۔ مگر زیبا نہیں۔ میں سری کرشن جی کے اشارے اور راجہ یدھشٹر کے حکم سے آیا ہوں۔ راجسو یہ جگیہ صرف آپ ہی کی خوشنودی خاطر کے لئے کیا گیا ہے۔ اس لئے خلل اندازی نامناسب بلکہ رعایت واجب ہے۔

اگن دیو نے جونہی یہ پرارتھنا سنی۔ آگ سے پانی ہو گئے۔ سری کرشن جی کے نام نامی سے بیتہ پانی پانی کر دیا۔ عرق عرق ہو گئے۔ اور بڑے ٹھنڈے دل سے کہا کہ اچھا اب تمہارے لشکر ظفر پیکر کو ذرا بھی آنچ نہ آئے گی۔ شعلۂ مخالفت سرد یا تو لشکر میں انگارے برس رہے تھے۔ یا ایک طرف برفستان کی سی کیفیت نظر آنے لگی۔ آگ کا نام ندارد۔

راجہ نیل یہ دیکھ کر دل ہی دل میں گھبرایا۔ کہ معاملہ کیا ہے۔ یا تو آگ برس رہی تھی۔ یا ایک چنگاری کا نام بھی نہیں۔ وہ سمجھ گیا کہ اگن دیوتا کا پانی اب میری طرف نہیں رہا۔ وہ آگ لگا کر الگ کھڑے ہو گئے۔ سہدیو کا پانی بھرنے لگے۔ اس خیال نے راجہ نیل کی آتش جرأت پر پانی ڈال دیا۔ وحشت کے منہ دھواں ہو گیا۔ آخر پیغام صلح دیا۔ اور اطاعت قبول کر کے جگیہ کی شرکت کا اقرار کیا۔ یہاں سے دلجمعی کر کے سہدیو نے آگے قدم بڑھایا۔ تو راجہ رکم اور سورٹھ کے فرمانرواؤں سے جنگ کی ٹھہر گئی۔ خوب خوب معرکے ہوئے مگر فتح سہدیو ہی کی قسمت میں رہی۔ دونوں نے طوق اطاعت پہن کر بڑی خوشی سے جگیہ میں حاضری منظور و قبول کی۔ ایسے ایسے عظیم الشان اور جلیل القدر تاجداروں کو مغلوب کر کے سہدیو نے سمندر کے جزیروں کی طرف رخ کیا۔ جس وقت فوج ظفر موج وہاں پہنچی۔ خوب منہ جوڑ لڑائیاں ہوئیں۔ بڑے بڑے سورمیروں سے مقابلہ پیش آیا۔ لیکن کسی کے بنائے کچھ نہ بنی۔ سہدیو ہی نے ہر جگہ پالا جیتا۔

اس ملکش دیش سے سہدیو کو زر و جواہرات کے انبار حاصل ہوئے طرح طرح کی عجائبات اور نفائسات کا ڈھیر لگ گیا۔ ان اطراف میں بے شمار کانیں [illegible] سہدیو [illegible]

اونٹوں پر لادے ہوئے ملک حبش (کال مکھ دیش) پر چڑھ دوڑے ۔ وہاں بھی تیر و تفنگ سے سامنا ہُوا ۔ لیکن بہادران اندر پرستھ نے سب کی بدھیا بٹھا دی یہاں سے بہت سی دولت لئے ہوئے اونہوں نے لنکا کی طرف عزیمت کی اس زمانے میں وہاں بھبھیکن کا راج قائم تھا ۔ سہدیو کی لنکا میں خوب آؤ بھگت ہوئی لنکا کا کوئی مقام سیر سے باقی نہ بچا ۔ قیمتی سے قیمتی جواہرات کے ذخیرے ہاتھ آئے سونا اتنا ملا کہ ڈھونے نہ بنتا تھا ۔ لنکا سے بڑی خاطر تواضع کے ساتھ رخصت ہوئے ۔ تو یہ کرناٹک میں فتح کا جھنڈا گاڑتے ۔ دولت کثیر لیتے ہوئے اندر پرستھ میں واپس آئے ؛

اب رہ گئے نکل ۔ اونہوں نے مغرب کی طرف سیدھیاں بھریں ۔ پہلے مارواڑ میں پہنچے ۔ پھر دریائے سندھ کو عبور کر کے ۔ قندہار ۔ کابل ۔ بدخشاں ایران ۔ توران ۔ خراسان میں فتح کے ڈنکے بجاتے ہوئے اندر پرست میں رونق افروز ہوئے ۔ ہر مقام کی مشہور اور نفیس چیز نہ تھی ۔ جو ان کے ساتھ نہ ہو دولت مال خزانہ تو معمولی بات ہے ۔ مشہور معدنیات کے جواہر ۔ عمدہ عمدہ بیش قیمت کپڑے ۔ گھوڑے اونٹ سے لیکر خچر تک ہزار در ہزار شامل محاصل و باج و خراج تھے ؛

جس وقت چاروں قسمتمند بھائی اندر پرست میں غیر معمولی شان و شوکت کے ساتھ پہنچے ۔ جدھشٹر کا کلیجہ ہاتھ بھر کا ہو گیا ۔ اس نے سب کو کامیابی کا مبارک باد دیا ۔ سب کو گلے سے لگایا ۔ دولت دیکھی تو آنکھیں کھُل گئیں ۔ اندر پرست میں زر و جواہر وغیرہ رکھنے کی جگہ نہ رہی ؛

راجہ جدھشٹر اور اُن کے بھائیوں نے جگیہ کا انتظام شروع کر دیا ۔ دور دور کے راجوں کا تانتا لگ گیا ۔ راجہ جدھشٹر جگیہ کے انتظام اور مہمانوں کی خاطر و مدارات میں مشغول و مصروف ہوئے ۔ بھیم سین وغیرہ چاروں بھائی دوارکا جی پہنچے ۔ اور سری کرشن جی کو سارے خاندان کے ساتھ اندر پرست میں لے آئے ؛

سری کرشن جی دوارکا سے چلے تو پھر ان کے ٹھاٹھ باٹھ کا کیا کہنا عجب

شان وشوکت عجیب جلوس کی عظمت تھی - آپ ـــ اپنے ہمراہ اتنی دولت وجواہرات لائے - جس کے وزن کرنے سے میزان عقل قاصر تھی - اور جس کے شمار کرنے سے محاسب قیاس عاجز تھا ؛

ادھیاے ۷

بھیم سین وارجن - نکل وسہدیو کی چار اطراف عالم سے واپسی تاجداران زمانہ پر فتح یابی - آمد مہمانان - انتظام جگیہ - تقسیم خدمات - حالات شان وشوکت کیفیت جگیہ وغیرہ

جب تک مہاراجہ جدھشٹر کے بھائی دنیا کے چاروں کھونٹ میں فتح کے ڈنکے بجاتے ہوئے واپس آئیں - تب تک اندرپرست کی زمین خود ہی روپیہ اگلنے لگی - اتنا اناج پیدا ہوا کہ ہر جگہ خرمن کے خرمن جمع اور انبار کے انبار لگے ہوئے تھے - رہزنوں اور قزاقوں نے سامان فارغ البالی دیکھ کر اچھے اچھے پیشے اختیار کئے - قافلے کے قافلے دور دراز مقامات سے آکر اندرپرست میں آباد اور فیض شاہنشاہی سے شاد و بامراد ہوئے - جیوں جیوں رعیت کی تعداد بڑھتی گئی شہر کی رونق میں چار چاند لگتے گئے - اور ہر طرف کنچن برستا دکھائی دینے لگا - زمین کی زرخیزی نے خزانہ ایسا دولت سے پاٹ دیا کہ کبیر کو حسد تھا - جب چاروں بھائی (بھیم سین - ارجن سہدیو - نکل) اندازۂ قیاس سے زیادہ دولت - مال - اسباب سونا جواہر لائے - پھر توڑے ٹڑے محلوں میں تل رکھنے کی جگہ نہ رہی ایک ایک

ایوان ایک ایک طرح کے الماس و جواہر نفائسات و جواہرات ہی سے بھرا پڑا تھا۔ محلوں میں جواہرات کی ڈھیریاں لگی تھیں۔ الماسوں کے ڈھیر تھے۔ سونے کا پہاڑ کھڑا معلوم ہوتا تھا۔ تحفہ تحائف کی گنتی نہ تھی۔ عجیب و غریب چیزوں کے سوا اور کچھ نظر نہ آتا تھا۔ اصطبلوں میں سبز سے گھوڑے۔ کچھ طوطے کچھ طاؤس سے ہمرنگ بہار دکھاتے تھے۔ فیلخانوں میں دنیا بھر سے اچھے اچھے ہاتھی جھومتے نظر آتے تھے۔ جن میں برہما کے نکلنے اور دکھنی ہاتھی قابل ذکر ہیں۔ گئوشالاؤں میں ناگوری اور قسم قسم کے خوبصورت بیل ہاتھی کے پاٹھوں سے زیادہ قوی بے انتہا تھے۔ خلاصہ یہ کہ دنیا کا کوئی عمدہ سے عمدہ اچھی سے اچھی چیز نہ تھی۔ جو اندرپرست میں مہیا و فراہم نہ ہوئی تھی۔

سری کرشن جی مہاراج اندرپرست میں۔ رونق افروز ہو گئے تھے۔ ان سے بات چیت ہو رہی تھی کہ وقت سری ویاس جی بھی رونق افروز دارالدولت ہوئے۔ کیا کرشن جی کیا جدھشٹر کیا بھیم سین وغیرہ اور کیا دوسرے مہمان راجے مہاراجے استقبال کو دوڑ پڑے بڑی تعظیم و تکریم سے لائے۔ جس وقت بیاس جی سب کو اشیرباد دے کر رونق افروز محفل ہوئے۔ اس وقت راجہ جدھشٹر نے سری کرشن چندر جی سے عرض کی۔

مہاراج۔ سارا پرتاؤ آپ کا ہی ہے۔ آپ کی ہی مدد کے بھروسے پر یہ پہاڑ اٹھاتا ہوں۔ راجسو یہ جگیہ کرنا خالہ جی کا گھر۔ بچوں کا کھیل۔ لڑکیوں کا گھروندا نہ کا ازالہ نہیں۔ آپ ہی چاہیں گے تو یہ پورا ہو جائے گا۔ آپ کی اجازت سے چاروں بھائی دنیا کی چاروں اطراف تاپ آئے ہیں۔ جنہوں نے سر اٹھایا وہ آخر بھگی بلی بنے جو سر چڑھے۔ انہوں نے منہ کی کھائی آپ کی کرپا سے سب کام ٹھیک ہو گیا۔ مال و اسباب زر و جواہرات بے حد ڈھیر ہیں کہ نہ حساب نہ شمار آپ فرمایئے جگیہ کا آغاز کیوں کر ہو۔ کام کس طرح بخیر انجام پائے۔

سری کرشن جی۔ اب سب کام ٹھیک ٹھاک سمجھیے۔ دنیا میں آپ سے بڑھ کر کون ہے جس کے پاس اتنی دولت اتنی شان و شوکت ہو نہ ہاتھیوں کی گنتی [illegible]

فوراً جسویہ جگیہ شروع کر دیجئے - ایشور سب کام سدھ کرے گا - آپ کے بھائی سب لائق و فائق ہیں - اُن سے کہئے کہ ایک ایک کام اپنے ہاتھ میں لے لیں ؛

راجہ جدھشٹر نے یہ تقریر سنتے ہی - جگیہ کے سرانجام کے لیے حسب ذیل خدمات تقسیم فرمائیں ؛

سری کرشن جی کے مشورے سے اپنے بھائی اور دھوم رشی اپنے پروہت کو تمام سامان کی بہم رسانی کا ذمہ دار بنا کر دھوم رشی کو کامل اختیار دیا - کہ وہ جس سے چاہیں کام لیں جو جس لائق ہو - اس کی لیاقت و حیثیت کے موافق خدمت سپرد کریں - کسی سے پوچھنے گچھنے کی ضرورت نہیں - ارجن کے رفیق خاص ملازمان باخلاص کو حکم ہوا کہ بھنڈار کا انتظام کریں - غلہ - گھی - دودھ - دہی وغیرہ تمام اشیائے خوردنی آپ کے حوالے - خوشبویات - یعنی گلاب - کیوڑہ - عطر - پھلیل صندل - عود عنبر وغیرہ کا ذخیرہ - سہدیو کے دست اختیار میں سونپا گیا - جتنا چاہیں راجاؤں مہاراجوں - مہمانوں رشیوں کو دیں - مالک ہیں - دھوم رشی تمام مہمانوں اور رشیوں منیوں کو رسد پہنچائیں - برہم بھوج اس انتظام سے کریں کہ سب چیزیں پٹی پڑی رہیں - کمی کسی بات کی نہ ہو ؛

اس کے بعد بیاس جی سے درخواست کی کہ جگیہ کا سرانجام آپ کے ذمے ہیں - جن وید پاٹھیوں کو منظور ہو - یاد فرمائیے ؛

بیاس جی نے فرمایا کہ جگیہ بڑی شان و شوکت اور دھوم دھام سے ہوگا اطمینان رکھئے - ہزار ہا پنڈت وید پاٹھی اور کامل سے کامل رشی منی تشریف لے آئے ہیں - اور ابھی تانتا لگا ہوا ہے - چنانچہ میں سب کو ایک ایک پر مقرر کر دوں گا - چنانچہ جاگ ولک - ستانند - پیل - دھوم رشی اور مہا دیو سے اعلے بیاسوں کی وجہ سے ہوم کے واسطے منتخب ہوئے - برہم پتر بششٹ جی کو برہما کی پدوی دی گئی - راجہ جدھشٹر کی حسب خواہش تمام راجے مہاراجے بھی اپنے اپنے دائرہ حکومت کے وید پاٹھیوں اور رشیوں منیوں کو ساتھ لیے ہوئے رونق افروز ہوئے - تحفے تحائف کا انبار لگ گیا - اندر پرست راجوں مہاراجوں کی

عالیشان قیامگاہوں سے گھر گیا۔ زرکار اور رنگ رنگ کے خوشنما ڈیرے
بڑے شامیانے ۔ نمگیرے آسمان سے باتیں کرتے ۔ اور زمین کو چھپائے ہوئے
تھے ۔ ہر قیامگاہ کے سامنے نہریں جاری تھیں ۔ حوض موجیں مارتے تھے
سبزہ زار سے طبیعت ہری ہو رہی تھی ۔ باغ و بہار سے دلوں کا کنول کھلتا تھا
ہر قیامگاہ میں اہلکار خدمتگار متعین تھے ۔ کہ جس چیز کی جسے ضرورت ہو ۔ فوراً
بہم پہنچائیں ۔ گوئیے رقاص ۔ ظریف خوش طبع ۔ غلام ۔ لونڈیاں بے شمار
اپنی اپنی خدمتوں پر مامور تھے ۔ راجہ جدھشٹر بہ نفس نفیس اپنے بھائیوں کے
ساتھ مہمانوں کا استقبال کرتے اور حسب حیثیت فرودگاہوں میں ٹھہراتے
تھے ۔ راجہ جدھشٹر نے اپنے بھائی نکل کو ہستناپور روانہ کیا تھا ۔ چنانچہ ان کے
ہمراہ راجہ درجودھن اور بھیشم پتامہ بڑے خیل و خدم شان و شوکت سے
وارد اندرپرست ہوئے سوکوروں کے جلوس کے عجد اجدا عالیشان ٹھاٹھ تھے
ان کے علاوہ حسب ذیل صاحب اقتدار اور عالی تبار تاجداروں یا جون مہاراجوں
کے مجمع میں اس طرح آفتاب اقبال کی چمک دمک دکھاتے تھے جس طرح سیاروں
میں ہفت اختر ؎

راجہ جیدرتھ ۔ راجہ شل پانڈوؤں کی ماں مہارانی کنتی کے بھائی ۔ راجہ کرن
مالیک ۔ شال ۔ بھگدت ۔ ہری کچ ۔ راجہ دروپد (مہارانی دروپدی کے والد)
درشٹ ودمن ۔ سکنڈی وغیرہ ؎

راجہ جدھشٹر نے بھیشم پتامہ ۔ مہسوناچاریہ اسوتھامان ۔ کرپاچاریہ ۔ راجہ
دریودھن کی ایسی تعظیم و تکریم سے خاطر مدارات کی کہ ہر ایک کا دل خوش ہو گیا ۔
بھیشم پتامہ راجہ جدھشٹر کی مرتبہ شناسی اور اظہار لیاقت سے پھولے نہ سماتے تھے
جگیہ کا تمام ٹھاٹ باٹ ساز و سامان ۔ خوش انتظامی ۔ مال و دولت وغیرہ کو ملاحظہ فرما
کر انہوں نے خوبی اقبال پر واہ واہ کی ۔ راجہ جدھشٹر نے بھیشم جی ۔ اپنے گرو اور اپنے
ماموں راجہ شل ۔ کے سامنے سر جھکا دیا ۔ اور دست بستہ عرض کی ۔ کہ آپ ہی
کی تائید اقبال اور فیض بزرگی درکار ہے ۔ جس کے بھروسے پر میں نے اس
اہم کام کا بیڑا اٹھایا ہے ۔ آپ ایسی دعا دیں کہ میں اپنے مقاصد میں کامیاب

ہو جاؤں۔ سب نے یک زبان ہو کر دعا دی اور کہا کہ ہم سب جان و مال سے جگیہ پورا کرائیں گے۔ اور جہاں سری کرشن چندر جی مہاراج خود رونق افروز ہیں۔ جہاں بیاس کی ذات مقدس جلوہ گستر ہے۔ وہاں کامیابی میں کیا شک کس کی مجال ہے جو اشارتاً و کنایتہً خلل انداز ہو سکے۔

بھیشم پتامہ اور درونا چارج جی نے جگیہ میں شرکت کے واسطے آنے والوں کی خاطر تواضع اپنے ذمے لی۔ اور خزانہ زر و جواہر درونا چارج کے حوالے کیا۔

سری کرشن جی ماہر اسرار نہانی ہیں۔ انہوں نے خلوت میں راجہ جدھشٹر کو درجودھن کے ہاتھ کے خاص وصف بتائے۔ یعنی اُس کے ہاتھ میں وہ تاثیر ہے کہ چاہے جتنی دولت اڑ لٹائے۔ پھینکے۔ بانٹے۔ خزانہ خالی ہونا کیا معنی دولت اتنی ہی اور بڑھتی چلی جائے۔ مگر اس کو خود اس وصف خاص کی خبر نہیں۔ اس لئے خزانہ اسی کو سونپنا لازم ہے۔ چنانچہ اسی مشورے پر عمل کیا گیا۔ اور درجودھن مارے خوشی کے پھولا نہ سمایا۔ جب سب کو سب خدمتیں تقسیم ہو گئیں۔ اور سب راجے مہاراجے اکٹھے ہوئے۔ تو بیاس جی کے حکم سے چیدہ چیدہ بید پاٹھیوں نے آدپرش نارائن بھگوان کی پرستش کر کے وید منتر پڑھنا شروع کئے۔ ہون میں آہوتیاں دی جانے لگیں جوں ہی جگیہ کی کاروائیوں کا آغاز ہوا۔ درجودھن کی چڑھ بنی اپنے ہاتھ کی تاثیر سے ناواقف تھا۔ راجہ جدھشٹر سے دل میں کدورت تھی۔ وہ چاہتا تھا۔ کہ کسی طرح ان کی بدنامی ہو۔ اس لئے اس نے آنکھ بند کر کے خزانہ لٹانا شروع کر دیا۔ ایک کی جگہ دو دو کی جگہ چار خرچ کر کے چاہتا تھا۔ کہ جہاں تک جلد ہو سکے خزانہ خالی ہو جائے۔ مگر ہاتھ کی قدرتی تاثیر سے جتنا روپیہ لٹتا تھا۔ اس سے دو چند خزانے میں موجود ہو جاتا تھا۔ لوگ اس داد و دہش سے مالا مال ہو گئے۔ اور راجہ جدھشٹر کی فیاضی اور اولوالعزمی دیکھ کر سب حیران رہ گئے۔ سری کرشن جی کی توجہ خاص سے جگیہ اس خوبی اور کامیابی سے انجام بخیر ہوا۔ کہ راجہ جدھشٹر کی نیک نامی کے ڈنکے بج گئے۔ اب تو راجہ جدھشٹر کی دلی خوشی کا دماغ آسمان پر پہنچ گیا۔ زمین پر پاؤں نہ پڑتے تھے۔ دل ہی

دل میں ناز کرتے تھے۔ کہ آہا۔ جگیہ کی یہ رونق۔ ایسے ایسے عظیم الشان راجے زیر فرمان۔ یہ جوش سخاوت۔ آپ دنیا کے پردے پر میرے سوا کون با اقبال اور صاحب جاہ و جلال تاجدار ہوگا۔ یہ غرور و نخوت کا خیال سری کرشن جی کے دل میں کھٹکا سوچے کہ کسی کا غرور رہنے دینا اچھا نہیں۔ تکبر بری چیز ہے۔ راجہ جدھشٹر کی ذرا آنکھیں کھول دینا چاہیے۔ کہ حواس ٹھیک ہو جائیں۔ چنانچہ انہوں نے حکمت عملی سے خزانہ راجہ کرن کے سپرد کر دیا۔ اور آپ سیر دیکھنے گئے۔ راجہ کرن بڑا سخی اور نہائت ہی دریا دل تھا۔ دنیا میں اس کی فیاضی کے جشن گائے جا رہے ہیں۔ ذرا سی بات ہے کہ روزانہ سو من سونا خیرات کر دینا۔ اس کا معمول تھا۔ ایسے فیاض ہاتھوں کو روپیہ اشرفی مال دولت کی کسک کہاں اس نے دو ہی روز میں سارا خزانہ لٹا دیا۔ اور اور روپیہ کی مانگ ہونے لگی راجہ جدھشٹر نے جو خزانہ کا حال سنا تو ہوش جاتے رہے۔ حواس نہ رہے۔ سری کرشن جی کے پاس دوڑے گئے۔ دہائی دی کہ

مہاراج غضب ہوا جاتا ہے۔ خزانہ گھڑی دو گھڑی کا مہمان ہے۔ آبرو بچائیے۔ ناک رکھئے۔ ورنہ سارا کیا دھرا مٹی ہو جائے گا۔ تمام راجے مہاراجے ہنیں گے۔ ٹھٹھے لگائیں گے۔ کہ واہ ٹائیں ٹائیں فش۔ سری کرشن چندر اس کے جواب میں ہنس دیئے اور زبان مبارک سے فرمایا کہ

راجہ صاحب بڑے بول کا سر نیچا۔ غرور کو اسی سے برا کہتے ہیں۔ آپ کو وہ ہمچو ما دگرے نیست ما کے خیال نے اس فکر و تردد میں ڈالا۔ آپ سمجھتے تھے کہ مجھ سے بڑھ کر کوئی نہیں۔ اب آپ نے دیکھ لیا۔ کہ راجہ کرن کیسا سخی داتا ہے اور درجودھن کے ہاتھ میں کیا تاثیر ہے۔ خیر آپ فکر نہ کریں۔ اطمینان رکھیں میں انتظام کئے دیتا ہوں ✢

یہ فرما کر مہاراج ممدوح نے ارجن کو فرمایا کہ لنکا میں ڈھیروں سونا موجود ہے جاؤ اٹھا لاؤ دیر نہ کرو ✢

ارجن نے گانڈیو دھنش اٹھایا۔ سمندر پر تیروں کا پل بنا کر پار ہوا۔ اس وقت ...

خوبصورت عورتیں پیش کیں۔ اور بڑی تعظیم و تکریم سے رخصت کیا۔ ارجن وہاں سے لمبا پڑا۔ تو اندر پرست ہی میں تھا۔ بھیکن کی سوغات پیش کی راجہ جدھشٹر خوش ہو گئے۔ کہ آبرو بچ گئی۔ اب بگڑا کام بن جائے گا۔ سری کرشن جی نے راجہ کیہن کو دوسری خدمت پر مامور کر کے پھر خزانہ درجودھن کے دست اقتدار میں سونپا۔ پھر دولت برسنے لگی۔ جگیہ کی ملتوی کاروائیاں گرمی سے جاری ہو گئیں ۔

ادھیائے ۸

جگیہ کی ابتدائی کارروائیوں کا مختصر نظارہ

بیشم پائن جگیہ کی ابتدائی کاروائیوں کا یوں نقشہ کھینچتے ہیں کہ راجوں مہاراجوں کی تشریف آوری اور تیاری سامان کے بعد جگیہ کا آغاز ہوا۔ جگیہ منڈپ نہایت ہی عالیشان اور خوشنما بنایا گیا تھا۔ بیدی نہائیت ہی خوبصورت تھی۔ جس میں مختلف رنگ کے حروف اور وید منتر زینت دکھا رہے تھے سونے چاندی کے کلسوں اور ضروری برتنوں میں تمام تیرتھوں کا پوتر جل لبریز تھا۔ پھول چندن اور خوشبوبات کے ڈھیر لگے ہوئے تھے۔ ایک طرف رشیوں منیوں کے آسن تھے۔ دوسری طرف راجوں مہاراجوں کی صف۔ سب ہی نشستگاہیں بڑی ہی نفیس اور نفاستسات سے آراستہ پیراستہ تھیں سب کی گردنوں میں پھولوں کی مالائیں بہار دے رہی تھیں۔ راجہ جدھشٹر بیش قیمت پیتامبر اور زیورات شاہانہ زیب تن کئے۔ قیمتی جواہرات سے مرصع مکٹ دئے ہوں کنڈ کے پاس بیٹھے بائیں طرف مہارانی دروپدی دریائے جواہرات میں غرق سولہوں سنگار سے نور کی تصویر بنی ہوئی رونق افروز تھی۔ پاس ہی بھیم سین ارجن سہدیو۔ نکل۔ شاہانہ پوشاکیں پہنے جلوہ گستر تھے۔ راجہ جدھشٹر نے بھیشم پتامہ جی سے آغاز کارروائی کی اجازت چاہی۔ انہوں نے بڑی خوشی سے فرمایا ہاں ہاں سری گنیش آرمبھ کیجئے ۔

بھیم سین نے پوچھا کہ سب سے پہلے تلک کس کا ہو۔ بھیشم جی نے کہا۔ کرشن جی مہاراج سب سے پہلے اِس اعزاز کے مستحق ہیں۔ تمام رشی اور راجاؤں نے تائید کی اور تلک کرشن جی کے ماتھے پر مہادیو جی کے چندر سکھر کی طرح زیب دینے لگا۔ دریائے جمن کے ساحل پر سب کارروائی تھی۔ سری نارد منی دیو رشی اور ویاس جی والمیک۔ دوباسا۔ اترے۔ بسوامتر۔ پاراشر گرگ۔ بششٹ۔ بھدرک۔ شرنگی۔ درونا چارج وغیرہ ۸۸ ہزار بکھیشروں اور دیو رشیوں نے جگیہ کا آغاز کیا۔ وید منتروں کی آواز سے پرتھوی اور اکاش گونج گئے ‖

ادھیائے ۹

جگیہ میں سری کرشن جی کے اعزاز پر چندیری کے راجہ سسپال کا رشک وحسد۔ شان مقدس میں گستاخیاں۔ بھیم سین کا جوش وخروش بھیشم پتامہ کی فہمائش

جگیہ کے آغاز میں جب بھیشم پتامہ وغیرہ نے سری کرشن جی کے تلک پوجن کے واسطے رائے دی۔ تو چندیری کے راجہ سسپال کے بدن میں آگ لگ اٹھی وہ پیچ وتاب کھا کر باآواز بلند پکارا کہ

کیوں صاحب۔ جہاں ہم ہوں۔ جہاں راجہ رکم۔ راجہ شل۔ راجہ دریودھن راجہ دروپد اور راجہ رکھب ایسے بیتابی اور تیجبوی۔ پشتینی۔ مکٹ شرومنی راجے ہوں وہاں ہم لوگوں کی بے عزتی۔ ہمارے شاہی اعزاز کی کسر شان اور اس کرشن کی منزلت افزائی۔ جو کل کا بچہ۔ جس نے ابھی پیٹ سے پاؤں نکالے

جس کے تلووں میں گائے چرانے کے زمانے کے ڈھٹّے موجود ہیں۔ جس نے اہیروں کے ٹکڑوں سے پرورش پائی۔ جس کی اتنی عمر گوالنوں کے دودھ دہی چراتے چراتے ہی گذری۔ وہ کب سے راجہ ہُوا اور راجہ کو پوجن بھی ہونے لگی نہ باپ کا پتہ نہ اصلیت کا نشان۔ حقیقی ماموں کنس کی جان لینے میں سعادت خرچ کر کے ہفتاد پشت کا نام اچھالا۔ جعل کپٹ سے دیوار پھاند کر چوری چوری جراسندھ کے یہاں پہنچا۔ اور دھوکے سے موت کے گھاٹ اتارا۔ بہادری تب تھی جب کھلے میدان میں دو دو ہاتھ ہوتے۔ اس ادھرم کا عوض اگر کرشن سے نہ لیا۔ تو سسپال نہیں جو مزہ چکھائے بغیر رہوں ایسے اہیر کے چھوکرے کو جگیہ کا ادا ... راجہ کرن اور راجہ مہا لبت مرزم۔ بس معلوم ہو گیا کہ بھیشم پتامہ سٹھیا گئے ان کی عقل جاتی رہی۔ حواس ٹھکانے نہیں۔ اور جو ہاں میں ہاں ملاتے ہیں سب اوچھے ہیں۔ کسی کو پاس حرمت نہیں۔ ایسے خوشامدیوں کی بات کا اعتبار کیا۔ چاپلوسی پر میں لعنت بھیجتا ہوں۔ جس وقت سسپال کالے ناگ کی طرح زہر اگلتا ہُوا شیر کی طرح گرجا۔ محفل میں سناٹا چھا گیا سب حاضرین سری کرشن جی کا منہ تاکنے لگے۔ انتظار ہُوا کہ دیکھیں۔ زبان مبارک سے کیا پھول جھڑتے ہیں۔ مگر وہ شربت کا گھونٹ پی کر چپ رہے لیکن راجہ جدھشٹر نے فرمایا کہ

راجہ سسپال آپ کا یہ خیال خام ہے۔ میں تمام راجوں کی نس نس رگ رگ سے واقف ہوں۔ ہر ایک کی جڑھ بنیاد مجھ کو معلوم ہے جس کا کھو کچا چٹھا بیان کر دوں کیا آج کوئی کسی بات میں بھی سری کرشن چندر کی ٹکر لے سکتا ہے۔ وید و ... کی واقفیت میں کمال۔ دھرم شاستر پر کامل عبور۔ راج نیت کو ذات والا صفات پر ناز۔ دست قدرت میں اعجاز۔ دریائے طاقت ناپیدا کنار۔ جوش شجاعت بحر زخار۔ تاجداروں میں سرتاج ہیں۔ شیر دل کا نام سے تپہ پانی پانی ہوتا ہے دولت مندوں کے لئے نظر فیض اثر کیمیا کا کام دیتی ہے۔ دیوتا دُں میں افضل مانے جاتے ہیں۔ پیکر عنصری میں ذات قدس نے جان ڈال رکھی ہے۔ پھر ان کی شان میں کلمات گستاخانہ بھیشم پتامہ کا فرمانا بھگتی کی نیک

ان کی عقل میں روگھ لگانا ناقص العقلی کچھ بھیشم پتامہ جی ہی نہیں ۔ تمام رشی منی یک زبان ہو کر تائید کر رہے ہیں ۔ بھر خیر و حجت کیا ؟

سسس پال ۔ آفرین راجہ صاحب ۔ آپ بھی خوشامد کی لینے لگے بھلا فرمائیے تو سری کرشن جی کب سے راجے ہوئے ۔ اُن کے باپ زادوں میں کسی کو بھی تاج سر پر رکھنا نصیب ہوا ۔ کون نہیں جانتا ۔ متھرا بندرابن اور گوکل کی گائے چراتے چراتے پاؤں ٹوٹے ۔ چھل فریب سے کبھی اس کا مال مار کر الدارین بیٹھے ۔ گویا سرخاب کے پر لگ گئے ۔ بھیشم پتامہ کی عقل میں ضرور فتور ہے ۔ یہ مالیخولیا کی سی باتیں کرنے لگ گئے ۔ ان کے قول و فعل کا کچھ سر پیر نہیں ۔ جو باور کرے وہ بیوقوف ۔

بھیم سین کو یہ الفاظ سننے کی تاب نہ رہی ۔ تڑپ کر کھڑا ہو گیا ۔ اور کہا کہ راجہ سسس پال کا یہ منہ کہ ہمارے بزرگ خاندان بھیشم جی کو سخت سست کہے اور مہاراج کرشن جی کو گالیاں دے یہ ہمارے پتامہ جی کی طاقت اور فہم و فراست سے واقف نہیں ۔ نہ کرشن جی کے پرتاب کو نظر میں لاتا ہے ۔ اسے راجہ سسس پال تو اپنی عقل ٹھیک کر ۔ آنکھیں بنوا کر آتا کہ ان آفتابوں کی روشنی نظر آسکے ۔ دھرم شاستر کا قول ہے کہ مہاتما اور رہری ہر کی مذمت کرنے والے کی زبان گدی سے کھینچ لانا عین دھرم ہے ۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو اپنے کانوں میں انگلی دے کر اس جگہ دم بھر نہ ٹھہرے ۔ جہاں مذمت ہوتی ہے ۔ سسس پال تیری یہ گز بھر کی زبان ۔ اُف ۔ اُوہ ۔ ایسا غرور ۔ بڑا مرد ہے تو سامنے آجا ۔ ابھی تیری ہوش حواس ٹھیک کر دوں ۔

بھیم سین کو بھرا ہوا دیکھ کر بھیشم جی نے روکا ۔ اور سمجھایا کہ یہاں جو ہیں سب تمہارے مہمان ہیں ۔ ان کی کھری کھوٹی سن لینے میں بھی کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ جگیہ میں غصہ کو پاس پھٹکنے نہ دینا چاہیئے ۔ راجہ سسپال جو کہتا ہے کہنے دو سمجھ لو کہ اس کی عقل ایسی ہی ہے ۔ کرشن جی بشن جی کے اوتار ہیں ۔ اُن کی عزت رشی منی پہچان سکتے ہیں ۔ سسس پال او ندھی کھوپڑی کا آدمی نہیں سمجھتا ۔ ... کا قصور نہیں عقل کا فتور ہے ۔ اس ... سری کرشن جی

کی بیٹی کیا؟

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

چاند پر خاک نہیں پڑتی ہے

تف بروئے فلک بروئے خود است
مہ نور مے فشاند و سگ بانگ مے زند

ادھیائے ۱۰

سسپال کی ایک سو ایک گستاخیوں پر سری کرشن جی کا جوش غضب۔ سُودرشن چکر کی خونریزی۔ سسپال کا قتل۔ آشتی

سری بھیم سین بھیشم پتامہ کی فہمائش کو مان کر بیٹھ گئے۔ انہوں نے اپنے غصے کو ضبط کر کے سر عبودیت خم کیا۔ مگر سسپال اسی طرح اکڑ رہا زبان قینچی کی طرح چلتی اور کلیجوں میں کاٹ کرتی رہی۔ اس کے سر پر موت کھیل رہی تھی۔ اور دن پورے ہو چکے تھے؂

ہونہار ہردے بسے بسر جائے بدھ

کا معاملہ پیش نظر ہوا۔ بھیشم جی کے الفاظ گرم توے کی بوند ہو گئے۔ سری کرشن جی کی خاموشی نے اسے اور اشتعال دی اور وہ بدستور بڑبڑ کرتا رہا۔ اس کی زبان وہی الفاظ دہرا رہی تھی۔ جو پہلے سامعین کے گوش گذار ہوتے تھے۔ واہ واہ پکار کر رہا تھا کہ بھیشم پتامہ کی عقل ماری گئی ہے۔ ان کو اونچ نیچ سمجھنے کا دماغ ہی نہ رہا۔ بڑھاپے نے مغز خالی کر دیا۔ ان میں رائے دینے کا دماغ کہاں یہ بات بھیشم کی لیک ہے یہ ... کا اکثر ہے جو زبان سے نکلتا ... اس کی کوئی

تردید نہیں کرسکتا۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ کرشن آٹھ دس برس تک نند وغیرہ کی گائیوں کا چرواہا نہیں رہا۔ کیا کوئی ایمان چھوڑ کر کہہ سکتا ہے۔ اس لئے گوالوں کے یہاں دودھ دہی نہیں چرایا۔ کیا مزے کی بات ہے۔ اگر کوئی نند کا بیٹا کہتا ہے تو کوئی بسدیو۔ کا فرزند۔ کسی کو خبر نہیں کہ اصلیت کیا ہے ؛

جس وقت سسپال نے پہل کی تھی۔ اس وقت سری کرشن جی نے فرمایا تھا۔ کہ ایک سو ایک کلمات تک اختیار ہے۔ سسپال جو چاہے۔ کہے۔ ضبط کروں۔ مگر اس کے بعد زبان چلے گی۔ تو سودرشن چکر ہوگا۔ اور اس کی گردن سسپال نشہ نخوت میں چور تھا۔ موت سر پر سوار تھی۔ کسی کے سمجھانے سے نہ سمجھا۔ اپنی ہی ایڑ لگاتا رہا۔ کرشن جی ایسے کرشن جی ویسے۔ گوالوں سے دہی دودھ کی بھیک مانگی۔ گائیں چرائیں۔ ولدیت کا پتہ نہیں۔ راجہ کنس کو فریب سے قتل کیا۔ جراسندھ کی دغابازی سے جان لی۔ وغیرہ وغیرہ انہیں قسم کے الفاظ کا دریا امنڈا چلا آتا تھا ؛

ادھر سسپال کی زبان سے غیر مہذب کلمات نکل رہے تھے۔ ادھر کرشن جی لکیر کھینچے جاتے تھے۔ کہ اب یہ گالی گلوچ کی۔ سو لکیروں تک انہوں نے کچھ سانس ڈکار نہ لی۔ منہ پر مہر خاموشی لگائے کان دبائے ایک ایک لفظ سنا کئے۔ مگر جب ایک سو ایک کی تعداد پوری ہوگئی۔ تب سامعین سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ میں ایک سو ایک مرتبہ طرح دے چکا۔ پھر بھی سسپال کی زبان چلی جاتی ہے۔ اب میں بری الذمہ۔ ابھی اس کا سر زمین پر لوٹتے دکھلائے دیتا ہوں۔ یہ فرما کر جوش غضب میں سودرشن چکر گھما کر پھینکا۔ تو سسپال کے سر پر ہی تھا۔ پہلی ہی زد میں گردن دھڑ سے جدا ہوگئی۔ اور دھڑ دھڑام سے زمین پہ گر پڑا ؛

اس وقت سودرشن چکر کی روشنی عجیب خوفناک تھی۔ کیا رشی کیا منی کیا راجے کیا مہاراجے اس کی صورت دیکھ کر تھر تھر کانپنے لگے۔ جانیں ستر گوشوں میں چھپنے لگیں ہوش و حواس بالکل غائب تھے جس کو دیکھو بت بنا ہوا بیٹھا

ہے بھی یا نہیں۔ ہر شخص کی بوٹی بوٹی اور کلیجہ تھر تھرا کر منہ کو آتے معلوم ہوتا تھا۔ خوفناک حالت دیکھ کر دیورشی نارد اور بشسٹ جی وغیرہ بڑے ادب سے سامنے آئے اور بڑی عاجزی سے منت وسماجت کرنے لگے کہ

مہاراج آپ تینوں لوک کے مالک ہیں۔ جگدیش اور بشمبر آپ کا خطاب ہے۔ ترلوک آپ کے دست قدرت کا ایک کرشمہ ہیں۔ بشمبر کی رشی منی صرف کے درشنوں کی خواہش میں ہزارہا برس تک تپشا کر کے جولا گھلا دیتے ہیں۔ مگر آرزو پوری نہیں ہوتی۔ کیا برہما کیا بشوب کیا اندر کیا کوبیر کیا جم جتنے دیوتا ہیں کسی کو آپ کے دریائے قدرت کی تھاہ نہیں ملتی۔ برہم لوک فرق مبارک ہے۔ سورج چاند آنکھیں۔ جب زمین بار گناہ سے بوجھل ہوجاتی ہے۔ تب آپ اوتار لے کر بھگتوں کو تارتے۔ اور پاپیوں کو مار کر گاؤ زمین کا بوجھ اتارتے ہیں۔ جب ہرنکشیپ نے زمین و آسمان پر اٹھایا۔ آپ نے بارہ کے قالب میں ظہور فرما کر سزا سے کفر دی۔ پہلاد کے بچانے اور ہرناکش کے مارنے کو نرسنگھ روپ کا جلوہ دکھایا۔ رام اوتار میں نراکار ہو کر راون کنبھ کرن کھر دوکھن تر سرا وغیرہ راکشسوں کو قتل کیا۔ اور سگریو اور بھبھیکن وغیرہ اپنے بھگتوں کے کشٹ کاٹ کے صاحب تاج وتخت بنایا۔ اب ذات مقدس سیام سندر سری برج چند آنند کہلاتے ہیں۔ کنس ایسے سرحلقہ کفار جراسندھ ایسے شہ زور تاجدار اور سسپال ایسے بہادر ضیغم شکار کو ایک آن واحد میں نیست و نابود کر دیا۔ آپ کی نظر عاطفت کے خواستگار ہیں۔ ایسی توجہ فرمائیے کہ راجہ جدھشٹر کا جگیہ بخیریت تمام انجام کو پہنچے ؛

ادھیائے ۱۱

سسپال کی کیفیت سری کرشن جی کی زبانی۔ جگیہ کی رونق اور شان وشوکت کی

مختصر کیفیت

بھیشم پتامہ کا بیان ہے کہ سس پال کا سر اڑنے پر نارد منی۔ بششٹ گوتم ویاس وغیرہ مہارشیوں نے استتی کر کے سری کرشن جی کا غصہ فرو کیا۔ تو مہاراج ممدوح الشان مسکرائے۔ اور زبان فیض ترجمان سے گوہر افشانی کی کہ

صاحبان! میری مادر مہربان رانی دیوکی) اور سس پال کی ماں بہنیں ہیں۔ ایک روز دونو بہنوں سے ملاقات ہوئی میں اپنی ماتا کے ساتھ تھا اور سس پال اپنی ماں کی گود میں۔ سس پال کی اس وقت عجیب ہیئت تھی چہرے پر تین انکھیں اور جسم میں تین بازو۔ سب کو حیرت تھی۔ کہ عجیب الخلقت لڑکا کہاں سے آگیا۔ اتفاقاً نارد جی کا ادھر گذر ہوا۔ انہوں نے یہ شکل وصورت دیکھ کر فرمایا کہ لڑکا ہے۔ تو اقبال مند۔ مگر اس کی موت اس شخص کے ہاتھ بدی نکلتی ہے۔ جس کی گود میں اس کے زائد اعضا گر جائیں۔ یعنی ایک ہاتھ اور ایک آنکھ ندارد ہو جائے۔ جس وقت میں۔ نے اپنی موسی یعنی سسپال کی والدہ کے قدم چھوئے۔ تو رسم محبت سے میں نے سس پال کو گود میں لے لیا۔ گود میں لیتے ہی نارد جی کا بچن ٹھیک ہوا۔ یعنی سس پال کے عضو زائل ہو گئے۔ اور تین ہاتھ کے عوض دو ہاتھ۔ اور تین انکھوں کے عوض دو آنکھیں باقی رہ گئیں۔

یہ اچنبا دیکھ کر موسی (سس پال کی ماں) گھبرائی اس نے سمجھ لیا کہ بس۔ اس کا قاتل میں ہی ہوں گا۔ وہ مجھ سے بہت گڑ گڑائی۔ اور نہایت ہی عاجزی سے بولی کہ

دو کرشن چندر یہ میرے کلیجے کا ٹکڑا اور تمہارا چھوٹا بھائی ہے۔ اس پر ہمیشہ نظر عنایت رکھنا۔ ایسا نہ ہو کہ کسی وقت کوئی بات ہو جائے:

میرا یہ جواب سنا کہ آپ میری طرف سے اطمینان رکھیں۔ میں اپنی طرف سے کوئی بات نہ کروں گا۔ اور اگر سس پال کی طرف سے سامان عداوت ہونگے۔ تو ایک سو ایک مرتبہ طرح دوں گا۔ گو یہ نہ ہوں گا میری

موسی کو اس جواب سے اطمینان ہوگیا۔ اس نے سمجھ لیا کہ بھلا ایک سو ایک
بار کون قصور سرزد ہو سکتا ہے۔ مگر برہما کے اکشیر کہیں مٹتے ہیں شدنی
ہو کر رہتی ہے ۔ سس پال کی موت یوں ہی بدی تھی۔ اس کی زبان
نہ رکی۔ ایک سو ایک خطائیں گنا کے چھوڑیں۔ اور آخر جو نتیجہ ہُوا
وہ آپ کے سامنے کی بات ہے۔ عیاں راچہ بیاں۔ سس پال مجھ سے نہ
معلوم کب کا جلا ہُوا بیٹھا تھا۔ یہاں آیا تو جراسندھ کا عوض لینے کی سمائی میں نے
اس کی خواہش پوری کردی۔ اور جراسندھ ہی کے پاس پہنچا دیا کہ وہاں چین
سے رفاقت کرے۔ اچھا اب اس کی مٹی بھی ٹھکانے لگا دینا ہمارا فرض ہے
پس اس کی لاش چتا پر پھونک کر ہڈیاں جمنا جی میں سرا دی جائیں اور
جگیہ کی کارروائی شروع ہو۔

راجہ جدھشٹر نے سس پال کے رفیقوں اور ملازموں کو حکم دیا۔ انہوں
نے جمنا کے کنارے لاش جلادی۔ اور یہاں سری کرشن جی کے حکم سے راجہ
جدھشٹر نے سس پال کے بیٹے کو چندیری کے تخت حکومت کا مالک بنا کر
تلک کر دیا۔ جس جگہ سس پال کی نشست تھی۔ وہاں کی زمین صاف کر کے
لیپی گئی۔ لیپنے کے بعد آگ کا الاؤ جلادیا گیا کہ ناپاکی جاتی رہے۔ اور سس پال
سے چھٹی پاکر سب نے جگیہ کا آغاز کیا۔

سب سے پہلے سری بشسٹ جی نے کرشن چندر مہاراج کو جڑاؤ سنگاسن
پر بٹھایا۔ بعدہٗ نارد اور رشیوں منیوں نے مہاراج جی کی جبین نور آگین پر تلک
لگانے کے بعد پھولوں کا مالا زیب گلو کیا۔ اس کارروائی کے بعد پانچوں پانڈو
بھائیوں اور مہاراج کرشن دیو کو پھولوں کے مالے پہنا کر باقاعدہ پوجا کی اس
وقت عجیب نظارہ تھا۔ دیوتا اکاش سے پھول برسا رہے تھے۔ بید منتروں
کی سہاونی آواز کانوں کو امرت پلا رہی تھی۔ سنکھ کے شور سے اکاش گونج
اٹھا۔ ہون کے شعلوں سے عالم نور نظر آنے لگا۔ سپت رشی وید منتر پڑھتے
جاتے تھے اور ہون اور اُن آہت کی برکت سے دیوتا لوگ اکاش سے چلے آتے
تھے۔ [illegible]

اپنے اپنے باہنوں پر سوار۔ اپنی اپنی شکتیاں ساتھ لئے ہوئے رونق افروز ہوئے سب نے اگر سری کرشن جی کو ڈنڈوت کی۔ جڑاؤ سنگاسنوں پر جلوس فرمایا تمام راجے مہاراجے پوری شان و شوکت کے ساتھ اپنی اپنی نشستگاہوں پر جلوہ افروز تھے۔ جگیہ کی وہ رونق تھی۔ کہ قلم تصویر کھینچ نہیں سکتا۔ یہ وہ عظیم الشان جگیہ تھا۔ جو روے زمین پر چشم فلک نے نہ دیکھا۔ اس کی عظمت نے تمام دنیا میں راجہ جدھشٹر کی دھوم مچادی۔ جگیہ ختم ہونے پر دان شروع ہوئے۔ سونے سے منڈھے ہوئے سینگوں کی ایک لاکھ گائیں۔ رشیوں منیوں کی نذر کی گئیں برہم بھوج ہوا۔ زر و جواہر سے غربا مالا مال کئے گئے اور اس طرح بڑی دھوم دھام سے جگیہ سماپت ہوا۔

اس موقعہ پر اندر پرست کی رونق کا کیا کہنا۔ گلی گلی۔ کوچہ کوچہ چوتھی کی دلہن کے سنگار کا نظارہ پیش نظر کرتا تھا۔ تمام راجہ سے لے کر پرجا تک کے مکانات پیرایۂ عروسی سے آراستہ و پیراستہ تھے۔ گھر گھر ہند نواردوں کی بہار رنگ رنگ کی دھجاؤں پتاکاؤں سے کیفیت سیر گلزار۔ شہر کے ارد گرد کئی کئی کوس تک تنبو قنات۔ نمگیرے۔ شامیانے۔ خیمے۔ چھولداریاں۔ جگہ جگہ باغوں میں باغبان۔ قدرت کی گلکاریاں۔ دیوتاؤں کا جمگھٹا۔ گندھربوں کا ہجوم۔ اپسراؤں کا مجمع۔ کنھروں کا میلا۔ رات دن شہر کی رونق بڑھائے رہتا تھا۔ سری کرشن جی کے دائرہ دولت پر بھیڑ لگی رہتی تھی۔ گروہ کے گروہ درشن کے لئے ڈٹے رہتے تھے۔ غرض عجیب کیفیت تھی اور طرفہ نظارہ۔

ادھیائے ۱۲

راجہ جدھشٹر کی عمارات کی سیر میں سیر۔ طلسمی صنعتوں میں دھوکا کھانے سے درجودھن اور شکنی کی شرمندگی۔ بغض و حسد وغیرہ

راجہ دھرتراشٹ اور اُن کے سو فرزند راجہ جدھشٹر کے جگیہ میں شریک تھے سب کی رانیاں بھی شریک جشن تھیں۔ جب جگیہ سے فراغت ہو گئی۔ تو راجہ جدھشٹر نے درجودھن وغیرہ اپنے چچیرے بھائیوں کو ان عجیب وغریب عمارتوں کی سیر کرائی۔ جو مایاسر نے بڑی نفاست اور عمدگی سے تیار کی تھیں ؛

راجہ جدھشٹر کو خیال تھا کہ اس کے چچیرے بھائی اس عالیشان تعمیرات کی سیر سے خوش ہوں گے۔ مگر نہیں اُن کے دل میں گرہ پڑی ہوئی تھی۔ وہ دل ہی دل میں راجہ جدھشٹر کے عروج سے جل رہے تھے۔ عمارتوں کی خوبیاں دیکھیں تو اور بھی آتش بغض وحسد بھڑک اٹھی۔ جس وقت جگیہ سماپت کر کے ویاس جی رخصت ہوئے تھے۔ انہوں نے صاف الفاظ میں کہہ دیا تھا۔ کہ تیرھویں برس چھتریوں کی خیر نہیں۔ سب مر مٹینگے۔ راجہ جدھشٹر کو اس پیشین گوئی سے نہایت تشویش ہوئی اور بھیم سین۔ ارجن۔ سہدیو۔ نکل سے ذکر کیا۔ سب فکر مند ہوئے مگر چارہ کیا۔ لہذا چپ لگا گئے۔ سب مہمانوں کی رخصت کے بعد راجہ جدھشٹر نے درجودھن وغیرہ چچیرے بھائیوں اور شکنی کو راج محل راج سبھا اور دوسری عجیب وغریب عمارتوں کی سیر کرائی۔ سب اہل سیر اس نظارۂ دل فریب سے نہایت ہی خوش ہوئے۔ نظر جس طرف اٹھتی تھی آنکھوں کو آئینۂ حیرت بنا دیتی تھی۔ اب شدنی دیکھئے۔ جس وقت درجودھن وغیرہ راج محل کے صحن کی طرف چلے۔ تو عجیب واقعہ پیش آیا۔ مایاسر نے اس صحن میں بلور کے فرش کے سوا اور میں طلسمی صنعت دکھائی تھی۔ کہ جوں ہی درجودھن اور شکنی وہاں پہنچے۔ دیکھتے کیا ہیں کہ پانی کی چادر چل رہی ہے۔ اس دھوکے میں انہوں نے اپنے اپنے دامن سمیٹے۔ اور بڑی احتیاط سے اپنی دانست میں پانی کے اندر قدم رکھا۔ بلور کے فرش میں ایسی چکناہٹ تھی۔ کہ فوراً ہی پاؤں پھسل گیا۔ اور دونوں زمین پر چت ہو گئے اس وقت ان کو ایسی ندامت ہوئی کہ چہرہ عرق عرق ہو گیا۔ مگر علاج کیا۔ اب وہاں سے دوسری طرف چلے تو دوسرا اچنبھا ہوا۔ ایسے مقام پر ایک پانی کا حوض ایسی صنعت سے بنایا گیا تھا کہ پانی کی چادر فرش سا معلوم ہو

نظر آتی تھی۔ دریودھن اور شکنی بے تکلف بڑھے چلے گئے۔ تو قدم حوض میں جا پڑا۔ دونو کے دونو پانی میں غوطہ کھا گئے۔ نکلے تو سارے کپڑے تربتر اپنے میں اوپر سے قہقہ کی آواز آئی۔ نظر اٹھا کر دیکھا۔ تو دروپدی اور اس کی سکھیاں ٹھٹھے لگا رہی ہیں۔ دریودھن اور شکنی دل میں کٹ گئے اور دروپدی وغیرہ کے ٹھٹھے لگانے کا بہت ہی رنج ہوا۔ اب یہ آگے بڑھ کر ایک دیوار کے پاس گئے۔ جن میں بلور پر نقاشی کا نہایت ہی عمدہ کام تھا۔ گل بوٹوں اور نقش و نگار میں کچھ ایسی صنعت کی تھی۔ کہ دیکھنے والے کو صاف ایک دروازہ نظر آتا تھا۔ یہاں بھی دونو کی عقل نے کچھ کام نہ کیا۔ اور دروازہ سمجھ کر اندر داخل ہونے لگے۔ دریودھن کے سر میں ٹکر لگی اور وہ شرمندگی سے پیچھے ہٹے وہاں دروازہ تو تھا ہی نہیں بھیم سین سے ضبط نہ ہوا ہنس پڑا۔ ساتھ ہی راجہ بھیشم وغیرہ اور بھائی بھی ہنسنے لگے۔ ادھر ادھر جگہ جگہ دھوکا کھانے کی ندامت ادھر چوٹ کی شرمندگی۔ اس پر دروپدی اور پانچوں پانڈوں کی ہنسی ٹھٹھے سب باتیں اگلے بغض و حسد کے لئے آگ پر آہوتی کا کام کر گئیں۔ دریودھن اور شکنی کو نہایت ہی رنج ہوا۔ جوں توں سیر سے فراغت کر کے قیامگاہ میں آئے۔ یہاں سہدیو نے پوشاک بدلائی۔ عمدہ سے عمدہ کھانے کھلائے اور وہ تمام تحائف وہ تمام حسینان مہ جبیں وہ گندھربی گھوڑے سفید ہاتھی وغیرہ دکھائے۔ جو بھیم سین وغیرہ وقتاً فوقتاً ناگ لوگ وغیرہ سے لائے تھے۔ اور جو فتوحات اور ملک گیری میں داخل خزانہ شاہی ہوئے تھے ؛

اب اپسراؤں کا ناچ شروع ہوا۔ مگر دریودھن وغیرہ کے دل پر بغض و حسد نے ایسی چھریاں پھیر دی تھیں کہ کچھ نہ معلوم ہوتا تھا۔ وہ کہتے تھے آہ۔ اتنی دولت اتنی ثروت۔ اتنا مال اتنا متاع یہ شوکت شاہی یہ شان عالم پناہی غرضکہ ایک ایک چیز ان کے دل میں کھٹکتی تھی اور دل ہی میں کوستے تھے۔ کہ یہ سب پانڈوں کے عروج کے ملک مال و سامان تباہ و برباد ہو جائیں

یہ لوگ دشٹ تھے۔ سجن نہ تھے۔ خراب لوگوں کا خاصہ ہوتا ہے کہ پرائے عروج پرائی دولت کو دیکھ کر جلتے رہتے ہیں۔ یہ نہیں جانتے کہ ایشور کا دین ہے اس میں کسی کا اجارہ کیا۔ اچھے لوگ اگر کسی کو مال دھنی دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں کہ ہمارے ایک ہمجنس پر ایشر کی مہربانی ہوئی۔ حسد کرنے سے کسی کی دولت حاسد کے ہاتھ نہیں آجاتی۔ ہاں یہ ہوتا ہے کہ مفت کی کوفت مول لے لیتا ہے اگر وہ حسد نہ کرے تو ایشور اس سے خوش ہوتا ہے۔ اور اسے دنیا کی فکروں سے آسودگی رہتی ہے۔ خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ اب سنئے کہ درجودھن راجہ جدھشٹر سے رخصت ہو کر ہستناپور واپس آئے ستورات دن اسی حسد کا چرچا ہر وقت یہی بغض کی باتیں۔ سب چنڈال چوکڑی اکٹھا ہو کر مشورت کرنے لگی۔ کہ کسی نہ کسی طرح سے راجہ جدھشٹر کی دولت تھیانا چاہئے۔ سب سے بہتر تدبیر تو جوئے کی ہے۔ جدھشٹر ہم سے کسی طرح سر نہیں ہو سکتے۔ اگر یہ حکمت عملی چل جائے تو بس پوبارہ ہیں۔ پانڈوؤں کے اخراج میں فرق نہیں ؀

ادھیائے ۱۳

درجودھن کا پانڈوؤں سے حسد۔ دولت و سلطنت چھیننے کے لئے تجویز۔ راجہ دھرتراشٹ سے چوسر کھیلنے کی اجازت۔ راجہ دھرتراشٹ بھیشم پتامہ اور بدرجی کی نصیحت

جب درجودھن دل ہی دل میں جل بھن کر اسی فکر میں ہُوا کہ جس طرح ہو جدھشٹر کو لنگوٹی بندھوا کر چھوڑوں۔ تب زندگی کا لطف ورنہ جینا اکارتھ اس وقت اس کے ماموں قندھار نریش کے بیٹے شکنی نے کہا آپ گھبراتے

کیوں ہیں۔ میں توسب کو ننگیا لونگا۔ اور ساری دھن دولت راج پاٹ آپ
ہی کو دلواکر دم لونگا۔ آپ جانتے ہیں کہ پکا جواری ہوں۔ چوسر کا کھلاڑی
ہوں۔ کیسا ہی پانسے کا دھنی کیوں نہ ہو۔ میری گٹھوں سے اس کی ایک پیش
نہیں جاسکتی۔ یہاں پو بارہ ہوں۔ وہاں تین کانے۔ کھیلتے کھیلتے وہ چھومنتر
کروں کہ چھ تین تو نیچٹی اور جھگڑی تو دو گیارہ ہو جائے؛

لڑائی بھڑائی میں پسند نہیں کرتا۔ اس وقت جدھشٹر کو ایشور نے سب سامرتھ
دی ہے۔ اس کے بھائی ایسے سوربیر ہیں۔ کہ ایسے دلیسوں کو تو بیس ہی کے رکھ
دیں۔ اس سے کام وہ کرو۔ کہ سانپ مرے اور لاٹھی نہ ٹوٹے۔ راجہ جدھشٹر کو بھی
چوسر کھیلنے کی لت ہے۔ اس کو بلاؤ اور چوسر کا میدان بدو۔ میں ایسے بنا بنا کر
پانسے پھینکوں کہ بازی میرے ہی ہاتھ رہے۔ دو پانسوں کے چھت
پت میں سارا فیصلہ ہو جائے گا تو سہی۔ جدھشٹر کے پاس ایک جھنجھی نہ چھوڑوں گا
پھر تو جوئے اور جدھ سے منہ نہیں موڑتے۔ تم راجہ دھرتراشٹ اپنے پتا
سے کہہ کر پانڈوؤں کو بلاؤ۔ چوسر بچھی۔ دو چار پانسوں میں تو ننگیا کے چھوڑوں گا
ایسے ایسے پانسے چت کروں۔ کہ جدھشٹر کی بساط سلطنت الٹ جائے اور
قسمت کا پانسہ پلٹ جائے۔ اس سے آسان تدبیر اور کوئی نہیں؛

درجودھن وغیرہ نے یہ بات سنی تو پھڑک اٹھے ہر طرف صدائے آفرین بلند
ہوئی کہ واہ کیا تدبیر بتائی ہے۔ آہا اس سے بڑھ کر حکمت عملی اور کون ہوگی
بہت ٹھیک بہت ٹھیک۔ عقلمندی اسی کو کہتے ہیں۔ دانشمندی اسی کا نام ہے
اگر چال بن پڑی تو بس مار لیا۔ رلئے حسب منشا تھی۔ صلاح مرضی کے موافق
سب نے بالاتفاق صاد کیا۔ اور اسی وقت سب کے سب راجہ دھرتراشٹ کی
خدمت میں جا پہنچے اور متفق اللفظ ہو کر گذارش کی کہ

"مہاراج آپ تو ہماری شوکت شاہی و سطوت عالم پناہی پر پانی پڑ گیا۔ راجہ
جدھشٹر نے راجسویہ جگیہ کر کے ہم سب کے سر جھکا دئے۔ ہم کو منہ چھپانے کے
لائق نہ رکھا۔ نہ دولت کا شمار نہ وسعت سلطنت کی حد جواہرات سے کوٹھے
بھرے پڑے ہیں۔ روپے ٹھیکروں کی طرح ڈھیر ہیں۔ سونے چاندی

کے سوا اندر پرستہ میں کچھ نظر ہی نہیں آتا۔ دان پن کی یہ کیفیت کہ بھکھاریوں کو بھی سونے چاندی کے برتنوں میں کھلایا جاتا ہے۔ کون ہے۔ جس کا روپے اشرفی سے جی نہیں بھر جاتا۔ اس وقت تمام دنیا کی نفائسات راجہ جدھشٹر کے خزانے میں موجود ہیں۔ جو راجے آئے۔ ایسے تحفے تحائف لائے۔ کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ کہاں ہم۔ کہاں پانڈو۔ ہمارے ہوتے پانڈوؤں کو یہ عروج یہ نہ سمجھئے گا۔ کہ کسی کی بڑھتی دیکھ کر جلتے ہیں۔ صرف یہ دیکھا نہیں جاتا کہ ہم صاحب تاج ہیں۔ ہم مالک کے زمین اور ہمارے ہوتے جدھشٹر ہم سے بڑھ جائے آپ نے اُس کو اندر پرستہ دے کر ہم لوگوں کا سر نیچا کر دیا۔ از ماست کہ بر ماست آپ کو خود ہی منظور تھا کہ اپنے بال بچے دبڑ و گھسڑ رہیں۔ اور جدھشٹر کا زمانے میں ڈنکا بجے ورنہ ہمارے سامنے اس کی حقیقت ہی کیا ہے۔ کہاں آفتاب کہاں ذرہ۔

راجہ دھرتراشٹ۔ صاحب نادو تمہارا یہ خیال بیہودہ ہے کسی کی ترقی دیکھ کر حسد کرنا بڑا گناہ ہے۔ اگر جدھشٹر کو آج یہ عروج حاصل ہوا۔ تو آخر تمہارے ہی بھائی ہیں۔ ان کی ناموری سے تمہاری عزت ان کی شہرت سے تمہاری شہرت ہے۔ پھر تمہیں یہ فاسد خیال کیوں +

درجودھن۔ آپ سیدھے سادھے بزرگ۔ آپ کے انہوں نے قدم چوم لئے اور آپ خوش ہو گئے۔ ہم لوگوں کے دل سے پوچھئے کہ جان پر کیا گذر رہی ہے۔ آپ نے جدھشٹر کو اس قدر بڑھا دیا۔ کہ ہم اُس کے نوکر چاکروں کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتے۔ یہ نہ کہئے کہ ڈوب مرو سنکھیا کھا لو۔ ہیرا چبا لو۔ اب ہمیں اس بے عزتی کی برداشت کرنے کی طاقت نہیں رہی۔ بہتر ہے کہ اس کا دوٹوک فیصلہ ہو جائے ۵

راجہ دھرتراشٹ۔ میں تو فیصلہ کر چکا۔ ہستناپور تمہارا۔ اندر پرست پانڈوؤں کا۔ اور کیا چاہیئے ۵

درجودھن۔ اسی فیصلے نے تو ہم لوگوں کا ستیاناس مار دیا۔ افسوس آپ کے جیتے جی ہم لوگوں کی یہ دردشا ہو موت اگر اس وقت نہ آئی۔ تو پھر کب آئے گی ۵

راجہ دھرتراشٹ۔ بیٹا یہ باتیں کیسی۔ یہ واہیات خیالات کیا۔ آخر کہو تو کیا چاہتے ہو؟

درجودھن۔ لڑائی بھڑائی سے تو کچھ کام نہیں۔ میں سیدھی انگلیوں گھی نکالنا چاہتا ہوں۔ کہ آپ کے برخلاف بھی نہ ہو اور تیر و تفنگ تک بھی نوبت نہ پہنچے؟

راجہ دھرتراشٹ۔ تو کہو نا کیا سوچا ہے؟

درجودھن۔ مجھے ہوس ہے کہ ایک دفعہ جدھشٹر سے جوا کھیلوں۔

راجہ دھرتراشٹ۔ جوئے سے بڑھ کر کوئی برا کام نہیں مار ہے جوئے کے نام سے بیل؟

درجودھن۔ باشد۔ مگر میں ایک دفعہ ضرور جوا کھیلونگا۔ یا ادھر یا ادھر؟

راجہ دھرتراشٹ۔ درجودھن دیکھنا ان باتوں میں گھر تباہ ہو جائیگا۔ اب تک بہت ہو چکی۔ اب اور کیا کرنا چاہتے ہو۔ بھیم سین کو زہر کھلایا دریا میں پھینکا۔ پانڈو سوں کھینچے رہے۔ اپنی کچھ نہ بولے۔ تم نے لاکھا منڈپ بنا کر پھونک دینے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ وہ اس کو بھی پی گئے۔ خبر نہ ہوئی اس طرح ٹال گئے۔ جیسے کچھ ہوا ہی نہ تھا۔ ان کا اقبال تیز تھا۔ نہ جانے کیسے بچ نکلے ان عداوتوں کے ہوتے بھی انہوں نے راجسوئیہ جگیہ میں تمہاری جیسی خاطر داشت کی۔ تمہارا ہی دل جانتا ہوگا۔ انہوں نے تمہاری عزت افزائی کے لئے اپنا خزانہ سپرد کیا۔ تمہارے دل میں صفائی نہ تھی۔ تم برا چیتے تھے۔ خوب من مانا روپیہ لٹایا۔ تمہاری نیت تھی کہ ایک کوڑی نہ رہنے پائے۔ مگر ان کو ان کی نیت پھلی کروڑوں اربوں روپیہ لٹ جانے پر بھی انکا خزانہ بھرا پڑا رہا۔ ایک کونہ بھی خالی ہونا نہ پایا۔ تم برائی پر تھے ان کے اقبال اور نیکیوں نے تمہاری برائی کو ان کے لئے بھلائی کر دیا۔ اور وہ جش ہوا۔ کہ ان کے دھرم کرم دان کے ڈنکے بج رہے ہیں۔ وہ تمہارے ساتھ اس کی نیکی سے پیش آئیں۔ اگلی پچھلی دشمنی کا خیال نہ کریں اور تمہارے سر سے عداوت کا بھوت اترنے نہیں

آج پھر وہی سبق لے بیٹھے۔ معلوم نہیں کیا ہونہار ہے ؛

یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ اتفاقاً بھیشم جی اور بدر جی بھی تشریف لے آئے اور تقریر کے بعد پہلو سمجھ کر افسوس کرنے لگے کہ ہائے درجودھن کی عقل کہاں ماری گئی ہے۔ نہ جانے اس کو کیا سمائی ہے کہ پانڈوؤں کے پیچھے ہی پڑا رہتا ہے بدر جی بولے ؛

پیارے درجودھن۔ برس کو بید کیا۔ سولہ برس کو قید کیا۔ تم بچے نہیں کہ کوئی تمہیں سمجھائے۔ ایشر کے فضل سے صاحب عقل ہو۔ اونچ نیچ سمجھتے ہو۔ پھر یہ واہیات خیال کیسے۔ دیکھو پانڈو تمہاری کیسی عزت کرتے ہیں۔ تمہاری عداوتوں پر کیسی چشم پوشی کر جاتے ہیں۔ مگر تم ہو کہ بغض و حسد سے منہ نہیں موڑتے۔ اپنی ہٹ نہیں چھوڑتے کورو اور پانڈو دونوں بھائی بھائی ہیں۔ خون ایک۔ گوشت پوست ایک۔ تمہیں چاہیے کہ بھائیوں کے ساتھ بھائی کا سا سلوک کرو۔ وہ تمہارے قوت بازو ہیں۔ تم ان کے برادر جان برابر بھائیوں بھائیوں کو آپس میں بیر لازم نہیں۔ میل سے رہو۔ ٹنٹا بکھیڑا چھوڑ دو تم ہستناپور میں ہو وہ اندر پرستہ میں۔ نہ وہ تم سے کسی بات کے خواستگار نہ تم کو ان سے کسی بات کی طلب۔ تمہیں تو خوش ہونا چاہیے۔ کہ ہمارا بھائی آج اس لائق ہوا کہ سارا زمانہ اس کا مطیع و فرمانبردار ہے۔ اس نے اپنی نہیں۔ بلکہ تم سب کی عزت بڑھائی ؛

اس کے عوض چاہتے ہو کہ پانڈو مٹ جائیں۔ اور نام و نشان باقی نہ رہے وہ بھی کس واسطے دو دن کی زندگی۔ چار دن کی چاندنی۔ اور اس دولت کے واسطے جس کو نہ ثبات ہے نہ قیام ؛

دربھیہ جا سو سب جیون کو سکھ رہ نہ سکی اک اٹھائی ہیں
یہاں سے ہوان گئی چھین بھیتر جم تر ور کی مجھائیں

زہر دے چکے۔ دریا میں بہا چکے۔ لاکھا مندر میں جلا چکے۔ کیا نتیجہ ہوا وہ ویسے کے ویسے ہی رہے۔ ایک رواں بھی میلا۔ ایک بال بھی بیکا نہ ہوا۔ اور تم مفت بدنامی کا ٹیکا اپنے سر چڑھا رہے ہو۔ یہاں سے تمہاری

ہی برائی ہو رہی ہے۔ وہ وہ باتیں سننے میں آتی ہیں کہ کان نہیں دیا جاتا۔ اب تم نے جوئے کی چال سوچی ہے۔ جوئے سے بڑھ کر کوئی برا کام نہیں۔ اس کی ہار بھی ہار جیت بھی ہار۔ دیکھ لینا یہ جوا دہ رنگ لائے گا۔ کہ سارا خاندان چوپٹ ہو جائے۔ اتفاق عجب چیز ہے۔ جب تک مٹھی بندھی ہے۔ کھلنا محال جگ ٹوٹا اور بزد ماری گئی۔ راجہ نل نے اپنے ہڈیوں کے پاسے بنائے مگر پاسے کی برائی سے ایک نہ چلی۔ فخر کرو کہ راجہ جدھشٹر نے سارے خاندان کا نام روشن کیا۔ عزت سمجھو کہ ہمارا بھائی دنیا کا سرتاج ہے۔ اس کی وجہ سے تم بھی سرتاج زمانہ ہو۔ کوئی تمہارے سامنے سر اونچا نہیں کر سکتا۔ اتفاق سے رہو تو مجال کیا۔ کہ تم کو راجہ جدھشٹر سر آنکھوں پر جگہ نہ دیں۔ سمجھ لو کہ ہمارے تمہارے کئے کچھ نہیں ہو سکتا۔ سب کام پرمیشر کے ہاتھ میں ہیں۔ جس کو چاہے بڑھائے۔ جسے مرضی ہو گھٹائے۔ پرائی بڑھتی دیکھ کر حسد کرنا عقلمندوں کا شیوہ نہیں۔ اس میں کوفت سے جان گھلتی ہے۔ تمہاری لیاقت تب ہے۔ کہ تم بھی ایک جگیہ ایسا کر دکھاؤ۔ جو جدھشٹر کے جگیہ کو بھی مات کر دے۔ جتنا بغض و حسد میں جوش و خروش ہے اتنا ملک گیری اور حصول نیکنامی میں حوصلہ اور ولولہ دکھاؤ۔ تو تمہارے نزدیک کون بات ہے۔ ایشر کی کرپا سے سو بھائیوں کی طاقت ہے۔ کرن شکنی ایسے کال کو جیت لینے والے یہاں تمہارا دم بھرتے ہیں۔ فوج میں چھوہنیاں ہی چھوہنیاں نظر آتی ہیں۔ پھر یہ جعل فریب کی نیت کیسی۔ تم بھی لیاقت پیدا کر لو کہ تمہارے قبضہ میں جدھشٹر سے زیادہ ملک و مال ہو جائے اس میں بات ہی کیا ہے ذرا سی بات کے لئے یہ ادھرم کا خیال۔ بدر جی اتنا کہہ پائے تھے کہ بھیشم پتامہ جی نے قطع کلام کر کے کہا۔

درجودھن۔ بدر جی نے جو کہا وہ تو سن چکے۔ اب برا مانو یا بھلا۔ بڈھا بھی کچھ کہنا چاہتا ہے۔ جان دے جگر تم پانڈوؤں سے بیر مول لیتے ہو۔ اس کا نتیجہ اچھا نہیں پیارے وہ تم سے محبت کرتے ہیں۔ تم سے عداوت نہیں رکھتے تمہاری دشمنی کا ان کو کبھی خیال بھی نہیں گیا۔ وہ تمہیں پانچ پیا ...

ہیں یہ سمجھ لو کہ بن باس اختیار کیا۔ کہ ہر طرح گے دکھ تھے۔ مصیبتیں جھیلیں۔ مگر اُن کے دل پر میل نہیں۔ اب اگر انہیں ایشر نے اِس مرتبے پر پہنچایا۔ تو ہمیں خوش ہونا چاہئے۔ اِس میں تمہاری بھی عزت ہے۔ رنج کے عوض خوشی کرو۔ اپنے ایسے لائق بھائیوں کے دست و بازو ہو۔ اس سے تمہارا بھی اعزاز ہو گا۔ اور ان کا بھی عروج۔ اگر آپس میں متفق رہو۔ تو سب کچھ تمہارا۔ کیا تم نہیں جانتے۔ کہ کرشن جی پانڈوؤں کے طرفدار ہیں۔ جس کی طرف کرشن جی ہوں۔ اس کو کون مٹا سکتا ہے اگر تم پانڈوؤں سے عداوت رکھو گے۔ تو نتیجہ اچھا نہیں۔ سری کرشن اُن کے طرفدار ہونگے۔ اور پھر تمہارے بنائے ایک نہ بنے گی۔ بلدیو جی کو تم اپنا مددگار سمجھتے ہو۔ یہ خیال ہی خیال اور وہم ہی وہم ہے۔ اول تو بلدیو جی اور راجہ جدھشٹر سے دلی محبت ہے۔ دوسرے اُن کو کرشن جی کا پاس ہو گا۔ یا تمہارا اگر کوئی تم سے بگڑے تو زمین و آسمان میں ٹھکانا اور بچاؤ کی کوئی صورت نہیں۔ مفت میں بیر مول لے کر خاندان کے پیچھے پڑے ہو جا رہی اور بھیشم پتامہ کی تقریر برجستہ تھی۔ درجودھن وغیرہ کی زبان سے کوئی بات نہ نکل سکی۔ اُن کے منہ پر مہر لگ گئی۔ اور اس وقت موقع کو ٹال کر وہاں سے چل دئے ؂

ادھیائے ۱۴

درجودھن کا راجہ دھرتراشٹ سے جدھشٹر کی طلبی کے لئے اصرار۔ راجہ دھراشٹ کی منظوری بدر جی کو اندر پرست میں روانگی کا حکم

بھیشم پتامہ۔ بدر اور دھرتراشٹ کے سمجھانے سے اُس وقت تو درجودھن چپ ہو گیا۔ زیادہ کچھ نہ کہہ سکا۔ مگر جب یار دوستوں سے بات چیت ہوئی تو پھر وہی خیال تازہ ہو گیا۔ کہ کسی نہ کسی طرح [illegible]

لڑائی کا دم داعیہ نہ تھا۔ مردمی سے کام لینے کی جرأت نہ تھی عقل جب لڑاتی تھی توجیئے پر جمتی تھی۔ ساری بھوت منڈلی روزانسی کتر بیونت میں عقل خرچ کرتی کہ کیسے جدھشٹر کی دولت ڈکار جائیں۔ اور کیونکہ اندر پرست ڈب میں آجائے کئی دن تک اسی خلجان میں گذری مر کے بھوت نے کھانا پینا حرام کر دیا۔ خواب میں بھی سیاہی کے کلمٹے اپنی تاثیر دکھاتے تھے۔ آخر نہ رہا گیا۔ پھر سوجھی۔ کہ راجہ دھرتراشٹر کے کان کترے جائیں۔ کب تک ان کا دل پتھر کا رہے گا۔ کبھی تو پگھلے گا۔ کہنے سننے دیواریں ٹل جاتی ہیں۔ رسی کی رگڑ سے پتھر گھس جاتا ہے لکھوری بھینگر کو اپنا ہمشکل بنا لیتی ہے۔ پھر راجہ دھرتراشٹ کو اپنا ہمخیال بنا لینا کون بڑی بات ہے۔ کرن۔ درجودھن۔ دوشاشن اور شکنی نے پھر اس بات کا بیڑا اٹھایا۔ اور راجہ دھرتراشٹ کی خدمت میں پہنچے۔ اس وقت وہاں راجہ جدھشٹر کی تعریف کے دفتر کھلے ہوئے تھے۔ کیا راجہ دھرتراشٹ کیا درونا رچ۔ کیا بھیشم پتامہ اور کیا بدرجی خوش ہو ہو کر راجسویہ جگیہ کی کامیابی پر اظہار مسرت کرتے ہوئے پانڈوؤں کی لیاقت کو سراہتے اور دعائے خیر سے ترقی جاہ وحشمت چاہتے تھے۔ یہ چنڈال چوکڑی کورو اور پانڈو خاندان کی خود گرہی کا جامہ پہنے ہوئے جا پہنچی۔ صورت گواہ تھی شکل دیکھتے ہی بھیشم پتا سمجھ گئے۔ کہ آنے کی غرض کیا ہے۔ سب نے چہرے ہی سے دل کا حال جان لیا اور نہ کو پہنچ گئے۔ بھیشم پتامہ جی جہاندیدہ سرد و گرم زمانہ چشیدہ دوسرے اندری جیت۔ ہوائے نفسانی پر زبر۔ اور سب پر طرہ یہ کہ بزرگ خاندان ان کی زبان نہ رکی۔ انہوں نے درجودھن سے خطاب کر کے کہا۔

برخوردار بیشک۔ تم بہادر ہو۔ شور بیر ہو۔ اس میں شک نہیں مگر شور بیروں کا یہ دھرم نہیں۔ دھرم وہی ہے جس میں پاکھنڈ یعنی جعل فریب نہیں جہاں پاکھنڈ ہوا دھرم گیا۔ اور جب دھرم گیا۔ سب عمر بھر کا دھرم امٹی میں مل گیا۔ تم خود سمجھدار ہو۔ سب سمجھتے ہو۔ بزرگوں نے کہا ہے۔

روگ کا گھر کھانسی

جس نے محبت سے بھی ہنسی کی۔ اس کا نتیجہ ایک وقت خراب ہوتا ہے۔ جو خاندان
کی رسوم کو ترک کر دیتا ہے۔ اس کی وجہ سے خاندان کی تباہی کے سامان ہو
جاتے ہیں۔ قرض سے دولت و ثروت کا نام و نشاں نہیں رہتا۔ برہمن نے جہاں
کھٹ کرم چھوڑ دیئے۔ سمجھ لے کہ اس کی عظمت جاتی رہی جو کوئی مندر راجہ
کے محل سکے قریب ہے۔ اس کی خیریت اور برکت کا ایشر مالک ہے۔
پرائی آس بت او باس۔ جہاں دوسرے کا آسرا ڈھونڈھا سمجھ لو کہ کامیابی
رخصت۔ جہاں عورت پر سے خاوند کا دباؤ نہ رہا۔ وہاں جان لو کہ عورت کا
ستیاناس ہو گیا۔ جہاں انسان نے اپنے دل کا بھید دوسرے سے کہہ دیا۔ آپ
اس کی دوستی کی جڑ ماری گئی۔ جہاں دو دوستوں میں باہم کپٹ آگیا۔ بس
دوسرے کا خاتمہ۔ جس درخت کی جڑیں ندی بہنے لگے۔ پھر درخت کی
خیریت کہاں۔ اس سے واجب یہ ہے کہ ایسی محبت رکھو۔ کہ جس میں کسی
کے دل پر میل نہ آئے۔ جہاں چھل کپٹ ہوا وہاں سمجھو کہ نت کا ٹی روٹی ساہی کا
کانٹا ہو گئی ملے ہوئے دل پھٹ گئے۔ جہاں شیشے میں بال آیا۔ جڑنا محال یہی
دل کا حال ہے۔ اس سے بہتر ہے کہ میل ملاپ سے رہو۔

یہ نصیحتیں درجودھن وغیرہ بڑی رغبت سے سن گئے۔ کچھ چون وچرا نہ کی۔ مگر
جب بھیشم پتامہ کرپاچارج درونا چارج اور بدرجی سمجھا بجھا کر چل دیئے۔ درجودھن نے
میدان خالی پاکر اپنا رنگ جمایا۔ راجہ دھرتراشٹ کی خدمت میں گذارش کی کہ
عداوت سے سروکار نہیں۔ میل ملاپ کا خیال ہے راجہ جدھشٹر نے جگیہ
میں ہم سب کی ایسی خاطر تواضع کی کہ دل خوش ہو گیا۔ وہ ہمارے بھائی ہیں
ہمیں بھی امنگ ہے کہ ان کی ویسی ہی خاطر مدارات کریں اور تعظیم و تکریم سے وہ غبار
دھوویں جو ان کے دل پر ہماری طرف سے جمع ہوا ہو۔ بہت دن ہو گئے ہستناپور
میں کوئی خوشی کا جلسہ نہیں ہوا۔ ہم لوگ اچھی طرح ہنس بول بھی نہ سکے۔ اس سے
اب ارادہ ہے کہ اپنے پیارے بھائیوں کو دعوت دیکر آنند لوٹیں اور چوسر
گنجفے سے جی بہلائیں ہم لوگ ان سے محبتانہ برتاؤ کرینگے۔ یہ خیال ہی خیال
ہے کہ ان سے عداوت کی جائے گی۔

دھرتراشٹر - اگر سچ مچ خون کا جوش ہے تو مجھے بلانے میں کچھ عذر نہیں - سرِ دست ان کی ضیافت کرو - اس میں تمہارا آرام اور عیش ہوگا - مگر قمار بازی کو میں برا سمجھتا ہوں - جوئے کا نام نہ لینا - ہاں جی چاہے - تو تفریح کے لئے کچھ شغل سہی ؎

درجودھن - آپ کا خیال کہاں ہے - بھلا مجھے ان سے جلنے یا حسد کرنے سے کیا کام - جو ان کی دولت ہے - وہ ہماری ہے - جو ان کی شروت ہے اُسے ہم اپنی ہی ثروت سمجھتے ہیں - ہم اور پانڈوؤں میں دوئی ہی کیا - جیسے وہ ویسے ہم - مگر نہیں ارادہ صرف یہ ہے کہ ان کی ایک دفعہ دعوت کی جائے وہ جب یہاں آجائیں تو جہاں اور دل بہلانے کے تفریحی شغل ہیں وہاں سرگنجفہ بھی ہی وہ چار پانچ دن یہاں رہیں - پھر اندرپرست چلے جائیں - اس میں مضائقہ کیا ہم بھائی بھائی ہیں - آخر جوش خون کس دن کے لئے ہے ؎

درجودھن وغیرہ نے ایسے فقرے بنائے - ایسا منتر پھونکا - کہ آخر راجہ دھرتراشٹر کو بھی بڑا انہا کر اپنی پر چڑھا لیا - یہاں تک کہ انہوں نے بدرجی کو حکم دیا - کہ جاؤ - جدھشٹر وغیرہ کو اندرپرست سے لے آؤ - کہہ دینا - کہ چچا نے یاد کیا ہے - کہ وہ تمہارے شربت دیدار کے پیاسے اور انتظار میں چشم براہ ہیں ؎

ادھیائے ۱۵

پانڈوؤں کی ہستناپور میں تشریف بری - شکنی کے ساتھ جدھشٹر کی قمار بازی - شکنی کا چھل فریب - جدھشٹر کی ہار - راج پاٹ کا صفایا

بدرجی کو منظور تھا کہ پانڈو ہستناپور میں آئیں - مگر مہاراجہ دھرتراشٹر

کے حکم نے انہیں مجبور کیا۔ وہ اندر پرست پہنچے۔ پانڈوؤں سے ملے راجہ جدھشٹر نے بڑی تعظیم و تکریم کی فرداً فرداً خیر و عافیت پوچھی۔ اور تشریف آوری کا سبب دریافت کیا بدرجی نے بھتیجوں کو گلے سے لگایا۔ دعائیں دیں۔ راج پاٹ کے ٹھاٹھ پاٹ دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور ادھر ادھر کی باتیں کر کے کہا:۔

تمہارے چچا۔ راجہ دھرتراشٹ نے یاد کیا ہے۔ تمہارے راج سبھا وغیرہ دیکھ کر درجودھن وغیرہ تمہارے بھائیوں نے بھی مکانات بنائے ہیں ان کی سیر کر جاؤ۔ میل کا میل تفریح کی تفریح ہے۔ دس پانچ روز جب تک جی چاہے شربت دیدار پلانا۔ جب چاہے لوٹ جانا۔ تمہاری دلچسپی کے لئے گنجفہ چوسر کا سامان کر دیا گیا ہے۔ جس میں ملاپ رہے اور دل بھی نہ اکتائے۔ اب تم سب بھائی چلو راجہ دھرتراشٹ کی آنکھوں کو سکھ دو۔

راجہ جدھشٹر۔ آپ نے گنجفہ چوسر کا نام لیا اس سے میں کھٹکتا ہوں بھلا عقلمند آدمیوں کو جوئے سے کیا کام۔ پیغام سر آنکھوں پر مگر یہ گنجفہ چوسر کی تفریح کا ذکر کیا۔ مجھے کچھ دال میں کالا کالا معلوم ہوتا ہے میں چلنے کے لئے تیار ہوں مگر جوئے کے نام سے دل اٹھتا ہے گنجفہ جوئے سے کیا مراد آپ ہی سے تشریف لاتے ہیں۔ فرمائیے تو اس کے معنی کیا ہیں۔

بدرجی۔ جوئے سے بڑھ کر کون برا کام ہے۔ میں نے تو بہت مخالفت کی مگر میری ایک پیش نہ گئی۔ ادھر درجودھن وغیرہ راجہ دھرتراشٹ کے سر ایسے ہوئے کہ ان کی زبان بند ہو گئی۔ پھر میں کس گنتی میں تھا۔ بڑے بڑے بہہ جائیں گرڈ یا تھاہ لگا دے کی مثل میں بھی چپ لگا یا گیا کہ باشد۔ جوالیشر کی مرضی آج کل درجودھن کے یہاں قندھار کا راجہ ٹھہرا ہوا ہے۔ وہ پکا جواری پرلے سرے کا کھلاڑی۔ آنکھیں بند کر کے جو آ کھیلتا ہے۔ اور جانتا ہے۔ کہ آج دنیا کے پردے پر اس کا جواب نہیں ہے۔ کچھ اسی پر فرض نہیں اور اور بھی کھلاڑی راجے مہاراجے درجودھن کے یہاں مہمان ہیں مثلاً بہنشت۔ چرسین وغیرہ وغیرہ یہ سب کے سب بڑے شاطر اور بڑے کھلاڑی ہیں ہاں سب بالغ۔ ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل

ہے۔ چلکہ چلنا ادھینے سا کرتب ہ

اب جو تمہاری مصلحت ہو وہ کرو۔ میرا اس معاملے میں زیادہ زور نہیں چل سکتا:۔

راجہ جدھشٹر۔ چچا صاحب نے یاد کیا ہے۔ اِس لئے میرا چلنا لازمی ہے ورنہ وہ بے سعادتی خیال فرمائینگے۔ اور سمجھیں گے کہ پانڈو مغرور ہو گئے۔ ان کا ارشاد سر آنکھوں پر۔ میں ضرور چلوں گا۔ اور ان کے قدم دیکھوں گا اب ہی جوئے کی بات یہ اختیاری ہے۔ میں نہ کھیلوں گا۔ دست کش رہوں گا۔ تو میرا کوئی کیا بنا سکتا ہے۔ چاہے پکا جواری ہو یا اول درجے کا کھلاڑی ہ

مگر ہاں شکنی دون کی لیگا یا اکسائیگا۔ تو میں دبنے والا ہوں۔ دو ایک بازیاں اس سے ضرور ہونگی۔ بلا سے کچھ ہو۔ شکنی کا نام سنتے ہی راجہ جدھشٹر کو کچھ ایسا جوش ہوا کہ وہ اسی وقت اُٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے بھائیوں اور مہارانی دروپدی کے ساتھ ہستنا پور کو چل پڑے۔ سفر کتنا ہی دور دراز تھا۔ مگر نہیں یہ سب جس وقت چلے تو اس طرح پہنچے۔ کہ گویا وہاں ہی تھے۔ راستے کی مسافت معلوم ہی نہ ہوئی یہ سب کے سب شان و شوکت کے ساتھ ہستنا پور میں پہنچ گئے دریودھن اور اس کے بھائیوں سے ملے درونا چارج کرپا چارج وغیرہ سے قدمبوسی کا آشیرباد لیا۔ پھر اپنی چچی گاندھاری کے قدم چومے۔ اِس نے گلے سے لگا لیا۔ اور اوج اقبال کی دعائیں دیں۔ وہاں سے چل کر راجہ دھرتراشٹ کی قدمبوسی کا شرف حاصل کیا انہوں نے گلے سے لگا لیا۔ مزاج پرسی کی اپنے پاس بٹھا لیا۔ اور حکم دیا کہ اچھی طرح خاطر تواضع کی جائے۔ درجودھن نے یہ خدمت اپنے ذمے لی۔ اور اپنے راج محل میں ٹھہرانے کا انتظام کیا۔ مہارانی دروپدی درجودھن کے رنواس میں تھی۔ اِس کے جسم پر وہ وہ قیمتی زیورات اور جواہرات تھے۔ کہ تمام رانیاں حسرت بھری نظر سے دیکھتی اور للچاتی تھیں۔ مہاراجہ دھرتراشٹ کے سو بیٹوں میں راجہ درجودھن کی مہارانی کو بھی وہ زیور نصیب نہ تھے۔ جو اس کے حسن دلفریب کو مہارانی دروپدی کے جمال جہاں آرا کے پاسنگ برابر بھی کر دکھاتے۔ ایک روز دعوت تواضع خاطر مدارات میں صرف ہوا۔ دوسرے روز ایک خاص نشست ہوئی جس میں راجہ

دھرتراشٹ کے حکم سے راجہ جدھشٹر بھائیوں کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ یہ نشستگاہ خاص تھی۔ اس وقت یہاں جواریوں کا جمگھٹا تھا۔ چوسر بچھی ہوئی تھی شکنی پانسہ کھنکھنا رہا تھا۔ جیونہی راجہ جدھشٹر پہنچے شکنی نے کہا:

آئیے مہاراج جی۔ آپ ہی کا انتظار تھا۔ ایک آدھ بازی تو ہو جائے:

راجہ جدھشٹر۔ ماموں صاحب آپ بزرگ ہوکر چھوٹوں کو جوئے کی ترغیب دیتے ہیں۔ بالکل نامناسب جوا بری چیز ہے۔ جوئے سے بڑھ کر برا کام نہیں۔ بزرگوں سے سنا ہے کہ جوا کھیلنے سے چھتری کا تیج نہیں رہتا اس کے اقبال کا پانسہ چت سے پٹ ہو جاتا ہے۔ اس لئے معاف رکھئے اور جس خدمت کے لئے ارشاد ہو۔ اس کے واسطے حاضر ہوں۔ آپ یہ بھی جانتے ہیں۔ کہ مجھے نہ چوسر آتی ہے نہ گنجفہ اس سے میں معافی کا خواستگار ہوں:

شکنی۔ واہ۔ یہ خوب ہی کہی۔ بھلا جوا کھیلنے سے عقل بڑھتی ہے یا گھٹتی ہے جوا کھیلنا ہر ایک کا کام نہیں۔ بڑے بڑے عقلمندوں کا کام ہے پانسہ تو جو پڑے وہ پڑے۔ عقل چال چلنے میں بڑھتی ہے جیت ہار کا مزہ عقل ہی کے ہاتھ ہوتا ہے۔ اور اس پر لطف یہ کہ تفریح کی تفریح اور مشغلے کا مشغلہ:

راجہ جدھشٹر۔ یہ اپنے اپنے پسند کی بات ہے۔ مگر جہاں تک میں جانتا ہوں جوا اچھا نہیں۔ مہرشیوں نے جوئے کو برا لکھا ہے:

شکنی۔ اگر آپ جوئے کو برا ہی سمجھتے ہیں۔ تو خیر مرضی نہ کھیلئے۔ مگر مرد جوئے اور جودھ سے منہ نہیں موڑتے۔ آپ کا جی نہیں چاہتا تو نہ سہی:

راجہ جدھشٹر۔ واقعی میں جوئے کو برا ہی سمجھتا ہوں مگر جب بھائی درجودھن نے اسی غرض سے مجھے دعوت دی تو خیر ایک دو بازیاں کھیلوں گا۔ ان کے دل کی دل ہی میں کیوں رہ جائے۔ ایک دو بازیوں میں کیا گھاٹا ہوگا۔ ہار جیت قسمت پر منحصر ہے۔ پانسہ پڑے اناڑی جیتے:

کہاں تو راجہ جدھشٹر قطعی انکار کر رہے ہیں۔ کہاں شدنی نے شکنی کے پھندے میں پھنسا دیا:

راجہ جدھشٹر - تو بھر آؤ - بھائی درجودھن ؛

درجودھن - بازی کا ذمہ وار نہیں شرط کی ہار جیت سے آپ کو مجھ سے مطلب زر و جواہر میرے پاس ڈھیر ہیں جو جیتے جائیے - لیتے جائیے - مگر ہاں مجھ سے معاف رکھئے - یہ ماموں شکنی موجود ہیں - ان سے کھیلئے میں باہر دیکھوں گا ؛

راجہ جدھشٹر میں کھیلتا تو تم سے کھیلتا - شکنی ماموں سے کیا کھیلوں مگر خیر تم کہتے ہو - تو یہی سہی - ان باتوں میں راجہ دھرتراشٹر - بھیشم پتامہ - بدرجی کرپا - چارج درونا چارج اور اور راجے آپہنچے - اور چوسر بچھ گئی جس وقت راجہ جدھشٹر نے ہاتھ میں پانسہ لیا بولے :-

کہ میں یہ لعل و جواہرات کا ہار داؤں پر رکھتا ہوں - آپ بھی اس کے مقابلہ کا داؤں لگائیے ؛

درجودھن - آپ اطمینان رکھیں جتنے لاکھ جتنے لعل و جواہر درکار ہونگے حاظر کرونگا - بازی تو ہو - اب چوسر ہونے لگی پانسہ پر پانسہ پھینکنے لگا - اتنے میں شکنی نے کچھ ایسی بناوٹ کی کہ پانسہ کچھ اور کا اور ہوگیا - جدھشٹر کی بازی ہر گئی اور شکنی نے پکارا کہ

راجہ جدھشٹر مال ڈھیلا کیجئے ؛

راجہ جدھشٹر بے ایمانی کی سند نہیں - آپ نے جیسے ہوئے پانسے پھینکے یہ بالکل خلاف مال تو آپ کو دوں ہی گا - مگر چھل کپٹ ٹھیک نہیں ؛

شکنی - نہیں نہیں یہ آپ کا خیال ہی خیال ہے - آپس میں بھی کہیں بے ایمانی ہوتی ہے - آپ بے فکر رہیں ؛

راجہ جدھشٹر - خیر لیجئے مال - مگر بے ایمانی کی سند نہیں ؛

شکنی - نہیں نہیں - بھلا آپ سے بے ایمانی - دیکھئے کس طرح صاف پانسہ پھینکتا ہوں ؛

ادھر شکنی نے پانسہ پھینکا - ادھر جدھشٹر نے بھی گٹھیں پھینکیں اور کہا کہ ان ہزار بھرے ہوئے چاندی سونے کے صندوقوں کے مقابلے میں کیا چیز داؤں پر لگاؤ گے ؛

درجودھن۔ بس برابر چاندی سونا تول لیجیئے گا۔ اور کیا۔

بازی ہونے لگی۔ دفعتہً شکنی نے پھر نیا ٹھوا پانسہ پھینکا اور بولا:-

راجہ جدھشٹر جی۔ صندوق ہضم۔ اب اور داؤں لگائیے۔

راجہ جدھشٹر اب کے لاکھوں روپیہ کی لاگت کا رتھ داؤں پر ہے۔

نردیں بسائی گئیں۔ اور پانسہ پھینکا۔ شکنی نے پھر وہی چال کی اور بازی سوختت۔ اب چوتھی بازی کی نوبت آئی۔ اس میں راجہ جدھشٹر سب ہاتھی گھوڑے ہار گئے۔ جو مرصع زیورات سے لدے پھندے تھے۔

جوئے کی ہار بری ہوتی ہے۔ جہاں کھلاڑی ہارا بس اندھا ہو گیا پھر اونچ نیچ نیکی بدی کچھ نہیں سوجھتی۔ جدھشٹر کا بھی ہارتے ہارتے یہی حال ہوا سب مال و متاع کے بعد اس نے اپنی سلطنت داؤں پر لگا دی۔ اور بدقسمتی سے وہ بھی ہار گیا۔ اب تو حاضرین مجلس کے چھکے ٹوٹ گئے راجہ جدھشٹر کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔ بدر جی راجہ دھرتراشٹ سے بولے:

مہاراج غضب ہو رہا ہے۔ اس کا نتیجہ اچھا نہیں۔ میں کئی مرتبہ کہہ چکا ہوں کہ درجودھن خاندان کی جڑ کاٹ کے رکھ دیگا۔ جس وقت اس کی پیدائش ہوئی تھی۔ سیار چلا چلا کر روتے تھے۔ آج کا جوا گھر سٹا کر رہیگا۔ آپ درجودھن کے کہنے میں آ کر بس ہو رہے ہیں کہے دیتا ہوں۔ کہ یہ چیڑ کوروؤں کو چوپٹ کر کے چھوڑیگی۔ پانڈون سب کو پانسے کی طرح چت کرینگے:

آپ نے جس وقت مجھے بھیجا تھا۔ صاف صاف کہہ دیا تھا۔ کہ عداوت اور دشمنی کی کوئی بات نہ ہوگی۔ آپ دیکھتے ہیں کہ کیا ہو رہا ہے۔ ساری بدنامی کا ٹھیکرا آپ کے سر پھوٹیگا۔ تمام دنیا میں شہرت ہوگی۔ کہ راجہ دھرتراشٹ نے اپنے بھتیجوں کو گھر بلا کر لوٹ لیا۔ درجودھن وغیرہ تو لڑکے کھلا کر چھوٹ جائینگے۔ سیاہی آپ ہی کے منہ پر لگے گی۔ آپ بیٹھے ہوئے دیکھیں اور آپ کا نالائق فرزند چھل کپٹ سے آپ کے بھتیجوں کو لوٹے۔ افسوس آپ کو خود ہی منظور ہے۔ کہ بھتیجے مارے پڑیں۔ اور ان کا ستیاناس ہو جائے۔ ورنہ بیٹوں سے کیوں نہیں کہتے۔ کہ بس ٹھہر جاؤ سر دوچنے جاریں

بدرجی کی یہ تقریر راجہ دھرتراشٹ خاموشی سے سنتے رہے۔ کچھ جواب نہ دیا مگر دریودھن تاؤ کھاکر بولا کہ

چچا صاحب۔ آپ جب ہوتا ہے ہمیں لوگوں پر الزام رکھتے ہیں ہم لوگوں نے آپ کا کیا بگاڑا ہے۔ آپ کے منہ میں جو کچھ آتا ہے۔ بک ڈالتے ہو۔ کوئی کہاں تک ادب و لحاظ کرے۔ آپ بہت کچھ کہہ چکے۔ اب خاموش۔ ذرا زبان روکے رہیئے۔ مجھ میں زیادہ سننے کی تاب نہیں۔ اگر آپ کو بُرا معلوم ہوتا ہے تو گھر جایئے۔ یہاں بیٹھنے کی ضرورت ہی کیا۔ ہم بھائی بھائی کھیلتے ہیں کچھ کرتے ہیں۔ آپ بولنے والے کون جایئے جایئے تشریف لے جایئے۔

بدرجی (راجہ دھرتراشٹ سے) بھائی صاحب۔ لیجیئے میں تو جاتا ہی ہوں مگر یاد رکھئے گا۔ کہ گھر غارت ہو گیا۔ خاندان پر تباہی آگئی۔ میرا کہنا درجودھن کو بُرا معلوم ہوتا ہے۔ یہ نہیں سمجھتا کہ میں اسی کی بھلائی کے لئے کہتا ہوں اس کو کیا معلوم کہ خیر خواہ کون ہوتے ہیں۔ خیر اندیشی کے معنے کیا ہیں۔ اگر اسے ہاں میں ہاں ملانے والوں اور خوشامدیوں کی پہچان کا وقوف ہوتا۔ تو پھر رونا ہی کس بات کا تھا۔ مگر افسوس نیک و بد کی تمیز ہی نہیں۔

راجہ دھرتراشٹ۔ نہیں نہیں بدرجی خفا نہ ہو۔ ناراض نہ ہو۔ بیٹھو بیٹھو۔ لڑکوں کی بات کا بُرا ماننا ہی کیا۔ اگر ان میں اتنی ہی عقل ہوتی تو لڑکے کیوں کہلاتے۔ آؤ آؤ میرے پاس چلے آؤ۔ درجودھن کو بکنے دو۔

راجہ دھرتراشٹ نے بدرجی کو ان الفاظ سے روک لیا اور پھر وہ قسمت کو ٹھونکتے ہوئے وہاں بیٹھ گئے۔

ادھیائے ۱۶

راجہ جدھشٹر کی جوئے میں کامل ہار۔ درودپدی

تنک سے دست برداری

جب بدرجی کی ناراضگی رفع دفع ہوگئی۔ اور راجہ دھرتراشٹر نے انہیں پاس بٹھایا۔ تو پھر جوئے بازی۔ شکنی بولا کہ

راجہ جدھشٹر۔ آپ راج پاٹ سب ہار گئے۔ اب فرمائیے کیا چیز داؤں پر لگائی؟

راجہ جدھشٹر۔ آپ سمجھتے ہیں کہ میری مایہ بساط بڑی کائنات اتنی ہی تھی اجی جناب محلوں میں اتنی دولت پٹی پڑی ہے۔ کہ آپ کو خواب میں بھی خیال نہ ہو لیجئے میں نے سارا مال اسباب داؤں پر رکھ دیا۔ پھینکئے پانسہ۔ شکنی نے پانسہ پھینکا تو من مانا۔ جیت جدھشٹر کی ایک پیش نہ گئی۔ شکنی بولا کہ اب فرمائیے کیا داؤں ہے؟

راجہ جدھشٹر جیت کی پریت نرالی۔ اس میں کسی کا بس کیا۔ خیر لیجئے اب میرے چاروں بھائی داؤں پر ہیں؟

بازی جمی اور جدھشٹر کی ہار ہوئی۔ اب تو سب کا چہرہ زرد ہوگیا۔ جدھشٹر نے کہا۔ اچھا لیجئے۔ اب کے میں خود ہی داؤں پر؟

شکنی کی جیت تھی۔ جدھشٹر کی ہار۔ پانسہ پھینکتے ہی بازی نے گلے میں ہار کا ہار پہنا دیا۔ اور ساتھ ہی طوق غلامی۔ اب تو شکنی کی جڑھ بنی وہ درست ہے قہقہہ مار کر ہنسا اور بولا کہ

راجہ صاحب۔ اب تو آپ اپنے تک کو ہار بیٹھے۔ باقی صرف دروپدی داؤں پر رہ گئی؟

راجہ جدھشٹر۔ ہائے میں اپنی زوجۂ نازک اندام محبوبۂ خورشید فام کو جوئے میں ہاروں۔ کیسے گوارا ہو۔ مگر نہیں قسمت آزمائی ضروری ہے۔ پانسہ پلٹے۔ اسی کی تقدیر سے بازی کا رنگ اور ہو۔ اچھا راجہ شکنی آپ بھی کیا کہینگے۔ کہ جدھشٹر نے کہنا نہ مانا۔

لیجئے مہارانی دروپدی بھی داؤں پر سہی؟

جیوں ہی راجہ جدہشٹر نے دروپدی کو داؤں پر لگایا۔ محفل میں ایک شور برپا ہو گیا۔ ہر زبان سے یہی صدا نکلتی تھی۔ کہ راجہ جدھشٹر۔ دھرکال۔ دھرکال ارے ایسا اندھاپن۔ ایسی بیوقوفی؛

محفل میں غل غپاڑا مچا ہی تھا۔ کہ شکنی جلدی سے پانسہ پھینک کر بغلیں بجاتا اور یہ نعرے مارتا اٹھ کھڑا ہوا۔ کہ وہ مارا۔ دروپدی بھی جیت لی۔ بس بس ہٹاؤ چوسر۔ اس نعرۂ فتح سے محفل گونج اٹھی۔ پانڈوؤں کے چہروں پر ہوائیاں چھوٹنے لگی؛

بھیشم پتامہ۔ درونا چارج بدرجی اور تمام حاضرین محفل دم بخود ہو گئے سب نے سر نیچا کر لیا۔ اور سوچنے لگے۔ کہ نہ معلوم کیا شدنی ہے یہ نالائق حرکت نہ جانے۔ کیا کیا گل کھلائے؛

ادھیائے ۱۷

درجودھن کا جوئے میں جیت کر دروپدی کو سبھا میں بلانے کے لئے حکم۔ اس کا انکار۔ درجودھن کا اصرار آخر دوساسن (درجودھن کے بھائی) کی سخت گیری و دست درازی۔ سبھا میں دروپدی کو برہنہ کرنے کی نیت۔ دروپدی کی مایوسی۔ مجبوری۔ بھگوان کرشن چندر کی یاد۔ ان کی غائبانہ امداد۔ بھری سبھا میں دروپدی کا سنگ پیرہن کی منت لی

درازی دوساسن کی کوشش برہنہ سازی میں ناکامیابی وغیرہ وغیرہ

آج کا دن ہندوؤں کی تاریخ میں وہ نامبارک دن ہے
جس روز سمجھ لیجئے۔ کہ ہند کی تباہی و بربادی کا بنیادی پتھر رکھا گیا
اندر پرست کا راج قمار بازی کے نذر ہو چکا ہے۔ ساری راجسو یہ
جگیہ کی دولت اپنے ہاتھ سے پرائے ہاتھ میں جا پڑی ہے۔
بھیم سین ایسے پہلوان کے اُن اعضا میں جان نہیں۔ جن کے چھو جانے
سے ہاتھی قلابازیاں کھا جائے۔ ارجن اِس وقت وہ ارجن نہیں۔ جس کی
گانڈیو دھنش کی ٹنکار سے اندر کا کلیجہ ہل جاتا تھا۔ جس نے اِس سمندر
کو تیروں سے پاٹ کر لنکا میں طاقت کے ڈنکے بجائے۔ جہاں نیل نل
نے پہاڑ کے پہاڑ جوڑ کر سیت باندھا تھا۔ یعنی پل بنا کر بھگوان رامچندر کی فوج
پار اتاری تھی۔ اِس کے بھی ہوش غائب ہیں۔ شیر قالین کی طرح خاموش بیٹھا ہے
سہدیو نکل کے بھی رخ ڈھیلے ہیں۔ چہرہ فق ہے۔ رنگ زرد ہے
دھرم پتر یدھشٹر کی جان میں جان نہیں۔ حواس باختہ ہیں۔ چوسر نے چوپٹ
کر دیا ہے۔ راج پاٹ ہار دیا۔ مال متاع پانسے کی برائی نے لٹوا دیا بھائی
بیل کی طرح جوئے سے دبے دل ہی دل میں قسمت کو رو رہے ہیں۔ راجہ
یدھشٹر خود بھی پریس بندھ ہو رہے ہیں۔ پربندھے پرند کی طرح ہاتھ پاؤں
ہلانے کی جرات نہیں۔ حاضرین سناٹے میں ہیں۔ جس کو دیکھو۔ دانتوں کے تلے
انگلی دابے عالم حیرت و افسوس میں خاموش ہے درجودھن بغلیں بجا رہا ہے شکنی
کے دانت نکلے پڑتے ہیں۔ دوساسن کا کلیجہ خوشی کے مارے اچھل رہا ہے۔ کرن
کی بھبتی کھلی جاتی ہے رنواس میں کسی کو کانوں کان خبر نہیں کہ باہر کیا رنگ
ڈھنگ ہے۔ سب رانیاں رنگ رلیاں منا رہی ہیں۔ مہارانی دروپدی بھی اپنی سکھیوں
سہیلیوں کے ساتھ [illegible] رنواس کی [illegible] سے منہ پھپھے کو تمام رنواس

رانیوں سے بڑھ کر خوش قسمت سمجھتی ہے۔ دل ہی دل میں خوش ہے۔ کہ راجہ دروپد کی بیٹی ہوں۔ دنیا کے سرتاج پانڈوؤں کی پٹ رانی ہوں۔ اور دنیا کی تمام خوش نصیب اور حسین عورتوں کی سرمایۂ ناز۔ اُس کو شان وگمان بھی نہیں۔ کہ آج اس کی تقدیر نے روز بد دکھایا ہے۔ ذرا دیر کے بعد اُس کی خوش نصیبی دفعتہً کیسا پلٹا کھانے والی ہے۔ افسوس جدھشٹر پنج کنیاؤں میں افضل اور دنیا کی مہارانیوں میں ممتاز دروپدی کو جوئے میں ہار چکا ہے۔ جس کو مہارانی کہتے کہتے بڑے بڑے مہاراجوں کی زبان گھستی تھی۔ اس کو درجودھن لونڈی وغیرہ کہہ کر یاد کر رہا ہے۔

بدرجی پہلے درجودھن کو برا بھلا کہہ چکے تھے۔ اور درجودھن نے بھی جلی کٹی سنا کر کہہ دیا کہ بس رہنے دال ہوجئے۔ یہاں کچھ کام نہیں۔ مگر راجہ دھرتراشٹ نے بدرجی کو منا کر روک لیا تھا۔ کہ لڑکوں کی بات بُرا ماننا کیا۔ جس وقت دروپدی کے نام کا مخالف پانسہ پڑا۔ درجودھن اُچھل پڑا۔ اور بدرجی سے مخاطب ہو کر

چچا صاحب۔ مبارک آپ کی دروپدی ہماری لونڈی ہوگئی۔ جائیے کہہ دیجئے کہ آج سے میرے محلوں میں جھاڑو دینے کی خدمت سپرد ہوئی۔ سچ کیسے گا کیسی بازیاں چلتی ہیں۔ ذرا ڈنڈ تو مل دیجئے۔

بدرجی۔ او کل کے چھوکرے تو مجھے بناتا ہے۔ میرا منہ چڑھاتا ہے۔ تیری تو عقل کی آنکھیں اندھی ہیں۔ تجھے اچھا برا کیوں کر دکھائی دے۔ جس کو تو اپنی جیت سمجھ رہا ہے۔ اس پر خوشی نہ کر۔ سمجھ کہ جمراج نے گلے میں پھانسی ڈال دی۔ اب اس سے نکلنا محال تو پانڈوؤں کی ہار کو ہار خیال کرتا ہے۔ اتنی غلطی کہیں شیر مکڑی کے جالوں میں قید ہوئے ہیں۔ یہ اپنی بھل منسی سے غصہ ضبط کئے ہوئے ہیں جس وقت ذرا بھی بچھرے تو تیرا پتہ نہ لگے۔ تو شادیانے بجوا رہا ہے! اچھل کود رہا ہے۔ میں دل ہی دل میں رو رہا ہوں۔ کہ ہائے خاندان کی تباہی کے دن نزدیک آگئے ایک مچھلی سے سارا تال گندہ ہوگا۔ ہے درجودھن یاد رکھ کہ تیری بدولت دنیا الٹ پلٹ ہوئے بغیر بچ نہیں سکتی۔ جو کھلاڑی اپنے آپ کو ہار چکا ہو اسے پرایا مال ہارنے کا استحقاق کہاں۔ راجہ جدھشٹر اپنے بھائیوں کے ہار جانے پر پرائی استری کو کیوں کر ہار سکتا ہے [illegible]

کے نام سے پکارو۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں تجھے کو بھی اسی کمبختی سے سامنا نہ ہو جس سے راجہ بین کو سابقہ پڑا تھا۔

درجودھن۔ جی ہاں جناب آپ تو ایسی ہانکیں ہی گے۔ ہار بھانڈ وولی گاؤ سے کی مثل ہے۔ جب سب طرف سے ہارے تو چلے نانبارے کی کہاوت ایسے ہی موقعہ پر بولی جاتی ہے۔ اگلے لوگوں نے آپ ہی ایسوں کو پٹارے میں بند کر کے رکھ چھوڑنے کے لئے کہا ہے واہ وا کیا منطق نکالی ہے۔ دور کی کوڑی لانا اسی کا نام ہے۔ جناب آپ کو شرم آتی ہے تو نہ جائیے میں ابھی یہیں لونڈی درویدی کو بلوا تا ہوں (پرات کرامی سے مخاطب ہو کر) ارے سنتا ہے۔ جا فوراً سے پیشتر پیشتر سے قبل قبل سے پہلے درویدی کو سبھا میں لے آ۔ کہہ دینا کہ سسر کے سامنے چلے یاد ہوئی ہے

پرات کامی حکم پاتے ہی بے تکلف جدھشٹر کے محل میں گھستا چلا گیا بے روک ٹوک درویدی کے سامنے پہنچ کر بولا۔

درویدی جی اب تم پانڈوؤں کی مہارانی سے کوروؤں کی داسی ہو گئیں راجہ جدھشٹر تجھ کو بھی جوئے میں ہار گئے چلو سبھا میں مہاراجہ درجودھن نے بلایا ہے اب محل میں جھاڑو دینا پڑیگی"۔

درویدی۔ کیسا جوآ اور کیسے جواری۔ کون جواری ہے جو عورت کو داؤں پر رکھیگا۔ معلوم ہوتا ہے کہ تو کچھ نشہ پی کر آیا ہے۔ کہیں ملا تجھ لیا تو نہیں ہو گیا۔ کیا مہاراجہ دھرم پتر کے پاس داؤں پر لگانے کو کوڑی پیسہ نہ تھا پھر مجھے ہارنے کا سبب؟

پرات کامی۔ جتنا مال دھن تھا۔ سب مہاراجہ جدھشٹر ہار گئے۔ سلطنت ہار گئے۔ چاروں بھائی ہارنے کے بعد اپنے کو بھی ہار دیا۔ آخر پانسے پر تمہاری نوبت پہنچی۔ اس سے راجہ درجودھن تم کو داسی کہہ کر پکار دمچا رہے ہے اور کہتا ہے کہ لاؤ جلدی لاؤ۔

درویدی۔ میں چلنے کو تیار ہوں۔ مگر پیشتر سب کھلاڑی راجاؤں سے دریافت کر آ کہ راجہ جدھشٹر پہلے کس کو ہارے ہیں اپنے کو یا مجھے۔ جب تک میں با

کا جواب نہ ملے۔ یہیں نہیں جا سکتی۔

پرات کامی اُلٹے پیروں محفل میں آیا۔ اہل محفل کو سنا کر جدھشٹر سے کہا

"مہارانی دروپدی کا سوال یہ ہے جواب دیجیئے۔"

راجہ جدھشٹر اس سوال پر خاموش رہے۔ کچھ جواب دیتے نہ بنا اور کوئی بھی کچھ نہ بولا یہ عالم خاموشی دیکھ کر درجودھن بولا۔

"مدجا کہہ دے کہ وہ خود ہی آ کر کیوں پوچھ گچھ نہیں لیتی۔ وہیں بیٹھے بیٹھے کیا باتیں بناتی اور تیرے پاؤں کیوں توڑے ڈالتی ہے۔ پرات کامی سیدھا دروپدی کے پاس پہنچا اور عرض کی کہ

مہاراجہ درجودھن کہتے ہیں جو بات چیت کرنا جو پوچھنا گچھنا ہو یہیں آکر کرو فضولیات سے مطلب نہیں۔ کہا کہ جلدی بلا لاؤ نہیں تو اور تدبیر کی جائے مہارانی جی ایلچی را زوال نباشد۔ میں تو پیغامبر ہوں۔ جو انہوں نے کہا آپ سے کہہ دیا جو آپ نے فرمایا۔ اُن کے گوش گذار کر دیا۔ آپ میرے کہے کا بُرا نہ مانیں مگر معلوم ہوتا ہے کچھ اور ہونہار ہے راجہ دھرتراشٹر کی عقل پر پتھر پڑ گئے درجودھن راج کے لئے بیں اندھا ہو رہا ہے۔ کچھ سجھائی نہیں دیتا کوروؤں نے بہت آسمان پر اُٹھا رکھا ہے مجھے خوف ہے کہ ان کی جڑ بنیاد پر کلہاڑی نہ چل جائے۔

دروپدی۔ میرا بھی دل یہی گواہی دیتا ہے۔ کوروؤں کی خیر نہیں۔ ایشر کو کچھ اور ہی منظور ہے۔ مگر یہ سب آگے چل کر دیکھا جائیگا۔ اس وقت تو اپنے سر پر پڑی ہے۔ پہلے اس سے نمٹارا کرنا چاہئے۔ مہربانی کر کے پھر تم جاؤ سبھا میں سب بزرگ رونق افروز ہیں۔ سب سے پکار کر کہہ دو کہ میری بات کا مجھے کیا جواب ملا۔ جب تک جواب نہ ملیگا میں جگہ سے ہلنے والی نہیں۔ سبھا میں جانا تو بہت دور ہے مجھے صرف جواب سننے کی آرزو ہے۔ پھر تو میں دیکھ لونگی کہ میرا دھرم میری رفاقت و حفاظت میں جان لڑاتا ہے یا کنائی کاٹتا اور کاندھی دیتا ہے۔

پرات کامی پھر سبھا میں پہنچا۔ اور سب کے سامنے وہی الفاظ دہرائے جو دروپدی کی زبان سے نکلے تھے۔ کچھ دیر راجہ جدھشٹر مہر سکوت لگائے رہے۔ مگر درجودھن

کی ضدی طبیعت کا جوش و خروش دیکھ کر اسے طرح طرح کے اندیشے ہوئے اور اس نے پرات کامی سے کہا کہ :-

جاؤ دروپدی کو سمجھاؤ۔ کچھ سوچ نہ کرے اور اپنے سسر (خسر) مہاراجہ دھرتراشٹر کے حضور میں حاضر ہو جائے پھر جو ہوگا دیکھا جائیگا :-

درجودھن یہ سن کر بجلی کی طرح تڑپا اور پرات کامی سے کہا۔

کیا فضول بکواس کر رہا ہے۔ اب تک دروپدی کو نہ لایا۔ جا بلا لا خیریت اسی میں ہے :-

پرات کامی۔ آپ ناحق ناراض ہوتے ہیں۔ مہارانی دروپدی اُدھر کہتی ہیں کہ پہلے سوال کا جواب لے آؤ تب چلوں۔ ادھر آپ ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہیں۔ خرابی میری ہے۔ کیا میں گود میں اٹھا لاؤں آپ ہی خود انصاف کیجئے :-

دریودھن (پرات کامی سے) اچھا جا بیٹھ۔ فقط باتیں ہی بنانا آتی ہیں جس طرح زبان چلتی ہے۔ اس طرح کام کاج کو ہاتھ پاؤں نہیں چلتے۔ دیکھ میں ابھی ابھی بلوائے لیتا ہوں جاتی کہاں ہے :-

(دوساسن سے) بھائی دروپدی پرات کامی کی مان نہیں۔ اس کو ابھی تک وہی زعم ہے۔ اس لئے تم جاؤ۔ اور جس طرح بنے۔ سبھا میں لے آؤ :-

دوساسن تو ادھار کھائے بیٹھا تھا اور خار کھائے بیٹھا تھا۔ بندوق کی طرح چلا گولی کی طرح پہنچا۔ جاتے ہی دروپدی سے کہا :-

بہت دن مہارانی کہلالیں۔ اب لونڈی کی عزت حاصل ہوئی ہے چلو سبھا میں کوروؤں کی ٹہل خدمت سے جنم سپھل کرو :-

دروپدی ابھی میرے سوال کا جواب نہیں آیا۔ جب سبھا والے نہ کہدینگے تب تک نہ میں جاؤں گی نہ مجھے کوئی لے جاسکتا ہے :-

دوساسن۔ لونڈی کا ابھی یہ دم داعیہ۔ ابھی تو جھونٹے پکڑ کر لے جاؤنگا بھولی کس برتے پر ہے :-

جسم میں ناپاکی - بدن پر صرف ایک دھوتی - سر پہ جم دوت سوار چھٹکارے کی صورت ندارد۔

اس نے پہلے عاجزی کی - لیکن جوں ہی دوساسن کے تیور اور دیکھے تو جی چھوڑ کر ان محلوں کی طرف بھاگی - جہاں کوروؤں کی رانیاں زندگی کے سکھ لوٹ رہی تھیں - دروپتی کے آگے بھاگنے اور دوساسن کو پیچھے پیچھے جھپٹتے دیکھ کر تمام رنواس میں کہرام مچ گیا - ساری رانیاں سر پہ پیٹنے لگیں کہ یہ کیا شرارت ہے مگر پتھر کے دل کہیں پگھلے ہیں - دوساسن کو رانیوں کی چیخ سے اور بھی جوش بڑھا اور لپک کر دروپدی کی چوٹی پکڑ لی - اُدھر دروپدی اپنی دھوتی سنبھالتی ایشر کے واسطے دیتی اور ہاتھ جوڑتی تھی - کہ رحم کر رحم کر مجھے ماہواری ناپاکی ہے میں پاک نہیں۔

ادھر دوساسن جھونٹے پکڑے ہوئے - سبھا کی طرف کھینچ رہا تھا - کہاں نازک نازک پان پھول سے پاؤں کہاں دوشاسن کی دس ہزار ہاتھی کی طاقت ،
دروپدی گھسٹتی ہوئی جا رہی تھی - اور چوٹی پر زبردست ہاتھوں کے جھٹکے پڑ رہے تھے۔

آہ کیسا دردناک نظارہ ہے لیکن مشکبو اور عنبریں زلفوں کی مہاس ہوا کو بسا کر آہوئے تاتار ختن کے نافوں کو مشک بیز کرتی رہی ہو - جس جعد مشکیں کی خوشبو سے بس بس کر تمام دنیا کے پھول مہکتے اور دماغ عالم معطر کرتے ہوں - جن بالوں کو مشاطہ قدرت نے اپنی آنکھ کے تیل سے تر کر کے شانہ حسن وجمال سے سنوارا ہو - جن گھونگروالے گیسوؤں کے رنگ حسن کا چربہ آسمان پر کالی کالی گھٹاؤں نے اتارا ہو - جن پٹیوں میں رات بھر گندھے رہنے والے عدن کے موتی صبح ہوتے ہی باسی پھولوں کی طرح گھورے پر پھینک دئے جاتے تھے - جس لٹ میں بناؤ سنگار کے وقت ہیرے جواہر ہی نظر آتے تھے - ہائے اس وقت ان کو بلا کا سامنا ہے - ان پہ آسمان ٹوٹ رہا ہے - کہاں وہ بالوں کی عطر بیزی کہاں دوساسن کے ہاتھ کی حشر انگیزی - دروپدی چیختی چلاتی - تو بہ تلا مچاتی - کھنچی چلی جاتی تھی اور بیرحم دوساسن بالوں کو جھٹکے دیتا ہوا گھسیٹتا چلا جا رہا تھا - دروپدی نے لاکھ کہا کہ میں سبھا میں جانے کے لایق نہیں ناپاک ہوں - مگر دوساسن کب

سنتا تھا۔ وہ بال کھینچتا ہوا سبھا کی طرف ہی لے چلا ؛

دروپدی کی حالت اِس وقت دیکھی نہ جاتی تھی۔ اگر سر کو ڈھانپتی تھی۔ تو شانوں سے دھوتی کا کنارہ سرکا جاتا تھا۔ اُدھر پردہ کرتی تھی۔ تو کمر کی سکھ پھندی کھلی پڑتی تھی۔ اِدھر ستر ڈھانپنے کی فکر اُدھر سر کے بالوں کو کھینچنے پر ظالم ہاتھوں کی بدعت سے تکلیف خلاصہ یہ کہ اس کو زندگی حرام تھی۔ اور ایشر سے چاہتی تھی کہ کیوں پران نہیں نکل جاتے ؛

دوساسن اسی طرح جھوٹے پکڑے کھینچتا ہوا۔ سبھا میں لے گیا۔ دروپدی جھکی دبی سمٹی جاتی تھی اور سارا بدن بید کی طرح تھر تھر کانپ رہا تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ گئو قصائی کے ہاتھ میں ہے پھول پان عورت کا اختیار ہی کیا۔ وہ دوساسن سے سربری کیوں کر ہو سکتی تھی۔ اِس کو پانڈوؤں سے مایوسی تھی۔ اِس نے سمجھ لیا کہ اب دین و دنیا میں کسی کا سہارا نہیں۔ اِس نے فوراً ہی کرشن پرماتما کا آسرا لیا اور اس کی زبان سے یہ الفاظ سنائی دینے لگے ؛

ین کاج آج مہاراج لاج گئی میری ؛ دکھ ہر دوار کا ناتھ شرن میں تیری

ہے کرشن گوپال۔ دین دیال۔ جگت پال دروپدی انا تھ ہے۔ لاج تمہارے ہاتھ ہے۔ دوساسن نے ایک نہ سنی۔ جب دروپدی بھی روتی پیٹتی چیختی چلاتی ظالموں کے ظلموں سے ڈرتی۔ کرشن جی کو یاد کرتی ہوئی۔ سبھا میں پہنچی۔ تو اس نے سب کو خاموش پایا۔ سب کی گردنیں نیچی تھیں۔ کسی کی آنکھ اوپر نہ اٹھ سکتی تھی۔ فقط درجودھن وغیرہ ہی خوش ہو رہے تھے۔ جس وقت یہ پہنچی۔ تو اس نے بآواز بلند کہا ؛

واہ اتنی بڑی راج سبھا۔ دھرم جاننے والوں کا مجمع ایسے ایسے راجے مہاراجے موجود۔ بزرگان خاندان سے سبھا کی رونق اور پھر بھی میری یہ درگت۔ میرے ساتھ یہ برتاؤ۔ افسوس افسوس۔ دھرکال۔ سچ کہتی ہوں۔ کہ بھرت بنس کی اب خیریت نہیں کچھ ہی دنوں میں اس کا خاتمہ نہ ہو جائے۔ تو دروپدی نام نہ رکھوں یہ کہہ کر اس نے نظر اٹھائی تو راجہ جدھشٹر وغیرہ پانچوں پانڈو سر جھکائے ہوئے بیٹھے دکھائی دیئے ان کی آنکھیں غصے سے خون برسا رہی تھیں۔ مگر کچھ بول نہ سکتے تھے۔ ان کی حالت دیکھ کر دروپدی ڈھاڑیں مار کر رو پڑی۔ اور سینہ پر

وہ صدمہ ہوُا کہ بیان سے باہر ہے ؛

دروپدی کے آنسو بہنے لگے بھیم سین کے کلیجے پر سخت صدمہ ہوُا۔ مگر کچھ بولنے کا موقع نہ تھا۔ اِس لئے غصہ ضبط کئے اور دل مارے ہوئے خاموش بیٹھا رہا ؛

دروپدی کے ہائے واویلا اور گریہ زاری سے دوساسن کا کلیجہ ہرا ہوُا جاتا تھا اِس نے زور زور سے چوٹی کو جھٹکا دینا شروع کیا۔ بہت سخت سست باتیں کہیں دروپدی کی یہ حالت وُہ تھی کہ پتھر سے پتھر دل بھی پانی ہو کر بہہ جاتا۔ مگر نہیں بیرحموں کو ذرا بھی رحم نہ آیا۔ کرن قہقہے لگانے لگا۔ اور شکنی دوساسن سے بولا کہ شاباش ؛

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

بھیم سین کو اِن حرکتوں اور اِن باتوں کے دیکھنے سننے کی تاب نہ آئی وہ بجلی کی طرح تڑپ گیا۔ اور بادل کی طرح گرج کر بولا ؛

او نابکار دوشاسن۔ تب میں بھیم سین۔ جب تیرا خون پیکر تیری جان چھوڑوں جب تک تیرا لہو نہ چوسوں گا۔ تب تک غصہ دور ہو۔ ممکن نہیں ہوشیار رہ خبردار رہ تیری نس نس سے خون نہ چوسا تو بھیم سین کی زندگی اکارتھ ؛

سبھا والے سب بیٹھے خاموشی سے دیکھتے سنتے رہے۔ درجودھن کے رعب داب سے کسی کی مجال نہ تھی کہ زبان ہلا سکے صرف درجودھن۔ شکنی کرن اور دوشاسن ہی خوشی میں مست ہو کر بلبل کی طرح چہک رہے تھے۔ جس وقت دروپدی کی گریہ وزاری سن کر بھیم سین نے شیروں کی گرج سنائی۔ حاضرین کے کلیجے ہل گئے۔ سب کانپ اُٹھے کہ بھیم سین بات کا دھنی ہے۔ بغیر کچھ کئے نہ رہیگا اتنے میں دروپدی بولی ؛

بھیم سین جی آپ اپنا غصہ تھوک دیں۔ دل کو قابو میں رکھیں پہلے مجھے اپنے سوال کا جواب لے لینے دیجیے۔ دیکھوں تو اس سبھا میں دھرم ایمان کی بات بولنے والا کون ہے ؛

بھیشم پتامہ۔ مہارانی دروپدی۔ دھرم کے معاملات بہت پیچیدہ ہیں اس کی رگ رگ سے واقفیت ہی مشکل ہے۔ تیرے سوال کا جواب میرے پاس نہیں۔ ساری سبھا موجود ہے۔ اس کی آنکھوں کے سامنے راجہ دھشٹر اپنے

آپ کو بھی جوئے میں کھو چکے۔ پس وہی دھرم کے رو سے جو بات واجبی ہو گی۔

تپا ئینگے - ان سے بڑھ کر اور کوئی کچھ نہیں بتا سکتا۔

دروپدی - مانا کہ راجہ جدھشٹر جوا کھیلے۔ مگر یہ تو فرمائیے۔ کہ کس نے زبردستی مار مار کر جوا کھلایا۔ سب کو معلوم تھا کہ شکنی وغیرہ پکے جواری اور پلے سرے کے کھلاڑی ہیں۔ اور راجہ جدھشٹر اناڑی۔ پھر پانڈوؤں کو اندر پرستھ سے کیوں بلایا گیا۔ میری کیوں یاد ہوئی۔ کیا اس درگت کے لئے سارے جواریوں نے آپ سب کے موجود ہوتے ہی راجہ کو کملی ڈال کر لوٹا۔ آپ لوگ بھی کچھ خبر نہ ہوئے۔ جب وہ اپنے کو ہار گیا تو مجھے ہارنے کا اسے مجاز کیا تھا۔ صاحبو آپ کی استریاں ہیں۔ بہو بیٹیاں ہیں۔ آپ سب منہ سے کیوں نہیں پھوٹتے۔ منہ میں گھنگھنیاں بھرے کیوں بیٹھے ہیں۔ ہائے ان سب کے ہوتے میری یہ درگت۔ اے دھرم۔ اب تجھ ہی پر بھروسا ہے۔ اے کرشن چندر اب تمہارا ہی برتا ہے۔ پانچوں پانڈو تو بور چکے۔ کوروؤں نے ڈبو دیا اب فقط تارنے والے تم ہو۔ سنو سنو تم بھی کان میں تیل نہ ڈال لینا۔ بکس کی فریاد سنا

آہ پانچ پانچ خاوندوں کے ہوتے ہوئے میری یہ درگت۔ زندگی پر دھکال جس وقت دروپدی نے بھری سبھا میں یہ دل ہلانے والے الفاظ زبان سے نکالے بہتوں کی آنکھوں سے آنسو بہہ گئے۔ بہتوں کا دل پانی پانی ہو گیا۔ کسی کا دامن آنسوؤں سے تر تھا تو کسی کا رومال۔ بھیم سین کے دل پہ اس آہ وزاری نے تیر و نشتر کا سا کام کیا۔ اس کا چہرہ لال لال انگارہ ہو گیا۔ اس کی آنکھیں خون میں ڈوب گئیں۔ بدن کے رونگٹے رونگٹے نے گویا تلوار تول لی۔ اور تاؤ کھا کر بولا۔ اے راجہ جدھشٹر آپ پر ترف۔ مجھ پر دھکال۔ اور سب بھائیوں پر تین حرف۔ ہائے جس جھیاری کنکاری نے کبھی پھول کی پنکھڑی کی چوٹ نہ سہی کنگھی جس کے بکھرے ہوئے بالوں کا اس قدر ادب کرتی تھی۔ کہ مجال کیا ایک بال بھی بیکار ہو جائے۔ ہائے اس کی ہم سب کے سامنے بے عزتی۔ اس پر یہ ظلم۔ اس کے دل پر ایسی سخت چوٹ اس کے کلیجے پر یہ ناقابل برداشت صدمہ۔ سارا بس آپ کا بویا ہے۔ ورنہ میری آنکھوں کے سامنے کس کی مجال تھی۔ کہ دروپدی کے بالوں کو ہاتھ لگا سکتا۔ دل

دروپدی کماری کے بال کھینچ رہا ہے۔ اور پھر آپ کے وہ ہاتھ جلا دوں جن سے
آپ نے پانسہ پھینک کر بازیاں ہاری ہیں۔ بھائی سہدیو۔ اٹھو جاؤ۔ جلدی کہیں
سے آگ لے آؤ۔ ابھی میں دونو کے ہاتھ جلا کر دل کی سلگتی ہوئی آگ بجھا ڈالوں
اب مجھ سے دیکھا بھی دیکھا نہیں جاتا۔ حد سے زیادہ برداشت کر چکا +

ارجن۔ بھائی صاحب اِس وقت آپ کہاں ہیں۔ آج تک کبھی مہاراجہ جدھشٹر
کی خدمت میں گستاخی نہ کی۔ آج اِن پر کشٹ پڑا۔ تو آپ اُن کے دکھے ہوئے دل
کو زبان کی چھری سے اور زخمی کرتے ہیں۔ تو آپ کو دھرم کا خیال رکھنا چاہئے آپ
پر نابکاروں کی صحبت کا اثر ہو جائے تو تعجب کی بات ہے۔ راجہ جدھشٹر ہمارے
بڑے بھائی ہیں۔ اِن کا رتبہ باپ کے برابر ہے۔ جو کریں سب زیبا۔ جو کہیں وہ
سب ٹھیک۔ ہم سب فرمانبردار ہیں۔ مطیع ہیں۔ ایسے دھرماتما اور پھر لطف یہ
کہ بڑے بھائی کی شان میں آپ نے ایسے کلمات زبان سے نکالے۔ یہ
شایاں نہیں۔ راجہ جدھشٹر کو فریب دیا گیا۔ مغالطے کئے گئے۔ دھوکے سے کام
لیا گیا۔ مگر اونہوں نے اِس حالت میں بھی چھتری دھرم ہی کی پابندی کی۔ بلا سے سب
سے سب کچھ ناش ہو گیا۔ کیا پرواہ +

جیتے ہیں تو جیت لینگے پالا

بات تو یہی۔ اب ہمارا فرض ہے۔ کہ ساتھ دیں اور ان کی بات نباہیں۔
دکھ میں ساتھ نہ دیا۔ تو کیا سکھ میں ساتھ دینے والے تو لاکھوں ایرے غیرے
پچکلیان بھی ہو جاتے ہیں۔ بات تب ہے کہ ہم دُکھ میں جان و مال سے شریک
و رضا جو رہیں +

بھیم سین۔ بھائی ارجن تمہارا کہنا بہت درست۔ مگر یہ بھی تو سمجھے ہو گے کہ اگر
مجھے بڑے بھائی کی بزرگی کا خیال نہ ہوتا۔ تو اِس وقت ہی ہاتھ پھونک کر خاک
کر دیتا۔ جب آخری پانسہ پھینکا تھا۔ کیا اُس وقت اتنوں میں کوئی میرا ہاتھ پکڑنے
والا تھا۔ یا اِس وقت روکنے والا ہے۔ اگر بھائی کی مرضی مقدم نہ ہوتی تو مجال تھی
کہ دوشاسن میری آنکھوں کے سامنے دروپدی کے جھونٹے پکڑ پکڑ کر کھینچتا اسی
وقت میں اِس کا خون چوس نہ لیتا۔ تو بھیم سین نام نہ رکھتا۔ فقط دھرم کا خیال

ہے۔ بھائی صاحب کے کہنے کی پیچ ہے۔ ورنہ بھیم سین کے بازو پارہ پڑے رہنے والے نہ تھے۔ وہ ہاتھ دکھاتے۔ کہ سبھا میں خون ہی خون نظر آتا۔ اور لاشیں ہی لاشیں دکھائی پڑتیں ان ماست کر برداست کے خیال سے چپ بیٹھا ہوں۔ خود کردہ را علاجے نیست نے ہاتھ پاؤں کاٹ رکھے ہیں۔ دھرم نے مجبور کیا ہے۔ آداب بزرگی سے معذور ہو رہا ہوں۔ مگر کوئی یہ نہ سمجھے کہ بھیم سین کے ہاتھ پاؤں کٹ گئے ہیں۔ بھیم سین کا خون اوٹ رہا ہے بھیم سین اپنے دانتوں سے اپنی بوٹیاں نوچ رہا ہے۔ جس کا نتیجہ اچھا نہیں۔ میں پکار پکار کر کہتا ہوں۔ مگر سب لوگ سن لیں جو بر تگیا اس وقت کرونگا کم کے نہ دکھاؤں۔ تو ماتا کنتی کا پتہ نہیں۔ بلکہ بطن کے لیئے کلنک ؎

بھیم سین کے الفاظ بہت پرجوش تھے۔ ایک ایک لفظ تیر و تفنگ سے کم تھا۔ مگر مجبوری دھرم سے تھی۔ یا راجہ جدھشٹر کی بزرگی سے۔ اِس جوش و خروش کی بات تو الگ رہی۔ ادھر کوروؤں کی جماعت میں بھی ایک نیک روح اپنے خیال میں مست اور محو تھی۔ جہاں ۱۹۹ چھپتے کودتے تھے۔ وہاں دھرتراشٹر کے چھوٹے بیٹے کا کلیجہ اندر ہی اندر سلگ رہا تھا۔ کہ ہیں کیا ہو رہا ہے۔ باپ کی بھی عقل سپاٹو پر چلی گئی۔ بھائیوں نے بھی فہم فراست عزت و آبرو کو استعفا دے دیا۔ اس کا نتیجہ بربادی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ اب شک نہیں کہ کوروؤں کے دن پورے ہو گئے۔ اور دو روزہ زندگی میں یا وھالگ گئی۔ غرور و نخوت بغض و عداوت سے خاندان کا خاتمہ اور سلطنت کا قلع و قمع رکھا ہوا ہے۔ مجال کیا جو فرق ہو؎

مئے نخوت سے کوئی جام جو بھر لیتا ہے
آسماں اس کا وہیں کاسۂ سر لیتا ہے

پیالہ بھر گیا۔ اب صرف چھلکنے کی دیر ہے۔ بھیم سین کا جوش و خروش مد پانڈوں کا سکوت ضرور ایک دن خون کی ندیاں بہائے گا۔

دروپدی کی آہیں سب کچھ کر کے رہیں گی۔ اوپر ادپر جانے والی نہیں۔ اس کے دل عزیز کوروؤں کی حرکت ناشائستہ کی چوٹ لگی۔ اور معنی میں کھوئے ہوئے یوں

سخن سرا ہوا :-

میں کورو خاندان میں سب سے چھوٹا ہوں۔ اِس لحاظ سے میری عقل بھی چھوٹی ہے اور بزرگی بعقل است نہ بسال کا قول غلط۔ جتنا میرا سن ہے اتنی ہی سمجھ ہے۔ معلوم نہیں میری سمجھ پر پتھر پڑے ہیں۔ یا جہالت کا پردہ۔ مگر گھر کا معاملہ ہے۔ آپس کی بات ہے۔ اِس لئے کچھ عرض کرنے کی جرات ہوتی ہے۔ آپ سب صاحب معاف فرمائیں۔ افسوس سبھا میں سر ہی سر دکھائی دے رہے ہیں۔ سب اپنے کو فہم و فراست میں ہمچو دگرے نیست سمجھنے والے موجود ہیں۔ مگر مہارانی دروپدی اتنی دیر سے رو رو کر ہاتھ جوڑ جوڑ کر سوال کر رہی ہے۔ اور اِس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیتا کیا یہی دھرم ہے۔ جہاں ادھرونا چارج اور کرپا چارج سے گرو موجود ہوں۔ جہاں مہاراج بھیشم پتامہ ایسے ہمارے داد) جلوہ افروز ہوں۔ زوف ہے اِس سبھا میں یہ شرمناک بد عنوانیاں۔ کیا آج دھرم شاستر میں آگ لگ گئی۔ کیا آج سامنے بیٹھے ہوئے راجوں مہاراجوں نے دھرم کو تلانجلی دے دی۔ کہ کوئی دھرم کی بات منہ سے نہیں نکالتا معلوم ہوتا ہے کہ سب دھرم چھوڑ بیٹھے :-

تھوڑی دیر تک دھرتراشٹ کا چھوٹا بیٹا بکرن اسی طرح حاضرین محفل سے خطاب کرتا رہا۔ مگر نہ جانے درجودھن نے کس طرح زبان کیل دی تھی۔ کہ کسی کے منہ سے آواز نہ نکلتی تھی۔ بکرن بھی زبان کے جوہر دکھا چکا۔ لیکن صد لئے برخاست اس کا ایک ایک لفظ نقار خانے میں طوطی کی آواز ہو گیا۔ اِس پر بکرن کو اور بھی جوش ہوا۔ وہ بھری محفل میں کڑکا کہ میں کھری کہنے سے باز نہیں رہ سکتا۔ کوئی برا کہے یا بھلا۔ راجہ جدھشٹر کو زبردستی کھینچ کر بلانا۔ بار بار کر جوا کھلانا۔ جوئے میں بے ایمانی کر کے سب کچھ جیت لینا۔ اور پھر دروپدی جیسی مہارانی کی بے عزتی کرنا۔ اِس سے بڑھ کر اور کیا ادھرم ہو سکتا ہے۔ مانا کہ راجہ جدھشٹر جوئے کی ہار سے اندھے ہو کر دروپدی کو بھی ہار گئے۔ اِس سے کیا حاصل۔ جب راجہ جدھشٹر پہلے اپنے کو ہار چکے تو ان کو دروپدی کے ہارنے کا کیا مجاز رہا۔ وہ اکیلے راجہ جدھشٹر کی رانی نہیں چاروں بھائیوں کا اور بھی برابر کا حق ہے۔ پھر یہ دھینگا دھینگی کیوں۔ میرے نزدیک اول [illegible]

کا نتیجہ اچھا نہیں - آخر پچھتاوا نہ ہو - تو یکرن اپنا نام بدل ڈالے - سبھا والو کچھ تو ایمان کی کہو
سچ سچ بولو - اس وقت چپ رہنا بھی پورا ادھرم ہے ۔
بکرن حالانکہ درجودھن کا سب سے چھوٹا بھائی تھا - مگر اس کی عقل بھرشٹ نہ تھی
وہ راستی پسند تھا - اُسے چھل فریب چھل کپٹ سے نفرت تھی - خوشامد و
چاپلوسی پر توقت کرتا تھا - اس نے تمام بھائیوں کی رائے کے مقابلے میں کھری کہنے
ہی کو دھرم سمجھا - جو کہی دنیا لگنی کہی منہ دیکھی کہنا پسند نہ ہوئی - چنانچہ جب وہ بھری سبھا
میں اس طرح گرجا تو ہر طرف سے احسنت و مرحبا کی صدائیں بلند ہوگئیں - جو تھا -
شاباش شاباش کہہ رہا تھا - ہر طرف کوروں کا فریق دہشت کنکٹا رہا تھا - کہ اس نالائق کو کیا
سوجھی آخر کرن سے نہ رہا گیا - وہ تیورا کر جگہ سے اٹھا اور بکرن پر آنکھیں لال پیلی کر کے ہاتھ پکڑ کر بولا
یہ حماقت یہ بیوقوفی سب بڑے بڑے لوگ تو چپ بیٹھے ہیں - تم کس کھیت
کی مولی تھے - جو لگے اپنی ہانکنے - بیل نہ کودا کودی گون - یہ تماشا دیکھے کون - ابھی
تم ہی کیا - تمہاری عقل ہی کیا - نہ کچھ سمجھا نہ بوجھا اور دخل در معقولات کر دیا -
بزرگوں کے موجود ہوتے اپنی ہانکنا اپنی تاننا سخت گستاخی اور بے ادبی میں
داخل ہے تم بڑے عقلمند بن کر چلے خود پانڈو چپ - تمام سبھا خاموش - تم بڑے بن کے
چلے - مدعی سست گواہ چست - جدھشٹر اپنی آنکھوں کے سامنے - دروپدی کو ہار چکا ہم سب
اسے جیت چکے - اب واہیات حجت کیسی ۔
جس وقت دروپدی کا سوئمبر ہوا تھا - اُس کی بات ناظرین کو یاد ہوگی ارجن
سے پہلے کرن ہی اٹھا تھا - کہ مچھلی کو چھید کر تیر اندازی کے جوہر دکھاوے - مگر جونہی
یہ تیر و کمان اٹھانے لگا - دروپدی نے کہا - او سود پتر دھنش بان رکھدے تو
مچھلی کو جیت بھی لیگا - تو شادی نہ کروں گی - اُس وقت اس کلیجے پر جو تیر بیٹھا تھا
دل پر جو زخم لگا تھا - وہ اس موقع پر تازہ ہوگیا - یہی وجہ تھی کہ اس کو دروپدی
کی ذلت اور پانڈوؤں کی بے عزتی منظور نہ ہوئی - بلکہ اس امر خاص کے لئے
اس کو سارا زبانی زور خرچ دینا گوارا ہوا - بکرن کی طرف سے روئے سخن پھیر کر کرن
دوسا سن سے مخاطب ہوا کہ
بیٹھے کیا کرتے ہو سب کا منہ دیکھنے سے حاصل - اٹھو پانڈوؤں سے کہو

سب کپڑے وغیرہ اتار کر رکھدیں۔ دروپدی کی بھی پوشاک اتروالو۔
پانڈوؤں نے جیوں ہی کرن کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ سنے بڑی خاموشی سے اپنے اپنے لباس اتار کر دوساسن کے سامنے رکھدیئے۔ اب رہ گئی دروپدی جو صرف ایک دھوتی پہنے ہوئے تھی۔ وہ خاموشی سے سر جھکائے بیٹھی رہی۔ اور اتارتی تو کیا اتارتی یہ شعر حسب حال تھا۔

ننگی تلوار اور میں لاغر
کیا نچوڑے گی کیا نہائے گی

دھوتی اتار کے دے تو کیوں کر۔ لحاظ و شرم پردہ زاری و تن پوشی کا دار و مدار فقط ایک اسی پر تھا۔
جب دروپدی نے دھوتی نہ اتاری۔ تو دوساسن غصے سے چیخا اور بولا:۔
او لونڈی۔ اتار دے بدن پر کا کپڑا۔

دروپدی۔ صرف یہ دھوتی ہی دھوتی ہے۔ اس کو اتار کر کیا ننگی ہو جاؤں تمہیں شرم نہیں مجھے تو غیرت ہے۔

دوساسن۔ غیرت جائے چولھے بھاڑ میں۔ شرم کو لگے آگ۔ اتار دے دھوتی نہیں تو میں خود ہاتھ لگاؤں۔

دروپدی۔ تم کو اختیار ہے۔ جو چاہو کرو۔ مگر میں دھوتی اپنے ہاتھ سے اتار نہیں سکتی۔

دوساسن:۔ تو پھر اچھا مزہ چکھ۔

دوساسن نے یہ کہہ کر دروپدی کی دھوتی کھینچی۔ اور طاقتور ہاتھ اس نازک بدن کو مادرزاد برہنہ کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ جس کو قدرت نے اپنی دلفریبی کا ایک دلخوش کن سرمایا حسن و جمال بنایا تھا۔ اور جس پر چاند سورج کی بھی نگاہ پڑتے ہوئے جھجکتی تھی۔

اس وقت دروپدی کا دنیا بھر میں کوئی نہ تھا۔ جن پانچوں پانڈوؤں کے زور و طاقت پر اس کو بھروسا تھا۔ ان کو خاموش اور بے پورکھ دیکھ کر اس کو مایوسی نے گھیر لیا۔ وہ سمجھ گئی کہ اب کسی کی کوشش کارگر نہیں ہو سکتی کوئی بچانے والا

دنیا کے پردے پر نہیں۔ جس وقت دوساسن اس کی بے بسی اور بے کسی
کی حالت میں دھوتی پکڑ کر کھینچنے لگا۔ اس وقت اس کو کرشن چندر کے سوا سب
کی طرف سے مایوسی ہوئی۔ وہ ایسی دروشا اور ننگ و ناموس کے موقع پر
پکاری۔ کہ اے جسومت کے پیارے نند کے دولارے۔ کرشن چند آنند کند
پانچوں پانڈو خاموش بیٹھے ہوئے ہیں۔ اب آسرا ہے تو فقط آپ کا چاہے
لاج رکھئے چاہے مٹائیے؛

دروپدی ادھر کرشن جی سے یہ فریاد کرتی تھی۔ ادھر دوساسن کو یہ ہٹ تھی کہ
دھوتی اتار کر چھوڑوں یہ شرم سے جتنی سمٹتی تھی۔ اس سے زیادہ دوساسن اس کو
ننگا کرنا چاہتا تھا۔ جب ہزار ہاتھی کا بل رکھنے والے دوساسن کے ہاتھوں نے
پورا زور دکھلایا تو دروپدی چیخ پڑی۔ اس کی دل سے نکلی ہوئی فریاد نے اہل محفل
ہی کا دل نہیں ہلا دیا۔ بلکہ دوارکا جی میں بیٹھے ہوئے سری کرشن جی کے دل پر
وہ اثر کیا کہ پہلاد کی فریاد نے بھی نہ کیا ہوگا؛

دروپدی کی جان میں جان نہ تھی۔ دھوتی اتر جانے پر اس کے لئے کوئی پردۂ
عصمت نہ تھا۔ اس کے وہ پہلے تو تمام سبھا کے بڑے بوڑھوں تمام محفل کے
حاضرین سے فریادی ہوئی کہ بے گناہ پر یہ ظلم اور آپ سب بیٹھے ہوئے دیکھیں۔ اس کو
امید تھی کہ کوئی تو ایمان کی کہیگا۔ مگر ایشور نے سب کا منہ کیل دیا تھا۔ سب کی زبان
پر مہر لگا دی تھی۔ کسی کے منہ سے ایک حرف نہ نکلا وہ فریاد کرتی تھی۔ اور دوساسن
دھوتی کھینچ رہا تھا۔ آخر دروپدی پکاری:۔

اے دینا ناتھ اے دین دیال۔ اس وقت کہاں ہو۔ دین ہوں ادھین ہوں
چرنوں میں لین ہوں۔ سبھا والوں کے منہ پر مہر لگی ہے۔ آنکھوں کا پانی مر گیا ایمان
کی کہتے دھرم کی بات بولنے کی کسی میں لیاقت و طاقت باقی نہیں۔ بھگوان جن
پانڈوؤں نے مجھ کو سوئمبر میں جیتا تھا۔ جن کی جسمانی طاقتوں اور شستر ودیا کے کمالوں
کو دیکھ کر بڑے بڑے دیوتاؤں کے چھکے چھوٹتے رہے۔ ان میں جیسے جان نہیں
کھلونے کی طرح سبھا میں براجمان ہیں۔ بھیشم پتامہ جی اور دھرتراشٹ نے دھرم کی
بات بو

کے ناتھ جگت کے سوامی۔ انتر جامی آپ تمہارے سوا کوئی خبر گیر نہیں۔ سبھا والے راستی سے منہ پھیرے ہوئے ہیں۔ کوروؤں کو ادھرم کے خیال گھیرے ہوئے ہیں میری مہامایا۔ میری رکھشا۔ میری حفاظت میری دستگیری کرنے والا اور کوئی رہ گیا ہے تو صرف ایک تم۔ نند نندن رادھا رچندن۔ کنس جکندن۔ جگ بندن۔ آج تمہاری قدرت کے امتحان کا موقع ہے اور بھگت تبل بھگت سہائک کے خطاب کی اصلیت کا یقین دلانیوالا وقت ہے۔ تمام دنیا سے زیادہ پراکرمی۔ شہزور۔ سوربیر۔ بہادر نیز تلوار کے دھنی۔ روئے زمین کو جیتے ہوئے خاوند آنکھوں سے میری درگت دیکھ رہے ہیں۔ مگر میری مددشا میری مٹی خراب ہوتے ہوئے دیکھ کر کوئی نہیں منکتا۔ ہائے کیا نازک وقت ہے۔ خاندان کے بزرگ خاموش۔ سبھا میں بیٹھے ہوئے راجے مہاراجے بالکل چپ چاپ۔ جن پانڈوؤں کے قدموں کا سہارا۔ وہ مون اِدھر یہ اور اُدھر دوسا ان ایسے ظالم کی بدعت۔ اس دروپدی سے کیوں کر صدمے برداشت کیئے جائیں جس کے پاؤں میں پھولوں کی سیج کی ایک پنکھڑی بھی کھٹکتی تھی تو سب آنکھ کے تل کا تیل کھنچوا کر تلوں میں ملتے تھے۔ ہائے جس دروپدی کے ہونٹوں کو پان کی سرخی گراں تھی جس کی آنکھوں کا سرکا دنبالہ بھاری معلوم ہوتا تھا۔ جس کی زلفوں کو عطر پھلیل کی مہک بارِ سر معلوم ہوتی تھی۔ جس کے پاؤں کو مہندی کا رنگ بوجھل کر دیتا تھا۔ آج وہی تمہارے بھگتوں کی لونڈی اور تمہارے کمل چرنوں کی داسی دروپدی کی راجکماری۔ پانڈوؤں کی پران پیاری اس کس مپرسی کی حالت اور ظالموں کے ہاتھوں تمام مصیبت میں گرفتار ہے کہ آج تک کوئی نظیر نہیں مل سکتی۔ پیارے کرشن۔ نند دلارے کرشن ہائیں میری فریاد اس وقت تک بے اثر میری گریہ وزاری اب تک بے نتیجہ۔ کیوں کیا سیس سجیا پر سو رہے ہو لکشمی کے نازک نازک ہاتھوں کے پاؤں دبانے سے آنکھیں نہیں کھلتیں پہلا دا اور میری مصیبتوں کا مقابلہ کر لو۔ گجیند اور میری آفتوں کو ترازو میں تول لو۔ پھر مدد نہ کرو تو کچھ شکایت نہیں مگر یقین جانو مجھ پر جو وقت پڑا ہے جو مصیبت نازل ہوئی ہے۔ وہ تم پر اس وقت بھی نہ پڑی ہو گی جب رام اوتار میں سیتا ہرن ہوا تھا۔ جدو راج آج لاج تمہارے ہاتھ ہے۔ اگر لاج نہیں تو سمجھ لینا۔ کہیں کبھی آج نہیں یہ دیکھئے دوشاسن مادر زاد ننگا کرنے پر آمادہ ہے۔ شیام سندر۔ پیارے کنھیا۔ ۔۔۔ گوپال ۔۔۔

جس گائیں جن کا چیر ہر کر آپ نے اپنی قدرت کا ایک کھیل کھیلا تھا۔ اور سا ماز مانہ نغمہ زنی کرے کہ تمہاری قدرت عجب ہے سمجھ میں نہیں آتا۔ چیر بڑھائے راکھی دروپدی پت گوپن چیر ہرے ٭

دروپدی اسی طرح کرشن جی سے فریاد کرتی رہی تھی۔ مگر پتھر کے دلوں پر کچھ اثر نہ ہوتا تھا۔ دوشاسن نے ڈانٹ بتائی کہ واہیات بکتی ہے۔ اُتار دھوتی اور ہو جا ننگی ٭ دروپدی نے کچھ جواب نہ دیا وہ بدستور کرشن چندر آنند کی یاد کرتی رہی دوشاسن اس سے اور چڑھتا تھا۔ یہاں تک کہ اس نے زبردستی دھوتی کھولنا شروع کی بھگوان کرشن دیو اپنے بھگت کی فریاد نہ سنیں ممکن نہیں یوں ہی دروپدی کی زبان سے گریہ وزاری کے ساتھ ظہار کے درد بھرے الفاظ نکلے سری کرشن چندر دوارکا سے چل پڑے اور وہ قدرت کاملہ دکھائی کہ دروپدی کے بدن کو ڈھاپنے والی دھوتی کا اور چھور ہی معلوم نہ ہوا اس دھوتی کو اس دوشاسن کے طاقت ور ہاتھ کھینچ رہے تھے جس کے زور بازو کے سامنے دس ہزار ہاتھی بھی کچھ مال نہ تھے۔ مگر کرشن چندر کی مایا کہ پانچ چھ گز کی دھوتی اس کے کھینچنے سے نہ کھینچی تھی۔ دروپدی کے سارے بدن پر صرف یہی ایک چیر تھا جس کو دھوتی کے نام سے منسوب کر چکے ہیں۔ اس دھوتی کو دوشاسن کھینچنے لگا۔ تو عجب ہی معاملہ پیش ہوا۔ اس پانچ چھ گز کی دھوتی سے لال سفید۔ زرد۔ سرخ رنگ کا اتنا کپڑا نکلنا شروع ہوا کہ اس سبھا میں ڈھیر لگ گیا۔ جگہ نہ رہی اور دوشاسن جلیقوز دھوتی کھینچتے کھینچتے تھک کر بیٹھ گیا۔ ہاتھ شل ہو گئے۔ بدن چور چور ہو گیا۔ سانس اکھڑ گئی۔ دم پھول گیا۔ اس کو تو کیا تمام موجود حضرات کو حیرت تھی کہ معاملہ کیا ہے دوشاسن دیر تک دھوتی کھینچتا رہا۔ مگر دروپدی ننگی نہ ہوئی۔ اور سبھا میں ہزار ہا گز رنگ برنگ کا کپڑا ڈھیر ہو گیا۔ یہ رنگت دیکھ کر دوشاسن تو اپنے ہانپنے اور سانس ٹھیک کرنے میں مشغول ہوا۔ یہاں صاحبان محفل دروپدی کے دھرم کو سراہنے لگے۔ سب کی زبان پر یہ الفاظ تھے۔ دوشاسن کی نالائقی پر زوف۔ درجودھن کے اور جاسوسوں کی سمجھ پر لعنت ایک ذرا سی عورت کو ننگا نہ کر سکے اور ان سے کیا ہو سکیگا۔ واہ رے استری کا دھرم۔ تجھ میں سب کچھ کرامات ہے۔ دروپدی مہارانی دھن ہو۔ تم نے آج منکروں کو بھی استری دھرم کا قائل کر دیا۔ تم دھرم کی دیوی ہو چھما کرو تمہارے دھرم سے ہم سب کو وہ قدرت دکھائی ہے کہ عقل کام نہیں کرتی دوشاسن

نے تمہارے ساتھ بہت نالائقی کی اِس نے اِس کا پھل پایا۔ کہ بیٹھا ہُوا ہانپ رہا ہے۔ سانس اندر نہیں سماتی۔ اِس نے اپنی بدعنوانیوں کا یہ پھل پایا۔ اور تم نے اپنے دھرم کا یہ اعجاز دکھلایا۔ اب برا نہ مانو تمہاری آج سے اور بھی مہماں بڑھ گئی ؂

بے مشقت کے نہیں رتبۂ عالی ملتا
سر مہ پس جاتا ہے تب آنکھوں میں گھر کرتا ہے

سب پانڈو اِس حسرت ناک اور دردناک نظارے کو دیکھ رہے تھے۔ مگر بھیم سین کی نظر چھپی ہوئی تھی وہ پہلے تو خاموش رہا۔ مگر جب دوشاسن کے بنائے کچھ نہ بنی تو مست ہاتھی کی طرح جھومتا ہوا کھڑا ہو گیا۔ اور بھپرے ہوئے شیر کی طرح محفل میں گرج کر اے سبھا میں رونق افروز راجو مہاراجو اے کورو خاندان کے چراغو بہت ہو چکی۔ چھاتی پر پتھر رکھنے کی اب تاب نہیں۔ درودپدی کماری کی بھری سبھا میں یہ بے آبروئی۔ یہ بے عزتی یہ بے حرمتی۔ یہ سبکی۔ میں پکار کر کہتا ہوں۔ قسم کھا کر کہتا ہوں۔ حلف کے رو سے کہتا ہوں۔ سوگند سے کہتا ہوں کہ اگر میں نے میدان جنگ میں چھاتی پر چڑھ کر دوشاسن کا خون نہ پیا تو زندگی اکارتھ پرمیشور میں تجھ کو حاضر ناظر کرتا ہوں۔ اگر دوشاسن کا میں یہ حال نہ کروں تو میری کبھی نجات نہ ہو۔ میں اسے بغیر مارے زندہ نہ رہوں یہ محال ہے۔ اِس کی بوٹی بوٹی کاٹوں تب سند۔ بھیم سین کا غصہ قیامت کا نمونہ تھا۔ ادھر درودپدی کے چیر کے اعجاز نمائی پیش نظر ہو چکی تھی۔ جتنے راجے مہاراجے سبھا میں موجود تھے سب کانپ اٹھے سب نے دوشاسن کو بہت ہی بُرا بھلا کہا۔ درجودھن اور دھرتراشٹر پر بھی تھو تھو کی جن کے دل پر درودپدی کی بے حرمتی کا خاص اثر ہُوا۔ وہ تو دو دو چار چار کر کے کھسکنے لگے کہ ظلم کون آنکھوں سے دیکھے۔ جب راجوں کے کھسکنے کا سلسلہ چلا تو ودر جی اٹھ کھڑے ہوئے اور پکارے کہ واہ صاحبو واہ آپ کو ایشور نے اسی لئے راج مکٹ دیا ہے کہ بے انصافی کر کے دھرم کی نیول کے گھر کا راستہ لیں۔ بلا سے دھرم رہے یا ایمان جائے آپ سب ڈاڑھی موچھ لگائے مرد بنے

بیٹھے ... درودپدی کے ... سوال کا جواب

نہ دیا گیا - دروپدی نے جو کچھ کہا اس کی بکرن نے تائید کی اس کی عقل و فہم پہ آفرین سمجھ پر تحسین - حالانکہ یہ سب سے چھوٹا ہے مگر اس نے بزرگی بعقل است نہ بسال کا ثبوت دیا - دھرم کی ایسی بات کہی کہ کسی کے منہ سے نہ نکل سکی - شاباش ہے بکرن مگر افسوس کہ ادھر دروپدی کی فریاد تھی ادھر بکرن کی رائے کسی نے ہاں بھی نہ کی اہم سے اہم معاملات ہمیشہ سبھاؤں میں ہی فیصل ہوا کرتے ہیں - ایسی بھری سبھا میں افسوس ذرا سے معاملے کا تصفیہ نہیں ہو سکتا - جو لوگ ایسے موقعہ پہ چپ سادھے رہتے ہیں ان کو پاپ سے نجات نہیں اور جو ایسے معاملات میں دھرم کے خلاف بولتے ہیں اُن کے گناہ کا ٹھکانا کیا ؛

بدرجی کی یہ باتیں بھی سنی ان سنی ہو گئیں کوئی بھی نہ ٹسکا کسی نے بھی زبان نہ کھولی آخر وہ زبان کا پھن جھاڑ کر بیٹھ گئے جب ہر طرف سے صدائے برخواست کا معاملہ دیکھا تو کرن دوشاسن سے بولا - کیا جھک جھک بک بک سن رہے ہو - دروپدی ہماری لونڈی ہے - لے جاؤ اس کو گھر میں جو کوئی جس خدمت کو کہے - تی رہے - تمہیں کیا ملین میکھ سے مطلب ہے اپنا کارج سدھ کرو ؛

دروپدی اے کرن اگر میں مرد ہوتی تو ان باتوں کا جواب دیتی افسوس کہ میں عورت ذات ہوں - اپنے استری دھرم کا خیال ہے - سبھا والو تم چاہے بولو چاہو مکھ دیکھ رہے ہو - کہ دشٹ دوشاسن نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے میں نے آپ لوگوں سے جس بات کا سوال کیا ہے اس کا جواب ملنے تک آپ سب دوشاسن کو بے رحمی سے باز رکھیں - دوشاسن نے میرے دل پر جو صدمے پہنچائے ہیں - وہ میں برداشت نہ کر سکتی تھی - مگر کیا کروں زندگی بے حیا تھی ورنہ کس منہ میں دانت تھے کس کا منہ تھا کہ میرے کپڑے کو چھو بھی سکے اب میں بھی کہتی ہوں کہ آپ سمجھائیں اور جب تک میری بات کا جواب ملے تب تک اس سے معافی دلوائیں - ورنہ اس کا نتیجہ اچھا نہیں مجھ پہ جو گذری وہ جھیل چکی - اب جو بنے گی برداشت کر لونگی - لیکن ڈرتی ہوں کہ دل سے نکلی ہوئی آہ خاندان سوا ہا کر کے رہے ؛

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن اجابت از در حق بہر استقبال می آید

کا برا چیتنا نہیں چاہتی۔ مہاراجہ دھرتراشٹر اور راجہ پانڈو کی دونو دو آنکھیں ہیں۔
ایشور دونو آنکھوں قائم رکھے۔ مگر آج جو کچھ میرے ساتھ ادھرم ہوا وہ آپ سب
کے انصاف کا مستحق ہے۔ جہاں میں دوسروں کے ادھرم کا رونا روتی ہوں۔
وہاں اپنی غلطی سے بھی شرمندہ ہوں۔ آج یہ پہلا دن ہے کہ میں نے اپنے بزرگوں
کو دیکھتے ہی ڈنڈوت نہ کی۔ لاکھ دوشاسن میرے جھونٹے پکڑ پکڑ کر کھینچ رہا
تھا۔ ہزار میری بے آبروئی کے ڈھنگ ہو رہے تھے۔ مگر میرا فرض تھا کہ آپ کو
نمسکار کئے بغیر نہ رہتی میں اس بے ادبی کی معافی مانگتی ہوں اور قدموں کی استتی
کر کے اشیرباد چاہتی ہوں ؛

اس وقت درویدی کی حالت عجیب دردناک تھی۔ اس کی آنکھوں سے موتی
کی طرح آبدار آنسو بہہ بہہ کر اس بارک ریشمی دھوتی کو تر بتر کر رہے تھے۔ جس کو
دوشاسن کے ناپاک ہاتھوں نے کھینچا تھا۔ اس کی آنکھیں بیر بہوٹی ہو رہی تھیں
اس کے چہرے پر ہلدی سی ملی ہوئی نظر آتی تھی۔ بال دوشاسن کی دست اندازیوں
نے بکھیر دئے تھے۔ اور رنج نے اس کے چاند کے ٹکڑے پر مردنی چھا دی تھی
جس وقت اس نے سب سے مخاطب ہو کر ڈنڈوت کی اس کے دل پر نہ معلوم کیا
صدمہ ہوا کہ پٹ سے زمین پر گر پڑی اور نازک نازک بدن لاجونتی کی طرح کمھلا کر بید
کی طرح تھر تھر کانپنے لگا ؛

اس وقت وہ درویدی زمین پر پڑی ہوئی ہے۔ جس کے لئے سوئمبر کے
پہلے تمام دنیا کے راجے مہاراجے آنکھیں بچھانے کو تیار تھے جس کو راجہ درویدنے
ہمیشہ پھپھولوں پر رکھا تھا۔ بیاہ ہونے پر جس کو پھولوں کی سیج کے سوا زمین پر قدم رکھنے
کی نوبت نہ آئی تھی۔ درویدی زمین پر تو پڑی ہے۔ مگر کروٹ بدل بدل کر کہتی
جاتی ہے کہ آہ سوئمبر کے بعد جس صورت کے دیکھنے کو دنیا ترس گئی۔ اف آج وہ بول
دشٹ لوگوں کی بدولت گھونگٹ سے محروم ہے۔ ہائے خاندان والے ہی خاندان
کی عزت برباد کرنے کے لئے مجھ بیکس کی مٹی خراب کر رہے ہیں۔ افسوس
پانچ پانچ وہ شوہر جن سے [illegible] موت بھی پناہ مانگے۔ میری ذلت دیکھ
رہے ہیں [illegible] کر سکتے پر شرم سے چپ چاپ [illegible]

راجہ دھرتراشٹ سسر میں بھیشم پتامہ جی مہاراج سارے خاندان کے بزرگ جب انہوں نے مون سادھ لی تو کسی کا کیا ذکر۔ سب دیکھ چکے کہ مجھ بیکس کا چیر دوشاسن ایسے مہابلی سے نہ کھنچا گیا بھگوان کرشن دیو مہا نے میری لاج رکھ لی اور اس پر بھی کسی کی آنکھیں نہیں آئیں۔ تو میں پیشنگوئی کرتی ہوں۔ کہ بس اب کوروبنس کے خاتے میں فرق نہیں۔ میرا دل بول رہا ہے۔ کہ درجودھن دوشاسن وغیرہ کے لئے آج کی کارروائی نے پہلا پیغام موت سنا دیا۔ کورو اپنی دھرم کرم کے بہت ڈینگ مارتے تھے آج میں نے دیکھ لیا۔ کہ بس ٹائیں ٹائیں فش۔ اگر ان کو ذرا بھی دھرم سے لگاؤ ہوتا تو آج میری یہ درد شا نہ ہوتی۔ دوشاسن مجھ پر بہت بدعت کر رہا ہے۔ مجھ میں برداشت کی طاقت باقی نہیں ہے بزرگو اے حاضرین محفل۔ کچھ تو منہ سے بولو سر سے کھیلو کہ خلجان دور ہو۔ یا تو کہہ دو کہ ہاں میں سچ مچ لونڈی ہوگئی۔ یا بول دو کہ نہیں۔ اگر آپ سب کہدیں کہ بے شک لونڈی ہوگئی۔ تو دروپدی اسی کو قبول کر کے ذلت کو عزت سمجھے گی۔ کوئی نہ جانے کہ دروپدی کسی حالت میں اپنے دھرم کو چھوڑنا پسند کریگی۔ چاہے جان بھی چلی جائے۔ جب تک رانی رہیگی تب تک رانی کا دھرم پالے گی۔ جب لونڈی ہوگی تب لونڈی کے دھرم کو بھی بناہ کر اپنا نام کئے بغیر نہ رہیگی۔ مگر کوئی سبھا میں اس امر کا فیصلہ تو کرے ؛

بھیشم پتامہ۔ پیاری دروپدی تمہاری بات کا میں جواب دوں دنیا میں دھرم جاننے والے کہاں۔ اگر ہیں تو واجبی ایسے گنے جہاں تک میں دیکھتا ہوں آجکل دھرم طاقتور کی مٹھی میں ہے جس کو وہ پسند کرے وہی دھرم باقی دھرم بھی ہو تو ادھرم آج کی رنگت دیکھ کر میرے اوسان خطا ہوگئے ہیں میں نے سمجھ لیا کہ کوروں کی خیریت نہیں ہے یہ اس ادھرم کا مزہ لوٹینگے۔ میں تمہارے خاوندوں کی تعریف کرتا ہوں کہ وہ کیسے دھرم کے پابند ہیں۔ اتنا کچھ ہوگیا مگر زبان سے اُف نہ نکالی دوسرا ہوتا تو بیس خون کی ندیاں بہہ جاتیں۔ رانی دروپدی تم نے آج جو دھرم نباہا ہے اس کا جس ہمیشہ دنیا میں گایا جائیگا۔ جو تم نے ضبط کیا ہے۔ وہ دوسری عورت کیا بڑے بڑے بہادروں سے ہونا ممکن نہیں۔ دھن ہو دروپدی۔ ایشور تمہاری مدد پر ہے

میں [illegible]

کا یہ حال ہے۔ تو تمہارے سوال کا جواب کون دے۔ مگر مایوس نہ ہو راجہ جدھشٹر دھرم
کا سروپ ہیں وہ سب کی طرف سے جواب دینگے۔ اطمینان رکھو۔

ادھیائے ۱۸

درجودھن اور دوشاسن وغیرہ کی شرارتوں پر بھیم سین کا جوش غضب۔ دوساسن سے عوض لینے کی قسم درجودھن کی سبھا کے حاضرین کی بھیم سین سے عاجزی

جس وقت بھیشم پتامہ جی خاموش ہوئے درجودھن نے زبان کھولی کہ او
درجودی ہم لوگوں سے کیا پوچھتی پھرتی ہے۔ سبھا والے کون جواب دیں۔ ان کو کسی
کے بیچ میں بولنے سے غرض واسطہ اور سب سے کہتی سنتی ہے بھیم سین ارجن نکل
سہدیو کے گلے کیوں نہیں پڑتی۔ کہ جو زبان ہلائیں منہ سے بولیں سر سے کھیلیں
خیر یہ چپ ہیں تو انہیں بھی جانے دے تیرے جدھشٹر تو دھرم کے جھنڈے پر چڑھے
ہوئے ہیں۔ وہی کچھ منہ سے بکھریں۔ ہم لوگوں کی ہی نہ کہیں ایمان سے بولیں تو راجی
تجھے ہارے یا نہیں اگر ہارے تو ہمارے گھر میں لونڈی اگر نہیں ہارے تو رانی
کی رانی۔ بس جدھشٹر کی زبان پر فیصلہ سہی۔ جو کچھ کہنا سننا پوچھنا گچھنا ہو اپنے
پانڈوؤں اپنے خاوندوں سے پوچھ اور کسی کا دماغ نہ چاٹ کان نہ کتر تصفیہ دو باتوں
پہ ہے کان کھول کر سن لے۔ ایک یہ کہ بھیم سین وغیرہ چاروں بھائی کہدیں کہ
جدھشٹر کو تجھ سے کچھ واسطہ نہ تھا نہ کبھی رہا۔ اس کا تجھ پر کوئی حق نہیں پہنچتا یا خود جدھشٹر
دھرم سے بولے کہ وہ تیرا خاوند نہیں ہے

درجودھن کی ایسی تقریر حاضرین مجلس پانڈوؤں کی طرف دیکھنے لگے کہ دیکھیں
کیا کہتے ہیں مگر پانڈو کیا کچھ نہیں کہتے تھے [illegible]

خموشی معنی دارد کہ در گفتن نمی آید

پر عمل کر کے کچھ نہ بولے۔ جب بھیم سین نے دیکھا کہ کوئی زبان نہیں کھولتا۔ کسی کے منہ سے بات نہیں نکلتی تو وُہ بادل کی طرح گرجا کہ اور جودھن سن لے صاحبان محفل سماعت فرمائیے۔ دھرم پتر پانڈو کل شرومنی مہاراج ادھیراج جدھشٹر بھرت نبس کے آفتاب عالم تاب ہم سب کے بڑے بھائی ہیں۔ سر کے تاج ہیں سب کچھ ہیں انہوں نے جو اچھا یا بُرا کیا۔ اِس کام میں ذکر نہیں کرتا۔ مگر ہاں مجھے دوشاسن سے مطلب ہے اِس سے سمجھے بغیر رہوں تو دنیا کو منہ نہ دکھاؤں۔ دوشاسن شکر کرے کہ مہاراجہ جدھشٹر کے لحاظ و ادب نے اِس کی جان بچالی اگر یہ نہ ہوتا تو اِس کمبخت کی مجال تھی کہ مہارانی دروپدی کے چیر میں ہاتھ لگاتا۔ چیر تک ہاتھ پہنچنے میں دیر ہوتی مگر بھیم سین کو اِس کے نرخرے کا خون پیتے بوٹیاں کاٹتے لمحہ نہ گذرتا۔ جو اِس وقت بڑھ بڑھ کے باتیں مار رہے ہیں جن جن کے چہیتے تیز ہیں۔ سب زمیں پر سوتے ہوتے۔ کیا درجودھن کیا دھرتراشٹ کے اور سپوت سب کا ایک ایک جبڑا پر ایک ایک اوجھڑ میں کام تمام تھا۔ کچھ کورُوں پر ہی منحصر نہیں مجھے مہاراجہ پر بھی سخت غصہ آرہا ہے۔ انہیں نے آج اپنے ہاتھوں اپنے اور ہم سب کے پاؤں میں کلہاڑی ماری ورنہ مجال تھی کہ مجھ کے برابر درجودھن وغیرہ بھیم سین کے ہوتے مہارانی دروپدی کو دیکھ دیتے۔ نہ اگر بھائی ارجن نہ روکتا تو میں سچ کہتا ہوں کہ ادھر تمہارے کورُوں کا چیر سا نکالتا دوشاسن کا خون پیتا اور مہاراجہ جدھشٹر کے بھی وہ ہاتھ پھونک دیتا جنہوں نے پاسے پھینکے تھے۔ مگر اب چارہ نہیں دھرم بے سعادتی کی اجازت نہیں دیتا اِس لئے چھاتی پر پتھر رکھے ہوئے بیٹھا سب کی سراہتیں دیکھ رہا ہوں اگر مہاراجہ جدھشٹر جھوٹوں پر بھی اشارہ کر دیں تو دھرتراشٹ کا گھر پل مارتے بے چراغ کر دوں۔ ایک کا ایک رونے اور پانی دینے والا باقی نہ رہے تب کی سند اگر یقین نہ ہو تو جس کا دل چاہے آزما لے۔

ہمیں میدان ہیں چوگاں ہیں گوئے

اور پھر مزہ یہ ہے کہ نہ لاؤ لشکر صرف تن تنہا ایک اکیلی ذات سے سب کو دار کر گرا دوں اور اپنے اور دنیا بھی آنچ نہ آنے پائے بھیم سین کے جیتے جی اس وقت

وہ جلال وہ رعب اور غصے کا وہ جوش تھا کہ تمام اہل محفل تھر تھر کانپنے لگے سب کو ڈر تھا کہ کہیں غصہ بڑھے اور بھیم سین اٹھ کھڑا ہو کر سب کو زمین پر نہ بچھا دے۔ تمام صفوں میں بیٹھے ہوئے راجے مہاراجے ہاتھ جوڑنے لگے تمام اہل محفل اپنی جان کے خوف سے اٹھے کہ بھیم سین تم بڑے لایق ہو۔ تم نے بڑے بھائی ہی کا پاس نہیں کیا۔ بلکہ درجودھن وغیرہ کو بھی بہت طرح دی۔ اگر تم انگلی بھی ہلا دیتے تو سب کی جان نکل جاتی مگر واہ بہادری کے یہی معنی ہیں کہ ایسی مصیبت کو بھی خاموشی میں ٹال رہے ہو۔ تم اپنی طاقت کو جتنا نہیں جانتے اتنا ہم سمجھتے ہیں۔ مگر غصے کو روکو۔ اپنی طرف دیکھو۔ دوشاسن نے جو نالائقی کی ہے بے شک اس کا برداشت کرنا تمہارا ہی کام تھا۔ مگر تم نے بھائی کی نالائقی کا خیال نہ کر کے چشم پوشی کی تم نہیں ہو دوشاسن ہی ہے کہاں آفتاب کہاں ذرا تم سب گو بولتے نہیں مگر دل میں تو دوشاسن کو تھوکتے اور اس کے فعال سے نفرت کرتے ہو۔

ادھیائے ۱۹

دروپدی سے کرن اور درجودھن کی شرارت انگیز باتیں

بھیم سین کا غصہ۔ مہارانی گاندھاری کی راجہ دھرتراشٹ سے شکایت۔ راجہ دھرتراشٹ کی دروپدی پر نظر عنایت

پانڈوؤں اور دروپدی کا رفاہ

بھیشم پتامہ کے چپ ہو جانے پر کرن نے پر انا بغض نکالنے کے لئے یوں زہر اگلنا شروع کیا کہ او دروپدی تو جن کے بھروسے پر بھولی ہے۔ ان کو دم مارنے کی مجال نہیں۔ کیا بھیشم جی کیا بدر جی اور کیا درونا چاریہ سب کی عقل ماری گئی ہے تیری بات کا جواب دینے کے لئے منہ ہونٹ جواب دیں۔ ہاں دھرم چھوڑ کر بدھی ناتھان دانا بھرت کل شرومنی کورو ونش [illegible] مہاراج ادھیشٹر جی کو [illegible] کہنا [illegible] ہے

یہ نہیں جانتے کہ عاقبت خراب ہو رہی ہے دروپدی سن۔ غلام ہو لونڈی ہو۔ یا چیلہ
کسی کو جیتے جی آزادی نہیں مل سکتی مرنے ہی کے بعد چھٹکارا حاصل ہوتا ہے۔ پانڈو
بھی کوروننس کے غلام ہو گئے اور تو بھی لونڈی ہی۔ اب پانڈوؤں سے ہاتھ دھو وہ تیرے
خاوند نہیں رہے رشتہ خاوندی ٹوٹ گیا تجھ کو تیری خوش قسمتی راجہ دھرتراشٹ کے
بیٹوں کے سایۂ عاطفت میں لے آئی۔ مہاراجہ درجودھن کے یہاں ٹہل خدمت کر چاہے
درجودھن سے بیاہ کرلے چاہے سو بھائیوں میں سے کسی ایک کے ساتھ رہ یہ تیری مرضی تیری
پسند۔ تو جس کے پاس رہیگی وہ پھولوں پر رکھیگا۔ دل میں جگہ دیگا۔ آنکھوں پر بٹھائیگا
کلیجے سے لگائے رہے گا۔ جدھشٹر کی طرح داؤں پر رکھ کر ہارتا نہ پھریگا۔ جس نے تجھے
جوئے میں ہار دیا اب اس سے رشتہ کیا تعلق کیسا۔ اس پر طرہ یہ کہ پانچ پانچ خاوندوں
کی جورو بننے میں نہ رات چین نہ دن چین۔ ایک عورت کس کس کی خدمت کرے
اس سے بہتر یہی ہے کہ ایک کی ہو رہ ایکے در گیر و محکم گیر اب پانڈوؤں کو طلاق دیدے
وہ تیرے خاوند نہیں رہے نہ تو اب رانی رہی۔ اگر تجھے رانی بننا ہے تو کوروؤں میں جس
جی چاہے ناطہ جوڑ لے۔ بغیر اس کے اب رانی کہلانے کی کوئی صورت نہیں۔ کرن کی
یہ تقریر پانڈوں کے لئے زہر سے بجھا ہوا تیر اور سان پر چڑھی ہوئی شمشیر تھی۔ اس نے
دروپدی کے کلیجے پر نشتر چبھو چبھو کر زخم پر زخم ڈالدئے مگر سب پرندے کبوتر کی طرح
پرواز سے محروم یعنی زبان کے ہوتے بھی نہ بول سکتے تھے بھیم سین پہلے تو خون
کے گھونٹ کے ساتھ نفرت کے سے گھونٹ پیتا رہا مگر جب کرن کی زبان بڑھتی ہی
چلی گئی۔ تو وہ بجلی کی طرح کڑک کر بولا کہ او سوت کے بیٹے کیا واہیات بک بک لگا رکھی ہے
زبان سنبھال کر نہیں بولتا تیرا منہ کہ بھیم سین کے منہ پر یہ باتیں کہے کیا تجھے بھیم سین کی طاقت
کا حال معلوم نہیں جس نے آدمی کیا ہاتھیوں کے گلے چیر کر پھینک دئے۔ شیروں کی
کلائیاں ایک چٹکی سے مرکا دیں۔ ہائے مہاراجہ جدھشٹر آپ نے خود لٹیا ڈبو دی جوئے
میں دروپدی کو ہار کر ہمیں آج اس حالت پر پہنچا دیا ہے۔ ورنہ ممکن نہ تھا کہ ایسے
ٹٹ پونجیے لوگ ہم لوگوں کے سامنے زبان بھی ہلا سکتے آپ نے ان کے چیتے تیر کر دئے
اور ہم کو دولا پچا بنا دیا۔

کیوں نہیں کرتے۔ جدھشٹر سے پوچھو ناکہ کیا کہتا ہے؟

اتنا کہہ کر درجودھن دروپدی کی طرف متوجہ ہوا اور اپنے زانو سے دامن اٹھا کر تھپکی دیتا ہوا بولا۔ کہ رانی بننا چاہتی ہے۔ تو اس زانو پر بیٹھ۔ یہ زانو تجھے عرش پر چڑھائیگا آنکھوں میں تیری ہی جگہ ہوگی؟

بھیم سین یہ کلمات سن کر تڑپ اٹھا۔ اس کے بدن میں غصے کے مارے بچھو کا سا زہر جھنبک گیا وہ اٹھ کھڑا ہوا اور سبھا والوں سے خطاب کرکے کڑکا کہ آپ سب لوگ گواہ رہیں۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ درجودھن جس ران پر دروپدی رانی کو بٹھانے کی خواہش کر رہا ہے وہ ران بھیم سین چور چور نہ کرے تو بھیم سین اپنے باپ کے نطفے سے نہیں۔ اگر اس ران کے پرخچے نہ اڑائے تو سمجھ لیجیگا کہ ماتا کنتی کا دودھ پینا حرام ہے۔ اے ایشور اگر میں درجودھن کا ابھی زانو نہ میں کے رکھ سکوں تو مجھ کو مکتی نہ دینا۔ مجھے نرک میں رکھنا مجھے خوشی سے وہاں کی آگ میں جلنا منظور مگر درجودھن کی ہڈیاں چور چور کئے بغیر بھیم سین دم لے تو بھیم سین کا رویاں رویاں جلنے کے لئے تیار ہے۔ اور درجودھن سمجھ لے کہ تیرے لئے پرتے رکھی ہوئی ہے سارے تیرے ماتھے بیٹے گی اور کرن دوشاسن تماشا ہی دیکھتے رہینگے۔ ابھی اٹھ کھڑا ہوں۔ تو سبھا میں تم کیا کانی چڑیا تک نظر نہ آئے۔ ایک مکھی تک نہ پھٹکے۔ اس وقت بھیم سین کے غصے کی حد نہ تھی۔ آنکھیں سرخ سرخ لال لال گھنگچی ہو رہی تھیں۔ آنکھوں سے شعلہ غضب اسی طرح نکلتا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے ساون بھادوں کی گھٹا میں کوندا لپکتا اور بجلی چمکتی ہے۔ اس کا چہرہ لال لال انگارا ہو رہا تھا خون کا وہ جوش تھا کہ سارے چہرے کی جلد میں لہو ہی لہو کی جھلک دکھائی دیتی تھی۔ جوش غضب میں اس کے منہ سے جو سانس نکلتی تھی لوہار کی دھونکنی کو مات کر رہی تھی۔ اس کی ایک ٹھنڈی آہ بھی عام لوہے کیا فولاد تک کو پھونک دینے کی طاقت رکھتی تھی۔ اس وقت بھیم سین کے منہ سے ایسی گرم گرم سانسیں چل رہی تھیں کہ غصہ بھرے اصل کالے ناگ کی پھپکار تھی اور آندھی کا سا جھونکا چلتا معلوم ہوتا تھا۔ آنکھیں ایسی خون میں ڈوبی معلوم ہوتی تھیں کہ بڑے بڑے شیر دلوں کی نظر جیسے کی طرف اٹھتے ہوئے ڈرتی تھی؟

بھیم سین کو اس وقت کٹکٹاتے اور جوش غضب میں بھرا ہوا دیکھ کر یدھشٹر نے درجودھن

سے کہا ارے تیری سمجھ کہاں ہے۔ کیوں تم سب لوگ اندھے ہو رہے ہو کیا نہیں جانتے
کہ بھیم سین بات کا پکا اور قول کا دھنی ہے جو کہیگا کرکے چھوڑیگا مجال کیا کہ بات
پٹ پڑے۔ کوئی ویڑو گھسٹرو ہو تو اس کی بکواس کا خیال نہیں کیا جاتا بھیم سین وہ
بلوان اور ایسا بہادر ہے کہ ہاتھیوں کو چٹکیاں دے پہاڑ کو بھی ایک دفعہ ہلادے
اُس کی بات کو تم اس کان سنتے اور اس کان اڑاتے ہو۔ پس معلوم ہو گیا کہ شامت سوار ہے
ایشور نے ہم سب کی عقل پر پردے ڈالدیئے ہیں۔ اسی سے کچھ نیک و بد بجھائی نہیں
دیتا یہ کہے دیتا ہوں کہ بھیم سین جو کہہ رہا ہے اس کا نتیجہ اچھا نہیں۔ ایک ایک بدلہ
لیگا۔ اور جو جو اس وقت چنڈال چوکڑی میں شریک ہیں۔ سب کو ناکوں چنے چبوائے
گا۔ ہائے نازوں کی پلی دنیا کی عورتوں کی سرتاج۔ پنج کنیاؤں میں سب سے افضل مہارانی
دروپدی کی مجمع عام میں یہ بے عزتی اس کے دل سے جو آہ نکلتی ہوگی وہی کیا کم ہے
اس کے ساتھ بھیم سین کا غصہ کہے دیتا ہوں کہ کورو بنس اپنے ہاتھوں اپنے حق میں بس بو رہا ہے
اگر نام ونشان بھی رہ جائے تو بدرا پنا نام بدل ڈالے راجہ جدھشٹر جب پہلے اپنے آپ
کو ہار چکا۔ تو دروپدی پر اس کا حق گیا۔ اس کا حق اس وقت تھا جب اپنے سے پہلے
دروپدی کو ہارتا۔ اے درجودھن میں تمہارے بھلے کو کہتا ہوں تم شکنی کے پھیر میں نہ
آؤ یہ گندھاری راجہ تمہارا گھر مٹا کر رہیگا۔

درجودھن۔ ویدرجی چچا صاحب۔ آپ بار بار خفا ہوتے ہیں بگڑتے ہیں
ہمیں لوگوں پر دھیان رکھنے میں تہمت تراشتے ہیں۔ الزام لگاتے ہیں۔ جو منہ میں آتا ہے
کہہ جاتے ہیں۔ بھیم سین بھی اتنا گرجتے ہیں الٹا اکڑ کے کھڑے ہوتے ہیں۔ مگر کسی کے
منہ سے وہ بات نہیں نکلتی جس پر سارا توڑ ہے راجہ جدھشٹر نہیں بولتے تو جانے
دیجئے۔ بھیم سین ارجن۔ نکل۔ سہدیو ہی کہہ دیں کہ راجہ جدھشٹر دروپدی کے خاوند
نہیں چلئے چھٹی۔ دو ٹوک فیصلہ۔ اگر دروپدی کو پھر لونڈی کہوں تو سزا۔ مگر جب
تک اس کا تصفیہ نہیں ہو لیتا دروپدی لونڈی سے رانی نہیں کہلا سکتی نہ اب
طوق غلامی سے آزادی مل سکتی ہے۔

ارجن۔ بھائی درجودھن برا نہ مانیگا۔ جو اپنی سمجھ میں آتا ہے کہتا ہوں آئندہ آپ کو
اس وقت دیکھئے آپ دیکھئے ہیں کیسی کی ملک باتوں کو ٹال کر انتظار کر رہا

ہوں ورنہ میرے ذہن میں ان ایک ایک بات کا جواب دینے کو کافی تھے مگر نہیں
میں ایسی پہلی پھولی پھلواڑی کا اجڑنا پسند نہیں کرتا ممکن ہے کہ خیالات کی غلطی زبانی
مباحثے سے دور ہو جائے اور پیچھے کسی کو نہ پچھتانا پڑے کہ زبانی حجت نے لاکھ کا گھر خاک
کر دیا بھائی درجودھن تم ہی انصاف کرو کہ جب راجہ جدھشٹر پہلے اپنے آپ کو ہار گئے
تو ان کا دعوے رانی دروپدی پر کیا رہا۔ وہ پہلے ہم لوگوں کو ہارے ہیں پھر اپنے
کو ہم سے جو خدمت چاہیے انجام دیں مگر رانی دروپدی پر ان کا کوئی حق نہیں اور یہی غلط
فہمی فساد کی جڑ ہے اور کیا عجب کہ آگے چل کر اور کچھ رنگ لائے۔ دوشاسن نے جو
بدتمیزیاں کی ہیں۔ دل سے مٹنے والی نہیں۔ ہائے مہارانی دروپدی کی بھری سبھا میں
یہ درگت یہ دروشاہو اور ہم لوگ بیٹھے دیکھیں۔ فقط مہاراج بھیشم پتامہ چاچا دھرترا
اور گرو درونا چارج کا لحاظ تھا نہیں تو آپ دیکھتے کہ یہیں کمر کمر خون بہتا ہوتا مگر
نہیں ہم لوگ راستی پسند ہیں۔ جو سب کہہ دیں۔ وہ بات ٹھیک اپنی رائے سے
کچھ مطلب نہیں:

ادھر راج سبھا میں یہ تھتک ہو رہا تھا۔ ادھر راجہ دھرتراشٹ کی جگیہ شالا
میں نیا گل کھلا جہاں وید دھنی کے سوا سنکھ گھڑیال کی آواز کے علاوہ اور کچھ سنائی
ہی نہ دیتا تھا۔ وہاں ہو۔ اگر رونے لگے گدھوں نے رینگنا شروع کیا۔ اس بدشگنی
سے بھیشم پتامہ اور درونا چارج کے رونگٹے اور کان کھڑے ہو گئے ان کی زبان سے
بے ساختہ یہ الفاظ نکلے کہ بھگوان خیر کرنا۔ ایشور فضل رکھنا۔ آثار بے ڈھب نظر آتے
ہیں بدشگنی کچھ کہہ رہی ہے:

اس عرصے میں مہارانی گاندھاری کو سب باتوں کی خبر لگی وہ ہانپتی کانپتی راجہ
دھرتراشٹ کے پاس پہنچی اور کہا کہ ہیں آپ نے بڑھاپے میں یہ کیا کلنک لگایا۔ بڈھے
چھوکروں کی رائے پر چلیں تو کیوں نہ اندھیر ہو۔ ہائے آپ نے درجودھن کے
کہنے سے عمر بھر کی ساری ناموری خاک میں ملا دی۔ ساری زندگی بھر کا جس مٹی میں ملا کر
رکھ دیا۔ راجہ جدھشٹر اور اس کے بھائیوں کی۔ یہ درگت دروپدی ایسی استریوں
کی سرتاج پر یہ بدعتیں۔ ہائے آپ سے یہ سب کیسے سنا دیکھا گیا۔ پانڈو اندرپرست
میں [illegible]

کہلایا اور ان کی ایسی بے عزتی کی کہ کوئی دشٹ سے دشٹ دشمن بھی نہ کرتا دروپدی پر وہ شرمناک ظلم کئے کہ آج تک کسی راکشس نے بھی پرائی عورت پر نہ کیا۔ اُف ہے نہ غضب ہے۔ لعنت ہے۔ دھرکال ہے۔ ارے اب بھی کچھ نہیں گیا سمجھو۔ ہوش میں آؤ عقل کی آنکھیں کھولو۔ یہ اس خاندان کی جان کے پیچھے پڑے ہوئے دیتی ہوں کہ بال بچوں کی خیریت نہیں۔ آج کی کرتوت زمین پہ خون کی ندیاں بہائیگی یاد رکھو جب رہنے پر نہ جاؤگے۔ یہ خاموشی سب کی بولتی بند کریگی۔

مہارانی گاندھاری کی باتوں نے راجہ دھرتراشٹ کے دل پر اثر کیا اس نے دریودھن کو بلاکر کہا کہ بس بہت ہو چکی۔ اب برداشت کی طاقت نہیں۔ تو نے میرے خاندان کی عزت و عظمت میں دھبا لگا دیا۔ جس وقت تو زمین پر گرا تھا۔ اسی وقت بدر جی نے پیشینگوئی کہہ دی تھی۔ کہ دریودھن خاندان کا خاتمہ کریگا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آج اس کی ابتدا ہوئی۔ میں بھی بیوقوف تھا جو تیرے کہنے میں آکر پانڈوں کو یہاں بلا بھیجا میں کیا جانتا تھا۔ کہ تم سب کی کیا غرض کیا نیت ہے۔ خیر جو ہونا تھا ہو چکا سب باتوں کو ڈالو چولھے بھاڑ میں۔

یہ کہہ کر راجہ دھرتراشٹ اپنے سنگھاسن سے اٹھا دروپدی کے پاس آیا اور بڑی محبت سے بولا۔ مہارانی دروپدی۔ تم میرے خاندان کی رونق ہو۔ میرے پانچ کلیجے کے ٹکڑوں کی پران پیاری میرے سو بیٹوں کی رانیاں تمہاری لونڈی کے برابر ہیں تمہاری کوئی برابری نہیں کر سکتا۔ تمہاری ایسی بہو کی خدمت میں آج جو کچھ نالائقوں نے گستاخی کی ہے اسے میں اندھے پن سے نہ دیکھ سکا۔ معاف کرنا نہیں تو کسی کی مجال تھی کہ تم ایسی بہو کا ردیاں بھی دکھا سکتا تم سب سے بڑی ہو کسی کی نالائقی کا خیال نہ کرو۔

بڑوں کو اچت ہے چھوٹوں کی اُتپات
از خورداں خطا و از بزرگاں عطا
بزرگان خورده برخورداں نہ گیرند
تلسی برا نہ مانیے جو گنوار کہہ جائے   جیسے گھر کا نردھا برا بھلا بہہ جائے

دروپدی۔ میرے ساتھ جو چاہے بدسلوکی کیسے مجھے کچھ پروا نہیں مگر ہاں

پانڈو: ور کورو کل کی لاج کا خیال ہے کہ اس پر دھبہ نہ آنے پائے۔ مگر نہیں جب آپ کے بیٹھے ہی مجھ کو ہزار آنکھوں کے سامنے ننگا کرنے میں نہ شرمائیں تو فرمایئے۔ مجھ بد نصیب کا کیا قصور۔ آپ سب سے پوچھ لیجئے کہ دوشاسن نے مجھے جھونٹے پکڑ پکڑ کر بے رحمی سے کھینچا بالکل مادر زاد ننگا کرنا چاہا۔ مگر میں نے بھگوان کرشن دیو کی یاد کرنے کے سوا کچھ نہ کیا اگر اس وقت کو منہ سے نکالتی تو جو کہتی وہی ہوتا۔ چنانچہ آپ کو معلوم ہے۔ کہ عرصے تک وہ دوشاسن میرا چیر کھینچتا رہا۔ پانچ چھ گز کا کپڑا اتنا بڑھا کہ سبھا میں جگہ نہ رہی اور دوشاسن کے سب ڈھیلے ہو گئے۔ جب میرے کرشن کرشن کہہ دینے میں یہ تاثیر تھی تو ممکن تھا۔ کہ اور جو کچھ کہہ دیتی وہی ہوتا۔ مگر نہیں فقط آپ کا لحاظ تھا۔

راجہ دھرتراشٹ۔ رانی دروپدی میرے اہو بھاگ۔ زہے نصیب کہ تم ایسی بہو میرے خاندان پوتر ہوا۔ اب میری خواہش ہے۔ کہ تم سے کچھ مانگو۔

دروپدی۔ جو کچھ آپ کا ہے وہ سب میرا ہی ہے۔ پھر میں کیا مانگوں۔

دھرتراشٹ۔ نہیں نہیں۔ کچھ اس وقت ضرور مانگو۔

دروپدی۔ بس معافی مانگتی ہوں۔

دھرتراشٹ۔ پیاری دروپدی زیادہ شرمندہ نہ کرو۔ نالائق دیوروں کی بیوقوفیوں کا خیال بھولو۔ اگر تمہارے لڑکے ہوتے تو تم کیا کرتیں۔ اس کے علاوہ بڑی بھاوج ماں کے برابر ہوتی ہے۔ پھر جب تم ماں کے برابر ہو تو لڑکے کے برابر دیوروں کا قصور معاف کرنے میں کیا عذر۔ اب سب باتیں دل سے نکال کے مجھ سے تین بردان مانگ لو چھوٹوں کی باتوں کو بھول جاؤ۔

دروپدی۔ میں آپ سے کیا مانگوں مجھے کس چیز کی ضرورت ہے۔ آپ میرا ہاتھ اپنے پانچ بھتیجوں کو پکڑا چکے ہیں۔ بس انہیں کی دستگیری چاہئے اور کوئی دنیا کی ہوس نہیں۔

دھرتراشٹ۔ درجودھن بکا کرے میں ابھی جوئے میں آگ لگائے دیتا ہوں بھائیوں بھائیوں میں ایسی ہار جیت کیسی۔ پیاری بہو تم کو بھتیجوں کی طرف سے کیا فکر۔ تم اپنا سوال کرو۔

دروپدی۔ آپ [illegible] تک خیال نہیں [illegible] مجھے [illegible] کیا؟

دھرتراشٹ - دروپدی کیا تمہاری بھی عقل کہیں چرنے گئی ہے بھلا بیرے بھتیجوں کو بھی کوئی غلام بنا سکتا ہے - کلیجے کے ٹکڑے گھوڑے پر نہیں پھینکے جاتے ہیں تم اس طرف سے بے فکر ہو کر اور کچھ مانگو میں ابھی دو نگا دیر نہ ہوگی +

دروپدی - اگر آپ کی یہی خواہش ہے تو وہ سب سامان بھی مجھے جو بے ایمانی سے شکنی وغیرہ نے جیت لیا ہے - بس +

دھرتراشٹ - اسی وقت سب لو - کسی کو کچھ عذر نہ ہوگا - مگر تم نے کچھ نہ مانگا - جسکو دے کر میں خوش ہوتا - یہ تو معمولی باتیں ہیں +

دروپدی - آپ دھرم جانتے ہیں - شاستر کے اصول پہچانتے اور مانتے ہیں پھر میں زیادہ لالچ کروں - کیا اپنا بیڑا غرق کر دوں - دھرم شاستر کے رو سے ویش کے ایک چھتری کو دو بر مانگنے کا اختیار ہے آگے ادھرم - ہاں برہمن سو تک بر دان مانگ سکتے ہیں پھر میں تیسرا بر دان کیسے مانگوں مجھے دھرم کے خلاف چلنا منظور نہیں چاہے کچھ کیوں نہ ہو جائے +

راجہ دھرتراشٹ - اچھا نہ سہی تو تمہارے پانچوں پران پتی تم کو مل گئے سب ہاری ہوئی چیزیں تمہاری - تمہارا دھرم تمہارا مددگار ہوا - خوش رہو +

ادھیائے ۲۰

کرن کی طعنہ زنی بھیم سین کا اظہار غضب - راجہ جدھشٹر کی فہمائش - راجہ دھرتراشٹ سے اظہار مرضی کی درخواست راجہ دھرتراشٹ کی نظر عاطفت - کوروؤں کے قصوروں کے لئے عذر خواہی - اندر پرست جانے کی اجازت پانڈوؤں کی ہستناپور سے روانگی

جس وقت دھرتراشٹ نے دروپدی کو بردان دیا اور اس نے تیسرے بردان لینے سے انکار کیا تو راجہ دھرتراشٹ نے اس کی بہت تعریف کی اور بیٹوں کے قصور کی معافی مانگی - دروپدی نے کہا کہ آپ بڑے ہیں - آپ کی بات ٹالنا میرے لئے حد درجے کی بے سعادتی تھی نہیں تو دو بردان میں نہ مانگتی فقط آپ کی بزرگی کی وجہ سے مجھے حرف سوال زبان پر لانا پڑا - کورو اس کار رسوائی سے دل شکستہ ہو رہے تھے کہ ہائے سارا کردہ ناکردہ برابر ہو گیا - کہاں ہم نے پانڈؤں کو غلام بنانے کے لئے اتنی دردسری کی کہاں راجہ دھرتراشٹ نے یہ بیوقوفی کی کہ پھر ان کو جیسا کا تیسا کر دیا اور کسی کا تو منہ نہ پڑا کچھ بولے یا زبان سے حرف نکالے مگر نہیں کرن بکواس خوانی وہ ضبط نہ کر سکا اس نے ان الفاظ میں دل کی بھڑاس نکالی ؎

پانڈو بڑے خوش نصیب ہیں - ہمارے سکے ہارے اور پھر دروپدی کے صدقے میں جیسے کے تیسے الغرض جو دے تو ایسی ہی دے جو خانہ انوں کے گلے سے طوق غلامی اتروائے - پانڈو موچھوں پہ تاؤ دو - مزہ کرو - جوئے کا ہارا اور جورو کا مارا برابر ہوتا ہے مگر تم خوش قسمت نکلے تمہارا ستارہ اوج پر ہے - نہ غلام بنتے دیر نہ راجہ بننے دیر کرن کے ان فقروں سے بھیم سین کے تن بدن میں آگ لگ اٹھی اس کے کلیجے میں ایک ایک لفظ نشتر کی طرح چبھا اس نے کہا - بھائی راجہ جدھشٹر اب زیادہ سننے کی تاب نہیں - آپ نے مجھ کو بھی سب کا دبیل بنا دیا مگر یہ جیتے جی ممکن نہیں جیتے اٹھے سبھا سے باہر ہو جائے پھر میں سمجھ لونگا - تو سہی صرف ایک چچا دھرتراشٹ کو چھوڑ کر سب کی ہڈی پسلی چور نہ کردوں تو زندگی پر لعنت - دم بھر میں سب کو مبالیٹے ہوئے دیکھ لیجئے گا - میں برابر طرح دیتا جاتا ہوں - کمبے ایمان نشتر پر نشتر چبھوئے جاتے ہیں بڑے مرد ہیں - تو چلیں میدان میں اگر ایک بھی جیتا بچے تو بھیم سین اپنے گلے سے آپ اپنا سر چھوڑ کر غصہ مٹائیگا ؎

راجہ جدھشٹر - بھائی بھیم سین - زیادہ غصہ نہیں کرتے - غصہ حرام ہوتا ہے - میں جانتا ہوں کہ آج تمہارے سامنے کوئی بھی نہیں ٹھیر سکتا تمہاری ایک انگلی کا اشارہ شیر کے طمانچے سے زیادہ خونریز ہے مگر نہیں پیارے بھائی غصہ کس پر کرتے ہو - اپنے ہی بھائیوں پر غصہ کرنا ہی کیا اگر کوئی اور ہوتا البتہ بات ہے تو غصہ

ٹھوک ڈالو میں فیصلہ کئے دیتا ہوں ۔

یہ کہکر راجہ جدھشٹر راجہ دھرتراشٹ کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو گئے ۔ اور بولے ۔ اب مجھے کیا اجازت ہوتی ہے ۔ جہاں تک میری عقل کام کرتی ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہستناپور کی آب و ہوا ہم لوگوں کے لئے موافق نہیں اس لئے میں آپ کے ارشاد کا منتظر ہوں ۔ جو آپ فرمائیں اس سے عذر نہ ہوگا ۔

راجہ دھرتراشٹ ۔ نورنظر ۔ لخت جگر تم نے سچ مچ دھرم کو زندہ کر دیا تمہاری سعادت و لیاقت شرافت و متانت کے دنیا میں ڈنکے بج رہے ہیں ۔ ہمیشہ تمہارا جشن گا یا جائیگا بیٹے نیک ہو راحت جان تم اپنے بھائیوں کی گستاخیوں کو دل سے بالکل بھلا دینا یہ سب تم سے چھوٹے ہیں تم عقلمند ہو تمہیں میں کیا سمجھاؤں جو عقلمند ہوتے ہیں وہ اسی طرح بردباری سے کام لیتے ہیں وہ چھا پن ہیں ظاہر کرتے مر جودھن کرن و شاسن وغیرہ نے جو نالائقیاں کی ہیں ان کو معاف کرنا ۔ ہائے اس بڑھاپے میں ایشور نے وہ دکھایا جو کبھی کانوں سے بھی نہ سنا تھا ۔ تم ایسے دھرماتما کے ساتھ یہ شرارتیں ۔ مگر مجھے امید ہے کہ تم کچھ خیال نہ کروگے اور بھائیوں کو بھائی کی نظر سے دیکھوگے ۔ رانی گاندھاری جی تمہاری ماتا ہیں ۔ مجھ کو بھی اسی رشتے سے جیسا چاہے بزرگ سمجھ لو ۔ میں سچ کہتا ہوں کہ میری نظر میں کورو کچھ مال نہیں میں تمہیں کو ان سب کا مربی ۔ سرپرست اور صاف الفاظ میں سرتاج کیا بلکہ راجہ سمجھتا ہوں نہ تمہاری لیاقت و سعادت میں شک ہے نہ تمہارے بھائیوں کی اطاعت و محبوبیت میں ایشور تم کو سب کو پھلائیگا ۔ میرا بھی اتنا قصور تھا کہ بے سمجھے بوجھے درجودھن کی بات مان کر تم کو یہاں بلا لیا ۔ جس کا نتیجہ وہ ہوا جو میرے واسطے کلنک سے کم نہیں مگر راحت جان میرا جو کچھ فعل تھا دانستہ نہ تھا معاف کر ناسب راج پاٹ تمہارا ہے ۔ کورو سب تمہارے چھوٹے ہیں ان پر نظر عنایت رکھو ۔ اور اب جاؤ اندرپرستہ میں اپنا راج کاج دیکھو سلطنت کے کاروبار کرو ۔

راجہ جدھشٹر راجہ دھرتراشٹ کے محبتانہ الفاظ سن کر قدموں پر گر پڑے اپنی طرف سے معافی مانگی ۔ بھائیوں کی محبت کا اقرار کیا اور بھیم سین ارجن وغیرہ بھائیوں کے ساتھ دروپدی کو رتھ پر سوار کر کے اندرپرستہ کی طرف روانہ ہو گئے ۔ چلتے وقت

اقرار کیا کہ جو آپ فرمائینگے ہمیشہ وہی کرونگا مجال کیا کہ کبھی سرتابی یا تعمیل حکم سے روگردانی ہو۔

ادھیائے ۲

پانڈوؤں کی اندرپرست میں واپسی دُریودھن وغیرہ کی راجہ دھرتراشٹ سے فریاد۔ مکرر قماربازی کے لئے بلانے کی درخواست۔ راجہ دھرتراشٹ کی منظوری بھیشم پتامہ و مہارانی گاندھاری وغیرہ کی واویلا۔ فہمائش راجہ دھرتراشٹ کی کج فہمی پانڈوؤں کی طلبی۔ اُن کی آمد۔ قماربازی۔ کوروؤں کی جیت۔ پانڈوؤں کی ہار۔ بارہ برس کی صحرانوردی کے سامان

راجہ جدھشٹر اپنے بھائیوں اور مہارانی دروپدی کو لئے لاؤلشکر کے ساتھ اندرپرستھ کو واپس چلے تو کوروؤں کی چھاتی پر سانپ لوٹ گیا وہ ہاتھ ملنے لگے کہ ہائے ہاتھ میں آیا ہوا شکار ہاتھ سے نکل گیا۔ جال میں پھنسی ہوئی سونے کی چڑیا جال سے اُڑ گئی انہوں نے آپس میں باہم گفتگو کرنا شروع کی کہ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ ہمارے غلام آزاد ہو جائیں راجہ دھرتراشٹ اندھا بوڑھا اس کو تمیز ہی کیا عقل ہی کیا ہے۔ ہمارا سارا بنا بنایا کھیل بگاڑ دیا۔ بزرگی بعقل است نہ بسال ایسے بڑے کڑھائی میں تلے جاتے ہیں۔ ہمارا جدھشٹر جیتے ہم۔ راجہ دھرتراشٹ کو کیا مجاز تھا۔ کہ سب کچھ پھر بخش دیتے دشمن کو کبھی ابھرنے دینا نہ چاہیئے جس طرح ہو جب قابو چلے پیس کے رکھ دینے ہی میں بہتری ہے موذی کو پہلے ہی مارنے کی بزرگوں نے اجازت دی ہے پھر کبھی یہ اشخاص کا ... جس وقت ... اندیشہ

ہے ہم کبھی دھرتراشٹ کے فیصلے کو نہ مانینگے ہمارا دھرم یہ ہے۔ کہ جس طرح ہو سکے پانڈوؤں کو نیچا دکھائیں۔ سر ابھارنے نہ دیں +

آپس میں یہ بات چیت کر کے سارا جتھا راجہ دھرتراشٹ کی خدمت میں پہنچا اور دہائی دی کہ آپ کی بزرگی کے قربان۔ آپ ان سانپوں کو دودھ پلاتے ہیں جو ہمیں ڈسنے کے لئے اُدھار کھائے بیٹھے ہیں۔ کسی عقلمند نے کہا ہے کہ جو کلہاڑی اپنی ہی جڑ کاٹے اس کے دستے کے لئے اس درخت کو سینچے جس کی شاخ سے اس کا دستہ تیار ہونے والا ہے آپ تو جہاندیدہ ہیں فہمیدہ ہیں آپ کے سامنے کچھ کہنا سورج کو چراغ ہے دکھانا ہے +

کچھ یاد ہے کہ برہسپت جی نے راجہ اندر سے کیا نصیحت کی تھی اور کن الفاظ میں ان کو سمجھایا تھا کہ دشمن کو چاہیے جس طرح ہوا بھرنے دینا کیا معنی اپنی ہی مٹھی میں رکھنا چاہیئے کہ جس میں سنک نہ سکے۔ پانڈوؤں سے اور ہم سے دشمنی۔ ہم نے ان کو جوئے میں جیت کر غلام بنایا آپ نے پھر آزادی دے دی۔ آپ سیدھے سادھے بزرگوار آپ کو کیا خبر کہ پانڈو کون ہیں۔ جناب جس وقت ان کا بس چلا ہم سب کو کاٹ کر پھینک دینگے۔ یہ کالے ناگ ہیں۔ ان کو دودھ پلانا بیکار۔ آپ دودھ پلاتے ہی رہینگے اور یہ وہ ہیں جو موقع پا کر چپ سے کاٹ کھائینگے پھر ایک بنائے نہ بنیگی ایسے موذیوں کو اس طرح آزادی دے دینا اپنے پاؤں میں اپنے ہاتھ سے کلہاڑا مارنا اور جان بوجھ کر کوئیں میں گرنا ہے آپ سمجھ لیجئے کہ عداوت جڑ پکڑ گئی۔ جوئے کی ہار اور اپنی ذلت کی کسر یہ لوگ دل میں رکھے رہینگے اور اندر پرست پہنچ کر دل کا بخار نہ نکالیں تب ہی کہئے گا۔ آپ سیدھے سادھے بزرگ۔ اگلے وقت کے لوگ کیا جانیں کہ نئی پود کے خیال کیا ہیں۔ آپ نے سیدھے سبھاؤ ان کو غلامی سے آزاد کر کے پھر راج پاٹ دے دیا۔ دیکھ لیجیگا کہ یہ مہربانی ہم سب کے لئے آفتوں کی بانی قہر آسمانی۔ مرگ ناگہانی اور موت کی نشانی ہوگی۔ افسوس کہ آپ کو اپنے کلیجے کے ٹکڑوں پر رحم نہیں بے شک آپ کا فرض ہے کہ سب چھوٹوں کو آنکھ کا تارا سمجھیں مگر یہ بھی تو سمجھ لیجئے کہ جو گھر کے خاندان کو تباہ کرنے کی قسم کھائے ہوئے ہیں۔ ان کو آزادی کیسی۔ ہم سب لوگ غفلت میں پڑے رہینگے اور دشمن کمین میں رہیگا

بھی آپ جانتے ہیں کہ جب کبھی کوئی آگ شعلہ ہو کر تباہ ہو سوا ہا

کریگی تب ہاتھ ملنے اور پچھتانے کے سوا کچھ نہ ہو سکیگا ۔ اب بھی خیر و عافیت ہے ابھی تک کچھ نہیں گیا ۔ (علاج واقعہ پیش از وقوع باید کرد) ۔

بہتر ہے کہ آپ پیشبندی فرمائیں حفظ ماتقدم کے بغیر رفاہ کی صورت نہیں آیندہ اختیار ۔ پانڈو ابھی راستے ہی میں ہونگے ۔ ہم لوگوں کی درخواست ہے کہ آپ انہیں واپس بلائیں ۔ ایک مرتبہ چوسر اور ہو صرف ایک بازی میں ہم اسکے توڑ کر لینگے شرط صرف یہ ہوگی کہ وہ راج پاٹ ہار کر اگر بارہ برس صحرا نوردی (بن باس) اختیار کر کے روپوشی سے کام لیں اور اس زمانے کے ایک سال بعد تک ہمیں ان کا پتہ نہ لگے تو جیت ان کی اگر ہم پتہ لگالیں تو ان کو بارہ برس اور دشت گردی کرنا پڑے وہ یہ شرط جیت جائیں تو ہم خوش ہمارا ایشور خوش وہ سب راج پاٹ بدستور ہمیں کچھ سروکار کچھ واسطہ نہیں اگر شرط پوری نہ ہو تو ان کو تخت و تاج سے بالکل بے تعلقی بن باس ضرور اختیار کرنا پڑیگا اس میں کچھ مضائقہ کی بات نہیں آپ پانڈوؤں کو یاد فرمائیں اور انہیں قسمت آزمائی کا موقع دیں اگر اس وقت آپ چوک گئے تو سمجھ لیجئے گا کہ عنقریب پانڈوؤں کے ہاتھوں سے ہم پر ظلم ہی ظلم ہونگے ۔

راجہ دھرتراشٹر درجودھن وغیرہ کے نقروں میں آگیا جو انھوں نے پٹی پڑھائی وہ دل پر نقش مقدر ہو گئی اس نے ٹھان لی کہ بے شک پانڈوؤں کو بلانا چاہئے ایسا نہ ہو کہ وہ پھر اختیار پاکر میرے بیٹوں سے دشمنی کریں اور پرانا غبار نکالیں ۔ جس وقت بھیشم پتامہ جی ۔ بدر جی ۔ کرپاچارج ۔ دروناچارج نے سنا وہ بالاتفاق راجہ دھرتراشٹر کے پاس آئے اور کہا ۔ آپ کیا غضب ڈھا رہے ہیں ۔ سوتی بھڑیں جگانا عقلمندوں کا کام نہیں ۔ آپ پانڈوؤں کو نہیں بلاتے ۔ بلکہ سانپ کے منہ میں انگلی دیتے اور آگ میں کودتے ہیں اس کا نتیجہ اچھا نہیں ۔ بڑھاپے میں آپ کی عمر بھر کی ناموری کو بٹہ لگ رہا ہے اور اب اور بھی دھبہ لگیگا ۔

راجہ دھرتراشٹ ۔ آپ لوگ ناحق میرے کان کترتے ہیں ۔ بھلا میرے بیٹوں کا کیا قصور ہے لڑکے آپس میں کھیلتے ہنستے ہیں ۔ ہمیں مطلب ۔ بھائیوں بھائیوں کو ایشور نے کھیل مال ہی کے لئے بنایا ہے ۔ جب ہم آپ ان سنوں تھے تو آخر کھیلنے مانتے تھے یا نہیں پھر کیا وجہ ہے کہ میں کھیل مال سے سب کو روکوں ۔

اس جواب سے بھیشم پتامہ وغیرہ نے سمجھ لیا کہ بس ہستناپور کے دن پورے ہونے والے ہیں۔ درجودھن وغیرہ نے راجہ دھرتراشٹ کی عقل کی آنکھوں پر پردے ڈال دئیے۔ اب یہ کسی کی ماننے کا نہیں اپنی ہی کرے گا۔ اس سے اپنی بات کیوں خراب کریں۔ وہ بہت اچھا ہے۔ جو آپ کی مرضی۔ جو آپ کا منشار جو آپ کی مراد۔ جو آپ کو منظور۔ وہی ٹھیک کہہ کر وہاں سے رخصت ہوئے تو مہارانی گاندھاری کو بھی خبر لگی۔ وہ ہائے واویلا کرتی۔ توبہ تلا مچاتی سر دھنتی چھاتی پیٹتی۔ راجہ دھرتراشٹ کے پاس آئی اور روئی بیٹھی کہ ہائے کیا غضب کر رہے ہو۔ تمہاری عقل کہاں ہے۔ کیوں لاکھ کا گھر لیک کر وگے درجودھن تمہیں ستیاناس کر کے رہے گا۔ میں نے سمجھ لیا کہ شدنی درجودھن کے ہاتھ اور تمہاری اوندی عقل سے خاندان کو تباہ کر کے پیچھا چھوڑے گی جس وقت یہ ننگ خاندان پیدا ہوا تھا۔ اسی وقت بدرجی نے کہہ دیا تھا۔ کہ اب خاندان کی خیر نہیں میں دیکھتی ہوں۔ کہ انہیں کی بات سچ ہونے والی ہے۔ افسوس بڈھے ہوگئے اور پھر بھی اونچ نیچ کی سمجھ نہیں۔ سفید بال ہوگئے اور پھر بھی منہ پر کالک لگانے کی خواہش۔ کس کے آگے اپنا سر دے ماروں۔ میری تو مٹی خراب ہو رہی ہے۔ بھیشم پتامہ سمجھائیں تم کچھ نہ سمجھو۔ درونا چارج نیک و بد سمجھائیں۔ اور تمہاری آنکھیں نہ ہوں۔ بدرجی سب اونچ نیچ دکھائیں تمہارے کان نہ ہوں تو بس میں نے سمجھ لیا کہ ہونہار کچھ اور ہے۔ درجودھن کو میں نے نو مہینے پیٹ میں رکھا۔ پیدائش کے وقت کی تکلیفیں سہیں۔ دودھ پلایا گود موت کیا مجھ سے بڑھ کر کس کو اس کی محبت ہوگی۔ میں تو میں ناگن کو بھی اپنے بچے پیارے ہوتے ہیں۔ پھر تم سمجھتے ہو کہ میں اس کی برائی کب چاہوں گی۔ مجھ سے زیادہ تم کیا اس کی محبت کروگے اور پھر بھی تم نہیں سمجھتے کہ میں اس کی بھلائی کو کہتی ہوں یا برائی کے لئے۔ افسوس تم کو اتنا بھی خیال نہیں دوست دشمن کی بھی پہچان نہیں رہی مجھے ڈر ہے کہ کہیں خاندان تباہ نہ ہو جائے۔ دھرتراشٹ۔ افسوس کہ تم مجھے سمجھاتی ہو یہ نہیں سمجھتیں کہ جو ایشور کی مرضی ہوگی سو ہی ہوگی۔ اگر خاندان ستیاناس ہی ہوتا ہے۔ تو کون روک سکتا ہے ایشور

کی مایا میں کس کا دخل ۔ کارخانۂ قدرت میں کس کو دست اندازی کا مجاز جو
قسمت میں بدی یا نیکی لکھی ہے اس کا حرف بدلنے کی نہ تم میں نہ مجھ میں
اور نہ اور کسی میں طاقت ہے ۔ بس اس سے لڑکوں کے معاملے میں کچھ
دخل دینے کی ہم کو کیا ضرورت ۔ بڑوں کو چھوٹوں کے معاملے میں بولنے
چالنے سے کیا مطلب ۔ سب پانڈو کورو بھائی بھائی ہیں کھیلتے ہیں ۔ ہارتے
ہیں جیتتے ہیں کھیل لڑکوں ہی کے لئے ہوتا ہے ۔ لڑکے کھیلنے ہی کے لئے
ایشور نے بنائے ہیں پھر تمہیں کیا غم ۔ میں چاہتا ہوں کہ پہلے جوئے میں جو
بدمزگی ہو گئی ہے وہ اب کے رفع دفع ہو جائے ۔ سب ہل مل کے کھیلیں
ایسا نہ ہو کہ کسی کے دل میں کوئی گرہ پڑی رہ جائے ۔ راجاؤں کا دھرم
ہے کہ جوئے اور جدھ سے منہ نہ موڑیں پھر کیا وجہ کہ راجاؤں کے بیٹوں کو مرد
سے نامرد بنایا جائے ۔ جدھشٹر بھی ویسا ہی میری آنکھوں کا تارا ہے ۔ جیسا
درجودھن یا اور کورو ۔ میں اس کا کب برا چیتتا ہوں اس کی بزرگی اور راج
دھرم کے لئے چاہتا ہوں ۔ کہ ایک دفعہ چوسر اور بچھے اور دونو فریق اپنے دل
کی ہوس نکال لیں ۔ کسی کو یہ کہنے کی گنجائش نہ رہے کہ ہم کو زیادہ موقع نہیں
دیا گیا ۔ جاؤ تم رنواس میں بیٹھو ۔ مردوں کی باتوں میں عورتوں کو دخل دینے
سے کیا مطلب ✦

گاندھاری نے سمجھ لیا کہ ہونہار کچھ اور ہے ۔ راجہ کی عقل گدی میں سما گئی
کچھ شک نہیں کہ سٹھیا گئے اچھا پھر جو ایشور کی مرضی ۔ راجہ بھی بیت پر بیسو ہی
ہے اس کی بات کو دیکھنے اور زبان لڑانے سے کوئی نتیجہ نہ ہوگا ۔ حجت کر کے
پاپ لادنے اور زبان لڑا کے عذاب میں پھنسنے سے کیا فائدہ ۔ آگ جانے لہار
جانے دھونکنے والے کی بلا جانے ۔ جو جس کی قسمت میں لکھا ہوگا ۔ اس کو کوئی
مٹا نہیں سکتا ۔ اس نے سمجھ لیا کہ کورو خاندان کی قسمت کا نوشتہ یہی ہے ۔ کہ تباہی
ہوئے وہ اپنے دل میں افسوس کرتی اور راجہ دھرتراشٹ کی عقل کو دل ہی دل میں
روتی ہوئی خاوند کے پاس سے چل کھڑی ہوئی ! اور دعا مانگنے لگی کہ ہے ایشور خیر کیجیو ✦

ادھر گاندھاری رخصت ہوئی ۔ ادھر راجہ دھرتراشٹ کے سر پر چڑھے ہوئے

بھوت نے پرات کامی کو حکم دیا جلدی جاؤ پانڈو راستے میں ہیں۔ جہاں ملیں وہاں سے اُن کو یہیں واپس لاؤ۔ کہدینا کہ تمہارے چچا نے ضروری کام کے لئے یاد کیا ہے۔ پرات کامی حکم پاکر تیز رو گھوڑے پر سوار ہوا۔ گھوڑا ہوا سے باتیں کرتا ہوا چلا تو جدھشٹر کی سواری نظر آگئی۔ یہ گھوڑے کو چمکار کر سرپٹ چلا تو راجہ جدھشٹر سامنے ہی تھے۔ بڑے ادب سے زمیں بوسی کی اور راجہ دھرتراشٹ کا پیغام سنایا +

راجہ جدھشٹر۔ ابھی راستہ بھی میلا نہیں ہوا اس قدر جلدی بلانے کی کیا ضرورت ہوئی کونسا ایسا ضروری کام درپیش ہو گیا +

پرات کامی۔ مجھے مہاراج نے جھٹ پٹ بھیجا کہ پانڈوں کو راستے سے لوٹا لاؤ اور کچھ نہیں جانتا مگر آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ پھر جؤا ہوگا چوسر ابھی تک بچھی ہوئی ہے +

جدھشٹر۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا اور اب بھی کہتا ہوں کہ جوئے سے کچھ فائدہ نہیں اس کی ہار اور جیت بھی ہار۔ جس کام میں نقصان ہو اس کے کرنے سے حاصل۔ خیر کچھ ہو میں چچا دھرتراشٹ سے زبان ہار چکا ہوں کہ آپ جو فرمائینگے میں اس کی تعمیل کرونگا۔ اب ان کی عدول حکمی کردوں تو گناہ اس لئے چلنا بہرحال مناسب۔ چاہے بگڑے یا بنے۔ یہ کہہ کر جدھشٹر نے ہمراہیوں کو حکم دیا کہ اندرپرست کی طرف سے رخ پھیریں اور ہستناپور کا عزم کریں چچا صاحب یاد فرماتے ہیں۔ جب راجہ جدھشٹر نے رتھ کی باگ ہستناپور کی طرف موڑی تو ان کے بھائی گھبرائے کہ یہ معاملہ کیا ہے چلتے دیر نہ پلٹتے۔ مگر پرات کامی کی آمد اور راجہ دھرتراشٹ کے پیغام کی سن گن پالی تھی۔ اس لئے وہ راجہ جدھشٹر کی خدمت میں آئے اور عرض کی۔ کہ

بھائی صاحب آپ اتنا دکھ کبھی نہ سیکھے افسوس۔ ذلت میں کیا کسر رہ گئی خیال فرمائیے اور پھر آپ وہیں جاتے ہیں۔ کیا اب کچھ اور بے عزتی کی ہوس باقی ہے +

راجہ جدھشٹر۔ [illegible] مجھے سخت

نفرت ہے مگر بھائیو - سوچ لو - سمجھ لو - میں چچا دھرتراشٹ کو زبان دے چکا ہوں کہ جو آپ کہینگے وہی کرونگا - مجال کیا جو فرق ہو - اب وہ بلاتے ہیں - اگر نہ جاؤں تو میری بات میں فرق آجائیگا - میری زبان جھوٹی مشہور ہوگی - اس سے مناسب یہی ہے کہ وہاں چلے چلیں - چوسر دوسرے کھیلنے نہ کھیلنے کا اختیار ہے +

بھیم سین - ارجن - نکل سہدیو - راضی برضا تھے - بڑے بھائی کی نگاہ میں چلتے تھے انہوں نے صرف اتنا تو کہا کہ ہرن سونے چاندی کا نہیں ہوتا مگر گردش قسمت سے مہاراجہ رام چندر بھی دھوکا کھا گئے اور تیر کمان لے کر جو چلے تو سیتا کو بھی ہاتھ سے کھو دیا اور ہرن مار کر کیا ہاتھ آیا - کچھ بھی نہیں تین کانے جب مہاراجہ رام چندر ایسے پر بھو پرشوتم کی برے دنوں میں عقل کام نہ کر سکی تو ہمارا آپ کا کیا ذکر - خیر آپ کی مرضی یہی ہے - تو چلئے - جو قسمت میں لکھا ہوگا آگے آئیگا +

یہ کہہ کر سب بھائی مہاراجہ جدھشٹر کے ساتھ ہوئے - رتھ کے گھوڑوں نے قدم بڑھایا تو معلوم نہ ہوا کہ کب راستہ کٹ گیا خلاصہ یہ کہ پانڈو ہستناپور پہنچے راج سبھا میں گئے - راجہ دھرتراشٹ کے قدم چومے اور بزرگوں کی پابوسی کی درجودھن وغیرہ بھی اسی وقت کے منتظر تھے - جھٹ پٹ چوسر سامنے بڑھا دی شکنی مقابلہ پر آبیٹھا اور بولا کہ مہاراجہ جدھشٹر آپ کے ساتھ کھیلنے سے اب تک جی نہ بھرا طبیعت نہ سیر ہوئی بھلا ایک بازی تو اور ہو جائے شرط یہ رہی کہ ہستناپور اور اندرپرست کی سلطنت برباد - دولت ٹھاٹھ باٹ ہاتھی گھوڑے لاؤ لشکر دونوں کے داؤں پر لگائیں - اور اس کے ساتھ ہی یہ شرط ہو کہ جو ہارے وہ بارہ برس جنگل کی ہوا کھائے نہ سلطنت سے مطلب نہ مال و دولت سے سروکار صرف ایک مرگ چھالے سے غرض ہوگی - اور دونوں میں سے جس کی جیت ہو وہ مزے سے سلطنتوں کا مالک رہے کسی کو شکایت کا موقع نہیں - شکنی کی زبان سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے - کہ سبھا میں رونق افروز دور اندیشوں نے منہ پیٹ لیا کہ ہلئے ابھی ایک معاملہ پیش ہو چکا ہے - اب یہ دوسری رنگت اور نئی نظر آنے لگی - سب لوگوں نے ہاتھ اٹھا اٹھا کر کہنا شروع کیا کہ راجہ آپ بھی کس

فضولیات میں پڑے ہیں۔ چوسر کو ڈلیئے بھاڑ میں۔ جوئے کو جھونکئے چولھے میں۔ اتنی ہو چکی اور پھر بھی آپ کا پیٹ نہیں بھرا۔ کیا بھارت ورش کو اجاڑ کر نا مد نظر ہے۔ اے پانچوں پانڈؤں۔ کیا تمہاری بھی عقل خبط ہو گئی ہے کیا تمہاری عقل کی آنکھیں پھوٹ گئیں کہ کچھ سجھائی ہی نہیں دیتا۔ اتنا ہو چکا اور پھر آپ کی آنکھیں نہیں۔ کیا کچھ اور کسر باقی ہے +

راجہ جدھشٹر پر سینچر دیوتا کی نظر تھی۔ وہ اس نصیحت کو الٹی سمجھے انہوں نے خیال کیا کہ جو کوئی سمجھاتا ہے۔ ان کے حق میں زہر ہوتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ آپ لوگ فضول سمجھانے بجھانے کی زحمت اٹھاتے ہیں۔ جو شدنی ہے۔ وہ ہو گا اسے آپ کیسے روک سکتے ہیں۔ دوسرے چھتریوں کا دھرم ہی یہ ہے کہ جوئے جدھ سے منہ نہ موڑیں۔ خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے اس لئے میں ایک بازی تو ضرور ہی کھیلونگا۔ ہار جیت ایشور کے ساتھ۔ اگر میں اس وقت میدان سے ہٹ جاؤں تو چھتری کے نام کو کلنک لگے دنیا ہنسے کہ جدھشٹر جوئے میں پیٹھ دکھا گیا۔ اس لئے میں ضرور چوسر کھیلوں گا۔ مجھے پروا نہیں کہ شکنی پتھر سے کھلاڑی سے سامنا ہے +

شکنی۔ مہاراجہ جدھشٹر۔ میدان ہمارا آپ کا ہے۔ کھیلتے ہم ہیں دوسروں سے ہمیں کیا واسطہ ان کی بات سننا ہی فضول۔ آئیے ہم آپ شغل کریں مگر پہلے شرط کو اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ دونو راجے اور دونو کا مال و دولت سب داؤں پر ہے۔ جو جیتے وہ سب لے جائے۔ اب رہے آپ اور درجودھن ان میں سے جو ہارے وہ بارہ برس سب راج پاٹ چھوڑ کر بن میں رہے بارہ برس ہو جائیں تو ایک برس اور ایسا چھپے کہ فریق ثانی کو خبر نہ لگے۔ چاہے وہ سر پٹک پٹک کر مر جائے۔ اگر پتہ لگ جائے تو پھر اور بارہ برس کا بن باس بس اتنی سی شرط ہے۔ اور دونو کے لئے یکساں +

راجہ جدھشٹر کے برے دن تھے۔ قسمت بگاڑ پر تھی اس نے کچھ آغاز انجام نہ سوچا اور بہت اچھا کہہ کر چوسر کھیلنا شروع کی۔ شکنی پلے سرے کا چیمانٹی تھا۔ اس نے پانسے ہاتھ میں لئے تو جدھشٹر کے ہوش اڑ گئے کیونکہ اس نے نقلی بجانا

شروع کیں کہ وہ پانسہ چت۔ وہ بازی اپنے ہاتھ*

ادھیائے ۲۲

راجہ جدھشٹر کی آخری ہار۔ بن باس کی تیاری۔ دوساسن کا جوش وخروش۔ شرارت انگیز اور دل شکن باتیں بھیم سین اور ارجن کا عوض لینے کا تہیہ۔ نارد کی آمد۔ راجہ دھرتراشٹ کو ملامت۔ سب کا پانڈوؤں کے عتاب سے خوف وغیرہ وغیرہ

جس وقت آخری بازی میں بھی پانسے نے موافقت نہ کی۔ اس وقت جدھشٹر نے پوشاک شاہانہ اتار کر مرگ چھالا اوڑھ لیا اور کہا کہ مال و دولت تخت سلطنت و تاج حکومت سب نذر ہے۔ اب یہاں جنگل میں منگل منائینگے۔ لنگوٹی میں پھاگ کھیلینگے۔ اچھا تو اب رخصت۔ آپ سب لوگ خوشی سے رہیں۔ بارہ برس گذرنے کے بعد زندگی ہوگی۔ تو سب کو دیکھیں گے*

در و دیوار پہ حسرت سے نظر کرتے ہیں
رخصت لیکر اہل وطن ہم تو سفر کرتے ہیں

برائے دشت گردی تخت سے کٹ کر سے جاتے ہیں
رہو تم شاد اہل وطن ہم گھر سے جاتے ہیں

ایک ہات وطن میں رہے یا بن میں رہے
دور جگت بھی نہیں کچھ روح اگر تن میں رہے

جیوں ہی راجہ جدھشٹر صحرانوردی کے لئے اُٹھ کر بس کے بیٹھے ہوئے۔ دوساسن نے باآواز بلند کہا کہ جے ہو مہاراجہ دریودھن کی۔ اقبال اسے کہتے ہیں۔ اوج مقدر اس کا نام ہے پانڈوؤں کو ایسا نیچا دکھایا ہے۔ کیسے چھکے ڈھیلے کئے ہیں۔ کہ زندگی بھر نہ بھولیں گے ایشور تیرا ہزار ہزار شکر ہے آج دشمنوں کی طرف سے [illegible] کی طرف سے اطمینان

ہوا۔ آستین کے سانپوں سے پنڈ چھوٹا۔ ایشور تیری مایا پرم پار ہے تونے مہاراجہ درجودھن کو چکرورتی کی پدوی دلادی اب اس وقت روئے زمین پر ہم سب کی کون برابری کر سکتا ہے مہاراجہ درجودھن کا سارے زمانے میں حکم چلیگا۔ انہیں کے نام کا سکہ بیٹھے گا۔ اور دروپدی پانڈو اب کچھ بھی نہ رہے جنگل میں ٹھوکریں کھاتے پھرینگے۔ بارہ برس تک ادھر ادھر پھرتے پھرتے تلوں میں کھال نہ رہیگی۔ اگر تیرھویں برس ہم لوگوں نے ڈھونڈ نکالا تو سمجھ لیں کہ پھر بارہ برس وہی جنگل اور وہی کانٹوں کی تلودوں سے کرچھالوں سے رفاقت پھر ایسوں کے ساتھ جاکر کیوں اپنی مٹی خراب کرتی ہے۔ یہ حسن یہ جمال۔ یہ نزاکت یہ نازک اندامی۔ کہتا ہوں کہ ان کا ساتھ چھوڑ ان کی محبت سے منہ موڑ۔ یہ مرد نہیں رہے ہیز ہوگئے ہیجڑے ہوگئے۔ ایشور کی کرپا سے مہاراجہ دھرتراشٹر کی راجدھانی میں اتنے بیٹوں کے اندر لوک کی سی چہل پہل رہتی ہے جس کی جوانی ہے اس کی ہمیشہ ورگرام دیکھ کر اندرانی کو بھی یہ رشک ہوتا ہے کہ ہائے میں کیوں کوروؤں میں سے کسی کی رانی نہ ہوئی۔ کہتا ہوں کہ جنگل کی تکلیفیں خیال کر۔ خاندان اور گھر سے خارج شدہ پانڈوؤں کی محبت چھوڑ اور کورو راجکماریں میں سے جس کی چاہے ہوکے رہ جس کا چاہے دامن پکڑے۔ پانڈوں کے ساتھ قدم قدم پر تلووں میں کانٹے ہونگے۔ اور زبان پر آہ۔ کوروؤں کے محلوں میں سونے چاندی کی پلنگڑی ہوگی۔ موتیوں کی جھالروں سے آراستہ مخمل اور اطلس کے بچھونے ہونگے۔ اور پھولوں کی سیج ہزاروں لونڈیاں پاؤں دابینگی باندیاں آنکھوں سے تلوے ملیں گی۔ سارا جسم گوندنی کی طرح زیور سے لدا ہوگا۔ اندرپرست اور ہستناپور کے تمام اعلےٰ جواہرات تیرے بدن پر ہونگے اگر تو پانڈوؤں کے ساتھ گئی تو سمجھ لے کہ کرم پھوٹ گئے مٹی پلید ہوئی زندگی میں ایک لمحہ بھر بھی سکھ ہو تب کہنا ابھی غنیمت ہے جو کہنا ہو پانڈوؤں کے سامنے کہہ لے۔ نہیں تو پھر عمر بھر پچھتانا ہی پڑے گا۔ کہ ہائے ملتا ہوا راج پاٹ ہاتھ میں سے گنوا دیا۔

دروپدی آنکھوں میں آنسوں بھرے ہوئے اپنے پانڈوؤں کی حالت پر دل روتی چھاتی پر پتھر رکھے دوشاسن کے ان کلیجے میں تیر ہو نکلنے والے الفاظ خاموشی سے سنتی رہی ان کے [illegible] کے [illegible] زبان

لڑائیے - چنانچہ وہ ٹھنڈی سانسیں بھرتی ہوئی کھڑے کھڑے آنسو پیتی رہی اور سب پانڈو وقت پڑنے کے خیال سے بت بنے بیٹھے رہے کوئی کچھ نہ بولا صرف بہادر بھیم سین کو ایسی بیہودہ باتیں سننے کی تاب نہ تھی وہ اٹھ کھڑا ہوا اور جھپٹ کر دوساسن کو دبوچ لیا۔ اس وقت بھیم سین کی آنکھوں میں خون اتر رہا تھا۔ چہرے کی تمتماہٹ دہکتی ہوئی اگ کا نظارہ پیش نظر کر رہی تھی اس نے دوساسن کو ایک ہچکا دے کہ کہا۔ او نابکار پھر وہی باتیں۔ نالائق زبان سنبھال کے بات نہیں کرتا۔ او دوساسن تب میں بھیم سین جب میدان جنگ میں تیری ایک ایک بات کے عوض میں تیرا خون چوسوں تیرا اچار نکالنا کونسی بڑی بات ہے میں بیڑا اٹھاتا ہوں کہ درجودھن وغیرہ کا بھی کچومر نکالونگا۔ کرن کے چھیتے بہت تیز ہیں جب دیکھو بڑھ بڑھ باتیں مارتا ہے۔ تو نسہی بھائی ارجن اس کو چیلنی کرے اور شکنی ساری حرامزدگی تیری ہی ہے۔ سمجھ لے کہ سہدیو تیرے واسطے کال ہوگا ایک دن میں سب کی بائی کجائی نکل جائیگی۔ وہ دن دور نہیں جب بھیم سین دوساسن کا خون پی کر اپنی بات رکھیگا۔ بس سمجھ لیں کہ ان کی موتیں پھڑ پھڑانا شروع ہوگئیں شامت آنے میں تھوڑی کسر ہے ✦

دوشاسن - صورت ہی کہے دیتی ہے۔ زبان کو تکلیف دینے کی کیا ضرورت خیر دل کو خوش کر لو۔ پھر چاہے مکھی بھی نہ ماری جائے ✦

یہ کہہ کر دوساسن مسخرہ پن سے چٹکنے مٹکنے لگا۔ اس منہ چڑھانے پر بھیم سین کی اور آنکھیں سلگ اٹھیں اس نے اس کو پکڑ کر ایک جھٹکا دیا اور کہا کہ چکھادوں مزہ رکھ دوں ابھی پسلیاں توڑ کے۔ بک بک کئے چلا ہی جاتا ہے بھیم سین کی ایک جھڑپ تیرے واسطے کافی ہے ✦

دوشاسن - تم گئو ہو اپنی طرف دیکھو گئو پر غصہ فضول ہے گئو مارے تب بھی اس کو مارنا لازم نہیں ✦

یہ فقرہ پہلودار تھا۔ یعنی او بھیم سین تو مرگ چھالا اوڑھے ہے تو اس وقت فقیری کی حالت میں ہے۔ تجھ کو مارنا ہی کیا ہے۔ اگر اس حالت میں نہ ہوتا تو ابھی گٹھن

بدیا ہو جاتی۔ بھیم سین اس کے اس قہر انگیز کلام پر ... اور بولا کہ او بے ایمان

کچومر نکالوں کہ تو بھی یاد کرے مگر تو سامنے ہی کیوں آئیگا - دم دبا کے منہ چھپائے کہیں الگ چھپا ہوگا - مگر مردمی تب ہے کہ تو مقابلے پہ آئے اور میں اپنی پرتگیا پوری کرنے کے لئے تیری بوٹیاں نوچ نوچ کر کووں چیلوں کو کھلاؤں ✤

نکل - اے راجہ دھرتراشٹر کے کپوتو - ابتک تمہاری بہت سنی اب اپنی خیر منانا - انتہا ہوگیا میں نہیں بولا صبر کی داد ایشور دیگا - اگر تم سب کے دھڑے نہ اڑائے تو کچھ کام ہی نہ کیا - سب کی باتیں سنتے سنتے کلیجہ پک گیا - اب جب بن سے لوٹ کے تو ایک ایک کا منہ کچلیں گے - ابھی جتنا چاہے زبان کا سنپولا اتار لو - مگر جب تیر تلوار کی نوبت آئیگی - تب معلوم ہو جائیگا کہ جو زبان آج ہمارے کلیجے میں زخم ڈال رہی ہے - وہ تمہاری سب کی جان لیوا تھی یا ہمیں دکھ دینے والی ✤

جدھشٹر نے کہا - بھیم سین - ارجن - نکل - اس واہیات کو ڈالو چولھے بھاڑ میں اپنی تہذیب کو کھونا کس نے کہا ہے - جو جس کو کہتا ہے کہنے دو - ایک چپ بیس ہزار بلائیں ٹلتی ہیں فضول زبان لڑانے سے فائدہ - آؤ چلو چلیں - دم بھر کا تو بھروسہ نہیں ہوتا چودہ برس کس نے دیکھے ہیں - اگر جیتے پھرے تب جو ہونہار ہوگی خود ہوگی اس وقت ہمارا فرض ہے کہ میل جول سے رخصت ہو لیں - زندگی ہے تو پھر سب سے ملینگے ✤

دھرتراشٹر جی سے - مہاراج چرنوں سے رخصت مانگتا ہوں اور سب بھرت بنسیوں کو ڈنڈوت کر کے چودہ برس کے لئے قدم چھوڑتا ہوں - دادا بھیشم تمام گمہ ودرونا چارج مہاراج کرپا چارج آپ اجازت دیجئے بن کے سکھ اٹھا آؤں اور پھر واپس آکر چرنوں کے درشن کرونگا ✤

راجہ جدھشٹر جن صاحبان سے مخاطب ہوا ان کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے دل امنڈ اپڑا منہ سے بات نہ نکل سکی مگر ہاں دل ہی دل میں سب نے دعا دی کہ پھولو پھلو - جہاں رہو خوش رہو - خیر صلاح سے واپس آؤ - بدرجی کو لائق بھتیجوں سے کمال محبت تھی پانڈوؤں کو چھٹتے دیکھ کر ان کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں انہوں نے دوڑ کر جدھشٹر کو گلے سے لگا لیا اور بولے تم دھرم کی صورت ہو تم کو کون کچھ کہہ سکتا ہے تمہارا دھرم تمہارا نگہبان ہوگا

سوچو مہارانی کنتی کا جنگلوں میں پھرنا کیسے ہو سکیگا - جس نے محلوں کی آسائش کے سوا اور کچھ دیکھا ہی نہیں جس نے جواہرات سے جڑے سونے کے پلنگوں کے سوا زمین پر قدم نہیں رکھا جس کے نازک نازک تلوے اطلس اور مخمل کے فرش کے سوا جانتے ہی نہیں کہ خاک کیسے چھو جاتی ہے وہ بڑھاپے میں ایام ضعیفی میں جنگلوں جنگلوں ماری پھرے یہ منظور نہیں کہ تا تم عقلمند ہو۔ سمجھدار ہو - انجام بیں ہو دور اندیش ہو - غریب کو کہاں کہاں گھسیٹتے پھروگے میری خواہش ہے کہ مہارانی کو یہیں چھوڑ جاؤ میں دل و جان سے خدمت کرونگا مطلق تکلیف نہ ہونے پائیگی ✦

جدھشٹر - آپ کی بزرگانہ توجہات کا شکریہ میں تو آپ کو پتا کی جگہ پر سمجھتا ہوں میرے لئے آپ کا سایہ عاطفت غنیمت ہے - آپ کا ہاتھ میرے لئے سایہ ہما سے زیادہ ہے آپ جو فرمائینگے - وہ میری بہتری ہی کے لئے ہوگا - میں کبھی آپ کے فرمانے کو ٹالنے کی جرأت نہیں کر سکتا اور نہ شاید آج تک جرأت ہوئی ہو - آپکا ارشاد سر آنکھوں پر - آپ جو فرمائینگے من و عن اسی کی تعمیل کی جائے گی ✦

بدرجی - تم سے بڑھ کر دھرم کا جاننے والا کون ہے علمیت میں کوئی تمہارا مقابلہ کرنے والا نہیں - ساورن رشی سے ہم لے ہیں - بیاس جی سے بارناوت ہیں - است رشی سے بھرگ تنگ پربت پہاڑ پر - بھرگ جی سے کلماکھ ندی کے ساحل پر اور ہر موقع پر نارد جی سے تعلیم پائی تم سے بڑھ کر وید شاستر نیت دھرم کا جاننے والا اور کون ہے تم کو کچھ سمجھانا اصلاح مشورہ دینا - سورج کو چراغ دکھلانا ہے مگر ہاں چونکہ میں تم سے بڑا ہوں بڑوں کی محبت کا تقاضا یہی ہے کہ چھوٹوں کو کچھ نہ کچھ نصیحت کریں - اس سے میں تم سب کو ہدایت کرتا ہوں کہ بڑے میل جول سے رہنا بڑے پیار سے بسر کرنا سمجھو لوکہ بندھی ہوئی مٹھی مشکل سے کھلتی ہے ایک ڈورے کو سب آسانی سے توڑ سکتے ہیں مگر جب ڈورے بٹ گئے ہوں تو مجال کیا کہ رسی کو کوئی توڑ سکے - ایک اینٹ کو ایک دو سے کا بچہ بھی اٹھا کے پھینک سکتا ہے لیکن جب ایک اینٹ سے

دوسری اینٹ ملتے ملتے دیوار تیار ہوگئی تو ہاتھی بھی نہیں ریل سکتا خواہ زلزلہ بھی ہلائے تو دانتوں پسینہ آجائے۔ اس سے میری نصیحت ہے کہ آپس میں ایک ایک کا دل ہاتھ میں لئے رہیں کبھی وہ بات نہ ہونے پائے کہ دل پر شکن آئے اگر باہم اتفاق رہیگا تو دیکھ لیتا کیا اقبال و دولت کی افزونی ہوتی ہے۔ اگر گھر میں پھوٹ ہوئی تو سمجھ لو کہ بس گھر کا گھر بگڑا۔ میں ایشیر یاد دیتا ہوں کہ تم دھرم کی راہ میں ثابت قدم رہو۔ اور تیرہ برس اس طرح کٹ جائیں جیسے خواب راحت میں سونے والوں کی رات کٹ جاتی ہے مگر مہارانی کنتی کو چھوڑ جاؤ۔

جدھشٹر۔ آپ کی نصیحتیں جان کے ساتھ۔ آپ کا فرمانا سر آنکھوں پر میں کبھی کوئی بات نہ بھولوں گا مگر ماتا کنتی کی نسبت ابھی میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ یہ ان کی مرضی پر منحصر ہے یہاں رہیں یا جانے کو منظور فرمائیں۔ ہر حال میں راضی برضا ہوں ماتاجی کے پاس جانے پر اس کا تصفیہ ہو جائیگا۔

یہ کہہ کر راجہ جدھشٹر وغیرہ کنتی کے پاس گئے۔ عرض کی کہ رخصت دیجئے۔ تیرہ برس کے لئے قدموں سے جدا ہوتے ہیں۔ کنتی یہ سنتے ہی پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔ کہ ہائے پرمیشور یہ معاملہ کیا ہے۔ کلیجے کے ٹکڑوں کا کلیجے سے چھوٹنا کیسا۔ آخر کہاں جاتے ہو۔ کس طرف جاتے ہو۔ مجھے کیوں چھوڑے جاتے ہو کیا تم سب کو اسی دن کے لئے پالا پرورش کیا تھا۔ کہ جب بڑے ہو جب سب لائق ہو تو یوں دھتا بتاؤ۔

جدھشٹر (قدموں پر گر کر) نہیں ماتاجی یہ بات نہیں۔ میں بیوقوفی سے سب راج پاٹ ہار گیا اب مجھ پر تیرہ برس کا بن باس فرض ہے۔ میں نے جیسا کیا اس کا پھل بھوگونگا۔ میرے لائق بھائی بھی میرے ساتھ ہیں۔ آپ کی بہو بھی راضی برضا ہے۔ جنگلوں میں اپنا ہی سنبھالنا مشکل ہوگا۔ پھر آپ کو بڑھاپے میں تکلیف دینا کس طرح گوارا ہو جس راہ سخت میں جاتے ہوئے ہم لوگوں کے جی چھوٹتے ہیں وہاں آپ خود سمجھ لیجئے کہ آپ کو گھسیٹنا کوئی بھی پسند نہ کرے گا۔ ہم لوگوں کی قسمت میں آپ کی خدمت تیرہ برس تک نہیں جہاں قسمت سے

تخت و تاج اتر گیا وہاں یہ شرف سعادت بھی گیا۔ آپ چچا بدرجی کے ساتھ رہیں ہم گئے اور تیرہ برس کے بعد واپس آئے۔ اتنے دن کٹنا کون بات ہے صبح ہوئی شام ہوئی اور بس ہوتے ہوتے ایک دن تیرہ برس ختم۔ پھر ہم لوگ ہونگے اور آپ کے قدم۔ میں ضرور آپ کو ساتھ لے چلتا مگر مشکل یہ آپڑی ہے کہ بارہ برس کے بعد ایک سال چھپنا لازمی ہوگا۔ چھپنے سے مراد یہ ہے۔ کہ ہم لوگوں کو خاص احتیاط سے اپنے کو پوشیدہ رکھنا پڑیگا۔ کوئی پہچان نہ سکے کہ کون ہیں اور کوروں کو کسی طرح معلوم نہ ہو سکے کہ ہم کہاں ہیں اگر معلوم ہو جائے تو پھر بارہ برس کی میعاد بولی جائیگی اور ہم کو پھر دہی ٹھوکریں کھانا نصیب ہونگی جس کے لئے اس وقت آپ آنسو بہا رہی ہیں۔ اس شرط کی وجہ سے میں بھی پسند کرتا ہوں کہ آپ چچا بدرجی ہی کے یہاں قیام کریں ہم تیرہ برس کے بعد درشن کریںگے +

مہارانی کنتی کی حالت اس وقت عجیب دردناک تھی۔ پیارے بیٹوں کی جدائی میں آنسوؤں کا ایک دریا آنکھوں سے جاری تھا۔ ساتھ نہ جانے کی مایوسی رلا رلا کر ہوئے سجا رہی تھی کلیجہ ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہا تھا دل کی ٹیس آگ پر کے پارے کو مات کر رہی تھی۔ وہ دوڑ دوڑ کر کبھی جلدھشٹر کو گلے سے لگاتی تھی کبھی بھیم سین کو چمٹا لیتی تھی اگر ارجن کو ایک طرف سے سینے سے لگا لیا تو دوسری طرف نکل وسہدیو کو۔ وہ اپنے پیارے کلیجے کے ٹکڑوں کا منہ دیکھتی اور اپنے کو کوستی تھی کہ ہائے سارا قصور میرا ہے۔ میرے ہی سبب سے آج میرے بچوں کو یہ دن دیکھنا نصیب ہوا میں اس وقت کیوں نہ مر گئی میرے پران اس وقت نہ نکل گئے جب ست سرنگ سے سب کو لیکر پرتھی پر آئی۔ ہائے میں تو بے موت مرگئی جب میرے بیٹے نظر سے اوجھل ہونگے تو زندگی کیسے رہیگی۔ اے پرمیشور کسی کی آگی مجھ کو نہ آجائے تو میں تیری قدرت کی قائل ہو جاؤں۔ اب پران رکھنے سے فائدہ ہی کیا۔ اور آسمان مجھ پر پھٹ پڑ۔ اور زمین شق ہوجا۔ بہت زندگی کا لطف اٹھالیا۔ اب زیادہ ہوس نہیں ہے

اسے کرشن چندر دوارکا میں بیٹھے کیا کر رہے ہو ... ابھی تم ہی کچھ حق ہے

جہاں درروپدی کی لاج رکھی ہے - وہاں میری بھی بات رکھو - اور آرام سے خاک پر سلا دو - اس کے سوا میں اور کچھ نہیں چاہتی +

ادھر کنتی ایک ایک بیٹے سے چمٹ چمٹ کر دھاڑیں مارتی تھی - ادھر پانڈو بے سرپرست ماں کے حال زار پر آنسو بہاتے تھے - ایک ایسا عالم حسرت وافسوس تھا - کہ دیکھنے والوں کے کلیجے پھٹتے تھے - بدرجی کے دل کی کیفیت کچھ اور ہی تھی وہ لاکھ دل سنبھلتے تھے - مگر نہ سنبھلتا تھا - انہوں نے مہارانی کنتی کے قدموں پر سر رکھ دیا اور عرض کی کہ مہارانی - تمہارے بچے قول ہار چکے ہیں - انہیں بن میں جانے دو - جانتی ہو کہ یہ میرے کیسے پیارے ہیں - میں بھی تیرہ برس چھاتی پر پتھر رکھونگا - کیونکہ دھرم کا نباہ دینا ہی لوک پرلوک بنانے والا ہے +

دھرم رہے تو سب رہے دھرم گئے سب گئے

ان کو دھرم کی راہ میں چلنے دو - دھرم سب کام سدھ کریگا - اب ہی جدائی اس کے لئے ہمارا تمہارا فرض ہے - کہ زندگی کی دعا کریں - زندگی کے لئے تیرہ برس کیا سو پچاس برس بھی کچھ دور نہیں - آپ ان سب کو جانے دیجئے مجھ پر ہاتھ رکھئے آپ کو میں ماتا سے بڑھ کر سمجھونگا - اور آپ مجھے اپنے کلیجے کے ٹکڑوں کی طرح سمجھیں - تیرہ برس جنگل میں پھرنا دل لگی نہیں آپ کو تو پانڈو سر آنکھوں پر رکھینگے کسی حالت میں تکلیف نہ ہونے پائیگی - مگر ڈر یہ ہے کہ کورو جب پتہ لگا ئینگے - نشان ڈھونڈینگے - ایسی حالت میں ممکن ہے کہ آپ کی ہمراہی سے وہ اپنے کو پوشیدہ نہ رکھ سکیں اور پھر تیرہ برس کا بن باس اور نصیب ہو اس طرح ہمارے پیارے بھتیجوں کی عمر ہی صحرا نوردی کے سوا راج پاٹ کا سکھ نہ دکھائے ہمارا اس لئے میں ہاتھ جوڑ کر کہتا ہوں کہ آپ یہیں رہیں - بیٹوں کے حق میں دعائے خیر کریں اور سب کو جانے دیں +

مہارانی کنتی کا دل تڑپ رہا تھا - کلیجے کی ٹیس دم پھڑکا رہی تھی وہ کبھی ایک بیٹے کو دوڑ کر گلے سے لگاتی تھی - اور کبھی آنکھوں میں اندھیرا آجانے سے دوسرے بیٹے کو کلیجے سے لگاتے ہی غش کھا کر گر جاتی تھی

پانڈو صادق القول تھے یہ اپنی بات سے ہٹنے والے کہاں - جس طرح بنا ماتا کنتی کو سمجھا بجھا کر ڈھارس دے کر جنگل کو روانہ ہوئے اور مہارانی کنتی کو بدرجی کے پاس چھوڑا - یہ موقع عجیب دردانگیز تھا - تمام راج پاٹ ہارے ہوئے پانڈو جانی دشمنوں کے پہنچائے صدموں اور اپنی نداستوں کا خیال دل میں جمائے ہوئے اس دن کو یاد کر رہے ہیں جب ایک زمانہ آستان دولت پر سر جھکائے ہوئے تھا - جن بازوؤں نے تمام روے زمین کے زبردست سے زبردست راجوں مہاراجوں کی چولیں ڈھیلی کر کے راجسویہ جگیہ کو اس خوبی سے انجام کو پہنچایا کہ کوئی بھضگا بھی بھنک نہ سکا - کوئی مکھی بھی نہ بھنبھنائی آج وہ بازو شہبازوں کے پروں کی طرح دھرم کے ڈورے میں بندھے ہیں - طاقت پرواز تو ہے مگر مجبور ہیں - کہ ڈورے سے پر جکڑے ہوئے ہیں - راجہ جدھشٹر کچھ تو ضابطہ کچھ اپنی غلطی پر نادم وہ دل میں سوچتے تھے کہ ہائے میری بدولت میرے بھائیوں کا یہ حال ہوا - میرے ہی سبب سے مہارانی دروپدی پر یہ ظلم وستم ہوئے - اور اب میری ہی وجہ سے میرے پیارے بھائی راج کے سکھوں سے محروم ہو کر بن باس کے زمانے میں میری رفاقت اختیار کئے جاتے ہیں - ہائے جس ماتا نے دن کو دن رات کو رات نہ سمجھکر ہمیں اتنا بڑا کیا آج ہم اپنی بے سعادتی سے اس کو تیرہ برس کے واسطے تنہا چھوڑتے ہیں - اس دردناک نظارے کو الفاظ میں دکھا دینا قلم کا کام نہیں ہر شخص اپنے کلیجے پر ہاتھ رکھکر خود اندازہ کر سکتا ہے کہ ماں بیٹوں کی جدائی کے وقت ماں کا کیا حال ہوتا ہے - اور سعادتمند لڑکے دل کی کیا کیفیت ہوتی ہے - نالائقوں کا ذکر نہیں +

پانڈوؤں نے نہایت مجبوری سے چھاتی پر پتھر رکھ کر ماتا کنتی کو بدرجی کے پاس چھوڑا اور ماتا کنتی نے منہ پیٹ پیٹ کر بال نوچ نوچ کر چھاتی کوٹ کوٹ کر کلیجے کے ٹکڑوں کو کلیجے سے جدا ہوتے کی اجازت دی شہر میں کہرام تھا - اور گلی گلی میں ماتم عام کہ ہائے لائق پانڈو تیرہ برس کے لئے بن باس دیئے

تمام زمانے کے جعل ساز۔ پانسہ بنا بنا کر کمل ڈال کے لوٹا۔ ہم کچھ نہ بولے پھر بھی بات بات میں زہر اگل اگل کر کلیجے میں نشتر چبھوتا چلا جاتا ہے۔ زبان میں لگام نہیں دیتا منہ نہیں سی لیتا۔ تتنی لپ لپ چلی جاتی ہے۔ سمجھ لے کہ شامت سوار ہے۔ بھیم سین جو کہہ چکا وہ امرٹ ہے۔ جو زبان سے نکلیگا کر کے چھوڑے گا۔ اگر تیرا خون پی کر تیری بوٹی بوٹی نہ کاٹوں۔ تو دین و دنیا میں روسیاہ +

جدھشٹر۔ بھائی بھیم سین تم اتنے سمجھدار۔ پھر اس تو تو میں میں سے فائدہ سوت نہ کپاس کوری سے لٹھم لٹھا۔ جب وقت آئے تب دیکھ لینا۔ یوں فضول کی فضیحتی سے نتیجہ۔ آؤ چلیں +

یہ کہہ کر راجہ جدھشٹر نے بھیم سین کی بانہہ پکڑ لی۔ اور دوساسن کو چھوڑ کر وہاں سے روانہ ہونے لگے۔ درجودھن بھی ساتھ ہوئے۔ ظاہری غرض یہ تھی کہ چند قدم پہنچا دے مگر دل میں شرارت تھی۔ چلا تو بھیم سین کی نقل کرتا ہوا +

بھیم سین۔ او درجودھن بھیم سین کی طرح چلنے کے لئے منہ چاہیئے۔ تو میری نقل کر کے بھیم سین نہیں ہو سکتا وہی درجودھن رہے گا جسکو میں پٹخینا دیا کرتا تھا اور جس کے مان کو بھیم سین کا گدا توڑ کے چور چور کرے گا بھیم سین بھیم سین ہی ہے درجودھن کو بھیم سین سے کیا نسبت ہے

بوزینہ زنقل آدم انسان نشود

تو بھیم سین کا منہ چڑھاتا ہے۔ یاد رکھ کہ تو اور تیرے بھائیوں کو سر کچلے بغیر نہ ہونگا بھیم سین یہ کہتا ہوا چلا جا رہا تھا۔ جب وہ چپ ہوا تو ارجن شیر کی طرح گرجا کہ او درجودھن کس خیال میں ہے۔ تو ارجن کو نہیں جانتا کرن کے برتے پر پھول رہا ہے کرن چیز ہی کیا ہے یاد رکھ کہ جس کرن پر تجھ کو ناز ہے۔ جس کی تیر اندازی کے غرور میں تو اندھا ہو رہا ہے۔ اس کو اس کی فوج کے ساتھ خاک پر سلانے والا ہی ایک ارجن ہو گا۔ جس ارجن کے دل کو آج تو دکھا رہا ہے۔ وہ کرن کو مار کر تیرے کلیجے کے ٹکڑے اڑائے گا۔ جو پرتگیا کی ہے مجال کیا نہ پوری

ان کو بھیم سین کے زور بارود کا لقمہ سمجھ - تیری ران توڑے بغیر بھیم سین رہے یہ ناممکن - دوشاسن کا خون نہ چوسے کیا مجال - تیرے بھائیوں کے دھڑے نہ اڑائے ناممکنات سے - شکنی نے بڑا جعل فریب کیا ہے وہ سہدیو کے ہاتھ سے چٹنی ہوگا +

بھیم سین - اس وقت درجودھن جو چاہے گا لے - جب کہیں میدان جنگ میں اپنی پر چڑھ گیا تو ران توڑنا کیا - اگر اس کے سر کو پاؤں سے نہ کچلا تو پھر بھیم سین کی بات کیا - دوشاسن بہت گال بجاتا ہے - یہ سمجھ لے کہ اس کا خون بھیم سین ہی کے چوسنے کے لئے ہے - وہ سب کو بودی مار ماروں کہ سانس نہ آئے ایک ایک بھوئے میں سب کا کام تمام ہوگا - ایک ایک جھڑپ سب کا خاتمہ کریگی +

ارجن - اس وقت یہ سب مسخرہ پن کرتے ہیں تو کرتے دو - منہ چڑھاتے ہیں تو چڑھانے دو - ہم سب کو دھرم کا خیال ہے نہیں تو کورو چیز ہی کیا ہیں - لومڑیوں کو ماننا ہی کون بات - بھائی بھیم سین جی - آپ غصہ روکیں - غیظ و غضب نہ کریں تیرہ برس ہم لوگوں کو کاٹنا کچھ مشکل نہیں پل مارتے کٹ جائینگے چودھویں برس سب سمجھ لیا جائیگا - آج جو پڑ نگیا کی ہے - جس بات کا بیڑا اٹھایا ہے اس کو تیرہ برس کے بعد دکھا کر رہینگے - ارجن تب ارجن جب کرن کو اس کے ہیکڑی یا راجاؤں کے ساتھ خاک پہ لوٹتا اور خون میں ڈوبتا تڑتا دکھا دے -

درجودھن کرن کے بھروسے پر اکڑتا ہے - میں پکار کر کہتا ہوں کہ اس کی موت میرے ہاتھ ہے اگر نہ مارا تو میرا نام ارجن نہیں - میں چودہ برس تک صبر کرونگا افسوس مصیبتوں کی کچھ پروا نہیں - جہاں یہ مدت گذری بس ہم ہونگے - اور درجودھن اگر اس نے راج واپس کیا تو چاہے سورج پچھم سے نکلنے لگے - مگر میں بغیر راج لئے کسی کی جان نہ چھوڑونگا - اور اس وقت کی پرتگیا نہ پوری کروں تو منہ کالا کر کے دنیا کو منہ نہ دکھاؤں - اور شکنی تو اپنے چھل کپٹ پر اتراتا ہے - جس فریب پر ناز کرتا ہے - بناوٹی پاسے پر چھل کو درلے بے ایمانی پہ بغلیں بجاتا ہے - یہ نہیں جانتا کہ تیری ساری درستا نہال ... گا ... مجھ ... گا تو ...

चित्र नं० १६

स्वप्नध्यानम्

سپن دھیان

تصویر نمبر ۱۶

यस्यस्मरण मात्रेण जन्मसंसारबंधनात्। विमुच्यतेनमस्तस्मै विष्णवे प्रभविष्णवे

नमः समस्तभूतानामादिभूताय भूभृते अनेक रूप रूपाय विष्णवे प्रभ विष्णवे ॥

चित्र नं० ६

تصویر نمبر ۶

सम्वत्सर चक्रम्

سموت سر چکرم
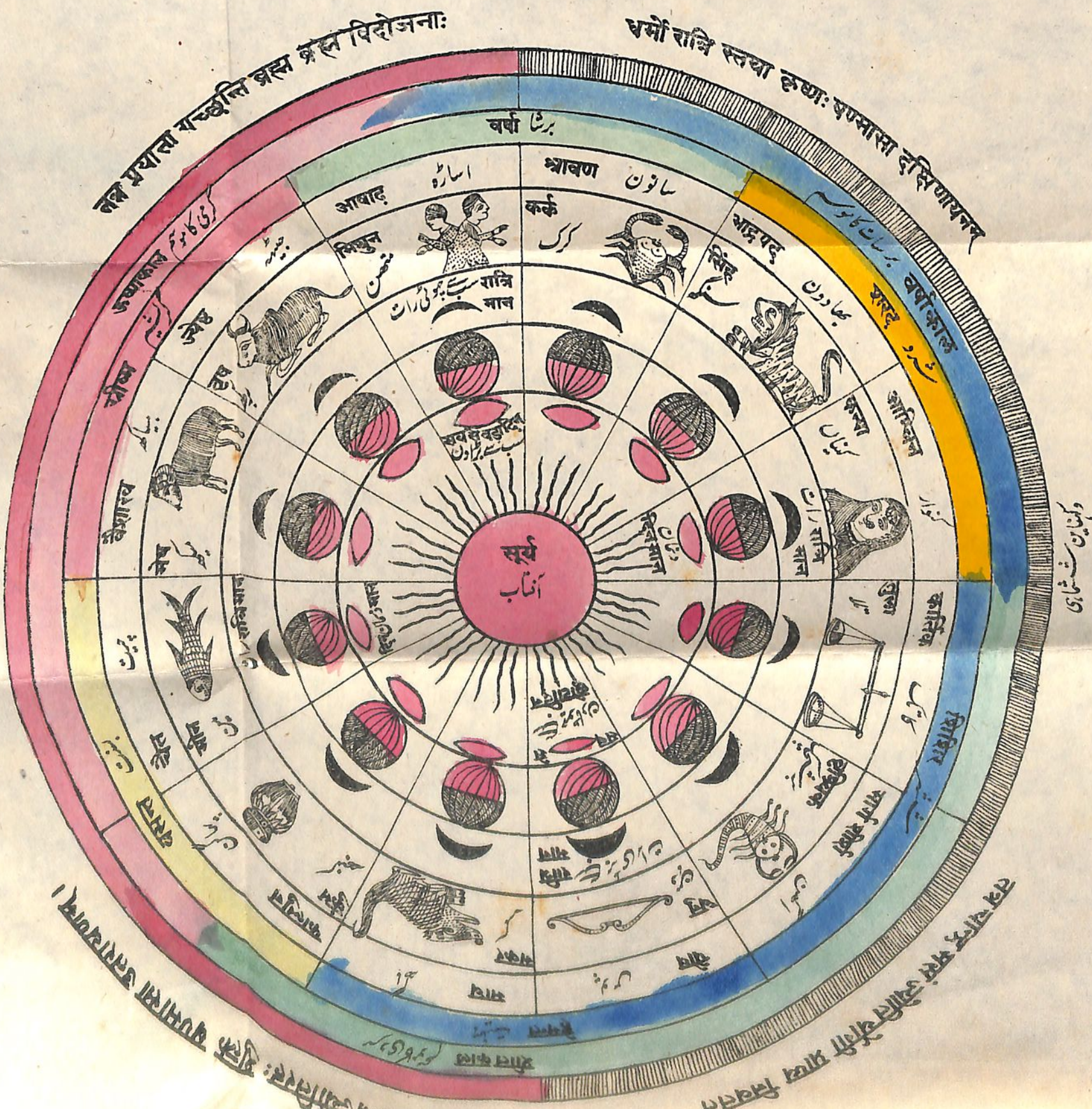
चित्र नं०५
युगचक्रम्
تصویر نمبر ۵
یگ چکرم
आब्रह्म भुवनाल्लोका पुनरावर्तिनोऽर्जुन। मामु पेत्यतु कौंतेय पुनर्जन्म नविद्यते॥
४३२००००
१७२८०००
१२९६०००
८६४०००
४३२०००
४३२००
४३२०
सतयुग
त्रेता
द्वापर
कलियुग
सहस्त्र युग पर्यन्त महर्य
रात्रि युग सहस्त्रान्तां तेऽहोरात्र विदोजनाः॥
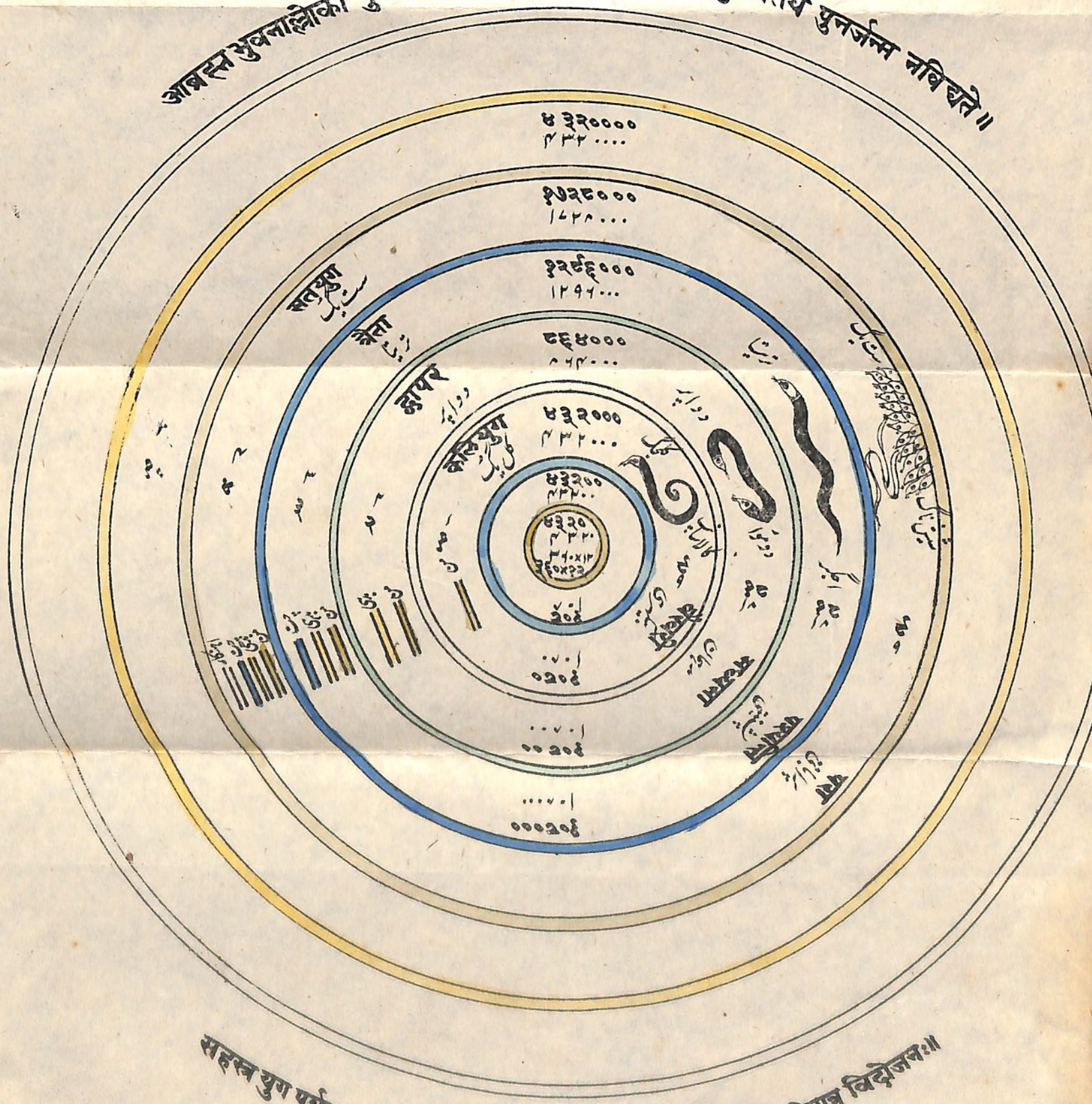
ऊर्ध्वमूलमधःशाखमश्वत्थं प्राहुरव्ययम्
छन्दांसि यस्य पर्णानि यस्तं वेद स वेदवित् ॥
पंचज्ञानेन्द्रिय
पंचकर्मेन्द्रिय
पंचमहाभूत
पंचतन्मात्रा
अधश्चोर्ध्वं प्रसृतास्तस्य शाखा गुण प्रवृद्धा विषय प्रवाला:
अधश्च मूलान्यनुसन्ततानि कर्मानुबन्धीनि मनुष्य लोके ॥
ॐकारो यस्य मूलं क्रमपद जठरं छंद विस्तीर्णशाखा । ऋक्पत्रं साम पुष्पं यजुरथ च फलं स्याद् अथर्वा प्रतिष्ठा ॥
यज्ञच्छाया सुशीता द्विजगण मधुपै र्गीयते यस्य नित्यम् । शक्तिः संध्या त्रिकालं दुरित भयहरः पातु वो वेद वृक्षः ॥
सच्छाया स्थिर धर्म मूल वलयः पुण्यालवालान्वितो । धी विद्या करुणा क्षमादि विलसति स्तीर्ण शाखा च्युतः ॥
संतोषो ज्ञल पल्लवः शुचियशः पुष्पः सदासत फलः । सर्वाशा पुरि पक्को विजयते श्री वेद कल्प द्रुमः ॥

चित्र नं० ११

शिव का भारत वर्ष दर्शन
कैलास
काशी
हिमालय पर्वत
राजपूताना
उज्जैन
नर्मदा
विन्ध्याचल
जगन्नाथ
गोदावरी
मदरास
रामेश्वर
कल्प वृक्ष
कामधेनु

ज्ञानलक्ष्म
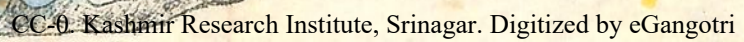
चित्र ७
تصویر نمبر ۷

आत्म भाव दर्शनं

آتم بھاو درشن

अणोरणीयान्

विष्टभ्याह मिदं कृत्स्न मेकांशेन स्थितोजगत

मया तत मिदं सर्वं जगदव्यक्त मूर्त्तिना
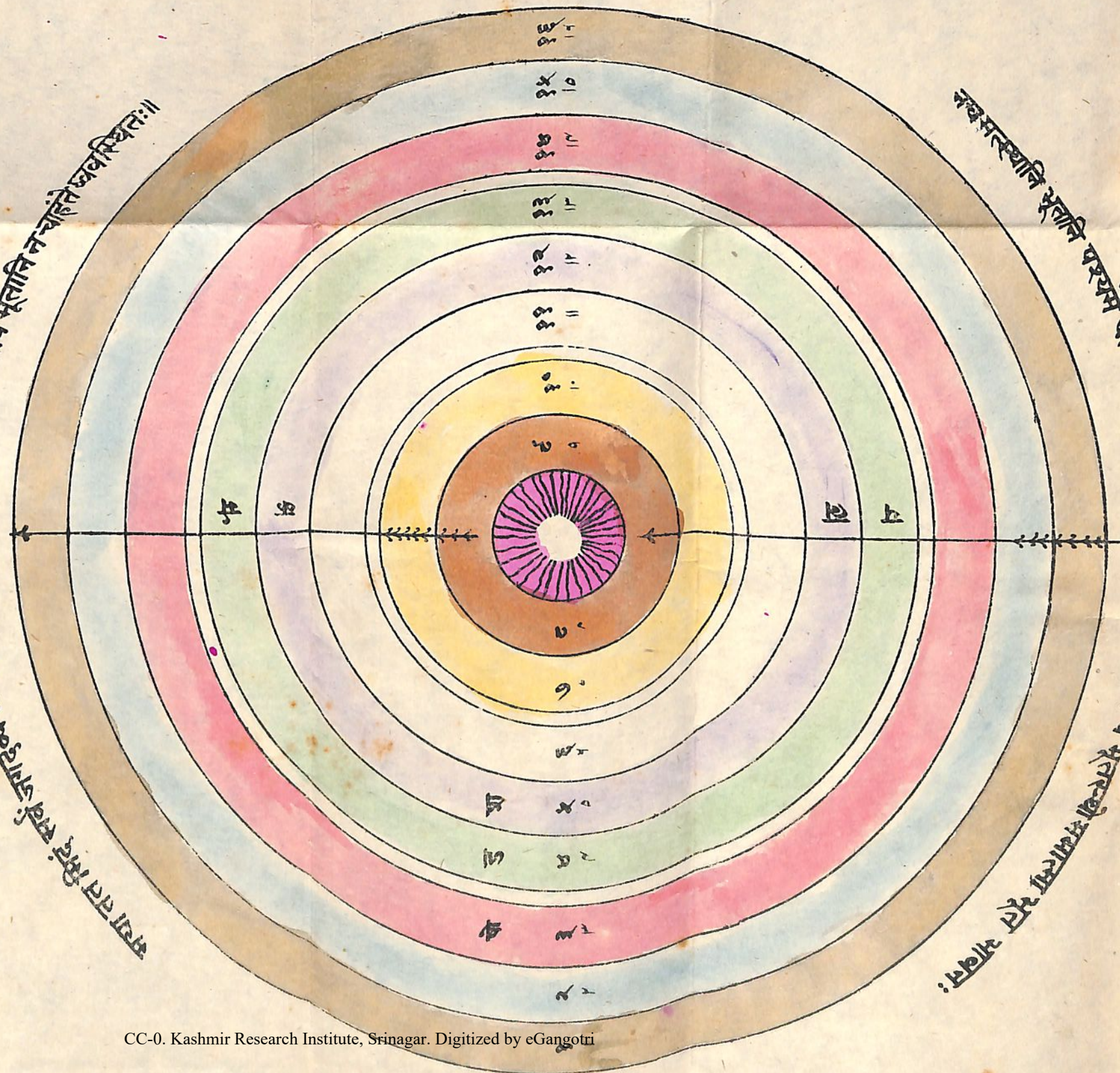
मत्स्थानि सर्व भूतानि न चाहंते ष्ववस्थितः॥

चित्र नं० ९
تصویر ۹
ज्योतिर्भानचक्र
جوتش بھان چکر
चरखः
چرخ
शनि
سنیچر
अश्विनी
اشونی
बृहस्पति
برہسپت
मंगल
منگل
सूर्य
سورج
बुध
بدھ
शुक्र
شکر
चन्द्र
چندر
मित्रा
ऊषा
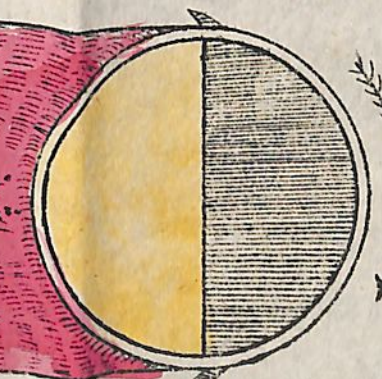
चित्र १५
ब्रह्मवाद्य दर्शनं
महतोमहीयान्
विराट
सत
पूर्ण मदः पूर्ण मिदं पूर्णात पूर्ण मुदच्यते
पूर्णस्य पूर्णमादाय पूर्ण मेवा वशिष्यति
अनादि
अद्वैतः
निरालंब
निर्द्वन्द
अलख
अनन्त
निरंजन
निराधार
निराकार
अक्रियः
निष्क्रिया
प्रज्ञानं
पुराण
पूर्ण ८
ब्रह्म
सत्यम
पूर्ण ७
आनंद
सनातन
शुद्ध
बुद्धि
वासुदेव
आत्मा
तपः
जनः
महः
मनः
खं
वायु
स्वः
भुवः
भू
अनंत
आपः
वैशेषिक
सांख्य
वेदांन्त
पातांजल
विभु
स्वर
कूटस्थ
ग्यान
अहं
गंधार
मध्यम
पंचम
आदित्य
भूमि रापो नलो वायु खं मनो बुद्धिरेवच।
अहंकार इतीयं मे भिन्ना प्रकृतिरष्टधा ॥
अपरे यमित स्त्वन्यांप्रकृतिं विद्धिते परां।
जीव भूतां महा बाहोय येदं धार्यतेजगत् ॥
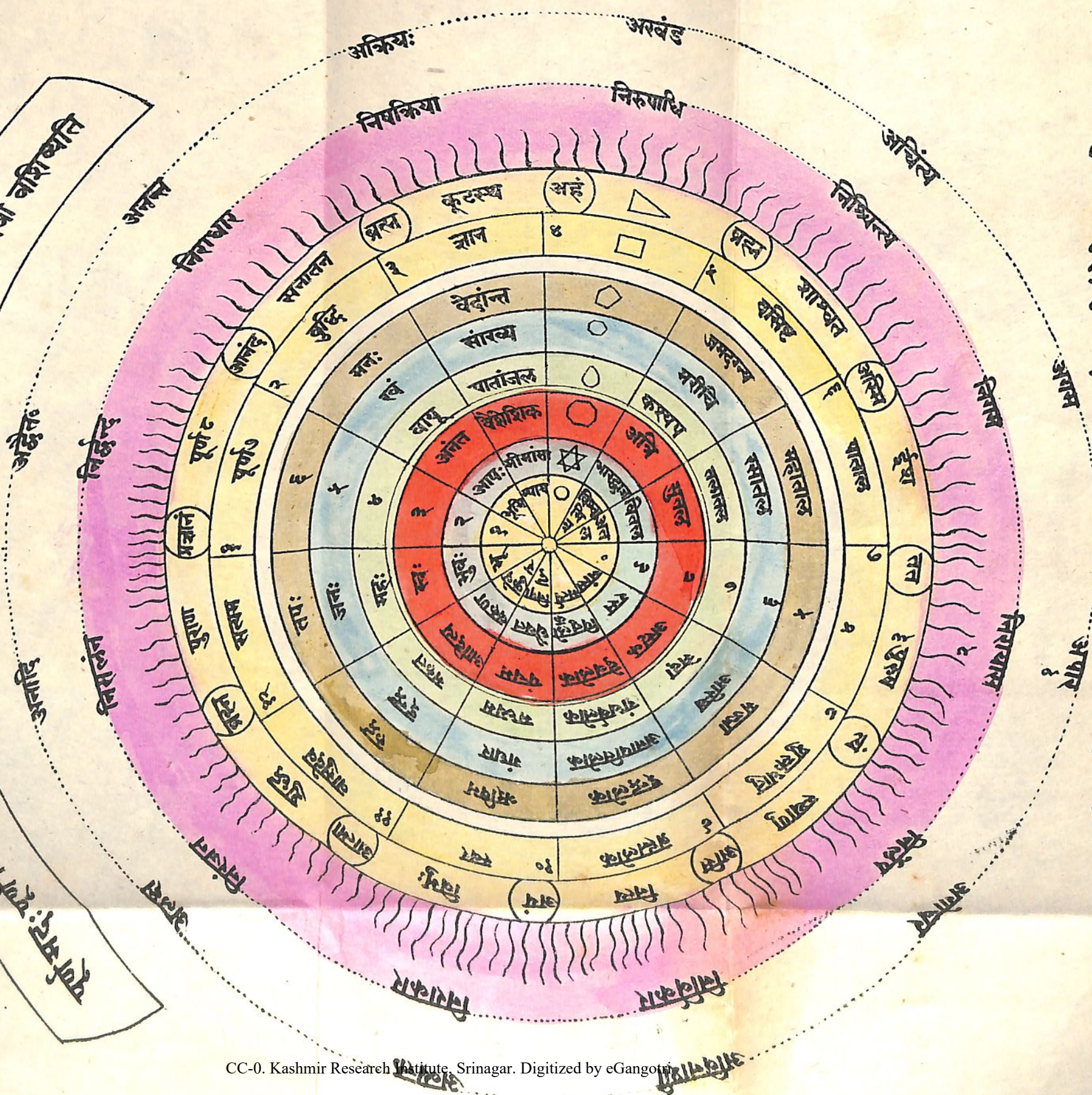
کرشن پکش
कृष्णपक्ष

प्रथमा द्वितीया तृतीया चतुर्थी पंचमी षष्ठी सप्तमी अष्टमी नवमी दशमी एकादशी द्वादशी त्रयोदशी चतुर्दशी पूर्णिमा